اس شمارے کے اہم مضامین

- اردو میں پیراگراف شماری
- فنِ ترجمہ اصول و مبادی
- نسخ + تعلیق = نستعلیق
- ۱۹۸۴ء کی مطبوعات مقتدرہ پر ایک نظر
- بھارت میں اردو

معروضات

۷۵۲ء

اسلام آباد سے "اخبارِ اردو" کے اجرا کو ایک سال پورا ہو گیا ہے۔ اس عرصے میں ہماری کوشش رہی ہے کہ ماہنامے کے اوراق مقتدرہ قومی زبان کے مقاصد کی تا بامکان ترجمانی کرتے رہیں۔

ہر جریدے کی طرح "اخبارِ اردو" کے لیے الفاظ کے ذریعے ہی منزلِ مراد کی جانب بڑھنا ممکن تھی اور ہمارے گزشتہ شمارے وہ نقوش پا ہیں جن سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ ہم اس سفر میں کہاں سے کہاں تک پہنچ پائے ہیں۔ نہ ہم اپنی آبلہ پائی کی بات کرنا چاہتے ہیں نہ خارہائے راہ کا تذکرہ، بلاشبہ یہ دونوں چیزیں رفتار کو متاثر کرتی ہیں لیکن قربِ منزل کا لمحہ بہ لمحہ احساس ان کو گوارا بناتا جاتا ہے۔

ہم نے "اخبارِ اردو" میں قومی زبان کے ان مسائل پر صاحب رائے لوگوں کے خیالات پیش کیے ہیں جن کا بالواسطہ اور بلاواسطہ نفاذ اردو سے تعلق ہے۔ اسی طرح اردو اور دیگر پاکستانی زبانوں کا تعلق و تعامل بھی موضوعِ سخن رہا ہے۔ آپ سب کی طرح ہمیں بھی احساس ہے کہ نفاذ اردو کا خواب وضع اصطلاحات اور استناد کے بغیر تعبیر آشنا نہیں ہو سکتا۔ ہم نے اصولی مضامین کے علاوہ قارئین کو اس سے بھی آگاہ کرنا ضروری سمجھا ہے کہ مصر، سعودی عرب، اردن، ایران اور ملائیشیا ایسے ممالک اصطلاحات سازی کے صبر آزما کام سے کیوں کر عہدہ برآ ہوئے ہیں۔

جیسا کہ گزشتہ شمارے میں لکھا گیا تھا اس شمارے سے ہم نے "اخبار اردو" کی ضخامت کو ڈیڑھ گناہ کر دیا ہے اور یوں ان اربابِ قلم کی ذمہ داری میں اضافہ ہو گیا ہے جن کا تعاون کل بھی ہمارے لیے وجہ اطمینان وافتخار تھا اور آئندہ بھی رہے گا۔

قیمت: ایک روپیہ سالانہ: دس روپے

ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی

اُردو میں پیراگراف شماری

ہمارے دفاتر میں بفضلِ خدا، اُردو کو انگریزی کی جگہ اختیار کرنے کا آغاز ہوچکا ہے اُردو آہستہ آہستہ انگریزی کی جگہ لے رہی ہے۔ اردو بہت سے مرحلے طے کرکے اس مقام پر پہنچی ہے۔ بطور دفتری زبان اردو کا تجربہ برِ صغیر کی بہت سی زبانوں کے مقابلے میں وسیع بھی ہے اور طویل بھی۔ موجودہ تقاضوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے اردو میں جو بنیادی کام کرنے ضروری تھے وہ کیے گئے۔ دفتری اصطلاحات کا اُردو میں ترجمہ مکمل ہوا، ٹائپ اور نُودنویسی کی طرف توجہ دی گئی لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ اب کرنے کا کوئی کام باقی نہیں رہا اس سطح پر اردو کے نفاذ سے اردو استعمال کرنے والوں کو کچھ مشکلات یقیناً پیش آرہی ہوں گی۔ ان کی نشاندہی کرکے انہیں دور کرنے کی کوشش کرنی چاہیے مگر بعض اوقات ایسے موقعوں پر دو عجیب وغریب روّیے دیکھنے میں آتے ہیں ایک تو اردو کے پرجوش حامیوں کا ہے جو اس قسم کی مشکلات کے سرے سے قائل ہی نہیں وہ اردو کی محبت میں اس کی کسی کمزوری کا ذکر تک سننے کے لیے تیار نہیں ہیں ان کا جذبہ قابلِ قدر ہونے کے باوجود حوصلہ افزا نہیں۔ دوسرا رویہ ان انگریزی زدگان کا ہے جو ان معمولی مشکلات کو اردو کی نارسائی کی دلیل بنا کر پیش کرتے ہیں اور لوگوں کو اردو سے بدظن کرنے میں مصروف ہیں۔ یہ دونوں روّیے اردو کی پیشرفت کو متاثر کرسکتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بعض کاوشوں کی وجہ سے دفتروں میں اردو کے نفاذ کا کام آسان ضرور ہوگیا لیکن جب یہ اردو دفتروں میں استعمال ہوگی تو کچھ نئے مسائل بھی پیدا ہوں گے ان مسئلوں پر نظر رکھنے اور ان کا حل سوچنے کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ اس مضمون میں اسی قسم کا ایک مسئلہ لیا گیا ہے۔ اس کا تعلق دفتری تحریروں میں پیراگراف شماری سے ہے۔ پیراگرافوں کی گنتی کے لیے انگریزی میں ہندسوں اور حرفوں سے کام لیا جاتا ہے اردو میں ہم یہی کام کس طرح کرسکتے ہیں اور اس کام کی مشکلات پر کس طرح قابو پایا جاسکتا ہے یہی اس مضمون کا موضوع ہے۔

انگریزی میں پیراگراف شماری کے لیے اعداد و حروف کی مندرجہ ذیل صورتیں عام طور پر استعمال ہو رہی ہیں۔

(۱) انگریزی اعداد ۱، 2، 3، 4 وغیرہ
(۲) رومن اعداد I، II، III، IV "
(۳) انگریزی اعداد قوسین میں (1)، (2)، (3) "
(۴) رومن " " (i)، (ii)، (iii) "
(۵) بڑے انگریزی حروف A، B، C "
(۶) چھوٹے انگریزی حروف a، b، c "

انگریزی میں پیراگراف شماری عموماً انہیں چھ صورتوں میں ہورہی ہے ایک دو اس کے علاوہ بھی ہیں مگر ان سب کی بنیاد انگریزی اور رومن اعداد اور انگریزی کے چھوٹے بڑے حروف پر ہے۔

اُردو میں حروف و اعداد کا یہ تنوع موجود نہیں ہے۔ اُردو

میں صرف سادہ اعداد ۱، ۲، ۳ وغیرہ اور حروف ا، ب، ج وغیرہ رائج ہیں۔

جس طرح انگریزی میں رومن ہندسے استعمال ہو رہے ہیں اردو میں کسی اور قسم کے ہندسے استعمال نہیں ہو سکتے۔ اس سلسلے میں زیادہ سے زیادہ عربی فارسی کی طرف ہی رجوع کیا جا سکتا ہے لیکن ان میں زیادہ فرق نہیں ہے۔ فارسی اور عربی کے ہندسے تو ایک ہی طرح لکھے جاتے ہیں اس کا اندازہ مندرجہ ذیل جدول سے کیا جا سکتا ہے۔

اردو	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰
عربی	١	٢	٣	٤	٥	٦	٧	٨	٩	١٠
فارسی	۱	۲	۳	۴	۵	۶	۷	۸	۹	۱۰

عربی و فارسی میں صرف ۴، ۶، ۷ اردو سے مختلف انداز میں لکھے جاتے ہیں، اس لیے ہم ان دونوں زبانوں کے اعداد سے وہ فائدہ نہیں اٹھا سکتے جو انگریزی میں رومن اعداد سے اٹھایا جا رہا ہے۔ اب ایک صورت تو یہ ہے کہ پیراگراف شماری میں صرف اردو اعداد سے کام چلایا جائے اور ذیلی پیراگرافوں کے لیے حروفِ تہجی ا، ب، ج وغیرہ استعمال کیے جائیں یا پھر ذیلی پیرے کا نمبر بھی ہندسوں میں لکھا جائے لیکن یہ ہندسے لفظوں میں لکھے جائیں اس صورت میں عدد ترتیبی لکھنا زیادہ بہتر ہوگا یعنی ایک، دو، تین کی بجائے پہلا، دوسرا، تیسرا لکھا جائے۔

دس تک فارسی اعداد بھی اردو میں عام طور پر سمجھے جاتے ہیں۔ اس لیے انہیں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اردو اور فارسی الفاظ میں پیراگراف شماری اس طرح ہو سکتی ہے،

فارسی: اول دوم سوم چہارم پنجم ششم ہفتم ہشتم نہم دہم
اردو: پہلا دوسرا تیسرا چوتھا پانچواں چھٹا ساتواں آٹھواں نواں دسواں

ہندسوں کا لفظوں میں لکھنا محدود پیمانے ہی پر مناسب معلوم ہوتا ہے ۵۶ کو فارسی میں پنجاہ وششم اور اردو میں چھپنواں لکھنا تکلف ہی ہوگا۔

پیراگراف شماری کے لیے اردو حروف تہجی کا استعمال بھی غور طلب ہے۔ اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل طریقے رائج ہیں۔

۱۔ الف سے یا تک اردو کے تمام مفرد حروف کا استعمال
۲۔ الف سے یا تک مفرد حروف کا استعمال ابجدی ترتیب سے
۳۔ الف سے یا تک صرف انفرادی شکل کے مفرد حروف کا استعمال
۴۔ مرکب حروف کا استعمال

پہلے ہم نمبر دو کو لیتے ہیں اس میں حروف ابجدی ترتیب سے اس طرح لکھے جاتے ہیں۔

ا ب ج د   ہ و ز   ح ط ی   ک ل م ن   س ع ف ص
ق ر ش ت   ث خ ذ   ض ظ غ

لیکن اس ترتیب کا یاد رکھنا آسان کام نہیں ہے اس کے علاوہ اس میں کل ۲۸ حروف آتے ہیں۔

نمبر ایک، ابجدی ترتیب کے مقابلے میں بہت زیادہ آسان ہے الف سے یا تک حروف کی ترتیب یاد رکھنا بھی مشکل نہیں ہے اور ابجدی الفبا کے مقابلے میں ان کی تعداد بھی زیادہ ہے۔ لیکن اس ترتیب میں قباحت یہ ہے کہ اردو میں ہم شکل حروف کافی ہیں اور ان میں امتیاز صرف نقطوں ہی سے قائم رہتا ہے اس لیے نقطوں کے اِدھر اُدھر ہونے سے حرف کچھ کا کچھ ہو جاتا ہے۔ ہم شکل حروف کی گروہ بندی کی یہ صورتیں ملاحظہ فرمائیں۔

ب پ ت ٹ ث
ج چ ح خ
د ڈ ذ
ر ڑ ز ژ
س ش
ص ض
ط ظ
ع غ
ک گ

ہم شکل حروف کے استعمال میں غلطیوں سے بچنے کی صرف ایک ہی صورت ہے کہ حروف کے گروہ میں سے صرف پہلا حرف استعمال کیا

جائے۔ تیسری صورت میں بھی کیا جاتا ہے اور اس میں مندرجہ ذیل حروف اس ترتیب سے لیے جاتے ہیں۔

ا ب ج د ر س ص ط ع ف ک ل م ن
و ہ ء ی ے

اس ترتیب میں حروف کی انفرادی شکلیں اختیار کرنے کی وجہ سے غلطیوں کا امکان تو کم ہو گیا مگر حروف کی یہ تعداد ضرورت کے مقابلے میں ناکافی ہے لیکن اس کا حل چوتھی صورت میں موجود ہے۔ تیسری صورت کے مطابق الف سے یا تک پیراگراف شماری کرنے کے بعد پھر الف سے شروع کریں اور اس بار دو دو حروف لیے جائیں۔

مثلاً

اب ، اج ، اد ، ار ، اس .... الخ
با ، بج ، بد ، بر ، بس .... الخ
جا ، جج ، جد ، جر ، جس .... الخ
دا ، دج ، دد ، در ، دس .... الخ

مرکب حروف کے استعمال میں احتیاط لازم ہے۔ اسے پیراگراف کی اصل عبارت سے الگ کر کے لکھنا چاہیے اصل عبارت سے ملا کر پڑھنے سے بعض اوقات دشواری پیش آسکتی ہے۔ مرکب حروف کو ملائے بغیر بھی لکھا جا سکتا ہے اور ملا کر بھی۔ لیکن دونوں صورتوں میں اس کے نیچے ایک خط کھینچ دینا چاہیئے تاکہ پڑھنے والا اس کو اصل پیراگراف کی عبارت کے ساتھ نہ ملا لے۔ مرکب حروف کے استعمال سے حروف کی ناکافی تعداد کا مسئلہ باقی نہیں رہے گا۔

اُردو پیراگراف شماری کے لیے بہتر یہی ہوگا کہ اردو اعداد و حروف سے استفادہ کیا جائے اور اس مقصد کے لیے ان کی مندرجہ ذیل صورتیں استعمال کی جا سکتی :

۱۔ اعداد ۱، ۲، ۳، ۴
۲۔ اعداد قوسین میں (۱)، (۲)، (۳)، (۴)
۳۔ مفرد اردو حروف ا، ب، ج، د ..... الخ
۴۔ مرکب اردو حروف اب، اج، اد ..... الخ
۵۔ اول، دوم، سوم، پہلا، دوسرا، تیسرا۔

سیّد مشکور حسین یادؔ

اُردو کا آئینہ

اپنے ہیں جس میں اجنبی صورت لیے ہوئے
اردو کا آئینہ ہے وہ حیرت لیے ہوئے

ہیں جس میں ہر زبان کی قوسِ قزح کے رنگ
اردو زبان ہے وہ طراوت لیے ہوئے

اپنی زباں کی تازگی ہے سلطنت بدوش
ندرت ہے اِس کی جلوۂ قدرت لیے ہوئے

حل کر سکے نہ مسئلہ قومی زبان کا
ہم بھی ہیں خوب جذبۂ غیرت لیے ہوئے

اُردو رسیلی خوٗ کو تری ہم نہ پا سکے
ہم بھی ہیں کیا شعور کی غربت لیے ہوئے

اِس کے مقابلے میں فرنگی زباں سے ہم
یوں خوش ہیں جیسے کوئی سعادت لیے ہوئے

سُنتا نہیں ہے کوئی یہاں تو کسی کی بات
پھرتے رہو زبان کی حرمت لیے ہوئے،

دل میں کچھ اور یادؔ زباں پر کچھ اور ہے
یہ آپ کون سی ہیں بلاغت لیے ہوئے

عطش درانی

فنِ ترجمہ: اصول و مبادی

فنِ ترجمہ وہ واحد میدان ہے، جسے آج تک نظری اور اصولی پہلوؤں سے نظر انداز کیا جاتا رہا ہے۔ جب کہ مسلمانوں کے ہاں ترجمے کی تاریخ ان کے تہذیبی اور سیاسی پہلوؤں کے ساتھ ساتھ چلتی رہی ہے۔ یونانی اور سریانی سے عربی اور پھر فارسی ترجمہ کی رفتار اسلام کے ابتدائی عہد میں خاصی تیز رہی ہے۔ پھر یہ رفتار اگلے پانچ سو برس تک سیاسی وجوہ کی بنا پر سست پڑ گئی۔ اب پھر پچھلے دو تین سو برس سے خصوصاً موجودہ صدی میں فنِ ترجمہ عروج پر ہے اور آج یہ ایک بنیادی علمی ضرورت بن گیا ہے۔

عرصے سے ضرورت محسوس کی جا رہی تھی کہ اردو میں فنِ ترجمہ کا علمی اور نظری جائزہ لیا جائے اور اس کے تکنیکی اصولوں کو مبسوط انداز میں پیش کیا جائے چنانچہ اس علمی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے فنِ ترجمہ کے اصول و مبادی کا خاکہ تجویز کیا جا رہا ہے۔

فنِ ترجمہ کے میدان میں ہاشمی فرید آبادی نے بنیادی طور پر اس کے نظری پہلو پر قلم اٹھایا۔ ڈاکٹر لائٹنر، مولوی عبدالحق، مولوی وحیدالدین سلیم، عبدالمجید سالک، مولانا ظفر علی خان، مولانا محمد حسین آزاد، ڈاکٹر سید عبداللہ، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر مسکین علی حجازی، حاجی احمد فخری، ڈاکٹر جمیل جالبی، جیلانی کامران، انیس ناگی، ظ انصاری، ممتاز حسین، ڈاکٹر سہیل احمد خان، سید باقر حسین اور سید عابد علی عابد نے بھی فنِ ترجمہ کے اصولوں پر اظہارِ خیال کیا ہے۔ اس کے علاوہ ضمنی طور پر ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ، حامد حسن قادری، ڈاکٹر گیان چند، ابنِ حنیف، میرا جی، عبدالرشید فاضل، عبدالرحمٰن طارق، رفیق خاور، ایس اے رحمان، گل بادشاہ، ظفر احمد صدیقی، مولوی میر حسن، حسن الدین احمد، ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، صوفی تبسم، محمد حسن عسکری، امجد اسلام امجد، اور ممتاز حسین نے بھی قلم اٹھایا ہے۔

فنِ ترجمہ کے بارے میں پہلی بات تو یہ تسلیم کر لینی چاہیے کہ کسی بھی زبان سے دوسری زبان میں وہ ترجمہ ممکن نہیں جسے ہم عرفِ عام میں ممکن سمجھتے ہیں۔ ایڈورڈ ڈسی بشش "تاریخ زبان انگریزی" میں لکھتے ہیں کہ کسی فن پارے یا ادبی تخلیق کے مافیہ کو ترجمے کے ذریعے کسی دوسری زبان میں منتقل کرنا ممکن نہیں کیونکہ ہر زبان کا اپنا مزاج، اپنا آہنگ اور اسلوب و پیرایہ بیان ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں روزمرۂ تشبیہات، محاورات، ضرب الامثال، استعارات و کنایات، مخصوص معاشرتی معاشی، تاریخی اور سیاسی زندگی کی نمائندگی اور تہذیب و تمدن کی عکاسی کرتے ہیں۔

سید عابد علی عابد نے بھی "اصول انتقادِ ادبیات" میں یہی لکھا ہے کہ کسی بھی لفظ کا مفہوم کسی دوسرے لفظ سے ادا نہیں کیا جا سکتا۔

اس کے باوجود کہ کسی زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ممکن نہیں ہے تراجم کا ایک انبار لگتا چلا جا رہا ہے ترجمے کی ان کاوشوں کا جائزہ لینے پر معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ اسلوب اور معانی کا ترجمہ ممکن نہیں مگر مفہوم اور مطلب کو دوسری زبان میں بیان کرنا بالکل ممکن ہے لیکن بقول مولوی عبدالحق "یہ کام اس سے ہو سکتا ہے جس کے قلم میں زور اور جسے زبان پر قدرت ہو" صاف ظاہر ہے کہ ترجمہ محض متبادل اور مترادف لفظ کے استعمال کا نام نہیں بلکہ اس سے مقصود یہ ہے کہ اپنی زبان میں نہ جاننے والے افراد کے لیے کسی دوسری زبان کی نگارشات کے مطلب اور مفہوم کو بیان کر دیا جائے اور اپنی زبان کے اسلوب و پیرائے میں۔ اس لحاظ سے گویا ترجمہ ایک تخلیقی بازیافت کا نام ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک اچھا ترجمہ ہمیشہ تخلیقی ہوتا ہے اور کوئی شخص اگر اصل کو پڑھ لے تو ترجمے کو پڑھتے ہوئے بھی اسے وہی زورِ بیان اور فصاحت و بلاغت ملے جو اصل میں موجود تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اچھے ترجمہ اور تخلیق میں کوئی فرق نہیں ہونا چاہیے تو ہم اسے ترجمہ ہی کیوں کہیں، تخلیق کیوں نہ قرار دیں؟ اس میں بنیادی بات یہ ہے کہ مترجم کسی دوسرے کی تخلیق کی بازیافت کرتا ہے وہ نہ تو اس میں تبدیلی کرتا ہے، نہ ترمیم نہ اضافہ، کردار تخلیق کرتا ہے اور نہ پلاٹ، خاکے یا منصوبے میں کوئی رد و بدل کرتا ہے یوں اس کا ترجمہ بہر حال ترجمہ ہی رہے گا خواہ وہ تخلیق کے کتنا ہی قریب ہو۔

جدید دور میں فنِ ترجمہ نہ صرف صحافتی، ادبی اور علمی ضرورت ہے بلکہ تیزی سے بڑھتی ہوئی سائنسی دنیا اور روز افزوں ٹیکنالوجی خصوصاً کمپیوٹر سائنس میں بھی اہمیت اختیار کر گیا ہے۔ اس کے باوجود ترجمے کا تعلق لسانیات اور اسلوب کے میدانوں سے ہے۔ چنانچہ جب ہم ترجمے کے اصول و مبادی کا ذکر کریں گے تو لسانیاتی مسائل اور اسلوب کے انداز پر مباحث کو پیشِ نظر رکھنا ہوگا۔ زیرِ نظر سطروں میں ہم قواعدِ زبان اور اسلوبِ بیان کے عمومی اصولوں کو زیرِ بحث تو نہیں لائیں گے البتہ ایسے تکنیکی پہلوؤں اور فنی مہارت کے اصولوں کا ذکر کرتے ہوئے جہاں کہیں صرف و نحو اور بیان کو زیرِ بحث لانا ہوگا، ان سے صرفِ نظر نہیں کیا جائے گا۔

جہاں تک ترجمے کی تعریف کا تعلق ہے اسے ہم ان الفاظ میں بیان کر سکتے ہیں کہ ترجمہ کسی زبان پر کیے گئے ایسے عمل کا نام ہے جس میں کسی اور زبان کے متن کی جگہ دوسری زبان کا متبادل متن پیش کیا جائے۔ اس تعریف میں معانی، مفہوم، مطلب، اندازِ بیان اور اظہارِ بیان اسلوب اور انداز کے تمام پہلو آ جاتے ہیں۔ چونکہ بنیادی طور پر یہ فن زبان سے تعلق رکھتا ہے اس لیے اس کے نظری پہلو کو ہم ترجمہ کا لسانیاتی نظریہ قرار دے سکتے ہیں۔

لسانیاتی نظریات اس بات سے بحث کرتے ہیں کہ زبانیں کیونکر کام کرتی ہیں۔ یہ نظریہ بنیادی طور پر ایک سائنسی نظریہ ہے جو زبانوں کے بارے میں ہمارے مطالب اور مشاہدات کو عمومیت بخشتا ہے۔ دنیا کی زیادہ تر زبانیں عام طور پر اس نظریے پر شاہد ہیں۔ چند زبانیں مثلاً چینی یا جاپانی ایسی بھی ہیں جو اس بنیادی لسانی نظریے سے انحراف کرتی ہیں یہ لسانی نظریہ ایڈنبرا یونیورسٹی کے پروفیسر ایم اے کے ہالی ڈے نے پیش کیا ہے۔ آئندہ سطور میں ہم ہالی ڈے اور پروفیسر فرتھ کے نظریات کو عمومی طور پر اپنی بحث کی بنیاد بنائیں گے، تاہم جہاں تک ترجمے کی افقی اور عمودی سطحوں کا تعلق ہے ہم نے ان سے اختلاف اور انحراف بھی کیا ہے۔

پاکستان میں ترجمے کی ضرورت اس علمی ضرورت سے چنداں مختلف نہیں جو جدید علمی اور صحافتی دنیا کو درپیش ہے، علمی ادبی اور صحافتی ضرورت کے ساتھ ساتھ پاکستان میں اس فن کی اس لیے بھی ضرورت ہے کہ سرکاری، دفتری، عدلیہ اور مقننہ میں جس قدر جلد ممکن ہو غیر ملکی زبان سے پیچھا چھڑایا جا سکے۔ دفتری اور سرکاری امور اپنی قومی زبان میں انجام دیے جا سکیں۔ پاکستان میں "انجمن ترقی اردو"، "سائنٹیفک سوسائٹی"، "زرعی یونیورسٹی فیصل آباد"، "ترقی اردو بورڈ"، (اردو لغت بورڈ)، "مجلس ترقی ادب"، "مرکزی اردو بورڈ" (اردو سائنس بورڈ)، "مجلس زبان دفتری پنجاب"، "آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس کراچی"، "اردو اکیڈمی لاہور"، "اسلامی نظریاتی کونسل"، "وزارت قانون"، "ادارۂ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب"

"شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی"، "ہمدرد فاؤنڈیشن" اور "مقتدرہ قومی زبان"، سرکاری اور نیم سرکاری اور نجی سطح پر ترجمے کا کام انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان بھر کے اردو اخبارات صحافتی ترجمے کو اپنی ضرورت کے پیش نظر فروغ دے رہے ہیں۔ اور ادیب بھی مختلف ادبی کاوشوں، خصوصاً شاعری، افسانے، ڈرامہ کی اصناف میں خاطر خواہ ادبی خدمات انجام دے رہے ہیں تاہم اس ضمن میں اخباروں کے خصوصی ایڈیشنوں، ادبی رسالوں اور ڈائجسٹوں کا ذکر بھی ضروری ہے جو ہزاروں، لاکھوں، مضامین کو اردو کے قالب میں ڈھال چکے ہیں۔

مگر ان سب کاوشوں میں ایک بات خلط ملط ہو کر رہ گئی ہے وہ یہ ہے کہ ترجمے کو اس کے تکنیکی اصولوں کے ساتھ صحیح طور پر بہت کم برتا گیا ہے۔ اردو میں متناسب اور خوبصورت ترجمے کی مثال ڈاکٹر ڈریپر کی کتاب "معرکہ مذہب سائنس" ہے، جس کا ترجمہ مولانا ظفر علی خان نے کیا تھا۔ اس میں ترجمے کی سطح اور تکنیک کا بخوبی استعمال کیا گیا ہے

جب ہم ترجمہ کی سطح کی بات کرتے ہیں تو دراصل ہم اس بات کو ملحوظ رکھتے ہیں کہ انسان کی سماجی صورت حال اس سطح کے ساتھ کیونکر نسبت رکھتی ہے یہ نسبت زبان کی مختلف سطحوں کی درجہ بندی کو ظاہر کرتی ہے اس کو ہم لسانیاتی تجزیہ بھی کہتے ہیں آگے چل کر یہ تجزیہ قواعد اور صوتیات کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ زبان ایک نفسیاتی کردار یا طرز عمل ہے اور یہ انسان کا سب سے بنیادی اور اہم کردار ہے۔ سوچ سے اظہار تک کئی پیچیدہ نفسیاتی عوامل کارفرما ہوتے ہیں۔ لیکن جہاں تک اظہار کا تعلق ہے یہ دو صورتیں اختیار کرتا ہے۔ ایک آواز کی صورت اور دوسری جسمی حرکات کی صورت۔ آواز کی صورت کو ہم صوتی یا تقریری اظہار کا نام اور جسمی حرکات کی صورت کو اشاراتی یا تحریری صورت کا نام دیتے ہیں۔ آگے چل کر ترجمے کے اس پہلو یعنی لسانیاتی تجزیے سے ہم تکنیکی امور کے جائزے کا آغاز کریں گے۔

لسانیاتی نظریے کی رو سے فن ترجمہ تقابلی لسانیات کی ایک شاخ ہے۔ دنیا کی کسی بھی دو زبانوں کے درمیان ترجمے کا کام انجام دیا جا سکتا ہے۔ خواہ وہ کسی لسانی رشتے سے وابستہ ہوں یا انتہائی غیر متعلق ہو۔ زبانوں کے درمیان یہ تقابلی مطالعہ ان میں یکسانیت تلاش کرنا نہیں ہوتا بلکہ دو طرفہ تبدیلیٔ مفہوم یا دوسرے لفظوں میں ان میں ترجمہ پذیری کا جائزہ لینا مقصود ہوتا ہے۔ اس لحاظ سے تقابلی لسانیات فن ترجمہ سے ہم آہنگ علم ہے۔ لیکن فن ترجمہ یکطرفہ کارروائی کا نام ہے اس میں ہمیشہ ایک زبان سے دوسری زبان کی طرف چلتے ہیں۔ جس زبان کے متن کا ترجمہ مقصود ہوتا ہے۔ اگر ہم اسے ماخذ کا نام دے لیں اور جس زبان میں ترجمہ مقصود ہوتا ہے اسے ہم ترجمے کی زبان قرار دے دیں تو اس لحاظ سے ترجمے کی تعریف یوں بنے گی۔ کسی ایک زبان (ماخذ) کے متن کے متبادل کے طور پر دوسری زبان (ترجمہ) کا متن پیش کرنا ترجمہ کہلاتا ہے۔ اس تعریف میں "متن اور متبادل" کے دو الفاظ اصطلاحی معانی میں آئے ہیں۔ ترجمے کی تکنیک متون کے مطالعے اور متبادلات کی اسی پیشکش کا نام ہے۔ اس پیشکش میں کئی سطحیں در پیش ہوتی ہیں۔ بعض سطحوں میں سیدھا سادا متبادل لفظ پیش کر دینا ہی ترجمے کا کام دے دیتا ہے۔ مثلاً "THIS IS A BOOK" کا متبادل "یہ ہے ایک کتاب" بنتا ہے۔ ترجمے کی صورت میں ہم اپنی زبان کے قواعد کی رو سے اسے یوں لکھیں گے۔ "یہ ایک کتاب ہے۔" اس میں محض لفظی معانی کو بطور متبادل رکھ دیا گیا ہے۔ مگر اکثر صورتوں میں یہ سادگی ممکن نہیں ہوتی۔ ایسی صورت میں ہمیں بعض اوقات محض مفہوم کا ترجمہ پیش کرنا ہوتا ہے یا کچھ حصے کا لفظی ترجمہ اور کچھ حصے کا مفہوم۔ ترجمے کا بنیادی مسئلہ بھی ہے کہ ہم وہ متبادل تلاش کر سکیں جو کسی متن کے لیے درکار ہے۔ گویا ہمیں متبادل اور مترادف کی فطری حدود کا علم فن ترجمہ میں بنیادی طور پر درکار ہوتا ہے اس سے پہلے کہ ہم ان کا جائزہ لیں۔ مختصراً ترجمے کی اقسام، ان کی حدود سطح اور درجہ بندی کے لحاظ سے بیان ہو جائے۔

افقی سطح پر ترجمے کی عام طور پر تین اقسام کی جاتی ہیں (۱) علمی ترجمہ (۲) ادبی ترجمہ (۳) صحافتی ترجمہ، یہ تمام اقسام عمودی طور پر دو طرح کی ہوتی ہیں (۱) کلی اور جزوی ترجمہ اس کی آگے مزید دو اقسام ہیں (الف) لفظی ترجمہ (ب) بامحاورہ ترجمہ (۲) تحدیدی ترجمہ۔ اس کی عام طور پر چار اقسام ہوتی ہیں۔ (الف) صوتیاتی ترجمہ (ب) ترسیمی ترجمہ (ج)

لفظی متبادل (د) لسانیاتی ترجمہ ان اقسام کا جائزہ لیتے ہوئے ہمیں ان امور کا بھی خیال رکھنا ہوتا ہے کہ ترجمہ پذیری کی حدود کیا ہیں، کون سی چیز قابل ترجمہ ہے اور کس حد تک وہ ترجمہ ہو سکتی ہے۔ جہاں تک ترجمے کی حدود کا تعلق ہے ہمیں سب سے پہلے یہ دیکھنا ہوگا کہ کیا کسی متن کا پورا ترجمہ درکار ہے، جس میں متن کے ہر حصے کا متبادل پیش کیا جائے یا اس کا جزوی ترجمہ درکار ہے جس میں بعض حصے ترجمے کے بغیر چھوڑ دیئے گئے ہیں۔ پورے ترجمے میں متن کو زیادہ تر زیر مشق بنایا جاتا ہے، جب کہ جزوی ترجمے میں ادبی متن کو عام طور پر اسی انداز سے پیش کیا جاتا ہے۔ لسانیاتی طور پر کلی اور جزوی ترجمے میں صرف کچھ تکنیکی امتیاز کیا جاتا ہے۔ ماخذ میں بعض الفاظ اور جملوں کی تحدید کر لی جاتی ہے یعنی پہلے سے اس بات کا تعین کر لیا جاتا ہے کہ فلاں حصہ ترجمے کے لیے ممنوع ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ "سو فیصد کلی ترجمہ ممکن ہی نہیں" اور جسے ہم "کلی ترجمہ" کہتے ہیں دراصل "کلی متبادل" کہنا چاہیے۔ دراصل ترجمے کی تمام سطحوں پر جب ہم کلی مترادف پیش نہیں کر سکتے تو ہم اس بات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ہم صرف مترادف یا متبادل کو استعمال میں لاتے ہیں، ترجمہ کرتے ہیں اور اس کو ہم کلی ترجمہ کہتے ہیں۔ اس کلی ترجمے میں ہم الفاظ کے بدلے الفاظ بھی استعمال کرتے ہیں اور جملوں کے بدلے میں جملے، صوتیات کے بدلے میں صوتیات اور ترسیمات کے بدلے میں ترسیمات۔ لیکن عام طور پر ہم مرادف کی سطح پر ترجمہ نہیں کر پاتے۔ یہ بات ہم آگے چل کر الفاظ و معانی اور مترادف و مرادف کی بحث میں پیش کریں گے۔ یہاں ہم کلی ترجمے کی تعریف کچھ یوں کریں گے۔ کلی ترجمے سے مراد ماخذ کو قواعد اور لغوی طور پر اس کے صوتیات اور ترسیمات کی سطح پر متبادل اور مترادفات پیش کرنا ہے۔ اس کے مقابلے میں تحدیدی ترجمے کی تعریف ہم یوں کریں گے کہ ماخذ کے متن کا متبادل ترجمہ کسی ایک سطح پر پیش کرنا یعنی صوتیاتی یا ترسیماتی سطح میں سے کسی ایک سطح پر ترجمہ کرنا۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ اگرچہ لغوی طور پر صوتیاتی اور ترسیماتی ترجمہ ممکن ہے مگر ایسا سیاقی ترجمہ ممکن نہیں جو لغت اور قواعد کی سطح سے ہٹ کر سیاق و سباق کے مطابق مترادفات پیش کرنے کی صورت میں ہو۔ اسے ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ نحوی ترجمہ ممکن نہیں۔

صوتیاتی ترجمہ" ماخذ کی صوتیات کے مترادف کے پیش کرنے کو کہتے ہیں۔ یہ صورت حال عام طور پر شاعری، ڈراما اور کسی حد تک افسانوں کے ترجموں میں پیش آتی ہے، جہاں آوازوں کے اتار چڑھاؤ اور حروف کی آوازوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

ترسیمی ترجمہ بھی صوتیاتی ترجمے سے مختلف نہیں ہوتا۔ سوائے اس کے کہ بعض علامتیں اور الفاظ اپنی بناوٹ کے لحاظ سے ترجمہ کیے جاتے ہیں۔

ترسیمی ترجمے کو لفظی مبادلہ سے قطعی مختلف سمجھنا چاہیے۔

ترجموں کی حدود کا تعین کرتے وقت ہمیں یہ دیکھنا ہوتا ہے کہ یہ ترجمہ لفظ بہ لفظ ہے یا جملہ بہ جملہ، محاورہ بہ محاورہ یا کوئی اور صورت۔ ہو سکتا ہے کہ کلی ترجمہ لفظ بہ لفظ ترجمہ ہو، جملہ بہ جملہ ترجمہ ہو، بامحاورہ ترجمہ ہو یا کوئی اور صورت، ترجمے کی ایک صورت کھلا ترجمہ بھی کہلاتی ہے۔ اس میں کبھی تو لفظ بہ لفظ ترجمہ کیا جاتا ہے اور کبھی محض ایک بیان کا مفہوم دوسری زبان میں بیان کر دیا جاتا ہے۔ بامحاورہ یا ادبی ترجمہ ان دونوں ترجموں کے درمیان ہوتا ہے۔ یا لفظ بہ لفظ ترجمہ سے ذرا ہٹ کر مگر کھلے ترجمے کی نسبت محدود اور بامحاورہ ترجمہ ہوتا ہے۔ مثلاً انگریزی کے اس جملے کا ترجمہ یوں ہوگا۔

(IT'S RAINING CATS AND DOGS)

(۱) لفظ بہ لفظ ترجمہ: "یہاں کتے اور بلیاں برس رہے ہیں"

(۲) بامحاورہ ترجمہ۔ "موسلا دھار بارش ہو رہی ہے" "مہاوٹ برس رہے ہیں"

(۳) کھلا ترجمہ۔ بہت تیز بارش ہو رہی ہے۔

اس طرح ایک اور مثال پیش کی جاتی۔

(GOD WITH THEM)

(۱) لفظ بہ لفظ ترجمہ۔ "خدا ان کے ساتھ"

(۲) بامحاورہ ترجمہ۔ "خدا ان کے ساتھ ہے۔"

(۳) کھلا ترجمہ۔ "بے جھجک/بے شک"

افقی طور پر ترجمے کی اقسام میں سب سے پہلی قسم علمی ترجمہ کی ہے، اسے لفظی ترجمہ بھی کہا جا سکتا ہے اور بعض اوقات محدود ترجمہ مفہوم کا ترجمہ بھی درکار ہوتا ہے۔ کلی ترجمہ بھی اسی کی ذیل میں آتا ہے اور جزوی ترجمہ بھی۔ دوسری صورتوں میں سے ترسیمی ترجمہ عام طور پر علمی امور، مسائل، علامتوں اور کلیوں کے ترجمے میں استعمال ہوتا ہے۔ تمام علمی تحریریں سائنس، جغرافیہ، تاریخ، ریاضی، سماجی علوم، قانون، انجینئری، طب، زراعت وغیرہ اس کی حدود میں آتے ہیں۔ اسے ہم اصطلاحی بیانیہ ترجمے کا نام بھی دے سکتے ہیں، کیونکہ یہ لفظ کے اصطلاحی مفہوم کا ترجمہ کرنے کا نام ہے۔ علمی ترجمے میں ضروری ہے کہ اس کی علمیت اور مطالب کی یکسانیت برقرار رہے اور ہر علمی امر کا ترجمہ اسی علمی میدان کے مطابق کیا جائے۔ مثلاً "ثقافت" کا لفظ ادبیات میں اور معانی دیتا ہے اور زراعت میں اور معانی دیتا ہے، عمرانیات میں اس کا مفہوم اور ہے اور فنون میں کچھ اور، اس لیے علمی ترجمے میں ان امور کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے۔

افقی ترجمے کی دوسری قسم ادبی ترجمے ہے۔ اسے ہم بامحاورہ ترجمہ بھی کہتے ہیں، صوتیاتی ترجمہ کی قسم اسی میں استعمال ہوتی ہے۔

تیسری قسم کا ترجمہ کھلے ترجمہ کی زد میں آتا ہے۔ اسے ہم صحافتی ترجمہ کہتے ہیں۔ اگرچہ اس میں بھی لفظی اصطلاحی ترجمے کی شرائط عائد کی جاتی ہیں لیکن اظہارِ مطلب اس کا مدعا ہوتا ہے۔ سادگی اور اختصار کے پیشِ نظر صحافتی ترجمے کا مطلب سلیس انداز سے مفہوم کو بیان کر دینا ہوتا ہے۔

اس سب کے باوجود یہاں ایک امر بیان کر دینا ضروری ہوگا کہ اگرچہ ترجمہ کی تکنیک جان لینا زیادہ مشکل کام نہیں مگر ترجمہ کرنا ہر کس و ناکس کے بس کی بات نہیں۔ اختصار کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ ترجمے کے لیے تین باتیں ضروری ہیں۔

(۱) وہ ماخذ اور ترجمے کی زبانوں دونوں پر مکمل عبور (علمی و تحریری) رکھتا ہو۔

(۲) مضمون اور علم و ادب کی اس شاخ کی مبادیات سے واقف ہو جس کا ترجمہ مقصود ہے۔

(۳) فنِ ترجمہ کی تکنیک سے بخوبی واقف ہو اور اس سلسلے میں صاحبِ اسلوب ہو۔

ان میں سے آخری امر یعنی فنِ ترجمہ سے واقفیت اور صاحبِ اسلوب ہونا بنیادی اور کڑی شرط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ترجمے کے انباروں کے باوجود بہت کم ترجمے فنی اور تکنیکی معیار کو پہنچتے ہیں۔

فنِ ترجمہ

"ترجمہ ایک باقاعدہ اور مستقل فن ہے۔ ترجمے کے فن میں مہارت اور قدرت پیدا کرنے کے لیے اور دوسرے ہنروں کی طرح شوق اور صلاحیت کے ساتھ تربیت اور ریاض کی ضرورت ہوتی ہے۔ ترجمہ محنت طلب کام ہے۔ ایک طرف وہ سنجیدگی کا مطالبہ کرتا ہے اور دوسری طرف اس فن کے اصولوں سے واقفیت بھی لازم ہے۔

اس فن کو برتنے اور اس میں مہارت تامہ پیدا کرنے کے لیے کم سے کم دو زبانوں کی ساخت اور ان کی ادبیات سے واقفیت ضروری ہے۔ ایک طرف وہ زبان یا زبانیں جن سے ترجمہ کرنا مقصود ہو اور دوسری طرف وہ زبان جس میں ترجمہ کرنا ہو۔ دونوں زبانوں کے مزاج کو پہچاننا بھی لازم ہے۔ جس زبان میں ترجمہ کرنا ہو اس سے صرف واقفیت ہی کافی نہیں ہے۔ اس زبان کی لغت، اصطلاحات، محاوروں اور خاص طور پر مترادفات پر ماہرانہ عبور از بس ضروری ہے۔"

حسن الدین احمد

ساز مغرب (اردو آہنگ میں) حصہ دوم، ص ۲۰

مولانا امتیاز علی خان عرشی (مرحوم)

نسخ + تعلیق = نستعلیق

(جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی کے مدرسۂ کتابت کی افتتاحی تقریب سے اقتباس)

اُردو زبان جس خط میں لکھی جاتی ہے وہ عربی اور اس کا انداز خط نستعلیق کہلاتا ہے۔ یہ لفظ دراصل "نسخ" اور "تعلیق" دو عربی لفظوں سے مل کر بنا ہے۔ روزمرہ کی بول چال میں "نسخ و تعلیق" کو پورا ادا کرنا مشکل تھا اس لیے زبان کی خراد نے "خ" اور "و" کو چھیل کر ہلکا پھلکا سا لفظ نستعلیق بنا لیا۔

یہ لفظ جن دو لفظوں سے مرکب ہے وہ بھی عربی خط کے دو مستقل انداز ہیں ان میں کا پہلا آج تک زندہ اور بالعموم عربی زبان کے لکھنے میں کام آتا ہے۔ تعلیق کا چلن بہت دن ہوئے کہ جاتا رہا۔

یہ دونوں انداز ایک اور اندازِ خط سے بنے ہیں جو عام طور پر "کوفی" نام سے مشہور اور مدت سے متروک ہے۔

کوفی اندازِ خط اس عربی خط کی اصلاحی شکل کا نام ہے جو عرب میں اسلام سے پہلے مروج تھی۔ چونکہ اسلام کے ابتدائی عہد میں کوفہ حکومت کا مرکز اور علوم و فنون کا مخزن قرار پا چکا تھا، اس لیے قدیم خط نے بھی وہاں اپنے پر پرزے درست کیے اور اس کی نسبت سے کوفی کہلانے لگا۔

اس خط میں اونچائی کم اور گولائی ندارد تھی ایسا معلوم ہوتا تھا کہ مصر کے اہرام کی بنیادیں بھر کر چھوڑ دی گئی ہیں یا بھاری بھرکم ہاتھ پاؤں بھدے جوڑ پیوند اور سپاٹ نقشے والے بونوں کی پلٹن پرا جمائے کھڑی ہے۔

دسویں صدی عیسوی تک پہنچ کر عجمی میل جول سے عربی کے معیارِ حسن میں سادگی کے ساتھ پرکاری بھی آگئی۔ اس کا اثر فنونِ لطیفہ کی دوسری شاخوں کی طرح خط پر بھی پڑا۔ اس صدی کے آخر یا گیارہویں صدی کے شروع میں بغداد کے ایک وزیر ابنِ مُقلہ نے اس مسالے سے تین نئے اندازِ خط ثلث، محقق اور توقیع نکالے اور پھر ثلث کے دائروں میں کچھ گولائی بڑھانے اور کششوں میں غیر ضروری لمبائی کم کرنے سے نسخ پیدا کیا۔ ابن مقلہ نے اسی پر بس نہ کی بلکہ "محقق" میں نزاکت بڑھا کر "ریحان" اور "توقیع" میں سادگی اور روانی زیادہ کر کے "رقاع" بھی ایجاد کیا مگر ان سب میں نسخ کے انداز رعنائی زیادہ تھی اس لیے فن کاروں نے سب سے زیادہ اس کی طرف توجہ کی اور چودھویں صدی عیسوی میں یاقوت مستعصمی کے ہاتھوں اس خط کے حسن کی تکمیل ہو گئی۔ بعد میں جس قدر خطاط گزرے ہیں وہ سب کے سب یاقوت کے متبع اور پیرو ہیں۔

یوں تو عبداللہ صیرفی، عبداللہ طباخ ہروی اور شمس کاتب شیرازی وغیرہ اس سلسلے کے مشاہیر میں گنے جاتے ہیں مگر شمس شیرازی کا اثر اتنا بڑھا کہ نسخ کا ایک انداز "شیرازی نسخ" کے نام سے عرصے تک زبان زد رہا۔

نستعلیق کا دوسرا جزو "تعلیق" عربی میں "لٹکانا" کا مترادف ہے کتابوں کے مشکل الفاظ یا مطالب کی تشریح و توضیح کے سلسلے میں

اہل علم برجستہ کچھ جملے کتاب کے حاشیوں پر یا بین السطور میں لکھ دیا کرتے تھے اور انہیں "تعلیقات" کہتے تھے۔ عموماً یہ نوٹ اپنے ذاتی استعمال کے لیے لکھے جاتے تھے۔ اس بنا پر معمولی سادہ خط میں ہوتے تھے۔ خواجہ تاج الدین سلمانی نے اس سادہ و رواں انداز تحریر کے اصول اور ضابطے بنائے اور اسے "خطِ تعلیق" کا نام دیا۔ یہ نام بعد میں مختصر ہو کر صرف "تعلیق" رہ گیا جس طرح "زبان اردوئے معلّیٰ" نے رفتہ رفتہ صرف "اردو" کی شکل اختیار کر لی ہے۔

خواجہ میر علی تبریزی نے جو پندرھویں صدی عیسوی کے مشہور خطاط ہیں "تعلیق" میں "نسخ کی باضابطگی، نزاکت اور لوچ کی رنگ آمیزی کر کے اس کا نام "نسخ و تعلیق" رکھا۔ یہ کام کچھ ایسے مبارک وقت میں انجام دیا گیا تھا کہ نستعلیق سارے خطوں کا ناسخ نہیں تو سب پر حاوی اور اتنا عام ہوا کہ آئندہ اسی سے خط "شفیعا" اور "شکستہ" انداز استخراج کیے گیے۔

نسخ ہندوستان میں مسلمانوں کی ابتدائی آمد کے ساتھ ہی وارد ہو گیا تھا مگر اس نے مشرقی ہندوستان پہنچ کر ایک مخصوص رنگ اختیار کیا جو "خط بہاری" کہلاتا ہے۔ اس میں ثلث اور توقیع کی آمیزش کے ساتھ کسی قدر کوفی کی شان بھی پائی جاتی ہے اور پٹھانوں کی عمارتوں کی طرح سادگی و قوت کا مظہر معلوم ہوتا ہے۔

اکبر کے ابتدائی عہد سے شیرازی نسخ کا اثر بڑھتا نظر آتا ہے۔ یہاں تک کہ نادر شاہ کے حملۂ ہندوستان کے بعد شیرازی و ہندی کی امتزاجی شکل پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے سب سے بہتر لکھنے والے قاضی عصمت اللہ خاں دہلوی تھے۔

بہاری اور دہلوی انداز کے ساتھ کشمیری اسکول کا ذکر بھی ضروری ہے کشمیر کی آب و ہوا اور لطافت و حُسن نے اکثر ایرانیوں کو بھی اپنی طرف کھینچا ہے خود کشمیریوں میں بھی جمالیاتی ذوق اور صنعت و فن کاری کا زبردست ولولہ پایا جاتا ہے۔ انہوں نے اکبر، جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد کے ایرانیوں سے فنِ خطاطی سیکھ کر ایک نئی راہ نکالی۔ اس طرزِ خط میں دہلوی کی سی نزاکت نہ تھی۔ کشمیریوں نے اس کی کمی کو نقاشی سے پورا کرنے کی کوشش کی اور گل کاری میں ہندیوں سے بازی لے گیے۔

نستعلیق خط بابر کی آمدِ ہندوستان سے بہت پہلے یہاں روشناس ہو چکا تھا۔ چنانچہ امیر خسرو مرحوم کی مثنویوں اور دواوین کے چند ایسے نسخے رام پور رضا لائبریری میں محفوظ ہیں جو پندرھویں صدی عیسوی میں ہندوستان کے اندر لکھے گئے تھے مگر اس کی حقیقی ترقی اور عام رواج اکبری عہد کے ایرانی خطاطوں کی بدولت ہوا۔ جہانگیر و شاہجہاں کے زمانے میں بھی دیسی اور بدیسی خطاط اس فن کی آبیاری کرتے رہے۔ مگر جس خطاط کا سلسلہ آئندہ ملک کے طول و عرض میں پھیلا وہ ایران کے شہرۂ آفاق استاد میر عماد حسنی کا ایک بھانجا اور شاگرد آغا عبدالرشید دیلمی ہے۔ یہ عہد شاہجہاں میں وارد ہند ہوا اور تا آخر بادشاہ کی قدر دانی کے سایے میں فن کی خدمت کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ ہندوستانی ماحول نے عمادی شان میں بھی جدت پیدا کی اور ایک تیکھا انداز لکھنوی نام سے اس بزم میں شریک ہوا۔ میر عوض علی ملیح آبادی کے ساتھ یہ رنگ رام پور پہنچا اور اتنا مقبول ہوا کہ وہاں کے عوام و خواص سب اس خانوادے کے سلسلۂ شاگردی میں منسلک ہیں۔

اس رنگ کے مشہور استاد الٰہی بخش مرجان رقم اور محمد علی خاں خوش رقم ہیں۔ میر احمد حسن مرحوم نے جو منشی علی محمد خاں مرحوم کے استاد تھے الٰہی بخش مرجاں رقم ہی سے اصولِ فن سیکھے تھے۔ مگر بعد میں عمادی شان میں لکھنے لگے تھے۔

نستعلیق اپنے نوک پلک کی انتہائی نزاکت اور دوائر و مدات کی سخت اصولی پابندیوں کے باعث روزمرّہ کی ضرورت میں آسانی سے کام نہ آ سکتا تھا۔ اس لیے محمد شفیع ثانی ایک خوشنویس نے عہد شاہجہاں میں ایک اندازِ خط "شفیعا" کے نام سے ایجاد کیا، یہ نستعلیق کے دائروں کو لمبا کرنے اور بعض حرفوں کو دوسرے کے ساتھ خلافِ اصول ملا دینے اور شوشوں کی باریکی کو کم کر دینے سے پیدا ہوتا ہے، ہندوستانی منشیوں نے شفیعا کو اور رواں کرنا چاہا تو نتیجہ شکستہ یا گھسیٹ کی شکل میں نکلا۔ یہ اندازِ خط دوسرے خطوں کے مقابلے میں وہی حیثیت رکھتا ہے جو اردو شاعری میں مرزا غالب کے نسخۂ عرشی زادہ کے اشعار کی ہے

کر جتنا آسان کرنے کی کوشش کیجیے اور پیچیدہ ہو جاتے ہیں، چنانچہ شکستہ کے ماہروں کی تحریر کا پڑھنا ناواقف کے لیے کوہ کندن اور کاہ برآوردن سے کم نہیں۔

عرب دنیا کے ایک مشہور خطاط کا نمونۂ کتابت

عربی اردو خط کے مختلف انداز

کوفی انداز خط	[illegible] الساعر على الحا [illegible] على السعا سلامة الإنسان في [illegible] اللسان
نسخ انداز خط	زِيادةُ العقلِ على اللسانِ نعمةٌ وفضيلةٌ وزيادةُ اللسانِ على العقلِ بليّةٌ ورذيلةٌ
ثلث انداز خط	عاتبْ أخاكَ بالإحسانِ إليهِ واردُدْ شرَّهُ بالإنعامِ عليهِ
ریحان انداز خط	استقلالُ الإرادةِ والإكبابُ على العلومِ والمعارفِ مما [illegible] في [illegible] البشرِ ضمانُ النجاحِ
نستعلیق انداز خط	من سالم الأيام طابت حياته وقلت أحزانه ونعم باله
دیوانی انداز خط	من استبد برأيه ضل ومن استغنى [illegible] سبيل الرشاد
رقاع انداز خط	لا شيء أثمن من الحرية ولا سعادة أكبر من القيام بالواجب

بیروت سنة ۱۲۴۷ھ

کامل سلیم البابا

اختر راہی

۱۹۸۴ء کی مطبوعات "مقتدرہ" پر ایک نظر

۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو "مقتدرہ قومی زبان" کی بنیاد رکھی گئی۔ مقتدرہ کے اولین صدر نشین ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے الفاظ میں "مقتدرہ کا مقصد یہ ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع و مشکلات کو دور کر کے قومی ترقی اور قومی یک جہتی کی راہ ہموار کی جائے اور قومی زندگی کے ہر شعبے میں جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے وہاں اردو کو جلد از جلد جاری کر دیا جائے۔"

مذکورہ بالا مقصد کی خاطر مقتدرہ روزِ تاسیس سے کوشاں ہے اور نفاذ اردو کے راستے میں حائل ہر رکاوٹ دور کر دینے کی سعی جاری ہے۔ اردو کا ٹائپ رائٹر مقتدرہ کے تجویز کردہ کلیدی تختے پر تیار کیا جا چکا ہے اور بازار میں بآسانی دستیاب ہے۔ اردو ٹیلی پرنٹر کا مرحلہ طے ہو چکا ہے اور اردو ٹائپ کاری کے تربیتی مراکز موجود ہیں۔ دفتروں کا نظام بدلنے کی فضا بنی ہے اور کئی ایک محکموں نے اردو میں دفتری کام شروع کر دیا ہے۔

تعلیمی اداروں میں انگریزی کا سکہ چلتا ہے مگر تعلیم و تعلم کے بہتر نتائج جب ہی برآمد ہو سکتے ہیں کہ قومی زبان ذریعۂ تدریس ہو۔ اردو میں اعلیٰ تعلیم کے لیے ضروری ہے کہ انگریزی علمی اصطلاحات کی متبادل اصطلاحات فراہم کی جائیں اور اردو میں نصابی کتب دستیاب ہوں۔

اردو کو دفتری اور تعلیمی زبان بنانے کے ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ اردو کے علمی سرمایے کا جائزہ لیا جائے اور مختلف علوم و فنون کی اردو کتب پر مبنی جامع فہرستیں مرتب کی جائیں تاکہ اردو کے اس سرمائے سے بھرپور استفادہ کیا جا سکے۔

مقتدرہ قومی زبان کی سالِ گزشتہ کی مطبوعات پر لکھنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ابتدائی تین برسوں کی مطبوعات پر بھی ایک نظر ڈال لی جائے۔ ۱۹۸۱ء میں حسبِ ذیل تین کتب شائع ہوئیں۔

- اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ — ڈاکٹر ابواللیث صدیقی
- اردو رسم الخط — پروفیسر سید محمد سلیم
- افکار و اذکار — ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

۱۹۸۲ء میں شائع ہونے والی کتابیں یہ تھیں۔

- جدید اردو ٹائپ کاری — سید عرفان علی یوسف
- مختصر اصطلاحاتِ دفتری (مجلس زبان دفتری کی تیار کردہ "دفتری اصطلاحات و محاورات کی لغت" کا اختصار)
- فہرست اصطلاحات و محاوراتِ قانون (شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی کے اشتراک و تعاون سے شائع ہوئی)

۱۹۸۳ء میں شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی کے تعاون سے حسبِ ذیل دو کتابیں منصۂ شہود پر آئیں۔

- فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ — زین صدیقی
- فرہنگ اسماء العلوم — محمد طارق محمود

سالِ گزشتہ میں جو کتابیں منظرِ عام پر آئیں۔ ان میں سے دو

کتابیات، چار اصطلاحات کی فرہنگیں، ایک دفتری مراسلت سے متعلق اور ایک ترجمہ ہے۔

کتابیات

کتابیاتِ قانون (اردو)

جناب عطش درانی نے اُردو کے ذخیرۂ قانون کی فہرست تیار کی ہے اور جناب محمود الحسن نے نظرثانی کی ہے۔ ۲۴۳۲ اندراجات پر محیط یہ کتابیات تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں "قانون" پر عمومی کتب کا اندراج کیا گیا ہے۔ دوسرے حصے میں وہ کتابیں شامل کی گئی ہیں جو برصغیر کی سابق ریاستوں مثلاً حیدر آباد، بہاول پور، بھوپال، کشمیر اور گوالیار کے نظامِ عدلیہ و قانون سے متعلق ہیں۔ تیسرے حصے میں اسلامی قانون پر اُردو کے وسیع ذخیرے کی نشاندہی کی گئی ہے۔ آخر میں ایک ضمیمہ دیا گیا ہے جس میں اُن کتابوں کا اندراج ہے جن کے بارے میں مرتب کو پوری تفصیلات معلوم نہیں ہوسکیں۔ "کتابیاتِ قانون" کی افادیت اسمائے کتب اور مترجمین و مصنفین کے اشاریوں سے دوچند ہو گئی ہے۔

اُردو اصطلاحات سازی

انگریزی اور مغربی علمی اصطلاحات کے اردو متبادل تجویز کرنے کا کام ایک عرصے سے جاری ہے۔ انگریزی اور یورپی زبانوں سے اُردو ترجمہ کرنے والوں نے بھی اردو اصطلاحات وضع کی ہیں۔ اردو کے ذخیرۂ علم و ادب میں ایسی فرہنگیں اور فہارس موجود ہیں جو اہلِ علم کی یہ ضرورت پوری کر سکتی ہیں۔ جناب ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے ان ہی فہارس اور فرہنگوں کی زیرِ نظر کتابیات مرتب کی ہے۔ اُن کی یہ کاوش دو حصوں میں منقسم ہے۔

پہلے حصے میں اصطلاحات سازی سے متعلق مستقل کتابوں اور فرہنگوں کے بارے میں بنیادی معلومات فراہم کی گئی ہیں اور دوسرے حصے میں مختلف علوم و فنون کی ان کتابوں کا اندراج ہے جن کے آخر میں اصطلاحات کی فہارس دی گئی ہیں۔

جناب سید جمیل احمد رضوی کی نظرثانی کے ساتھ یہ کتابیات شائع ہوئی ہے۔

اصطلاحات کی فرہنگیں

اصطلاحات ڈراما

جناب ڈاکٹر محمد اسلم قریشی "ڈرامہ نگاری کا فن" کے مصنف ہیں اور اردو ڈرامہ کی تاریخ و فن پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ انہوں نے ڈرامے کی ایک ہزار سے زائد تراکیب و اصطلاحات کو اُردو کا روپ دیا ہے۔ جناب سید اظہار کاظمی کی نظرثانی اور ضروری اضافوں کے ساتھ یہ فرہنگ چھپی ہے۔

اصطلاحات موسمیات

جناب سرفراز شاہد نے علم موسمیات کی ایک ہزار سے زائد اصطلاحات کے اردو متبادل دیے ہیں۔ یہ علم، طبیعیات کے قریب ہے اس لیے طبیعیات کی متعلقہ اصطلاحات بھی اس فرہنگ میں شامل کرلی گئی ہیں۔

اصطلاحاتِ ریاضی

مقتدرہ نے اصطلاحاتِ ریاضی کی فرہنگ تیار کرنے کے لیے حسبِ ذیل اہلِ علم پر مشتمل کمیٹی تشکیل دی تھی۔

- ڈاکٹر ناظم حسین زیدی (صدر شعبۂ ریاضی، جامعہ کراچی)
- ڈاکٹر آصف قریشی (شعبۂ ریاضی، جامعہ کراچی)
- راشد کمال انصاری (اُردو سائنس کالج، کراچی)

اس کمیٹی نے "اصطلاحاتِ ریاضی" کا مسودہ ترتیب دیا جسے جناب محمد انور بھٹی، پروفیسر خادم علی ہاشمی اور ڈاکٹر خالد لطیف میر پر مشتمل کمیٹی نے نظرثانی کا فریضہ انجام دیا، ممتاز ریاضی دان اور ماہرِ تعلیم ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کی تجدیدِ نظر کے بعد کتاب شائع ہوئی ہے۔ ریاضیاتی علوم کی چھ ہزار اصطلاحات و تراکیب کی ایک جامع انگریزی۔ اردو فرہنگ ہے۔

فرہنگ اصطلاحاتِ برقیات

شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی کے جناب طارق محمود نے یہ فرہنگ مرتب کی ہے۔ برقیات کی تقریباً ساڑھے پانچ ہزار اصطلاحات

کو اردو میں ڈھالا گیا ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے جامعہ کراچی نے شائع کی ہے۔ شیخ الجامعہ ڈاکٹر جمیل جالبی نے اس تعاون واشتراک کو "قوم و ملک کے لیے مفید" قرار دیا ہے۔

اُردو بطور دفتری زبان

❁ دفتری مراسلت (انگریزی۔اردو)

اس مجموعے میں دفتری مراسلت کے مختلف اہم نمونے یکجا کیے گیے ہیں۔ اصل انگریزی متن کے بالمقابل اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔ ترجمہ و ترتیب کا کام ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی نے انجام دیا ہے اور نظرثانی جناب مجیب الرحمٰن مفتی نے کی ہے۔

ترجمہ

❁ تعارف اخلاقیات

ولیم لِلی کی تصنیف "INTRODUCTION TO ETHICS" فلسفۂ اخلاق کی ایک اہم کتاب ہے اور فلسفے کی اعلیٰ تعلیم میں اس سے استفادہ کیا جاتا ہے۔ پروفیسر سید محمد احمد سعید نے اسے اردو کا روپ دیا ہے۔ آخر میں انگریزی۔اردو فہرستِ اصطلاحات دی گئی ہے۔ یہ ترجمہ جامعہ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ نے مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے شائع کیا ہے۔

مذکورہ بالا کتابوں کے علاوہ نفاذِ اُردو کی رفتار تیز تر کرنے اور عوام کو اس سے آگاہ رکھنے کے لیے حسبِ ذیل کتابچے چھپے ہیں۔

۱۔ اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت (ڈاکٹر سید عبداللہ، ترجمہ: ڈاکٹر محمد اسلم قریشی)

۲۔ سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں (میجر ریٹائرڈ آفتاب حسن)

۳۔ اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں (ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی)

۴۔ مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی (اشتراکِ عمل)

۵۔ مقتدرہ قومی زبان اور اردو ٹیلی پرنٹر (محمد رفیق احمد خان)

۶۔ وزارتِ قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اردو تراجم

۷۔ اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔ (محمد رفیق احمد خان، ترجمہ سرفراز شاہد)

۸۔ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے (عطش درانی / ڈاکٹر محمد ریاض / محمد طاہر منصوری)

۹۔ آزاد کشمیر میں نفاذِ اُردو (پروفیسر ایوب صابر)

۱۰۔ وضعِ اصطلاحات (ڈاکٹر سید عبداللہ)

پنہاں انصاری

شجرِ بے سایہ

چاہت سے تھا پیڑ لگایا\
خون سے دل کے اُس کو سینچا\
اُس کے ہر ہر برگ و بر میں\
ممتا کا امرت ٹپکایا،\
اس کی خدمت خاطر کرتے\
ہم نے ہر دکھ کو اپنایا،\
جانے کب وہ دن آئے گا\
جس دن وہ قد آور ہوگا\
صبح جب اس کی روشن ہوگی\
اس کی گھنی چھاؤں کے نیچے\
ممتا کو سکھ چین ملے گا۔

شاہد حسین خان

سی پی (CENTRAL PROVINCES) جواب مدھیہ پردیش کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ اس کے نئے حدود ۱۹۵۶ء میں قائم ہوئے۔ یہ رقبے کے اعتبار سے ہندوستان کا سب سے بڑا صوبہ ہے۔ بھوپال کو اس صوبے میں اردو ادب کے مرکز اور سابق ریاستی دور میں اردو زبان اور مشرقی علوم و فنون کے مربّی کی حیثیت سے خاص اہمیت حاصل رہی ہے۔ بھوپال کے علاوہ دوسرے شہر اور قصبات بھی جن میں اجین، جبل پور، اندور، گوالیار، برہان پور، ساگر، سرونج رائے پور، بلاس پور وغیرہ شامل ہیں اردو کے مراکز کی حیثیت سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ اس صوبے میں آزادی کے بعد حکومت کی سطح پر دلچسپی نہ ہونے کے باوجود اردو زبان اور تہذیب کو ایک خاص امتیاز حاصل رہا ہے اور یہی وجہ ہے کہ پرائمری سکولوں کی سطح سے پوسٹ گریجویٹ اور یونیورسٹیوں کی سطح پر تحقیق تک میں اردو کو ایک مقام حاصل رہا ہے اور غالباً گزشتہ تہذیب و تاریخ ہی کا یہ اثر تھا کہ دوسرے صوبوں میں اردو زبان کی تعلیم و تہذیب اور سرکاری سطح پر جو مسائل پیدا ہوئے ان سے یہاں کے اردو حلقے ناآشنا رہے۔ اب نئی تعلیمی پالیسی سے جو بعض مسائل پیدا ہوئے تو وہاں کے اہلِ اردو نے دوسرے صوبوں کے مقابلے میں زیادہ دانش مندی کا ثبوت دیا اور حالات کا تجزیہ کر کے اولاً تو خود ان مسائل کا حل ڈھونڈا، ثانیاً حکومت کو ان مسائل کی طرف توجہ دلائی۔

مدھیہ پردیش میں ابھی تک تین زبانوں کا فارمولا زیرِ عمل تھا جس میں طالب علم لازمی زبان ہندی کے علاوہ اختیاری زبان انگریزی اور ایک مادری زبان لینے کا مجاز ہوتا تھا جس کے تحت اردو مادری زبان کے طلبہ اردو کو بطور ایک مضمون لیتے تھے اور پرائمری سطح سے لے کر ہائر سیکنڈری ایجوکیشن کی سطح تک اردو پڑھتے تھے۔ بعد ازاں یہ طلبہ ڈگری کی سطح پر اردو بطور ایک مضمون پڑھنے کے مجاز ہوتے تھے اور اس کے بعد اردو میں ایم اے اور اعلیٰ تحقیق کر کے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کرتے تھے۔ لیکن اب موجودہ اسکیم کے تحت میٹرک کی سطح پر، انگریزی، ہندی اور سائنس وغیرہ لازمی قرار دے کر دوسری زبانوں کے ساتھ اردو کو بہ حیثیت ایک مضمون کے بالکل ختم کر دیا گیا ہے۔ اب صورتِ حال یہ ہے کہ آٹھویں جماعت تک اردو ایک لازمی مضمون بن جاتا ہے اور پھر نویں دسویں کو چھوڑ کر کالج کی سطح پر اردو پڑھائی جاتی ہے البتہ پرائمری اردو میں ایک مضمون کا اضافہ کیا گیا ہے لیکن اس کی سطح اتنی پست ہے کہ اس کے بعد انٹر کی سطح پر ادب کا مطالعہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے واجد قریشی نے لکھا ہے کہ "دورِ حاضر میں اور خصوصاً ہندوستان میں سائنس، انگریزی اور ہندی کی تعلیمی اہمیت سے ہرگز انکار نہیں لیکن، وہ زبان و ادب جو ہندوستان کی مشترکہ تہذیب کا امین ہے۔ اس سے آنکھیں چرانا ثقافتی بددیانتی نہیں تو اور کیا ہے؟"

مدھیہ پردیش میں اردو کے مسئلے پر عبدالقوی دسنوی اور واجد قریشی کے علاوہ ایک مضمون شفیقہ فرحت کا بھی شائع ہوا ہے۔ انہوں نے لکھا ہے کہ نئے تعلیمی نصاب کی بدولت ان طلبہ کے لیے جو اردو بطور مادری زبان کے پڑھنا چاہیں گے، مشکلات پیدا ہوں گی۔ ان کے خیال میں اس نصاب میں اپنائے گئے سہ لسانی فارمولے کے تحت اول زبان کی حیثیت سے صرف انگریزی اور ہندی کو تسلیم کیا گیا ہے اور اردو کو تیسرے گروپ میں ۱۴ ملکی اور غیر ملکی زبانوں کے ساتھ رکھا گیا ہے اور اردو کے لیے جو نصاب مقرر کیا گیا ہے، اس میں نویں درجے میں اردو کی پہلی کتاب اور دسویں میں اردو کی دوسری کتاب رکھی گئی ہے۔ اس صورتِ حال کے سامنے آتے ہی مدھیہ پردیش انجمن ترقی اردو نے مجلس عاملہ کا ایک خصوصی اجلاس طلب کیا اور مسئلے کے مختلف پہلوؤں پر غور کرکے ایک نظامِ عمل مرتب کرلیا۔

اس سلسلے میں انجمن کے وفد نے صوبے کے وزیرِ تعلیم سے ملاقات کر کے نئے تعلیمی نصاب سے پیدا ہونے والی مشکلات سے انہیں آگاہ کیا۔ وفد نے بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن کے متعلقہ افسران سے ملاقات کرکے انہیں بھی صورتِ حال سے آگاہ کیا اور شعبہ تعلیم سے تعلق رکھنے والے اعلیٰ حکام سیکرٹری بورڈ، سیکرٹری وزارتِ تعلیم وغیرہ کو یادداشتوں کے ذریعے اپنا مؤقف سمجھانے کی کوشش کی۔ لیکن اس نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ صوبے کی مختلف علمی، ادبی، تہذیبی، سماجی تنظیموں اور انجمنوں کا اجلاس بلا کر انہیں بھی اس مسئلے کی اہمیت کی طرف توجہ دلائی اور عوامی زندگی کی مختلف سطحوں سے منظم اور مدلل طریقے سے اس مقدمے کو عوام اور حکومت دونوں کے سامنے پیش کیا اور اس منظم جدوجہد کے نتیجے میں بالآخر یہ مقدمہ جیت لیا اور مدھیہ پردیش کی حکومت نے اردو کو نویں اور دسویں درجے میں حسب سابق بہ حیثیت مادری زبان پڑھایا جانا منظور کرلیا۔ انجمن ترقی اردو مدھیہ پردیش اور اس کی ضلعی اور علاقائی شاخوں نے صرف حکومت سے ایک فیصلہ حاصل کرنے پر ہی اکتفا نہیں کیا بلکہ اس کے اراکین اور رضاکاروں نے محلے محلے گھوم کر لوگوں کو آمادہ کیا کہ وہ مادری زبان کے خانے میں اردو لکھوائیں، اپنے بچوں کو اردو میڈیم اسکولوں میں داخل کروائیں اور انجمن نے اپنے رضاکاروں کے ذریعے اسکولوں میں بھی پہنچ کر جائزہ لیا کہ حکومت کے فیصلے کے مطابق عمل درآمد بھی ہو رہا ہے یا نہیں؟ انجمن نے اس سلسلے میں پورے صوبے میں سروے کروایا ہے اور اعداد و شمار فراہم کیے ہیں اور اس کے لیے پوری طرح تیار ہیں کہ مبادا حکومت کے فیصلے پر عمل درآمد میں کوئی رکاوٹ پیدا کر رہا ہو۔ اس سلسلے میں انجمن کے ارکان نے انگلش میڈیم اسکولوں کے سربراہوں سے ملاقات کرکے انہیں بھی اردو کی لازمی تعلیم کے لیے آمادہ کیا ہے، اردو زبان سکھانے کے لیے مراکز بھی قائم کیے ہیں۔ ابتدائی درجات میں اردو تعلیم کے کم ہوتے ہوئے رجحان کو بدلنے کی کوشش کی ہے، اردو کی نصابی کمی کو پورا کرنے کے لیے بھی اس نے اپنی مساعی کو تیز کردیا ہے۔ نیز اردو اساتذہ کی کمی کے مسئلے سے نمٹنے کے لیے بھی وہ پوری کوشش کر رہا ہے۔ اب مدھیہ پردیش انجمن ترقی اردو ایک ایسے منصوبے کو آخری شکل دینے میں مصروف ہے جس کے ذریعے اردو سے تعلق رکھنے والے ان مسائل کو درجہ بدرجہ حل کرنے میں کامیاب ہوسکیں۔ انجمن اس لیے کوشاں ہے کہ اسکولوں میں بچے زیادہ سے زیادہ تعداد میں اردو مادری زبان کی حیثیت سے پڑھیں اور اردو کے ذریعے تعلیم کی سہولتوں سے فائدہ اٹھائیں۔

بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان قرار دیے جانے کی تحریک کامیاب ہوچکی ہے۔ اب اصل مسئلہ وہاں حکومت کے فیصلے کے ٹھیک ٹھیک نفاذ کا ہے۔ اگر وہاں بھی اردو کے محبوں اور کارکنوں نے اسی طرح منصوبہ بندی کے ساتھ اس تحریک کو آگے بڑھایا اور صحیح معلومات اور اعداد و شمار کی فراہمی سے اپنے قدموں کو جمائے رکھا تو اس مرحلے میں بھی انہیں کامیابی حاصل ہوگی۔

بہار میں اردو کو دوسری سرکاری زبان تسلیم کیے جانے سے یوپی (اتر پردیش) میں اردو تحریک کو تقویت ملی ہے اور اردو کے کارکن زیادہ اعتماد کے ساتھ اردو کو یوپی میں دوسری سرکاری زبان بنائے جانے کی تحریک کو آگے بڑھا رہے ہیں۔ اتر پردیش کونسل میں ایوان کے لیڈر رشی برہم دت نے بھارتیہ جنتا پارٹی کے ممبروں پر نکتہ چینی کرتے

ہوئے کہا کہ وہ لوگ ریاست میں اردو کو دوسری سرکاری زبان کا درجہ دیے جانے کی مخالفت کرکے معاملے کو فرقہ وارانہ رنگ دے رہے ہیں" انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ ایسے لوگوں کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھے۔

اردو کو دوسری سرکاری زبان بنانے کا مطالبہ آندھرا پردیش میں بھی کیا گیا ہے اور اس کے لیے تحریک کا آغاز ہو گیا ہے۔

بشیر حسین ناظم

استغاثہ بحضور سرورِ دو عالم ﷺ

تیرے الطاف کے چرچے ہیں ہر سو یا رسولؐ اللہ
مریض اُردو ہے کیجے اس کا دارو یا رسولؐ اللہ

سجے گلہائے اُردو سے تری نعتوں کے گلدستے
مدینے تک گئی اردو کی خوشبو یا رسولؐ اللہ

اسی میں حمدِ حق کے بھی ترانے گائے جاتے ہیں
اِسی میں ہوتا ہے ہر جا پہ حق ہُو یا رسولؐ اللہ

اسی سے تیرے ارشادات کی تشریح ہوتی ہے
ادب تیری وِلا ء کا اس سے مملوّ یا رسولؐ اللہ

بنے اب تو پذیرائی مُوردِ ارضِ قائدؒ میں
مرا پیرایۂ اِظہارِ اُردو یا رسولؐ اللہ۔

سر راس مسعود

راس مسعود کا نام کس نے نہیں سنا وہ سر سید کے پوتے تھے، حیدر آباد دکن کا ذکر ہے ایک دن بابائے اُردو ڈاکٹر مولوی عبدالحق نے راس مسعود سے کہا "تمہیں اس کا عملی ثبوت فراہم کرنا چاہیے کہ تم سر سید کے پوتے ہو" راس مسعود نے پوچھا "وہ کیسے؟" بابائے اردو حیدر آباد میں اُردو یونیورسٹی قائم کرنا چاہتے تھے کاغذی تیاری ہو چکی تھی۔ انہوں نے وہ کاغذات راس مسعود کو دیے اور کہا ان کاغذات پر ریاست کے ریذیڈنٹ سے دستخط کروا دیجیے۔

راس مسعود انگریزی ریذیڈنٹ کی کوٹھی پہنچے ریذیڈنٹ کے سامنے انہوں نے اس کے بچوں سے فرانسیسی میں گفتگو شروع کر دی ریذیڈنٹ نے انہیں ٹوکا۔ "مسٹر مسعود! اگر آپ کو فرانسیسی ہی بولنی ہے تو مجھ سے بولیے یہ بچے فرانسیسی نہیں جانتے یہ تو ابھی اپنی زبان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں"۔ راس مسعود کو موقع مل گیا۔ انہوں نے فوراً کہا "جناب! جس طرح آپ کے بچے اپنی زبان میں تعلیم حاصل کر رہے ہیں اسی طرح ہم بھی چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے بھی اپنی زبان میں تعلیم حاصل کریں۔ ہاں بڑے ہو کر وہ فرانسیسی، انگریزی، جرمن جو زبان چاہیں اپنی مرضی سے سیکھ سکتے ہیں موجودہ صورتحال یہ ہے کہ ہمارے بچوں کو دُہری محنت کرنی پڑتی ہے پہلے انگریزی سیکھو پھر انگریزی میں تعلیم لو اس طرح بچے نہ زبان سیکھ پاتے ہیں نہ علم کسی غیر زبان کا ذریعۂ تعلیم عالم پیدا کرنے سے تو رہا کلرک ہی پیدا کر سکتا ہے"۔ ریذیڈنٹ نے راس مسعود سے اتفاق کیا راس مسعود نے یونیورسٹی کے کاغذات اس کے سامنے کر دیے۔

برصغیر کی مشہور یونیورسٹی جامعۂ عثمانیہ کا قیام اس طرح عمل میں آیا جامعۂ عثمانیہ کا ذریعۂ تعلیم اُردو تھا اور جامعہ نے بے شمار بڑے لوگ پیدا کیے۔

روزنامہ جسارت کراچی ۱۵ نومبر ۱۹۸۴ء

تعارف و تبصرہ

ذخیرۂ شیرانی (بزبان انگریزی)

مؤلف : پروفیسر حافظ محمود شیرانی
حواشی : خورشید احمد
ناشر : عربیک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان، ٹونک
صفحات : ۴۴
قیمت : درج نہیں

پروفیسر حافظ محمود شیرانی بلند پایہ محقق اور صاحب نظر کتاب شناس تھے۔ آن کے پاس عربی، فارسی اور اردو مخطوطات کا ایک وقیع ذخیرہ تھا جو انہوں نے ۱۹۴۱ء میں پنجاب یونیورسٹی کو فروخت کر دیا۔ انہوں نے اپنے ذخیرے پر انگریزی میں ایک مختصر شذرہ لکھا تھا جو مخطوطات کے ساتھ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ہے۔ یہی شذرہ جناب خورشید احمد کے حواشی اور جناب شوکت علی خان ڈائریکٹر عربیک اینڈ پرشین ریسرچ انسٹی ٹیوٹ راجستھان کے پیش لفظ کے ساتھ چھپا ہے۔ حافظ شیرانی مرحوم نے مخطوطات کی خصوصیات اور ان کی فنی و علمی حیثیت پر قابل قدر معلومات مہیا کی ہیں اگرچہ ذخیرۂ شیرانی پر ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کا مقالہ اور ڈاکٹر محمد بشیر حسین کی فہرست مخطوطات شیرانی (فارسی) موجود ہے تاہم زیر نظر شذرے کی اپنی اہمیت ہے۔ شذرے میں بعض مخطوطات کا ذکر ہے جو آج "ذخیرۂ شیرانی" میں موجود نہیں ہیں۔ جناب خورشید احمد نے ان مخطوطات کی نشاندہی کر دی ہے۔ شذرے کے آخر میں حافظ شیرانی مرحوم نے اپنے ذخیرۂ مسکوکات کی فہرست دی ہے جو پنجاب یونیورسٹی نہ خرید سکی تھی۔ نہیں کہا جا سکتا آج یہ ذخیرۂ مسکوکات کہاں ہے!

جوہرِ تقویم

مرتب : ضیاء الدین لاہوری
ناشر : الحقائق، آصف بلاک، علامہ اقبال ٹاؤن لاہور
صفحات : ۱۲۰
قیمت : پندرہ روپے

اہل تحقیق اور طلبہ کو اکثر عیسوی اور ہجری کیلنڈروں کی تقابلی تاریخوں کی ضرورت پڑتی ہے۔ عیسوی و ہجری کیلنڈروں کو باہم تبدیل کرنے کے گو حسابی قاعدے موجود ہیں، مگر جمع و تفریق کے طویل عمل سے صحیح نتیجہ برآمد کر لینا ہر ایک کے لیے ممکن نہیں قابل تحسین ہیں وہ ماہرین تقویم جنہوں نے تقابلی جدولیں تیار کر کے ایک بڑی مشکل آسان کر دی ہے۔ مشہور مستشرق وسٹنفلڈ کے طے کردہ اصولوں کے مطابق

اردو میں ہجری سنین کو بنیاد بنا کر متبادل عیسوی تاریخوں کی جدولیں تیار کی گئی ہیں۔ جناب ضیاءالدین لاہوری نے اس کے برعکس عیسوی سنین کے متبادل ہجری سنین اور تاریخیں متعین کی ہیں۔

اس تقویم کا ایک اہم حصہ "عہد نبویؐ کی تقویم" ہے۔ جناب مرتب نے محنت اور مسلمہ تقویمی اصولوں کے مطابق یہ کام انجام دیا ہے امید ہے علمی حلقوں میں قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

آہنگِ ظفر

شاعر : پیرزادہ سید ظفر ہاشمی
ناشر : مکتبہ اشاعت اردو - ۲/۶۵/بی-۹ رفاہ عام سوسائٹی - ملیر ہالٹ کراچی ۔۴۳
صفحات : ۱۱۲
قیمت : بیس روپے

پیرزادہ سید ظفر ہاشمی کا نام گو آج زیادہ معروف نہیں ہے مگر قیام پاکستان سے پہلے اُن کی منظومات اکثر ادبی رسائل میں شائع ہوتی تھیں۔ وہ خود ۱۹۲۷ء سے ۱۹۳۳ء تک ماہنامہ "عالمگیر" (لاہور) کے مدیر رہے ہیں۔ اُن کا اولین شعری مجموعہ "حسن خیال" ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا تھا۔ ۱۹۳۸ء میں دوسرا اور ۱۹۵۲ء میں تیسرا مجموعہ کلام منظرِ عام پر آیا۔ اس کے بعد بھی وہ مسلسل مشق سخن کرتے رہے مگر اشاعتِ کلام کی جانب چنداں توجہ نہ دی۔ ڈاکٹر وفا راشدی صاحب نے تیس سال کے کلام کا زیرِ نظر انتخاب مرتب کیا ہے۔

سید ظفر ہاشمی نے وحشت کلکتوی کے فنی کمالات اور علامہ اقبال کے فکر سے استفادہ کیا ہے اُن کی تعلیم کلکتہ میں ہوئی اور اس دور میں کلکتہ کی ادبی و شعری فضا پر وحشت کلکتوی چھائے ہوئے تھے چنانچہ طالب علمی کے زمانے میں اُن سے سلسلہ تلمذ قائم کیا اور آخر دم تک اُن سے استفادہ کا تعلق قائم رہا۔ جناب ظفر کے والد سید محمد ابراہیم ہاشمی آٹھویں جماعت سے بارھویں جماعت تک علامہ اقبال کے ہم جماعت رہے تھے اور اس نسبت سے جناب ظفر کو نہ صرف علامہ کی محفل میں بار پانے کا موقع ملا بلکہ اُن کے فکر و کلام سے اکتساب فیض بھی کیا۔

"آہنگِ ظفر" جناب ظفر کے آخری دورِ زندگی کے تجربات، مشاہدات، احساسات اور افکار کا حامل ہے اس میں وحشت کی فنی پختگی اور علامہ اقبال کے فکر کی جھلک موجود ہے۔ مجموعہ کلام کے آغاز میں ڈاکٹر وفا راشدی، جناب شان الحق حقی اور ڈاکٹر عشرت کاسگنجوی کے مختصر مضامین شامل ہیں جن میں صاحبِ کلام اور ان کے فن کے بارے میں گفتگو کی گئی ہے۔ خود شاعر کا مضمون "میری شاعری اور اس کا پس منظر" اُن کے فن کو سمجھنے کے لیے مفید ہے۔ مجموعہ دینی ادبی روایت کے مطابق حمدِ خدا اور نعتِ رسولؐ سے شروع ہوتا ہے۔ ایک دو نظموں کے سوا باقی سب ہی غزلیات ہیں جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے غزل میں انہوں نے وحشت کلکتوی کا اسلوب اور اقبال کا رنگ اپنایا ہے۔ چند شعر ہیں۔

ہے جہانِ حسن میں، حسنِ عمل کا سا خیال
حسن بن جاتا ہے تحریکِ عمل میرے لیے

یاد آ جاتی ہے مجھ کو مرے زخموں کی بہار
جب کوئی چہرۂ گلرنگ نظر آتا ہے

اداس چہروں پہ ہیں حسرتوں کے افسانے
بہت قریب سے دیکھی ہے زندگی میں نے

خودی کے راز کا یہ انتہائی نکتہ ہے
کہ اپنے جہل سے سیکھی ہے آگہی میں نے

رو دیا کرتا ہوں جب یادِ وفا آتی ہے
غمِ اربابِ محبت بھی غضب ہوتا ہے

ظفر ہاشمی سیالکوٹ میں پیدا ہوئے اور زندگی کا بڑا حصہ پنجاب میں گزارا۔ اردو کے بارے میں کہتے ہیں:

باطل کی ہواؤں سے کہہ دو یہ نور بجھانا مشکل ہے
یہ مومنؔ و غالبؔ کی ہے زباں اردو کو مٹانا مشکل ہے

کتاب خوبصورت انداز اور دلکش سرورق کے ساتھ چھپی ہے۔ کتابت کی اکا دکا اغلاط نہ ہوتیں تو زیادہ مناسب رہتا۔

اختر راہی

گردوپیش

نصابی کتب خطِ نستعلیق میں شائع ہوں گی

حکومت نے پہلی تا بارہویں جماعت کی نصابی کتب کی کتابت کو خطِ نسخ سے خطِ نستعلیق میں تبدیل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ یہ اعلان بلوچستان ٹیکسٹ بک بورڈ کے سیکرٹری جناب محمد اکبر نے کوئٹہ میں ایک ریڈیو پریس کانفرنس میں کیا۔ انہوں نے بتایا کہ آئندہ تعلیمی سال کے آغاز سے پہلی تا پانچویں جماعت کی تمام نصابی کتب نستعلیق میں دستیاب ہوں گی۔ باقی جماعتوں کی نصابی کتب کی کتابت آئندہ دو سالوں میں بتدریج خطِ نسخ سے خطِ نستعلیق میں تبدیل ہو جائے گی۔

(روزنامہ جسارت کراچی) ۲۴ نومبر ۱۹۸۴ء

اُردو کالج کراچی کو ایک کروڑ روپے کی امداد دی جائے گی

فیڈرل گورنمنٹ اردو کالج کراچی کے پرنسپل پروفیسر محمد خلیل اللہ نے بتایا کہ اردو کالج میں زیرِ تعلیم آٹھ ہزار طلبہ میں سے نوے فی صد کی مادری زبان اردو نہیں ہے۔ یہ طلبہ فارغ التحصیل ہو کر اپنے اپنے علاقوں میں اُردو کے سفیر بن کر جاتے ہیں اور پاکستان کی یک جہتی کے لیے کام کرتے ہیں اس طرح ملک میں اردو کے فروغ کے لیے موثر خدمات انجام دی جا رہی ہیں۔ انہوں نے توقع ظاہر کی کہ چھٹے پنج سالہ منصوبے میں اردو کالج کو ایک کروڑ روپے کی مالی امداد دی جائے گی جس سے کالج کی ترقی اور دیگر منصوبوں کی تکمیل ممکن ہو سکے گی۔

(روزنامہ حریت، کراچی ۲۹ نومبر ۱۹۸۴ء)

ملایا یونیورسٹی میں اردو اور مطالعۂ پاکستان کے شعبے کا اجرا

حکومتِ پاکستان نے ملائیشیا کی ملایا یونیورسٹی میں اردو اور مطالعۂ پاکستان کے شعبے کا اجراء کیا ہے۔ اس شعبے کے سربراہ جناب خاطر غزنوی ہوں گے۔ ملائیشیا میں اس شعبے کے اجراء سے بیرونی ممالک کی یونیورسٹیوں میں کام کرنے والے اردو اور مطالعۂ پاکستان کے شعبوں کی تعداد چودہ ہو جائے گی جن کے کل اخراجات حکومتِ پاکستان برداشت کر رہی ہے۔ مسلم ممالک کے علاوہ جن ملکوں کی یونیورسٹیوں میں اردو و مطالعۂ پاکستان کے شعبے موجود ہیں ان میں مغربی جرمنی برطانیہ اور کینیڈا شامل ہیں۔ جرمنی کی ہائیڈل برگ یونیورسٹی میں اس شعبہ کو اقبالیات کا شعبہ بنا دیا گیا۔

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۰ نومبر ۸۴ء)

دفاتر میں اردو نافذ کی جائے

کمبوہ سوشل ویلفیئر ایسوسی ایشن سکھر کے جنرل سیکرٹری نے اپنے بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ ملک میں قومی زبان اردو

نا ذ کے لیے عملی اقدامات کیے جائیں۔ انھوں نے کہا کہ صدر جنرل محمد
یاء الحق نے اردو کے نفاذ کے لیے غیر معمولی دلچسپی کا مظاہرہ کیا تھا
بن ایک محدود اور بااثر مغرب زدہ طبقے نے نفاذِ اردو کی راہ میں
کاوٹیں ڈالیں۔۔۔ انھوں نے حکومت سے اپیل کی کہ قومی زبان کے
ماذ کے لیے ٹیلی گرام سروس اور دیگر دفتری کارروائی کو اردو میں
یکارڈ کرنے کا حکم جاری کیا جائے۔ نیز سکھر کے شہریوں کے دیرینہ
طالبے پر سکھر میں اردو ٹیلی پرنٹر نصب کیا جائے۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۲۱ نومبر ۱۹۸۴ء)

قومی زبان ہی ذریعۂ تعلیم ہوگی

صوبائی وزیرِ تعلیم چوہدری عبدالغفور نے پنجاب کونسل کے
جلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ "وہ وقت دور نہیں جب ملک میں
ذریعۂ تعلیم قومی زبان ہوگی۔

روزنامہ مشرق (لاہور) ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۴ء

ٹیلی ویژن کورسز

یہ قابلِ تعریف اقدام ہے کہ پاکستان ٹیلی ویژن "ہم اور
سائنس" جیسے معلوماتی اور تعلیمی پروگرام پیش کر رہا ہے لیکن میرا
خیال ہے کہ صرف اتنا ہی کافی نہیں۔ کئی دوسرے مضامین مثلاً انگریزی
اور اردو شارٹ ہینڈ پر مختصر کورسز نشر کیے جا سکتے ہیں۔ ان
کورسوں کے لیے کسی خاص سازوسامان کی بھی ضرورت نہیں صرف
ایک قابل استاد کے لیکچرز کافی ہوں گے۔ ایسے تعلیمی پروگرام انگریزی
فلموں کی نسبت کہیں زیادہ دلچسپی سے دیکھے جائیں گے اور شاید بعض
افراد کے لیے حصولِ ملازمت کا ذریعہ بھی بن جائیں۔

(مراسلہ) امانت علی خان (ٹوبہ ٹیک سنگھ)

روزنامہ پاکستان ٹائمز، راولپنڈی ۱۰ دسمبر ۱۹۸۴ء

۱۹۸۹ء سے میٹرک کے امتحانات اردو زبان میں ہوں گے

ثانوی تعلیمی بورڈ کراچی نے ایک بار پھر تنبیہ کیا ہے کہ نویں
اور دسویں جماعت کے سالانہ امتحانات بالترتیب برائے ۱۹۸۸ء
اور ۱۹۸۹ء میں انگریزی ذریعۂ تعلیم کے تحت نہیں ہوں گے۔ تمام
امیدواروں کو متعلقہ امتحانات میں اردو یا سندھی زبان میں
امتحان دینا ہوگا کیوں کہ مذکورہ سال سے میٹرک کی سطح تک مکمل
طور پر اردو ذریعہ تعلیم نافذ کر دیا جائے گا اور ۱۹۸۸ء میں نویں
جماعت سے انگریزی ذریعۂ تعلیم کا مکمل طور پر خاتمہ ہو جائے گا۔ بورڈ
نے ایک حالیہ سرکلر کے ذریعے نظامتِ تعلیم برائے مدارس، ان کے
ذیلی دفاتر، اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ کے سیکرٹری سندھ ٹیکسٹ بک
بورڈ کے سیکرٹری، ناظم امتحانات برائے ثانوی مدارس اور دیگر
متعلقہ حکام کو آگاہ کیا ہے۔ جس میں وزارتِ تعلیم کے حوالے سے
کہا گیا ہے کہ ۱۹۷۹ء میں تعلیمی پالیسی کے تحت اردو یا منظور شدہ
صوبائی زبان کو ذریعۂ تعلیم بنانے کی جو پالیسی مرتب کی گئی ہے اس
میں کوئی تبدیلی نہیں کی جائے گی اور اس پالیسی پر بتدریج عمل کرتے
ہوئے ۱۹۸۹ء میں میٹرک کی سطح تک مکمل طور پر اردو ذریعہ تعلیم نافذ
کر دیا جائے گا۔ اس لیے ۱۹۸۹ء میں میٹرک کے ہونے والے امتحانات
اردو یا منظور شدہ صوبائی زبان میں لیے جائیں گے اور کسی امیدوار
کو انگریزی ذریعہ تعلیم کے تحت امتحان دینے کی اجازت نہیں ہوگی۔
اس کا اطلاق بیرونِ ملک قائم پاکستانی مدارس پر بھی ہوگا تاہم
اس فیصلے کے تحت وہ تعلیمی ادارے متاثر نہیں ہوں گے جو اندرونِ
ملک طلباء کو بیرونی امتحانات کے لیے تیار کرتے ہیں اور نہ انگریزی
کو ایک مضمون کے طور پر پڑھانے کی پالیسی ہی متاثر ہوگی۔ اردو
کو میٹرک کی سطح تک ذریعۂ تعلیم کے طور پر اپنانے کے فیصلے کا اطلاق
سائنس کے امیدواروں پر بھی ہوگا۔

روزنامہ جسارت کراچی، ۹ دسمبر ۱۹۸۴ء

(۱) اصطلاحات حسابداری و محاسبی کا اولین مسودہ حساب دار اعلیٰ مال گزاری پاکستان کے ایک ملازم جناب مسعود احمد حمید نے تیار کیا تھا۔ اس پر ایک مجلس برائے نظر ثانی نے تقریباً پندرہ نشستوں میں اضافے اور ترامیم انجام دیں۔ یہ مجلس جناب محمد ابن الحسن سیّد حساب دار اعلیٰ کی نگرانی میں جناب سید شوکت حسین، جناب محمد نصیر احسن اور جناب محمد اظہار الحق پر مشتمل تھی۔ مقتدرہ قومی زبان کی طرف سے ان اصطلاحات کی معیار بندی کے لیے طے پایا کہ جناب ڈاکٹر سید عبداللہ کے لیکچر برائے استناد و وضع اصطلاحات کی روشنی میں ایک مجلس استناد کام کرے اور اپنے ہفتہ وار اجلاسوں میں ان کی معیار بندی کا کام انجام دے۔

ڈاکٹر آفتاب احمد خان کی سربراہی میں جناب شریف کنجاہی (معتمد)، جناب خالد عمر فاروقی، ایڈیشنل سیکرٹری کابینہ ڈویژن، جناب قمر الدین صدیقی، ایڈیشنل سیکرٹری فنانس ڈویژن، جناب مجیب الرحمٰن مفتی، (ریٹائرڈ)، جائنٹ سیکرٹری (دفاع) اور جناب پروفیسر کرم حیدری، ایڈیٹر زکوٰۃ پر مشتمل مجلس استناد نے ۲۴ راکتوبر ۱۹۸۴ء سے ہر ہفتے دو روز اپنے اجلاس منعقد کیے۔ جناب خالد عمر فاروقی کی نمائندگی جناب نذیر احمد جائنٹ سیکرٹری کابینہ ڈویژن نے کی۔ مقتدرہ کی طرف سے جناب عطش درانی (معاون) نے ان نشستوں کے انعقاد کے فرائض انجام دیے۔

اس مجلس نے بیس اجلاسوں میں اصطلاحات پر نظر ثانی اور معیار بندی کا کام انجام دیا۔ یہ اجلاس عموماً دو سے اڑھائی گھنٹے تک جاری رہتے تھے اور یوں ایک ہزار (۱۰۰۰) سے زائد اصطلاحات کی معیار بندی کا کام انجام پایا۔

(۲) سرکاری عہدوں اور محکموں کے ناموں کے تراجم معیار بندی کے لیے دوسری مجلس استناد کے سپرد کیے گیے۔ جو جناب ممتاز مسعود معتمد وزارتِ پیٹرولیم و قدرتی وسائل کی سربراہی میں کام کر رہی ہے۔ یہ مجلس جناب ڈاکٹر پروفیسر محمد صدیق خان شبلی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، جناب محمد ابن الحسن سیّد، حساب دار اعلیٰ، جناب پروفیسر نیاز عرفان، معتمد وفاقی تعلیمی بورڈ، اسلام آباد، جناب مختار علی خان، ناظم مرکزی ریونیو بورڈ اور جناب ممتاز مفتی پر مشتمل تھی۔ اس مجلس نے ۱۶ رنومبر ۱۹۸۴ء سے ہفتے میں دو روز دو سے اڑھائی گھنٹے کے اجلاس منعقد کیے اب تک دس اجلاس منعقد ہو چکے ہیں۔ جن میں ایک ہزار (۱۰۰۰) کے قریب محکموں اور اداروں کے ناموں کی معیار بندی کی گئی ہے۔

ان پر نظر ثانی کے بعد عہدوں کی معیار بندی کا کام شروع کر دیا جائے گا۔ مقتدرہ قومی زبان کی طرف سے محمد طاہر منصوری (معاون) نے ان نشستوں کے انعقاد کے فرائض انجام دیے۔

چینی اشاعت گھر کے وفد کی دفتر "مقتدرہ" میں آمد

چین کے غیر ملکی زبانوں کے اشاعت گھر کے چیف ایڈیٹر جناب لو یا تگ اپنے وفد کے ارکان کے ہمراہ مقتدرہ قومی زبان کے دفتر تشریف لائے۔ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی نے انہیں مقتدرہ کی کارکردگی اور کتابوں کی چھپائی سے متعلق معلومات فراہم کیں۔ چینی وفد کے ارکان نے مقتدرہ کی کارکردگی کی تعریف کی اور قومی زبان کے نفاذ کے سلسلے میں کیے گئے کام کو سراہا۔

افکارِ معاصرین

اردو کا نفاذ

وفاقی وزیر اطلاعات و نشریات راجہ محمد ظفر الحق نے اردو زبان اختیار کرنے پر زور دیتے ہوئے کہا ہے کہ قومی زبان قومی تشخص کی علامت ہوتی ہے انہوں نے وزارت اطلاعات و نشریات میں نفاذ اردو کے کام کو اطمینان بخش قرار دیتے ہوئے کہا کہ ایسی واحد زبان جو چاروں صوبوں کے علاوہ عوام کے درمیان رابطہ کا کام دے سکے اور ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک بولی اور سمجھی جا سکے صرف اردو ہی ہو سکتی ہے۔ تاہم وزیر موصوف نے دوران خطاب ایک نکتہ یہ بھی بیان کیا کہ اُردو کو اس وقت تک نافذ نہیں کیا جا سکتا جب تک لوگوں کا ذہنی احساس کمتری دور نہیں ہو جاتا۔

راجہ محمد ظفر الحق نے قومی زبان کے تعلق سے جن خیالات کا اظہار کیا ہے وہ ان کے قومی زبان سے لگاؤ اور اس کی اہمیت سے واقفیت کی نشاندھی کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ انہوں نے سب سے پہلے اپنے زیرِ نگرانی شعبوں میں اردو کا اجراء کر کے دوسروں کے لیے ایک قابل مثال قائم کی ہے۔ اسی طرح صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے بھی مختلف موقعوں پر قومی زبان میں خطاب کر کے ایک اچھی طرح ڈالنے کی کوشش کی ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ کیا ان اقدامات سے قومی سطح پر ذمہ داری پوری ہو جاتی ہے جو ارباب اقتدار کے ساتھ ساتھ ہم سب کا فریضہ ہے اور جس کے لیے پوری قوم آئندہ نسلوں کے سامنے جوابدہ ہے۔ راجہ محمد ظفر الحق نے یہ کہہ کر کہ اردو کو اس وقت تک نافذ نہیں کیا جا سکتا جب تک لوگوں کا ذہنی احساس کمتری دور نہیں ہو جاتا ایک اہم حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے لیکن سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس نام نہاد احساس کمتری کو دور کرنے میں معاون ثابت ہو رہی ہے یا اس سے اس احساس میں مزید اضافہ ہوتا جا رہا ہے۔

یہ درست ہے کہ زبانوں کو زندہ رہنے کے لیے جس توانائی کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ خود ان ہی کے اندر سے پھوٹتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ زبان اپنے استحصال کی شعوری اور مؤثر کوششوں کے باوجود پوری آب و تاب سے زندہ رہ سکتی ہے۔ جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے ہمارے ہاں زبان کی حد تک احساس کمتری کا شکار ایک مخصوص اور محدود طبقہ ہے جو تعداد کے لحاظ سے خیبر سے کراچی تک ٹھاٹھیں مارتے اردو کے قدرشناسوں کے سمندر میں ایک قطرے کی حیثیت رکھتا ہے۔

دوسری بات جو اس سلسلے میں مدِنظر رہنی چاہیے یہ بات ہے کہ جب کوئی اردو کو تعلیمی، سرکاری اور قومی سطح پر اپنانے کی بات کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ انگریزی کو مکمل دیس نکالا دے دیا جائے گا۔ انگریزی بحیثیت ایک زبان کے درسگاہوں میں موجود رہنی چاہیے اور کسی بھی طالب علم کو یہ زبان پڑھنے اور سیکھنے کی پوری آزادی اور مواقع میسر ہونے چاہئیں لیکن بنیادی طور پر سارے ملک کی درسگاہوں میں اردو کو ذریعۂ تعلیم کی حیثیت حاصل ہونی چاہیے تاکہ قوم کے نونہالوں کی بڑی تعداد ایک غیر ملکی زبان سے کم میلانی یا عدم دلچسپی کی بنا پر اہم تعلیمی، انتظامی اور فنی شعبوں میں جگہ پانے سے محض اس لیے محروم نہ رہ جائے کہ وہ انگریزی نہیں جانتی۔ ہمارے خیال میں حکومت کو اس سلسلے میں زیادہ مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں۔ جس طرح دینی معلومات کا حصول، روزگار یا اعلیٰ اداروں میں ملازمت کے لیے بنیادی شرائط کے طور پر عائد کر دیا گیا ہے۔ اسی طرح سارے امتحانات (بشمول مقابلے کا اعلیٰ ترین امتحانات) میں اردو کو لازمی قرار دے دینا چاہیے۔ تعلیمی اداروں میں اردو و انگریزی کی تفریق کو یکسر ختم کر کے سب کے بچوں کے لیے ایک سا نصاب تعلیم مقرر ہونا چاہیے کم از کم ملکی سطح تک ایسی کسی تفریق کا تصور بھی ہمارے قومی کردار پر ایک بدنما داغ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اس سلسلے میں مقتدرہ قومی زبان اردو اساتذہ اور ماہرینِ تعلیم سے تجاویز طلب کی جا سکتی ہیں اسی طرح ذرائع ابلاغ، بالخصوص ٹیلی ویژن سے بھی بھرپور مدد لی جا سکتی ہے۔ پوری قوم کی دلچسپی ہے کہ صدر ضیاء الحق اور راجہ محمد ظفر الحق نے جس جذبے کے تحت اردو کا علم بلند کیا ہے وہ جذبہ ماند نہیں پڑنا چاہیے بلکہ مزید مؤثر اور مفید اقدامات سے اس میں مزید گہرائی اور ہمہ گیری پیدا ہونی چاہیے۔

پیش رفت

قوم کا قبلہ درست ہو چکا ہے

ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر قوم سے خطاب کرتے ہوئے صدر جنرل محمد ضیاء الحق نے کہا ہے کہ ابلاغِ عامہ کے ذرائع سمیت پوری قوم کا قبلہ درست ہو چکا ہے۔ لوگ قومی زبان بولتے ہیں، قومی لباس پہنتے ہیں اور پاکستانی ہونے پر فخر محسوس کرتے ہیں، اب لوگ اذان سن کر شرماتے نہیں ہیں بلکہ نماز پڑھنے کے لیے جاتے ہیں اور تیار رہتے ہیں۔ لوگوں میں یہ تبدیلی کوئی معمولی تبدیلی نہیں ہے۔ میں اس تبدیلی پر باری تعالیٰ کا شکر بجا لاتا ہوں اور عوام کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ روزنامہ حریت کراچی ۲ دسمبر ۱۹۸۴ء

نفاذ اردو کا عمل تیز تر کرنے کے اقدامات

ضلعی مجلس زبانِ دفتری راولپنڈی کا ایک اجلاس ۲ دسمبر ۱۹۸۴ء کو منعقد ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ ایک گردشی مراسلے کے ذریعے صوبائی محکموں کے سربراہوں سے معلوم کیا جائے گا کہ ان کے دفاتر میں اردو ٹائپ مشینیں، اردو ٹائپ کار، اردو میں سرکاری فارموں کا استعمال، اردو اور انگریزی خط و کتابت کا تناسب نیز اس ضمن میں درپیش مشکلات اور دشواریاں کیا ہیں۔ پھر ان محکموں سے مسلسل رابطے اور اس بارے میں پیش کی جانے والی تجاویز کی روشنی میں نفاذِ اردو کے بارے میں ٹھوس اقدامات کیے جائیں گے۔

سیکرٹری مجلس زبان دفتری ضلع راولپنڈی نے بتایا کہ اب تک ساٹھ اہل کاروں کو اردو ٹائپ کاری کی تربیت دی گئی ہے۔ سکولوں اور کالجوں کے طلبہ و طالبات میں اردو سیکھنے کا ذوق پیدا کرنے کے لیے تقریری مقابلے اور مذاکرے کا اہتمام کیا گیا، نیز ٹیلی وژن اور سینما گھروں میں سلائیڈ کی نمائش اور اہم مقامات پر اشتہاری بورڈوں کی تنصیب کے ذریعے قومی زبان کو اپنانے کے لیے لگاتار اور مسلسل کوششیں کی جا رہی ہیں۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۳ دسمبر ۱۹۸۴ء

حرفِ شکایت

مظلوم اردو کی فریاد

مکرمی و محترمی جناب راجہ ظفر الحق صاحب! السلام علیکم

ایک عادل حاکم کے دروازے پر مظلوم جتنی دفعہ فریاد لے کر آئے وہ خوش ہوتا ہے اور مظلوم کا حق دلا کر اطمینان پاتا ہے۔ حضور اردو ایک بار پھر آپ کے دروازے پر فریاد لیے کھڑی ہے کہ :۔

"آپ کے زیر سایہ ٹیلی ویژن سے کرتا دھرتا میرے خلاف ایک اور سازش میں مصروف ہیں۔ جب بھی ٹیلی ویژن پر اردو میں خبریں پڑھی جاتی ہیں تو ایسے موقعوں پر جہاں کسی خبر کے پس منظر میں ملکی یا غیر ملکی شخص کو انگریزی یا کسی اور زبان میں گفتگو کرتے دکھایا جاتا ہے وہاں خبریں سنانے والا تو خاموش ہو جاتا ہے اور پس منظر میں موجود شخص کو فرفر انگریزی یا دوسری غیر ملکی زبان بولتے ہوئے سنا دیا جاتا ہے۔ ایسا آدھ گھنٹہ کی خبروں میں کئی بار ہوتا ہے۔ جنابِ والا! میرے وقت سے اس طرح شب خون مار کر انگریزی یا کسی اور غیر ملکی زبان کو وقت دے دینا کیا میری حق تلفی نہیں۔ کیا ٹیلی ویژن کے اردو میں خبریں ترجمہ کرنے یا لکھنے والوں کا یہ فرض نہیں کہ وہ خبریں سنانے والے کو ایسے موقعوں پر متبادل اردو زبان میں گفتگو مہیا کریں اور غیر زبان بولنے والا شخص پس منظر میں محض ہونٹ ہلاتا ہوا دکھایا جائے۔ ستم ظریفی تو یہ ہے کہ جناب صدر مملکت آپ یا کوئی گورنر، وزیر یا مقرر اردو میں بول رہا ہوتا ہے تو وہاں انگریزی خبریں سنانے والا خود بولتا رہتا ہے اور پس منظر میں اردو بولنے والے شخص کو خاموش دکھا دیا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ صورتِ حال انگریزی بولنے والوں کے سلسلے میں ہونی چاہیئے، نہ کہ اردو بولنے والوں کے سلسلے میں۔ ازراہِ کرم میری فریاد کو پہنچیے۔ میرا پورا وقت مجھے دیجیے اور تحقیق بھی کیجیے کہ مجھ پر ظلم کرنے والے یہ پوشیدہ ہاتھ کون سے ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر الف۔ د۔ نسیم (ساہیوال) صدر انجمن تحفظ اردو

ہماری مطبوعات

...اروا ذکار - مرتب بلال احمد زبیری / ۳۰ روپے

...دو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی

۶۰ / روپے

...ردو رسم الخط - سید محمد سلیم

مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

...یا اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف ۱۰ روپے
سستا ایڈیشن ۴ روپے

...تابیات قانون، عطش درانی

قیمت: -/۴۰ مجلد: ۷۵ روپے

...دو اصطلاحات سازی، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری۔

قیمت: ۳۰ روپے - مجلد: ۵۰ روپے

...صطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی

قیمت: ۱۵ روپے، مجلد: ۳۰ روپے

اصطلاحات موسمیات - سرفراز شاہد

قیمت: ۱۵ روپے مجلد: ۳۰ روپے

مختصر اصطلاحات دفتری - قیمت ۱۰ روپے۔

(حروف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

دفتری مراسلت (انگریزی - اردو)

ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی۔ قیمت - مجلد: ۴۰ روپے

غیر مجلد: ۲۰ روپے - سستا ایڈیشن: ۸ روپے

اصطلاحات ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحات ریاضی کراچی)

قیمت - مجلد: ۶۰ روپے - غیر مجلد: ۲۷ / روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان - مکان نمبر ۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - ایف ۸/۱ - اسلام آباد

...فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (باشتراک جامعہ کراچی)

قسم اول ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے

(۱۳) فرہنگ اسماء العلوم - محمد طارق محمود (باشتراک جامعہ کراچی)

۱۹ روپے

(۱۴) فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ - زین صدیقی (باشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے قسم اول ۴۱ روپے

(۱۵) فرہنگ اصطلاحات برقیات - طارق محمود

باشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۴۰ روپے مجلد: ۵۰ روپے

(۱۶) تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ: سید محمد احمد سعید

باشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی - کراچی

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ — اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ — سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف — میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ — اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف — ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ — مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراک عمل

پمفلٹ نمبر ۵ — مقتدرہ قومی زبان اور اردو ٹیلی پرنٹر
مصنف — محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ — وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ — اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ — سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ — مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف — عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ — آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف — پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ — وضع و استناد اصطلاحات
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

مقاصد

◉ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

◉ اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کر کے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

◉ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

◉ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰۰۱ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر الف ۸/۱ - اسلام آباد

فون: ۱۵۳۳۸۲ / ۱۵۲۲۸۰ / ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

فہرست

قیمت: ایک روپیہ سالانہ: دس روپے

معروضات

زبان محض وسیلہ اظہار و ابلاغ ہی نہیں انسان کی فکری اور جذباتی بالیدگی کا موجب بھی ہے اپنے اس فریضے کو وہ مختلف علوم کے ذریعے پورا کرتی ہے۔

ہر لسانی حلقے کی ہمیشہ سے یہ خواہش اور کوشش رہی ہے کہ وہ دوسرے لسانی حلقوں سے اخذ نور کرے۔

ترجمے نے انسانی معاشرے کی اسی ضرورت سے جنم لیا اور افراد و اقوام کے باہمی اختلاط وارتباط پر صنف مقبول سے مقبول تر ہوتی گئی۔ لیکن چونکہ دنیا کی کسی زبان کا مزاج دوسری زبان سے کامل ہم آہنگ نہیں ہے اس لیے ترجمے بالخصوص درسی کتابوں کے ترجمے میں ایک تشنگی سی رہ جاتی ہے۔ یہی تشنگی اور خامی ابلاغ کو ناتواں بلکہ مفہوم کو بھی "غت ربود" کر دیتی ہے چنانچہ بعض ماہرین نصابی کتب کے ترجمے پر تازہ نویسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ ان کے خیال میں ذہن رسا کے مالک اور صحیح معنوں میں طالبان علم کے ذوق کی تسکین اسی طرح ممکن ہوتی ہے کہ موضوع سے ٹھیک ٹھیک آگاہی رکھنے والے ارباب علم و دانش دوسری زبانوں کے ذخیرہ ہائے فکری کو ترجمہ کرنے کی جگہ ان کے مفاہیم کو اپنی زبان میں تحریر آشنا کریں تاکہ وہ از دل خیزد و بر دل ریزد کی مصداق بن سکے۔

مقتدرہ نے اسی لیے مختلف سطحوں کے طالب علموں کے لیے الگ انداز اپنایا ہے۔ چنانچہ اوسط درجے کے طالبعلموں کی ضرورت کے لیے تو نصابی کتابوں کے تراجم کی منصوبہ بندی اس کے پیش نظر رہی ہے اور بلند ذہنی سطح کے طالبعلموں کے لیے تازہ نویسی کے اصول کو سامنے رکھا گیا ہے۔

ڈاکٹر فرمان فتح پوری

زبان انسان کی سماجی اور معاشرتی ضرورتوں کی ایجاد ہے۔ ہر زبان اپنی ارتقائی منزلیں سماجی زندگی ہی کے سہارے طے کرتی ہے اور اسی کے زیرِ اثر اس کی صورت اور معنی میں تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں۔ کسی زبان کے عروج و زوال کی داستان کو دراصل کسی قوم کے عروج و زوال کی تاریخ سمجھنا چاہیے۔ بات یہ ہے کہ زبان بھی اپنے بولنے والوں کی طرح اپنے سماجی محرکات و عوامل کی پابند ہوتی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح افراد یا کسی قوم و ملک کے لیے ضروری ہے کہ وہ نہ صرف اپنے ہمسایہ ملکوں یا قوموں سے بلکہ دور دراز کے ملکوں اور قوموں سے بھی زیادہ سے زیادہ تعلقات و روابط قائم کرے بالکل اسی طرح کسی زندہ زبان کے لیے بھی ضروری ہے کہ دوسری زبانوں سے اس کا ربط و ضبط بڑھتا رہے اور ایک دوسرے سے اخذ و استفادہ اور ترجمے کی راہیں کشادہ ہوتی رہیں۔ اس کے بغیر نہ کوئی قوم بین الاقوامی مسائل میں اپنا کردار ادا کر سکتی ہے اور نہ کوئی زبان۔ اس لیے زبانوں کا ایک دوسرے سے استفادہ کرنا ناگزیر ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ دنیا کی ترقی یافتہ سے ترقی یافتہ زبان بھی اس بات کا دعویٰ نہیں کر سکتی کہ وہ دوسری زبانوں کے اثرات یا الفاظ سے یکسر خالی ہے۔ اردو زبان بھی اس قانونِ فطرت سے مستثنیٰ نہیں ہے بلکہ اس کی تو بنیاد ہی آس پاس کی مختلف زبانوں یعنی پنجابی، ہندی، عربی، فارسی، سندھی، پشتو، بلوچی اور سرائیکی وغیرہ کے اشتراک پر رکھی گئی ہے۔ بعد میں اس نے عربی، فارسی، انگریزی اور ترکی کے بھی بے شمار الفاظ اپنے اندر جذب کر لیے اور آج وہ اپنے مزاج اور اپنی ساخت کے لحاظ سے زبانوں کی ایک ایسی انجمن ہے جس میں شرکت کے دروازے ہر زبان کے الفاظ پر یکساں کھلے ہوئے ہیں خاص طور پر ہندوستانیوں اور پاکستانیوں کے لیے اردو کی سبھا ایک ایسی سبھا ہے جس میں ہر علاقے کے بول صاف پہچان میں آجاتے ہیں اور ہر شخص کلی طور پر نہ سہی جزوی طور پر سہی یہ ضرور محسوس کرنے لگتا ہے کہ اردو کا خمیر جس مسالے سے تیار کیا ہوا ہے اس میں بعض اجزاء اس کے علاقے کے بھی شامل ہیں۔ جزو اور کل کا یہ تعلق معمولی نہیں غیر معمولی ہے مجاز اور حقیقت کے تعلق کے باب میں خواجہ میر درد نے کہا تھا کہ ؎

ہر جزو کو کل کے ساتھ معنی ہے اتصال
دریا سے جدا ہے یہ ہے غرق آب میں

یہی بات اردو اور علاقائی زبانوں کے رشتے کے بارے میں کہی جا سکتی ہے۔

اردو اور علاقائی زبانوں کا رشتہ دراصل ایک ہی خون، ایک ہی رنگ و نسل، ایک ہی آسمان، ایک ہی زمین، ایک ہی اندازِ فکر اور ایک ہی طرزِ ادا کا رشتہ ہے، دورِ حاضر سے لے کر قدیم تر زمانے تک سراغ لگاتے چلے جائیے۔ یہ رشتے پوری طرح واضح ہوتے چلے جائیں گے صاف اندازہ ہو جائے گا کہ اردو اور علاقائی زبانیں ایک دوسرے کی حریف و رقیب نہیں بلکہ عزیز و رفیق ہیں۔ یہ بھی صحیح نہیں کہ ان میں ماں بیٹی کا رشتہ ہے وجہ یہ ہے کہ نہ تو اردو نے کسی علاقائی زبان کے پیٹ سے جنم لیا اور نہ کوئی علاقائی زبان اس کے بطن سے پیدا ہوئی ہے۔ لسانی نقطۂ نظر سے ایسا ممکن بھی نہیں

ہے۔ زبان سے زبان جنم نہیں لیتی بلکہ سماجی، علاقائی اور معاشرتی ضرورتوں سے کبھی ایک اور کبھی بہ یک وقت کئی زبانیں وجود میں آجاتی ہیں۔ ہندوستانی اور پاکستانی علاقے کی صورت حال بھی یہی ہے۔ یعنی اردو اور دوسری علاقائی زبانیں ایک ہی ماں کی بیٹیاں ہیں۔ ایک ہی قسم کے ماحول میں انہوں نے یکے بعد دیگرے جنم لیا ہے اور ایک قسم کی فضا میں پروان چڑھی ہیں۔ ان میں جو مشابہت اور مماثلت نظر آتی ہے وہ اسی خاص رشتے کے سبب ہے۔ اردو کے بارے میں ایک غلط فہمی کو بہت ہوا دی گئی ہے وہ یہ کہ اردو کا رشتہ مقامی یا علاقائی زبانوں سے اتنا استوار نہیں جتنا کہ بعض بیرونی زبانوں سے۔ یہ بات کسی نقطۂ نظر سے بھی صحیح نہیں ہے۔ اردو کا صوتی نظام اس کے جملوں کی ساخت، قواعد کے بیشتر اصول اور بول چال کا لب و لہجہ سب پر مقامی اثرات کا غلبہ ہے۔ اردو کے بعض علمی اور ادبی شعبوں پر یقیناً فارسی اور عربی کا گہرا اثر ہے لیکن اس اثر و تاثیر کا تعلق اردو زبان کے مزاج یا باطن سے نہیں بلکہ اس کی اوپری سطح سے رہا ہے۔ اردو شاعری نے وزن، بحر اور بعض اصناف سخن یقیناً عربی فارسی سے لی ہیں، لیکن اپنے اثر، لب و لہجہ اور موضوع کے اعتبار سے اردو کا رنگ و آہنگ عربی، فارسی بہت الگ رہا ہے حتیٰ کہ اس علاقے میں عربی و فارسی میں بھی جو کچھ لکھا گیا ہے اسے بھی سبک ہندی کا نام دیا گیا ہے۔ ایسی صورت میں یہ کہنا کہ اردو پر عربی و فارسی کے اثرات، مقامی زبانوں کے اثرات سے قوی تر ہیں، صحیح نہیں ہے۔ اردو زبان کا مزاج شروع ہی سے مقامی یا دیسی رہا ہے، اس نے عربی، فارسی، ترکی اور انگریزی سب سے حسب ضرورت فائدہ اٹھایا ہے اور باہر کی زبانوں کے بے شمار الفاظ اپنے اندر جذب کر لیے ہیں، لیکن یہ انجذاب، کیفیت کے اعتبار سے ہمیشہ علاقائی یا مقامی زبانوں سے متاثر رہا ہے۔

اس سلسلے میں ایک اور بات قابلِ توجہ ہے کہ اردو میں جو الفاظ دوسری زبانوں سے آئے ہیں وہ صرف اسماء تک محدود ہیں۔ ایک وقت تھا کہ مختلف علوم و فنون کے بہت سے اسماء عربی فارسی سے لیے گئے تھے آج ریڈیو، ٹی وی، ہوائی جہاز اور دوسری مشینوں کے توسط سے بے شمار الفاظ انگریزی سے آگئے ہیں۔ ان الفاظ سے صرف پڑھے لکھے لوگ ہی نہیں بلکہ ایک معمولی مکینک، بلکہ ٹیکنیکل اداروں کا مزدور بھی خوب واقف ہے لیکن جیسا کہ میں نے عرض کیا کہ اردو میں دخیل الفاظ کا یہ سلسلہ صرف اسماء تک محدود رہا ہے۔ دوسرے قسم کے الفاظ یعنی فعل و حرف (Verb & Preposition) وغیرہ سارے کے سارے مقامی ہیں۔

اسماء کے سلسلے میں بھی ایک وضاحت ضروری ہے کہ عربی و فارسی کے جو الفاظ مستعمل ہیں ان میں بھی بیشتر کا تعلق مخصوص سطح کی علمی اور ادبی زبان سے ہے، روزمرہ کی گفتگو میں خواہ اس گفتگو کا تعلق عام آدمیوں سے ہو یا خاص سے زیادہ تر مقامی الفاظ ہی استعمال ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر شکم، انگشت، چشم، گوش اور دست کے الفاظ ہی کو لے لیجیے یہ فارسی سے آئے ہیں اور اردو میں مستعمل ہیں لیکن ان کا مصرف صرف علمی اور ادبی زبان میں ہوتا ہے۔ روزمرہ کی بات چیت میں عوام و خواص سب شکم کی جگہ پیٹ، انگشت کی جگہ انگلی، چشم کی بجائے آنکھ اور گوش کی جگہ کان اور دست کی بجائے ہاتھ کے الفاظ کا استعمال کرتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اس قسم کے الفاظ اردو میں مفرد بولے ہی نہیں جا سکتے۔ ان کو استعمال کرنے کے لیے انہیں اسی قسم کے دوسرے الفاظ سے مرکب کرنا پڑتا ہے جیسے شکم سیر، انگشت بدنداں، گوش ہوش، چشم عبرت اور دست کرم وغیرہ۔ ظاہر ہے اس قسم کے مرکبات کی تخلیق اور ان کا استعمال ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے پھر یہ بھی ہے کہ اردو نے عربی، فارسی یا انگریزی و ترکی سے جو اسماء لیے ہیں، ان میں سے جو اردو کے مزاج کے موافق نہیں تھے انہیں خراد پر چڑھا کر مزاج کے موافق بنا دیا گیا ہے۔ راؤ منڈ اور لکشمنڈ، اردو میں راون اور لچھمن ہوگئے ہیں۔ آرڈرلی کو اردلی کر لیا گیا ہے۔ میچ باکس کو ماچس، ہسپتال کو اسپتال، فبرواری کو فروری اور مے کو مئی بنا دیا گیا ہے۔ عربی کے سَیِّد جَیِّد، سیدھے سادے سَیَّد جَیَّد ہوگئے ہیں، یہی حال بے شمار عربی، فارسی اور سنسکرت سے آنے والے لفظوں کا ہے تارید یا اردو بنا لینے کا یہ عمل صرف تلفظ تک محدود نہیں بلکہ الفاظ کے معنی، املا، واحد، جمع اور تذکیر و تانیث کے اصول سبھی میں اس طرح کا تصرف کیا گیا ہے۔ حروف تہجی سے لے کر الفاظ کی ساخت، جملوں کی بناوٹ صرف

ونحو کے قاعدے، الفاظ کے استعمال اور فصاحت و بلاغت تک سب
میں اردو کا اپنا ایک منفرد اسلوب اور مخصوص لب و لہجہ ہے۔ وہ کسی
بیرونی زبان کی مقلد یا تابع نہیں ہے اس لیے یہ خیال کرنا کہ اردو کا
تعلق کسی بیرونی زبان سے ہے یا اس کی جنم بھومی علاقائی زبانوں سے
الگ کہیں اور ہے کسی طرح درست نہیں ہے۔ اردو نے بھی اسی سرزمین
میں جنم لیا ہے۔ اس لحاظ بھی بدیسی نہیں علاقائی کہنا چاہیے۔ یہ
ضرور ہے کہ اردو کے اثر و نفوذ کا علاقہ، علاقائی زبانوں کے
مقابلے میں بہت بڑا ہے۔ اس کی یہی بڑائی اردو کو دوسری
علاقائی زبانوں یعنی ہندی، بلوچی، سندھی اور پشتو وغیرہ سے بڑا
بنا دیتی ہے۔ اس بڑائی پر اردو کو فخر کرنے اور علاقائی زبانوں
کو رشک کرنے کا حق ہے۔ لیکن اس فخر و رشک کی بنیاد نفرت و تعصب
پر نہیں اخوت اور محبت پر ہونی چاہیے۔

میں نے ابھی عرض کیا تھا کہ اردو اور دوسری علاقائی زبانوں کی
جنم بھومی ایک ہی ہے۔ اردو، بلوچی، سندھی، پنجابی، پشتو، سرائیکی
سب ایک ہی قسم کی تہذیبی زندگی ایک ہی قسم کی معاشرت اور ایک ہی
قسم کی آب و ہوا کی زائیدہ اور پروردہ ہیں۔ ان کے ظاہری خد و خال
ایک دوسرے سے کچھ الگ سہی، لیکن بباطن وہ ایک دوسرے سے بہت
قریب ہیں۔ ان سب کی روحوں پر اسلامی تہذیب و تمدن اور صوفیائے
کرام کے احساس کا سایہ ہے۔ ان کے سرمایۂ علم و ادب اور مزاج و
اسلوب میں بھی ایسی قدریں مشترک ہیں کہ وہ ایک دوسرے سے قریب
تر ہوتی چلی جا رہی ہیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ بعض
حلقوں کی طرف سے اردو اور علاقائی زبانوں کو ایک دوسرے سے الگ
رکھنے اور انہیں ایک دوسرے کی حریف و رقیب ثابت کرنے کی شعوری
کوشش کی جا رہی ہے۔ یہ کوشش چونکہ ساری زبانوں کے حق میں غیر
مفید اور غیر فطری ہے اس لیے کامیاب نہ ہوگی۔ علاقائی زبانیں اردو
سے بہت کچھ لے رہی ہیں اور اردو پر علاقائی زبانوں کی اثر پذیری
کی رفتار بھی روز بروز تیز ہوتی جا رہی ہے۔

اردو اور علاقائی زبانوں کو باہم ملنے جلنے اور ایک دوسرے سے
قریب تر آنے کا موقع دراصل جمہوری نظام نے دیا ہے۔ جس
میں عوام خود اپنی تقدیر کے خالق و مالک اور حکمران، عوام کی خواہشوں
کے تابع بنتے جا رہے ہیں۔ یوں بھی زبانوں کے ارتقاء کی راہ میں کسی
فرد یا ادارے کی حاکمیت کبھی حائل نہیں ہو سکتی۔ زبانوں کا تاریخی مطالعہ
ظاہر کرتا ہے کہ دنیا کی ہر زبان میں زندگی کے تقاضوں کے مطابق برابر
تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ اس کا لب و لہجہ عہد بہ عہد بدلتا رہتا ہے۔
بہت سے الفاظ متروک و مردہ ہوتے رہتے ہیں۔ ان کی جگہ نئے جاندار
الفاظ خود بخود جگہ پاتے ہیں۔ یہ سارا عمل عوامی سطح پر انجانے طور پر
ہوتا ہے زبان کی تراش اور حذف و اضافہ میں کسی خاص گروہ یا
علاقے کی حاکمیت کو زیادہ دخل نہیں ہوتا۔ کہا جاتا ہے کہ ناسخ نے
بعض الفاظ متروک قرار دیئے تھے اور اپنے شاگردوں کے ذریعے
ایک طرح کی تحریک بھی چلائی تھی لیکن یہ تحریک چونکہ غیر فطری تھی
اس لیے کامیاب نہ ہو سکی۔ حتیٰ کہ جن الفاظ کو انہوں نے متروک
قرار دیا تھا ان میں سے کئی الفاظ خود انہیں کے کلام میں لاشعوری
طور پر داخل ہو گئے دوسروں پر تو اس کا بہت ہی کم اثر ہوا،
شہنشاہوں کی طرف سے شراب کو رام رنگی اور سنترہ کو رنگترہ کہنے
کا حکم صادر ہوا لیکن عوام نے اسے پسند نہ کیا۔ پاکستان کے سابق صدر
محمد ایوب خان (مرحوم) نے صبح شام ریڈیو سے نشر کرایا کہ مغربی
پاکستان کو پچھو پاکستان اور مشرقی پاکستان کو پوربو پاکستان کہا
جائے لیکن کسی نے ایک نہ سنی۔ کہنے کا مطلب یہ ہے کہ زبان پر کسی کی
اجارہ داری اور حکمرانی کبھی قائم نہیں رہ سکتی۔ آج کے جمہوری دور
میں جیسے جیسے ایک عام شہری کی وزیر اعظم سے ایک ہاری کی زمیندار
سے ایک مزدور کی کارخانے کے مالک سے اور ایک کسان کی جاگیردار
سے ملاقات کرنے کے امکانات روشن ہوتے جا رہے ہیں۔ ویسے ویسے
اردو اور علاقائی زبانوں کے ملاپ اور باہم اشتراک کی راہیں بھی
ہموار ہوتی جا رہی ہیں۔ علاقائی زبانوں کا حلقۂ اثر بڑھ رہا ہے۔
ان کے ذخیرۂ الفاظ موضوعات اور اسالیب بیان سب پر اردو
کا اثر بہت نمایاں نظر آ رہا ہے اردو پر بھی علاقائی زبانوں کے اثرات

پوری طرح رونما ہو رہے ہیں اس کے اسلوب اور لب و لہجہ میں خاصی تبدیلی آچکی ہے۔ یہ تبدیلی کسی کو گوارا ہو یا ناگوار عوام کی حاکمیت اس کی پروا نہیں کرتی۔ سمجھنے کی بات صرف اتنی ہے کہ زبان اور اس کے لہجے میں عہد بہ عہد اور مقام بہ مقام تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اور یہی تبدیلیاں جب قبول عام حاصل کر لیتی ہیں تو معیاری زبان کا جزو بن جاتی ہیں۔

اردو زبان موجودہ سماجی زندگی اور علاقائی زبانوں کے زیر اثر کیا رنگ و روپ اختیار کر رہی ہے۔ اس کا اندازہ کرنے کے لیے چند جملے دیکھیے۔

۱۔ اس نے آج بہت بور کیا۔

۲۔ حامد کی تقریر نے جلسے میں بے سبب بوریت پیدا کر دی۔

۳۔ آیا بڑا دلا کہیں کا۔

۴۔ میں آپ کی دادا گیری نکال دوں گا۔

۵۔ اس نے خواہ مخواہ بھیڈا کھڑا کر دیا ہے۔

۶۔ ایک روپے کا کھلا چاہیئے۔

۷۔ اس جگہ محمود کے بازو میں حامد کی دوکان ہے۔

۸۔ کاغذ کے بیوپاری نے کہا کہ مال خلاص ہو گیا۔

۹۔ اس نے ایک بیان داغ دیا اور کہا سیاست میں سب چلتا ہے۔

ان جملوں میں بور، بوریت، دلا، دادا گیری، بھیڈا، کھلا، بازو، خلاص اور چلتا ہے، ایسے الفاظ ہیں جو آئے دن سننے اور بولے جاتے ہیں۔ اب محض اس بنا پر کہ یہ الفاظ اردو میں پہلے سے موجود نہ تھے یا فلاں اور فلاں طبقے میں استعمال نہیں ہوئے۔ کون ہے جو انہیں مردود قرار دے گا۔ ان الفاظ نے معاشرتی زندگی میں پوری طرح جڑ پکڑ لی ہے اور اب انہیں عام و خاص سبھی استعمال کر رہے ہیں۔ نئے الفاظ کے ساتھ ساتھ پرانے الفاظ بھی نئے معنوں کے ساتھ اردو میں جگہ پا رہے ہیں۔ چند جملے دیکھیے۔

۱۔ جلد بازی کی ضرورت نہیں ہے۔ تسلی سے کام کرو۔

۲۔ آرام آرام سے چلو ورنہ ٹھوکر کھا کر گرو گے۔

۳۔ میرا دوست آج کل فلاں جگہ کمشنر لگا ہوا ہے۔

۴۔ آپ نے بہت کم کھایا کچھ اور لیجیے۔

۵۔ محمود صاحب آپ کو ساتھ والے کمرے میں مل جائیں گے۔

ان جملوں میں تسلی، آرام، کمشنر لگا ہوا ہے، کوئی چیز اور لیجیے اور ساتھ والے کمرے میں، کے الفاظ و فقرات پر غور کرنے سے اندازہ ہو گا کہ وہ اپنے معنی کس طرح بدل رہے ہیں۔ اس طرح کے اور نہ جانے کتنے الفاظ و فقرات اور محاورات و اسالیب ہیں جو مقامی زندگی اور علاقائی زبانوں کے زیر اثر اردو کو نیا رنگ روپ دے رہے ہیں۔ یہی صورت علاقائی زبانوں کی ہے اردو کی معرفت ان کا دامن وسیع سے وسیع تر اور ان کا سرمایہ وقیع سے وقیع تر بنتا جا رہا ہے۔

باہم اخذ و استفادے کا یہ نیا سلسلہ چونکہ آزادانہ ماحول میں شروع ہوا ہے اس لیے یقین ہے کہ کسی طبقے کی اجارہ داری اب زیادہ عرصے تک باقی نہ رہے گی۔ ضرورت اس کی ہے کہ علاقائی زبانیں اور اردو اپنے باہمی رشتوں کو سمجھیں اور اپنے اپنے منصب کو پہچانیں۔ ساری علاقائی زبانیں اپنی اپنی جگہ اہم ہیں اور ان سب کا اپنا اپنا حلقۂ اثر ہے لیکن ان کا یہ حلقۂ اثر اپنے اپنے علاقے تک محدود ہے اس کے برعکس اردو ہر علاقے اور ہر خطے میں بولی اور سمجھی جاتی ہے اس کا علمی اور ادبی سرمایہ بھی علاقائی زبانوں کے مقابلے میں زیادہ ہے اس لیے اسے پاکستان میں قومی زبان کا درجہ دیا گیا ہے۔ ہندوستان میں بھی کم از کم دوسری سرکاری زبان کی حیثیت سے اردو کو یہی مقام ملنا چاہیے کہ یہی زبان عموماً زیادہ بولی اور سمجھی جاتی ہے۔

قومی زبان کسی خاص علاقے یا گروہ کی زبان نہیں پوری قوم اور پورے ملک کی زبان ہوتی ہے۔ اس لیے اس پر پشاور سے لے کر کراچی تک سب کا یکساں حق ہے۔ اردو کا تصادم کسی علاقائی زبان سے نہیں انگریزی زبان سے ہے۔ اس کا حق علاقائی زبانیں نہیں انگریزی غصب کر رہی ہے۔ (تاویل و تعبیر، ص ۳۲ - ۴۰)

شاہد حسین خان

دارالترجمہ حیدر آباد (دکن)

حیدرآباد کا دارالترجمہ تالیف و ترجمہ کا ایک مستقل سررشتہ تھا جو جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے قیام کے بعد ستمبر ۱۹۱۷ء میں قائم کیا گیا تھا۔ اس کا بنیادی مقصد جامعہ کے لیے علوم و فنون کی کتابوں کا ترجمہ و تالیف تھا۔ تیس سال تک اس نے نہایت اہم خدمات انجام دیں۔ ۱۹۴۷ء میں آزادی کے بعد پہلے اس کا کام رک گیا تھا، حیدرآباد کے خلاف ایکشن کے بعد معدوم ہو گیا۔ اگست ۱۹۵۵ء میں اس میں آگ لگ جانے کی وجہ سے نہ صرف اس کا ریکارڈ تباہ ہو گیا تھا بلکہ اس کا علمی ذخیرہ بھی برباد ہو گیا تھا۔ اس وقت کے وزیر تعلیم مولانا ابوالکلام آزاد کی توجہ سے اس کے کاموں کا پھر آغاز کر دیا گیا تھا چنانچہ اس کی جانب سے بعد میں بھی کئی اہم کتابیں شائع ہوئیں حال ہی میں ماہنامہ سب رس (حیدرآباد) میں سررشتہ تالیف و ترجمہ پر ایک معلوماتی مقالہ شائع ہوا ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ ۱۹۴۷ء تک اس کی جانب سے ۳۵۹ کتابیں شائع ہوئی تھیں۔ پہلی کتاب ۱۹۱۹ء میں "منطق استخراجی و استقرائی" کے نام سے مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم کی ترجمہ کردہ تھی۔

سررشتہ تالیف و ترجمہ کی جانب سے جن حضرات کی سب سے زیادہ کتابیں ۱۹۱۷ء تا ۱۹۴۸ء شائع ہوئیں، ان کے نام یہ ہیں۔

قاضی تلمذ حسین گورکھپوری ۱۹ کتابیں
سید ہاشمی فرید آبادی ۱۸ "
احسان احمد ۱۶ "
قاضی محمد حسین ۱۵ "
مولانا عبداللہ عمادی ۱۴ "
چوہدری برکت علی ۱۴ "

سررشتہ کے دوسرے مترجمین و مولفین میں برصغیر کے نامور اہل قلم شامل تھے جن میں مرزا محمد ہادی رسوا لکھنوی، ڈاکٹر محمد عثمان خان، مولانا عبدالباری ندوی، مولانا عبدالحلیم شرر، نصیر احمد عثمانی، ڈاکٹر میر ولی الدین، پروفیسر معتقد ولی الرحمٰن، مولوی محمد الیاس برنی اور ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم جیسے اصحاب فضل و کمال شامل تھے۔

اینگلو عربک کالج کے طلبہ نے قائد اعظم سے درخواست کی کہ وہ اس وقت کے معاملات پر تقریر فرمائیں۔ انہوں نے منظور فرمایا۔ تقریر سے قبل شب کے کھانے کی بھی دعوت تھی جس میں چند اور مصاحبوں کو بھی مدعو کیا ان میں ایک میں بھی تھا۔ کھانے کے بعد مجھ سے فرمانے لگے "آپ کو معلوم ہے کہ سب سے پہلے میں نے اردو میں کب اور کہاں تقریر کی؟" میں نے لاعلمی ظاہر کی تو فرمایا "کئی سال ہوئے بنگال کے مقام پر گیا تو دیکھا کئی ہزار آدمی جمع ہیں اس قدر مجمع کی توقع نہ تھی۔ میں نے سر عزیز الحق سے جو اس وقت میرے ساتھ تھے پوچھا کہ اس مجمع میں کتنے لوگ انگریزی سمجھتے ہوں گے؟ انہوں نے کہا کم و بیش پانسو۔ تب میں نے کہا اردو جاننے والے کتنے ہوں گے انہوں نے کہا تقریباً ڈیڑھ ہزار۔ اس کے بعد سر عزیز الحق نے کہا "آپ انگریزی میں تقریر فرمایئے میں اس کا ترجمہ بنگالی میں سنادوں گا لیکن میں نے ان کا مشورہ نہ مانا اور اردو میں تقریر کی۔ یہ میری پہلی اردو تقریر تھی۔

اردو ترجمے کی فنی تاریخ

عام طور پر یہی تصور کیا جاتا ہے اردو میں سب سے پہلی ترجمہ شدہ کتاب ملا وجہی کی "سب رس" تھی جو ۱۶۳۵ء میں وجود میں آئی۔ گویا اردو میں نثری تراجم کا آغاز ۱۶۳۵ء سے ہوتا ہے۔ یہ ادبی نوعیت کا ترجمہ تھا جو با محاورہ بلکہ ایک حد تک تخلیقی ترجمہ تھا اور جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اچھا ترجمہ ہمیشہ تخلیقی ہوتا ہے۔ "سب رس" کے محاسن و معائب پر نقادوں نے اس قدر لکھا ہے کہ ان کی مجموعی رائے اس کتاب کو ایک تخلیقی شہ پارہ ہی قرار دیتی ہے اس کے علاوہ شمالی ہند میں جو دیگر تراجم ہوئے وہ زیادہ تر تصوف سے تعلق رکھتے ہیں، میراں یعقوب نے "شمائل الاتقیا" مصنفہ رکن عماد الدین دبیر کا اردو ترجمہ ۱۶۷۳ء میں مکمل کیا تھا۔

شمالی ہند میں ترجمے کا دوسرا کام شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے صاحبزادے شاہ رفیع الدین کا "ترجمہ قرآن مجید" ہے جو انہوں نے ۱۷۷۶ء کے قریب کیا۔ یہ ترجمہ لفظی تھا اور اسی لیے دشوار اور ناقابل فہم قرار دیا گیا۔ لفظی ترجمے کی ان خرابیوں کا کچھ تذکرہ پیچھے آچکا ہے۔ ۱۷۹۰ء میں شاہ عبد القادر نے "قرآن مجید" کا ترجمہ پیش کیا وہ قدرے واضح اور اختصار سے ادائیگی کا نمونہ پیش کرتا ہے مگر اس سلاست کے باوجود اسے بھی ہم با محاورہ ترجمہ قرار نہیں دے سکتے۔ دکن میں بھی تصوف کے موضوعات ہی زیرِ ترجمہ آئے، شاہ ولی اللہ قادری نے ۱۷۰۴ء میں شیخ محمود کی ایک فارسی تصنیف "معرفت السلوک" کا اردو ترجمہ کیا۔ اس دور میں سید محمد فاروق کے "طوطی نامہ" کا اردو ترجمہ ہوا اور ملا حسین واعظ کاشفی کی "روضۃ الشہدا" کا اردو ترجمہ ۱۷۳۲ء میں فضلی نے "دہ مجلس" یا "کربل کتھا" کے نام سے کیا۔ ۱۷۹۸ء میں فارسی کے "قصہ چہار درویش" کا ترجمہ میر عطا حسین تحسین نے "نوطرز مرصع" کے نام سے کیا۔ یہ ادبی کتاب تھی جسے با محاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی مگر اس میں تخلیقی عنصر یا "کھلا ترجمہ" کا فقدان رہا۔ عربی فارسی کی تراکیب بعینہ رکھ لی گئیں البتہ کہیں کہیں سہل اور با محاورہ عبارت آرائی بھی موجود ہے۔

۱۸ ویں صدی عیسوی میں فارسی عربی کے علاوہ انگریزی سے تراجم کا آغاز بھی مذہبی کتابوں مثلاً بائبل کے ترجمے سے ہوا۔ ۱۷۴۸ء میں کیا گیا بنجمن شلز کا "ترجمہ بائبل" بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ ایک کھلا اور با محاورہ ترجمہ ہے جو اس دور کی زبان میں کیا گیا۔

باقاعدہ ترجموں کا آغاز فورٹ ولیم کالج کلکتہ میں ۱۹ ویں صدی کے آغاز ہی سے ہوا۔ جہاں ترجموں کی ایک لمبی فہرست ملتی ہے۔ ان میں ادبی، علمی اور مذہبی کتابیں موجود ہیں۔ جو زیادہ تر عربی، فارسی اور سنسکرت سے کی گئیں۔ ان تراجم کی ایک مجموعی خصوصیت یہ ہے کہ یہ کھلے ترجمہ کے اصولوں پر پیش کی گئیں اور پہلے سے قدرے بہتر تراجم وجود میں آئے۔

۱۸۴۲ء میں تراجم کا تیسرا دور دہلی کالج میں شروع ہوا، جو ۱۸۷۷ء تک رہا۔ اس میں علمی اور سائنسی کتابوں کے ترجمے ہمارے سامنے آتے ہیں۔ حقیقت میں ان موضوعات پر یہ پہلی کوششیں ہیں۔ اس دور میں دہلی کالج سے باہر بھی لوگوں نے علمی اور سائنسی کتابوں کے ترجمے کیے مثلاً ۱۸۵۳ء میں جان پارکس لیڈلی نے کتاب "ECONOMICS" کا ترجمہ "رسالہ علم المعیشت" کے نام سے کیا۔ علمی ترجمے کی یہ ایک عمدہ مثال ہے۔ اس دور کے مترجمین میں سدا سکھ لال بھی تھے۔ اس دور کی دوسری اہم خصوصیت یہ ہے کہ اس میں ادبی اور علمی موضوعات کے علاوہ سائنسی اور علمی تراجم کا رجحان زیادہ رہا۔

۱۹ ویں صدی کے نصف آخر میں جو تراجم ہمارے سامنے آتے ہیں ان میں ڈپٹی نذیر احمد کے دو تراجم بہت اہم ہیں۔ ایک ان کا "ترجمہ قرآن مجید" جو دہلی کی خالص اور ٹھیٹھ بامحاورہ زبان میں کیا۔ یہ ترجمہ عوامی روزمروں اور محاوروں کو اس حد تک اپنے اندر سمیٹے ہوئے ہے کہ اکثر مقامات پر نہ صرف مذہبی تقدس کی حدود سے تجاوز کر جاتا ہے بلکہ بادی النظر میں تضحیک آمیز جملوں کا مجموعہ بن کر رہ جاتا ہے۔ دراصل قرآن مجید ایک ایسی کتاب ہے جو اپنے اندر ادبی شان بھی رکھتی ہے اور عوامی خطاب بھی، علمی مسائل بھی بیان کرتی ہے اور حاجی اور قانونی نکات بھی۔ اس کا ترجمہ کرتے ہوئے اگرچہ بامحاورہ زبان کو ملحوظ رکھنا ضروری ہوتا ہے لیکن عوامی لہجوں کی بجائے قدرے فصیح اور علمی عبارت آرائی کی ضرورت ہوتی ہے ڈپٹی نذیر احمد اپنے پیش رو شاہ عبدالقادر کی نسبت پہلی بار قرآن مجید کا بامحاورہ ترجمہ کیا ۱۸۵۴ء میں زراعت سے متعلق ایک کتاب کا ترجمہ کیا گیا۔ ۱۸۳۵ء

میں فقیر محمد گویا نے "انوار سہیلی" کا ترجمہ "بستان حکمت" کے نام سے کیا۔ نم چند کھتری نے ۱۸۴۳ء میں قصہ "گل و صنوبر" کا فارسی سے ترجمہ کیا۔ مفتی سعد اللہ گلشن رامپوری نے ۱۸۰۴ء میں امام اعظم کے رسالے "فقہ اکبر" کا اردو ترجمہ کیا۔ ۱۸۴۷ء میں منشی عبدالکریم نے انگریزی سے "الف لیلیٰ" کا ترجمہ کیا۔ ۱۸۵۹ء میں منشی چرنجی لال نے "تعلیم النفس" کے نام سے "نفسیات" کی انگریزی کتاب کا ترجمہ کیا۔

اردو تراجم کا چوتھا دور سرسید کی سائنٹیفک سوسائٹی (۱۸۶۲ء) سے شروع ہوتا ہے۔ اس میں سائنس اور علمی موضوعات پر ترجمہ کرنے کے لیے پہلی بار باقاعدہ مترجمین کا تقرر کیا گیا۔ اس سوسائٹی نے چالیس کے قریب کتابوں کا ترجمہ کیا اور ان کتابوں کی مجموعی خصوصیت یہ ہے کہ ان میں سرسید کے اس قول کو پیش نظر رکھا گیا کہ بات دل سے نکلے اور دل پر اثر کرے یعنی کھلا ترجمہ پیش کرنے کی کوشش کی گئی جو علمی کتابوں کے لیے موزوں تکنیک نہیں ہے۔ سرسید کی اس تحریک کے نتیجے میں تقریباً اتنے ہی دوسرے تراجم بھی وجود میں آئے۔ نذیر احمد ترجمہ کرنے میں تو کامیاب ہوئے مگر علمی ترجمہ کرنے کی بجائے بازاری اور سوقیانہ روزمروں اور محاوروں کی آمیزش سے ایک ایسی زبان میں ترجمہ کیا جس پر علمائے کرام کو ان کے خلاف آواز اٹھانا پڑی۔ دوسرا ترجمہ انہوں نے "تعزیرات ہند" کا کیا۔ قانونی کتابوں میں یہ سب سے پہلا ترجمہ ہے جو عرصہ تک قانونی اداروں میں استعمال ہوتا رہا، اس ترجمے نے ہمیں بہت سی قانونی اصطلاحات بھی ودیعت کیں جو آج تک ہمارے اردو ذخیرۂ قانون میں چلی آتی ہیں۔ مثلاً سول کے لیے دیوانی اور کریمنل (CRIMINAL) کے لیے فوجداری وغیرہ کے الفاظ ڈپٹی نذیر احمد نے دیے ہیں۔

۲۰ ویں صدی کے اوائل میں جو ترجمے ہوئے ان میں سید علی بلگرامی کی "تمدن ہند" اور "تمدن عرب" علمی ترجمے کی اہم اور خوبصورت مثالیں ہیں۔ یہ تراجم فرانسیسی سے اردو زبان میں کیے گئے۔ ان کے علاوہ مولوی سعید احمد دہلوی کی کتابیں اور مولانا ظفر علی خان کے تراجم بھی قابل ذکر ہیں۔

مولانا ظفر علی خان نے ڈاکٹر ڈریپر کی کتاب "معرکہ مذہب اور

سائنس" کا اردو ترجمہ پیش کیا جسے ہم اردو میں متناسب اور خوبصورت ترجمے کی سطح اور تکنیک کے لحاظ سے ایک اہم مثال سمجھتے ہیں۔ بقول مولوی عبدالحق صاحب "جہاں مصنف کا زور قلم اور تبحر شاعر کے تخیل کے قریب پہنچ گیا ہے وہاں اس کتاب کا ترجمہ بھی ایسا ہوا ہے کہ اردو زبان میں یادگار رہے گا۔" وہ لکھتے ہیں: "جہاں تک میرا علم ہے اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جس میں اصل کتاب کے زور اور فصاحت کو بعینہٖ قائم رکھا گیا ہے اس کتاب کے ترجمے میں دو بڑی مشکلیں تھیں ایک تو علمی اصطلاحات و علمی مباحث، دوسری زبان کی خوبی و فصاحت اور اردو کی بے بضاعت زبان میں ان دونوں کو قائم رکھنا بہت دشوار تھا مگر مولوی ظفر علی خان نے جو درحقیقت قابل مبارکباد ہیں، اس مشکل کو نہایت خوبی سے آسان کر دیا ہے۔ لیکن یہ اس سے ہو سکتا ہے جس کے قلم میں اس قدر زور اور جسے زبان پر اس قدر قدرت ہو جیسے کہ فاضل مترجم کو حاصل ہے۔"

حیدر آباد دکن نے بھی اس طرف توجہ دی۔ خصوصاً نواب فخرالدین خان شمس الامراء نے سلسلہ شمسیہ کے تحت ۱۸۴۳ء سے ۱۸۴۶ء تک پہلا ذاتی دارالترجمہ قائم کیا اور بچیس سے زائد کتابیں پیش کیں۔

اردو تراجم کا پانچواں دور انجمن ترقی اردو کے قیام ۱۹۰۳ء سے شروع ہوتا ہے۔ اس انجمن نے علمی کتابوں کے تراجم پر زیادہ زور دیا۔ خواجہ غلام الحسنین پانی پتی نے ہربرٹ سپنسر کی کتاب "ایجوکیشن" کا ترجمہ "فلسفہ تعلیم" کے عنوان سے کیا۔ یہ ایک اہم علمی ترجمہ تھا۔ ۱۹۱۳ء کے بعد سید سجاد حسین، ڈاکٹر ذاکر حسین، سید ہاشمی فرید آبادی، عبدالماجد دریابادی، ڈاکٹر یوسف حسین، منشی احمد علی اور ڈاکٹر سید عابد حسین نے انجمن کے لیے کتابوں کے ترجمے کیے۔ ان میں سید ہاشمی فرید آبادی وہ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ترجمہ اور تحریر کے باقاعدہ اصول وضع کرنے کی کوشش کی۔ انہوں نے مترجم کی علمی استعداد کا بلند ہونا اور معیاری ادب سے خوب واقفیت کو ترجمے کی بنیادی شرط قرار دیا۔ انجمن کے یہ مترجمین اس شرط پر پورا اترتے تھے۔

۱۹۱۴ء ہی میں علامہ شبلیؒ نے دارالمصنفین اعظم گڑھ میں تراجم کا ایک الگ سلسلہ شروع کیا جس میں فلسفہ اور نفسیات کی کتابیں زیر ترجمہ آئیں۔ ان تراجم میں علمی متانت کو برقرار رکھنے کی اس قدر کوشش کی گئی کہ تحریر کی سلاست اور شگفتگی عنقا ہوگئی۔

تراجم کا ساتواں اور مہتم بالشان دور ۱۹۱۷ء میں پھر حیدرآباد دکن سے شروع ہوا۔ جب دارالترجمہ قائم ہوا اس میں باقاعدہ تنخواہ دار مترجمین نے سائنسی، انجینیئری، طبی، قانونی، عمرانی اور تعلیمی علوم پر خاصے وسیع پیمانے پر ترجمے کیے۔ بقول مولوی عبدالحق صاحب، "احیائے علوم کے لیے جو کام اگسٹس نے روم میں، خلافت عباسیہ میں ہارون الرشید اور مامون الرشید نے، سپین میں عبدالرحمان ثالث نے، بکرماجیت اور اکبر نے ہندوستان میں، الفرڈ نے انگلستان میں، پیٹر اعظم اور کیتھرائن نے روس میں اور متسوہیٹو نے جاپان میں کیا وہی فرمانروائے دولت آصفیہ نے اس ملک کے لیے کیا" اس دور کے تراجم پر میر حسن کی رائے قابل قبول ہے کہ دارالترجمہ کی مطبوعات نے اردو میں غیر معمولی وسعت پیدا کردی، جدید علوم و فنون کا کافی ذخیرہ اردو میں منتقل کر دیا اور علمی خیالات کے اظہار کے لیے گنجائش پیدا کر دی اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں اس سے روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔ اسی دور میں مولوی وحیدالدین سلیم نے کتاب "وضع اصطلاحات" لکھ کر علمی ترجمے کی حدود کا تعین کرنے کی کوشش کی۔

اردو تراجم کے علاوہ حیدر آباد دکن میں تصنیف و تالیف اور ترجمہ کی ایک قوی رو پیدا ہوگئی اور مذکورہ بالا موضوعات پر تراجم کی تعداد ہزاروں کو چھونے لگی۔ ان تراجم کو دیکھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ حیدر آباد دکن نے علمی ترجمے میں خاطر خواہ حصہ ادا کیا اور ادبیات میں بھی ادب عالیہ کو اردو میں منتقل کیا اس دور کے مترجمین کی فہرست بہت طویل ہے۔ بعد کے اداروں میں یہی رو کام کر رہی ہے۔

ادبیات عالیہ کے ترجمے کے سلسلے میں ۱۹۲۷ء سے ہندوستانی اکیڈیمی اور اردو اکیڈیمی کے نام ہمارے سامنے آتے ہیں ۔ ہندوستانی اکیڈیمی نے جرمن ڈرامہ نویس لیسنگ اور انگریز ڈرامہ نگار گالزوردی کے ناولوں کو اردو میں منتقل کیا ۔ اسی طرح اردو اکیڈیمی نے علمی کتابوں کے ساتھ ساتھ ناولوں، افسانوں اور ڈراموں کو بھی اردو کا جامہ پہنایا۔ خصوصاً ۱۹۳۰ء کے بعد غیر ملکی افسانوں کے ترجمے عام ہونے لگے۔ یہ ترجمے دو طرح سے قارئین کے سامنے آئے ۔ ایک تو کھلا ترجمہ اور دوسرے اخذ و استفادہ ۔ منشی پریم چند سے لے کر سعادت حسن منٹو، عبدالمجید سالک، حسن عسکری، مولانا صلاح الدین احمد، سید عابد علی عابد، سید امتیاز علی تاج، صوفی تبسم اور ڈاکٹر تاثیر تک اس قسم کے مترجمین کی ایک لمبی فہرست ملتی ہے۔

بیسویں صدی کے نصف آخر میں ترجمے کے میدان میں اخبارات اور رسائل نے جو انبار لگا دیے ہیں اس کو دیکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ کھلے ترجمے اور اخذ و استفادہ پر زیادہ زور دیا گیا ہے۔ قدرے ادبی سلسلے بھی ہمارے سامنے آتے ہیں ۔ مگر علمی تراجم کی وہ رفتار قائم نہیں رہی جس کا معیار حیدر آباد دکن میں قائم ہوا تھا۔ کراچی سے آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس اور انجمن ترقی اردو پاکستان اور لاہور میں مرکزی اردو بورڈ اور مجلس ترقی ادب نے اگرچہ اردو علمی ادبی تراجم کی کمی پوری کرنے کی کوشش کی ہے مگر ان میں "معرکہ مذہب و سائنس" کے پائے کا کوئی ترجمہ ہمارے سامنے نہیں آتا۔ البتہ فنی ترجمے کی بعض تکنیکی سطحوں کے لحاظ سے جانج فریزر کی کتاب "شاخ زریں" کا ترجمہ سید ذاکر اعجاز نے پیش کیا ہے ۔ جسے مجلس ترقی ادب لاہور نے شائع کیا ہے۔ ڈاکٹر ڈریپر کی طرح اس کتاب کے مصنف نے بھی علمی متانت اور ادبی چاشنی کے درمیان میں حسن توازن کو ملحوظ رکھا مترجم اسے ترجمے میں پیش کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

جہاں تک قرآن مجید کے ترجموں کا تعلق ہے شاہ عبدالقادر کے ترجمے کے بعد قابل قدر ترجمہ مولانا اشرف علی تھانوی نے کیا لیکن اس میں بھی لفظی تقدیم کو ملحوظ رکھا گیا اور سلاست و قطعیت کی کمی ہے ۔ اس لحاظ سے اردو میں قرآن مجید کا خوبصورت ترجمہ مولانا عبدالماجد دریابادی کا تھا۔ اس میں روانی پائی جاتی ہے۔ لیکن جدید دور میں سادہ اور عام فہم ترجمہ مولانا مودودی کا "تفہیم القرآن ہے"۔ جو بامحاورہ ترجمے کی ایک عمدہ مثال ہے اس میں ڈپٹی نذیر احمد کے عوامی سوقیانہ پن کی بجائے اردو کی روانی سلاست اور قطعیت کا حسین امتزاج ملتا ہے۔ یہ ترجمہ بامحاورہ بھی ہے اور ادبی ترجمہ کے اصولوں پر بھی پورا اترتا ہے

"ترجمے کی نسبت کسی کا قول ہے اور بہت صحیح ہے کہ ترجمہ ایسی محنت ہے جو کسی کے شکریے کی مستحق نہیں یہ معقولہ مترجم کی ہمدردی میں کہا گیا ہے مگر اس سے مراد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ شکریے کا مستحق دراصل مصنف ہے مترجم کا کام صرف اس کو دوسری زبان میں منتقل کرنا ہے اور یہ کوئی بڑا کام نہیں ---- میرا خیال ہے کہ جو لوگ ترجمے کو آسان سمجھتے ہیں اُن کو یا تو ترجمے کا تجربہ نہیں یا علم کی قدر نہیں ۔

مترجم شکریے کا مستحق نہ ہو لیکن اگر دنیا میں مترجم نہ ہوتا تو روئے زمین پر علم کی جھیلیں اور دریا تو بہتیرے ہوتے مگر ان کو ملا کر علم کا بحر ذخار پیدا کر دینے والا کوئی نہ ہوتا"

(عنایت اللہ دہلوی)

سید مصطفیٰ بریلوی

نصف صدی قبل سندھ میں اردو اسکول

قیام پاکستان سے قبل سندھی مسلمان اردو زبان کے فروغ اور اسکولوں میں ذریعہ تعلیم بنانے کے واسطے اجتماعی اور انفرادی کوششیں کرتے رہتے تھے۔ اس سلسلے میں گجراتی بولنے والے حاتم علی علوی مرحوم نے خاص طور پر کوششیں کیں اور کراچی کے قدیم علاقے لیاری میں واقع اردو اسکول آج بھی ان کے نام اور کام کی یاد دلاتے ہیں۔ آج سے نصف صدی قبل ۳۶-۱۹۳۵ء میں اردو کے اسکولوں میں تعلیم کی کیفیت کے بارے میں مصدقہ اعداد و شمار پر مبنی ڈائریکٹر پبلک انسٹرکشن، بمبئی کی رپورٹ کا جدول درج ذیل ہے۔

۱۹۳۵-۳۶ء

ثانوی تعلیم کے مدارس کی فہرست اور تعداد طلبہ جہاں اردو زبان ذریعہ تعلیم تھی،

نمبر شمار	نام اسکول	کل تعداد طلبہ	اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ
۱	سندھ مدرسہ کراچی	۸۱۴	۳۲۴
۲	کراچی اکیڈمی	۳۶۶	۱۵۱
۳	ایل۔ آر۔ ڈی اینگلو ورناکیولر ہائی اسکول کراچی	۳۷۰	۶۷
۴	خالصہ اینگلو ورناکیولر اسکول۔ کراچی	۱۰۸	۱۰۸
۵	کچھی میمن مڈل اسکول۔ کراچی	۶۸	۶۸
۶	میونسپل اینگلو اردو اسکول۔ کیماڑی	۴۵	۴۵
۷	میونسپل اینگلو ورناکیولر اسکول۔ لیاری کوارٹرز کراچی۔	۴۵	۴۵
۸	گرلز اکیڈمی کراچی	۳۹	۳۹
	کل	۱۸۵۵	۸۶۷

ان اعداد و شمار سے واضح ہوتا ہے کہ کراچی شہر میں اردو ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے والے طلبہ کی تعداد جس میں ہندو، مسلمان اور سکھ شامل تھے دوسری زبانوں کے تقریباً برابر تھی یعنی فرق صرف ۱۲۱ طلبہ کا ہے۔

اب صوبہ بھر کے میونسپل اور ڈسٹرکٹ لوکل بورڈوں کے قائم کردہ اسکولوں میں اردو ذریعۂ تعلیم اختیار کرنے والے طلبہ کی تعداد ملاحظہ کیجیے:

نمبر شمار	نام لوکل اتھارٹی	نام اسکول	تعداد اسکول	تعداد طلبہ
۱	کراچی میونسپلٹی	میونسپل اردو بوائز اسکول ۔۔۔۔	۲۹	۳٬۳۱۲
		میونسپل اردو گرلز اسکولز ۔۔۔۔۔	۱۷	۱٬۸۹۵
		امدادی اردو بوائز اسکولز ۔۔۔۔۔۔	۷	۱٬۱۹۵
		امدادی اردو گرلز اسکولز ۔۔۔۔۔	۲	۳۱۸
		تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۵۵	۶٬۷۲۰
۲	ضلع کراچی	اردو اسکولز برائے طلبہ ۔۔۔۔۔	۳۶	۴٬۵۰۷
		اردو اسکولز برائے طالبات ۔۔۔۔	۱۹	۲٬۲۱۳
		تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۵۵	۲٬۷۲۰
۳	ڈرگ روڈ کنٹونمنٹ کراچی	فیروز پرائمری اسکول ۔۔۔۔۔	۱	۱۳۲
۴	ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ تھرپارکر	اردو اسکولز برائے طلبہ ۔۔۔۔۔	۲	۷۱
		اردو اسکول برائے طالبات ۔۔۔	۱	۲۱
۵	ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ حیدرآباد	اردو اسکول برائے طلبہ ۔۔۔۔	۱	۳۳
۶	ڈسٹرکٹ لوکل بورڈ دادو	اردو اسکول برائے طلبہ ۔۔۔	۱	۵۸
		تعداد ۔۔۔۔۔۔۔۔۔	۶	۳۱۵

کل تعداد اسکولز = ۱۱۶

کل تعداد طلباء و طالبات = ۱۳٬۷۵۵

مندرجہ بالا اردو میڈیم سکولوں کے علاوہ کراچی کے قریب منوڑہ جزیرہ میں بھی سیمپے ورنا کیولر اسکول میں ایک اردو کلاس موجود تھی جس میں ۱۸ طلبہ اردو ذریعہ تعلیم کے تھے۔ یہ اسکول کراچی پورٹ ٹرسٹ چلا رہا تھا۔

محمد طاہر منصوری

مکتبہ تنسیق التعریب فی الوطن العربی

ماضی قریب کی تاریخ کے حوالے سے بعض عرب ممالک مثلاً "مراکش، الجزائر اور لیبیا میں فرانسیسی زبان کا عمل دخل ہے اور بعض دوسرے ممالک مثلاً" سوڈان، عراق اور عرب امارات وغیرہ میں انگریزی علمی ماحول پر چھائی ہوئی ہے۔ جغرافیائی قربت کے سبب مغربی افریقہ کے عرب ممالک میں ہسپانوی زبان بھی خوب سمجھی جاتی ہے۔ حصولِ آزادی کے بعد عرب ممالک میں بھی یکے بعد دیگرے یہ تحریک پیدا ہوئی کہ سائنسی اور فنی ترقی اس وقت تک ممکن نہیں جب تک علوم و فنون کی تدریس قومی زبان میں نہ ہو چنانچہ عرب دنیا کے علمی اداروں اور اہلِ علم نے عربی زبان میں علمی اور فنی کتب کی ترتیب و تالیف پر توجہ مرکوز کی اور یورپی علمی اصطلاحات کے متبادلات تجویز کیے جانے لگے مگر ان علمی اداروں کے مابین رابطہ نہ ہونے کے سبب ایک یورپی اصطلاح کے کئی ایک متبادلات وجود میں آگئے اور یوں عرب دنیا کی علمی فضا میں "مصطلحاتی انتشار" کی کیفیت نے جنم لینا شروع کیا۔

"عرب لیگ" نے اس صورتِ حال کے پیشِ نظر ۱۹۶۷ء میں اصطلاحات سازی کی کاوشوں میں وحدت اور ارتباط پیدا کرنے کی ذمہ داری "مکتب تنسیق التعریب فی الوطن العربی" کو سونپ دی جو یہ ذمہ داری بطورِ احسن انجام دے رہا ہے۔

"مکتب تنسیق التعریب فی الوطن العربی" کا خاکہ پہلی بار ۳ اپریل ۱۹۶۱ء کو عرب لیگ کے زیرِ اہتمام ایک کانفرنس میں پیش کیا گیا تھا۔

۱۰ جنوری ۱۹۶۲ء کو "مکتب" کی مجلس منتظمہ کی تشکیل ہوئی۔ اس کا بجٹ منظور کیا گیا اور "مکتب" نے باقاعدہ طور پر کام شروع کر دیا۔ ان دنوں اس کا صدر دفتر رباط (مراکش) میں ہے۔ ابتدائی دس سال میں اسے عرب لیگ کے ایک خود مختار ادارے کی حیثیت حاصل تھی مگر ۸ مئی ۱۹۸۲ء کو اسے عرب لیگ کے ایک دوسرے ادارے "ادارہ برائے تعلیم و تربیت و ثقافت" سے منسلک کر دیا گیا۔

اغراض و مقاصد

مکتب کے اغراض و مقاصد حسبِ ذیل ہیں:

۱۔ عربی زبان کے علمی اداروں کی لسانیاتی تحقیق اور عرب اہلِ قلم کی کاوشوں کا مطالعہ کرنا، ان اداروں/اہلِ علم کے درمیان ربط و تعاون پیدا کرنا، اصطلاحات کے ضمن میں عرب دنیا میں یکسانیت کی کوشش کرنا۔

۲۔ ترجمہ و تعریب کے بارے میں مختلف اداروں کے ساتھ تعاون کرنا۔

۳۔ عرب ممالک میں عربی زبان کو اس کا حقیقی مقام دلانے کے لیے کوشاں رہنا۔

۴۔ عرب دنیا سے باہر "عربی زبان میں اصطلاحات سازی" کے عمل کا جائزہ لینا، اس ضمن میں کی جانے والی کاوشوں کی حوصلہ افزائی کرنا اور مناسب راہنمائی فراہم کرنا۔

انتظامی ڈھانچہ

روز مرہ کے امور انجام دینے کے لیے مکتب کا ایک سربراہ اور اس کے معاون رفقا ہیں۔ اس کے علاوہ مکتب کی ایک مشاورتی کمیٹی ہے جو سات سے بارہ ارکان پر مشتمل ہوتی ہے۔ اس مشاورتی کمیٹی میں عرب ممالک کے چوٹی کے ماہرین لسانیات شامل ہوتے ہیں۔ انہیں "ادارۂ تعلیم و تربیت و ثقافت" کا ناظم عمومی اپنی مجلس منتظمہ کے مشورے سے تین سال کے لیے نامزد کرتا ہے۔

مشاورتی کمیٹی حسب ذیل فرائض انجام دیتی ہے۔

(الف) مکتب کے علمی منصوبوں کی منظوری دیتی ہے، ان کی ترجیحات متعین کرتی ہے اور تکمیل شدہ منصوبوں کا جائزہ لیتی ہے۔

(ب) اُن اہلِ علم کے نام تجویز کرتی ہے جو "مکتب" کے علمی منصوبوں میں مدد دے سکتے ہیں۔

(ج) مکتب کے علمی کام کو خوش اسلوبی سے آگے بڑھانے کے لیے تجاویز اور سفارشات پیش کرتی ہے۔

(د) یہ کمیٹی وقتاً فوقتاً اپنے اجلاس منعقد کرتی ہے تاہم کم از کم سال میں ایک اجلاس ضرور ہوتا ہے جس میں صدر اور نائب صدر کا انتخاب عمل میں آتا ہے۔

(ہ) کمیٹی کا صدر "ادارۂ تعلیم و تربیت و ثقافت" کے اجلاس میں مکتب کی کارکردگی کی رپورٹ پیش کرتا ہے۔

"عرب لیگ" کے تمام رکن ممالک میں "مکتب" کے مراسلین (نمائندے) ہیں جو اپنے اپنے ممالک اور مکتب کے درمیان رابطے کا کام انجام دیتے ہیں۔

وضع و استنادِ اصطلاحات کا طریق کار

کسی مضمون کی اصطلاحات کی تعریب کے لیے جو طریقۂ کار اختیار کیا جاتا ہے اس کا مرحلہ وار مطالعہ خاصا دلچسپ ہے۔ سب سے پہلے مکتب کے محققین انگریزی اور فرانسیسی میں وہ تمام نصابی کتب اکٹھی کرتے ہیں جو عرب ممالک میں اس مضمون کی تدریس سے تعلق رکھتی ہیں۔ پھر ان تمام کتابوں سے متعلقہ سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات منتخب کی جاتی ہیں۔

دوسرے مرحلے پر ان منتخب اصطلاحات کی دو فہرستیں تیار کی جاتی ہیں۔ ایک انگریزی اور دوسری فرانسیسی میں۔ تیسرے مرحلے پر موضوع سے متعلق ماہرین کا ایک سیمینار منعقد کیا جاتا ہے جو ان فہرستوں پر غور و فکر کرتے ہیں اور یہ تصدیق کر دیتے ہیں کہ زیرِ نظر فہارس واقعی موضوع سے متعلق ہیں اور اگر کچھ اصطلاحات فہارس میں درج ہونے سے رہ گئی ہوں تو وہ بھی شامل کر لی جاتی ہیں۔

ان مراحل کے بخوبی طے ہو جانے کے بعد مکتب کے محقق لغتوں، نصابی کتب اور سائنسی اکادمیوں کی مطبوعات کے مطالعے سے اجنبی اصطلاحات کے عربی مترادفات تجویز کرتے ہیں اور یوں ایک سہ لسانی لغت اصطلاحات (عربی، انگریزی، فرانسیسی) تیار ہو جاتی ہے۔[1]

یہ سہ لسانی لغت عرب ممالک کی جامعات، ترجمہ کمیٹیوں، سائنسی اکادمیوں اور لسانی مجالس کو بھیج دی جاتی ہے۔ نیز یہ لغت مکتب کے مجلے "اللسان العربی" میں شائع کر دی جاتی ہے تاکہ ماہرین فن اور اہلِ علم کے مشورے اور تجاویز آ جائیں۔

سہ لسانی لغت کے اولین شائع شدہ "مسودے" پر جو آرا اور تبصرے ملتے ہیں ماہرین فن کا سیمینار منعقد کر کے لغت اور یہ آرا پیش کی جاتی ہیں۔ مسودے پر از سر نو غور و فکر کے بعد اسے آخری شکل دی جاتی ہے۔

ان مراحل کے بخوبی طے ہو جانے کے بعد "ادارۂ تعلیم و تربیت و ثقافت" کی جانب سے "تعریب کانفرنس" کا اہتمام ہوتا ہے جو اسے بحالہٖ منظور کر لیتی ہے یا مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد منظوری دیتی ہے اور یوں "عرب لیگ" کے تمام رکن ممالک میں یہ اصطلاحات

---

[1] موضوع کی اہمیت کے پیشِ نظر دوسری زبانوں مثلاً جرمن، ہسپانوی اور روسی کا اضافہ بھی ہو سکتا ہے۔

بر سرِ عمل آ جاتی ہیں۔

مکتب کی کارکردگی

۱۹۶۱ء میں "مکتب" کی داغ بیل ڈالی گئی۔ ۱۹۷۲ء میں الجزائر میں دوسری تعریب کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مندرجۂ ذیل چند قوامیس کا استناد عمل میں آیا۔

۱۔ قاموس طبیعات
۲۔ قاموس حیوانیات،
۳۔ قاموس ریاضیات
۴۔ قاموس کیمیا
۵۔ قاموس نباتیات
۶۔ قاموس ارضیات

اس کے پانچ سال بعد ۱۹۷۷ء میں تیسری کانفرنس لیبیا میں بلائی گئی اور حسبِ ذیل قوامیس اصطلاحات کی منظوری دی گئی۔

۱۔ قاموس اصطلاحات جغرافیہ
۲۔ قاموس اصطلاحات فلسفہ، منطق وعمرانیات ونفسیات
۳۔ قاموس اصطلاحات شماریات
۴۔ قاموس اصطلاحات فلکیات
۵۔ قاموس اصطلاحات تاریخ
۶۔ قاموس اصطلاحات ریاضیات

چوتھی کانفرنس ۱۹۸۱ء میں ہوئی اور اس میں جن مضامین کی اصطلاحات کا استناد کیا گیا ان میں تجارت وحسابداری، تعمیراتی انجینئری، برقیات اور تجارت وغیرہ شامل تھے۔ ۱۹۸۳ء کی کانفرنس میں پیٹرولیم، نظم عامہ اور شماریات وغیرہ کی اصطلاحات زیرِ غور آئیں اور عرب ممالک میں رائج ہوئیں۔

مطبوعات

مکتب نے مختلف علوم وفنون کی جو معاجم اب تک شائع کی ہیں۔ ان میں درج ذیل قابلِ ذکر ہیں۔

۱۔ معجم الکیمیا (لغت کیمیا)
۲۔ معجم الفیزیا (لغت طبیعیات)
۳۔ معجم الریاضیات (لغت ریاضیات)
۴۔ معجم الجیولوجیا (لغت ارضیات)
۵۔ معجم الفقه و القانون (لغت اصطلاحات فقہ وقانون)
۶۔ معجم البترول (لغت اصطلاحات پٹرولیم)
۷۔ معجم الاعلامیة (لغت ابلاغ عامہ)
۸۔ معجم الفقه المالکی (لغت فقہ مالکی)
۹۔ معجم الطحانة والخبازة والضرانة (لغت پیشۂ نانبائی)
۱۰۔ المعجم الحضاری (تعارفی اصطلاحات کی لغت)
۱۱۔ معجم الخرائطیة (لغت اصطلاحات خراد ی)
۱۲۔ معجم الالوان (رنگوں کی لغت)
۱۳۔ معجم العظام (ہڈیوں کے بارے میں لغت)
۱۴۔ معجم الدم (خون سے متعلق الفاظ و اصطلاحات کی لغت)
۱۵۔ معجم الفنون الجمیلة والترفیهیة والاذاعة والتلفزة (فنون جمیلہ، تفریح، ریڈیو اور ٹیلی وژن کی اصطلاحات)
۱۶۔ معجم الحرف والمهن (پیشوں اور حرفتوں کی لغت)
۱۷۔ المعجم المنزلی (گھریلو زندگی سے متعلق اصطلاحات کی لغت)
۱۸۔ معجم الریاضة واللعب (کھیلوں اور ورزش سے متعلق لغت)
۱۹۔ معجم التربیة والوسائل السمعیة البصریة (تعلیم وتربیت اور سمعی و بصری اعانات کی لغت)
۲۰۔ معجم السماکة والسمك (ماھی گیری کی لغت)

مکتب کی مطبوعات کے خریداروں کی تعداد دس ہزار

سے زائد ہے۔ ان میں اساتذہ ، سائنسی اور تکنیکی علوم کے ماہرین، تعلیمی ادارے اور مجالس شامل ہیں۔

مکتب کا ترجمان "اللسان العربی" عرب دنیا کے علمی حلقوں میں مقبول رسالہ ہے۔ اس کا ہر شمارہ دو حصوں میں منقسم ہوتا ہے۔ پہلے حصے میں نظری مباحث پر گفتگو کی جاتی ہے اور دوسرے حصے میں اصطلاحات اور ان کے متبادلات دیئے جاتے ہیں۔

کتب خانہ

"مکتب" کا ایک وقیع کتب خانہ ہے جس میں بنیادی کتب مراجع کے علاوہ عربی زبان وادب کا قابل ذکر ذخیرہ موجود ہے اس کے علاوہ تکنیکی اور سائنسی علوم کی معاجم کا ایک مستقل شعبہ ہے۔ مکتب سے وابستہ اہل تحقیق کو بنیادی کام میں چنداں دقت نہیں ہوتی۔

کام کے پھیلاؤ اور وسعت کے پیش نظر مکتب جدید سائنسی سہولتوں سے پورا فائدہ اٹھا رہا ہے۔ اس ضمن میں کمپیوٹر استعمال کیا جا رہا ہے۔ مکتب کا ان عرب اور بین الاقوامی اداروں سے رابطہ ہے جو تکنیکی اور علمی اصطلاحات کا ذخیرہ کمپیوٹر کی یادداشت کے ذریعے محفوظ کیے ہوئے ہیں اور معلومات مکتب کے محققین کو کتب خانے میں حاصل ہیں۔

ادارۂ مصنفین کے انعامات

ادارۂ مصنفین پاکستان مرکزی نے اعلان کیا ہے کہ ۱۹۸۴ء کے دوران شائع ہونے والی ادبی کتابوں پر انعامات کا اعلان مارچ کے مہینے میں کیا جائے گا۔ پریس ریلیز کے مطابق کتابیں بھجوانے کی آخری تاریخ ۳۱ جنوری مقرر کی گئی ہے۔ کتابیں انٹر نیشنل ہوٹل پشاور صدر پوسٹ بکس نمبر ۷۹ کو ارسال کی جائیں۔

جابر علی سید

تضمینات بسلسلۂ زبانِ اردو

☆

پیش اعدا بہ غلط سر بہ فرو می آرند
در مدیح صنم غیر گہر می بارند
راستی لالہ بہ کشتِ دگراں می کارند
"قمریاں پاسِ غلط کردۂ خودی دارند
ورنہ یک سرو درین باغ بہ اندامِ تو نیست"

○

صاف ہے اپنی زباں پاک ہے اپنا باطن
کوئی طنّاز نہیں ہم میں نہ کوئی طاعن
کوئی الزام نہیں سر پر کہ مانگیں ضامن
"ہم نے مانا کہ تغافل نہ کرو گے لیکن
خاک ہو جائیں گے، ہم تم کو خبر ہونے تک"

○

دشمن بھی میرے صحن میں محشر خرام ہے
اک میں ہوں جس کے ہاتھ میں شکستہ جام ہے
الزام وطعنہ کیا کہ وہ غیروں کا کام ہے
"لو وہ بھی کہتے ہیں کہ یہ بے ننگ ونام ہے
یہ جانتا اگر تو لٹاتا نہ گھر کو میں"

یب الرحمٰن مفتی

ہدایات جو وفاقی سیکریٹریٹ میں کام کی تکمیل کے لیے "قواعد کار ۱۹۷۳ء" کے قاعدہ نمبر ۴ (۹) کی تعمیل میں جاری کی گئی ہیں۔

۱- (۱) ہدایات ہذا "ہدایات معتمدی مجریہ ۱۹۷۱" کے نام سے موسوم ہوں گی۔

(ب) یہ ہدایات فوری طور پر نافذ العمل ہوں گی اور یہ ایسے تمام احکامات اور دفتری قواعد کار کی تنسیخ کرتی ہیں جو ان ہدایات کے مندرجات سے مطابقت نہیں رکھتے۔

۲- علاوہ ان تعریفات کے جو "قواعد کار" کے قاعدہ نمبر ۲ میں دی گئی ہیں حسبِ ذیل الفاظ و عبارات سے بجز اسکے کہ سیاق سے کچھ اور ظاہر ہو، درج ذیل معنی مراد لیے جائیں گے۔

(i) "صیغہ" سے مراد ڈویژن کا علیحدہ کارگزار حصہ یا اکائی ہوگی۔

(ii) "فرائض" سے مراد وہ کام ہے جو کسی ڈویژن کو "قواعد کار" کے گوشوارہ نمبر II کے تحت سونپا گیا ہو۔

(iii) "سربراہ محکمہ" سے مراد وہ شخص ہے جو "بنیادی اور ضمنی قواعد" کے تحت سربراہ محکمہ کے طور پر نامزد کر دیا گیا ہو۔

(iv) "صدر" سے مراد ہے، صدر پاکستان

(v) "افسر صیغہ" سے مراد وہ افسر ہے جو کسی صیغہ کا براہ راست مختار ہو۔

کام کی تقسیم

۳- معتمد (سیکریٹری) سرکاری طور پر وزارت / ڈویژن کا سربراہ ہوگا اور اس کی حوش انتظامی اور ضبط و نظم کے لیے ذمہ دار ہوگا۔ وہ "قواعد کار" کے قاعدہ نمبر ۳ کے تحت ڈویژن کو تفویض کردہ فرائض کی مناسب طور پر بجا آوری کے لیے بھی ذمہ دار ہوگا اور ایسے ہی اپنے ڈویژن میں ان ہدایات پر عمل درآمد کے لیے بھی۔

۴- جس وزارت / ڈویژن کے سپرد کوئی کام کیا گیا ہو اس کے معتمد (سیکریٹری) کا یہ فرض ہوگا کہ وہ اس امر کی یقین دہانی کرے کہ متعلقہ وزیر یا جہاں "قواعد کار" کی رو سے ضروری ہو صدر مملکت یا کابینہ کو جو معاملات پیش کیے جائیں وہ مکمل صورت میں پیش ہوں۔

تشریح: ان ہدایات کے مقاصد کے لیے "جس وزارت / ڈویژن کے سپرد کوئی کام کیا گیا" کی ترکیب کا حوالہ وزارتوں میں کام کی اس تقسیم سے ہے جو

تشریح اگرچہ یہ ہدایات گذشتہ "قواعد کار" کے تحت جاری کی گئی تھیں۔ تاہم ۱۹۷۳ کے قواعد کار کے پیرا ۵۸ میں دی گئی استثنائی شق کے تحت یہ اب بھی مؤثر ہیں۔

"قواعد کار" کے تحت کی گئی ہے۔

۵۔ اس امر کا فیصلہ معتمد کرے گا کہ اس کے ماتحت کام کرنے والے افسروں کو زیادہ سے زیادہ کس حد تک اختیارات تفویض کیے جائیں گے اور وہ ان اختیارات کے تعین اور کام کی تکمیل کے بارے میں واضح " احکام قائمہ" جاری کرے گا۔ نیز اس امر کو یقینی بنائے گا کہ :

(ا) کام کی تقسیم مساوی ہو۔

(ب) مسلوں کو پیش کرنے کا سلسلہ نیچے سے اوپر کو چلتا ہو افقی انداز میں نہیں۔

(ج) جن افسران کے ہاتھوں سے مسلوں کو گزرنا پڑتا ہے ان کی تعداد عام طور پر معتمد کو چھوڑ کر دو سے زیادہ نہ ہو۔

۶۔ اضافی معتمد (ایڈیشنل سیکرٹری) یا شریک معتمد (جائنٹ سیکرٹری) جو کسی وزارت/ڈویژن کا سربراہ نہ ہو اس کے سپرد ایک بالکل واضح دائرہ کار کیا جاتا ہے گا۔ اس دائرہ کار کے اندر وہ پوری ذمہ داری سنبھالے گا اور تمام مسلیں براہ راست وزیر کو احکامات کے لیے پیش کرے گا۔ ایسی تمام مسلیں اس کے پاس معتمد کی معرفت واپس آئیں گی۔ تاہم معتمد کو یہ اختیار حاصل رہے گا کہ وہ خود توجہ دینے کے لیے کسی بھی معاملہ کو اپنے پاس منگوالے نیز وہ یہ ہدایت بھی دے سکتا ہے کہ کسی معاملے کو وزیر کے سامنے پیش کرنے سے پہلے معتمد سے مشورہ کر لیا جائے۔

۷۔ نائب معتمد (ڈپٹی سیکرٹری) ایسے تمام معاملات خود نمٹائے گا جن میں حکمت عملی کا کوئی اہم سوال شامل نہ ہو اور جو قواعد یا احکامات قائمہ کے تحت وہ بھگتانے کا مجاز ہے۔

۸۔ افسر صیغہ (سیکشن افسر) ایسے تمام معاملات نمٹائے گا جن کے متعلق واضح نظائر موجود ہوں اور جن میں ان نظائر سے انحراف کا کوئی پہلو شامل نہیں ہو۔ یا جن کو قواعد اور احکامات قائمہ کے تحت بھگتانے کا اختیار اس کو حاصل ہے۔ شک کی صورت میں وہ افسران بالا سے زبانی ہدایات حاصل کر سکتا ہے۔

افسر صیغہ کو بالعموم ایک معاون (اسسٹنٹ) کی مدد حاصل ہو گی جو مندرجہ ذیل امور کے لیے ذمہ دار ہو گا۔

(ا) زیر غور معاملے سے متعلق گزشتہ کاغذات اور متعلقہ حوالہ جات کو پیش کرنا۔

(ب) مسلیں کھولنا اور مسلوں کی نقل و حرکت کا اندراج کرنا

(ج) تمام ضروری احکامات اور فیصلوں کی یادداشت رکھنا۔

(د) مسلوں کا ریکارڈ کرنا ٭ اشاریہ مرتب کرنا اور چھٹائی کرنا۔

(ہ) دیگر دفتری ذمہ داریاں جو اس کے سپرد کی جائیں جن میں وقتاً فوقتاً ٹائپ کرنا۔ ڈائری رجسٹر باقاعدگی سے رکھنا نیز گوشواروں اور کیفیت ناموں کی تیاری بھی شامل ہے۔

افسر صیغہ سے وابستہ کسی معاون سے کسی معاملہ پر کیفیت لکھنے یا مراسلات کے مسودے تیار کرنے کی توقع نہیں کی جائے گی۔

کام کی انجام دہی

۱۰۔ حکومت کا تمام کاروبار " قواعد کار " اور ان ہدایات کے مطابق انجام دیا جائے گا۔

۱۱۔ مندرجہ ذیل معاملات ڈویژن کے معتمد کے سامنے پیش کیے جائیں گے۔

(ا) تمام معاملات خلاصے اور رپورٹیں (اطلاعات) جو صدر یا کابینہ نے طلب کیے ہوں۔

(ب) تمام وہ معاملات جن میں حکمت عملی کے بڑے اور اہم انتظامی نکات شامل ہوں۔

(ج) تقرر اور ترقی کے علاوہ تمام معاملات جن کو صدر مملکت یا وزیر متعلقہ یا " انتخابی مجلس " (سیلیکشن بورڈ) کے سامنے پیش کرنا لازمی ہے۔

(د) غیر ملکی و خود یا ممالک غیر میں مستعار الخدمتی کے متعلق

تمام معاملات۔

(ر) ترقیاتی منصوبوں، سالانہ میزانیہ اور زرمبادلہ کی ضروریات سے متعلق تمام اہم معاملات۔

(س) سربراہان محکمہ جات اور ان کے نائب افسران کی تبدیلیوں کے تمام معاملات۔

(ص) صوبائی حکومتوں سے موصول شدہ ایسی تجاویز جنہیں نامنظور کرنے کا ارادہ ہو۔

تشریح: مندرجہ بالا فہرست میں بشرط ضرورت اضافہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ یہ قاعدہ ۱۰ ان معاملات پر لاگو نہیں ہوگا جو ہدایت نمبر ۱۱ کے تحت شریک معتمد یا اضافی وزیر کو براہ راست پیش کریں گے۔

۱۲۔ افسران باقی تمام معاملات کو متعلقہ احکامات و قواعد یا ان ہدایات کے تحت تفویض کردہ اختیارات کے مطابق نپٹائیں گے معتمد/اضافی معتمد یا شریک معتمد کی طرف سے نیچے بھیجی گئی تمام نئی رسیدوں کے متعلق بالعموم یہی سمجھا جائے گا کہ وہ "دوبارہ اس کے سامنے پیش کیے بغیر ضروری معاینہ اور تصفیہ کے لیے" نیچے بھیجی گئی ہیں اور یہ کہ ان ہدایات کے مندرجات کی روشنی میں کوئی معاملہ اسے دکھانا ضروری ہو یا اس نے بالخصوص کسی معاملے کو دکھانے کے لیے ہدایت دی ہو۔

۱۳۔ کوئی افسر کسی ایسے معاملے پر کارروائی نہیں کرے گا جو اس کی اپنی ترقی، تبدیلی، تنخواہ یا الاؤنس سے متعلق ہو یا اس کے اپنے دفتری چلن سے تعلق رکھتا ہو۔

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کو اردو ایوارڈ

بھارتی صدر نے اردو اکادمی ایوارڈ معروف محقق اور اردو کے استاد جناب پروفیسر گوپی چند نارنگ کو دیا ہے۔ ایوارڈ کے ساتھ دس ہزار روپے نقد اور ایک توصیف نامہ دیا جاتا ہے۔

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ — اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ — سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف — میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ — اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف — ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ — مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراک عمل

پمفلٹ نمبر ۵ — مقتدرہ قومی زبان اور اردو ٹیلی پرنٹر
مصنف — محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ — وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ — اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ — سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ — مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف — عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ — آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف — پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ — وضع و استناد اصطلاحات
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ — قومی زبان کا نفاذ۔ چند دشواریاں
مصنف — بریگیڈیئر ریٹائرڈ گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ — تربیتی ورکشاپ
مصنف — انعام الحق جاوید، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی

پمفلٹ نمبر ۱۳ — بلوچستان میں نفاذ اردو
مصنف — انعام الحق کوثر

آم کے آم

مصنف : رام لعل نابھوی
ناشر : مصنف، محلہ دیوان نابھا۔ پنجاب (انڈیا)
صفحات : ۹۳
قیمت : ۳۰ روپے

اردو میں انشائیہ ایک جدید صنف ادب ہے جو انگریزی کے توسط سے متعارف ہوئی۔ رواں صدی کے چھٹے عشرے میں ڈاکٹر وزیر آغا اور بعض دوسرے اہلِ قلم نے انشائیہ (ESSAY) کی خصوصیات کا شعوری لحاظ رکھتے ہوئے انشائیے لکھنا شروع کیے اور آہستہ آہستہ اس صنف کی پذیرائی ہونے لگی۔ گو ان سے پہلے سجاد حیدر یلدرم، مرزا فرحت اللہ بیگ، خواجہ حسن نظامی، فلک پیما اور مولانا آزاد کی بعض تحریروں میں انشائیے کی خصوصیات کی جھلک ملتی ہے مگر ان میں سے کسی نے انگریزی ایسے کی جملہ خصوصیات کو اپنانے کی کوشش نہیں کی تھی۔

ڈاکٹر وزیر آغا کے انشائیوں کے دوسرے مجموعے "چوری سے یاری تک" پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب شمس الرحمٰن فاروقی نے پیش گوئی کی تھی کہ جدید اردو ادب میں انشائیہ کوئی مستقل مقام نہیں بنا سکتا۔ آج اٹھارہ سال گزرنے پر اس رائے کی چنداں وقعت نہیں رہی۔ تاہم اسے یکسر نظر انداز بھی نہیں کیا جا سکتا۔ گزشتہ اٹھارہ بیس سال میں انشائیوں کے مجموعے اس قدر شائع نہیں ہو سکے جتنے افسانوں یا شاعری کے مجموعے چھپے ہیں۔

گزشتہ دو سال میں انشائیوں کے جو دو چار مجموعے منظر عام پر آئے ہیں ان میں جناب رام لعل نابھوی کا زیرِ نظر مجموعہ بہت نمایاں ہے۔ اس میں کل ۱۹ انشائیے ہیں اور فیشن، گالی، مسئلہ اور ندامت جیسے عنوانات انشائیوں کے موضوع بنے ہیں۔ آغاز میں جناب مصنف نے "انشائیہ" پر ایک مضمون شامل کیا ہے جس میں پاکستانی انشائیے کی ہیئت اور لوازم پر ہونے والی بحثوں کو سمیٹا گیا ہے۔

جناب رام لعل نابھوی اپنے انشائیوں میں اس صنفِ ادب کی نمایاں خوبیوں کو سمیٹ لینے میں کامیاب ہوئے ہیں اور بہار اردو اکادمی کی جانب سے ۱۹۸۳ء کے ادبی انعام کے مستحق قرار پائے تھے۔

(اختر راہی)

حیات وحشت

مؤلف : ڈاکٹر وفا راشدی
ناشر : مکتبہ اشاعت اردو ۲۵/۲/بی۔ ۹ رفاہ عام سوسائٹی ملیر ہالٹ کراچی۔ ۴۳
صفحات : ۱۹۲
قیمت : ۱۲۵ روپے

ڈاکٹر وفا راشدی نے فنِ شعر میں مرحوم وحشت کلکتوی سے استفادہ کیا ہے اور اپنے استاد کی یاد میں اکثر لکھتے رہتے ہیں۔ ۱۹۴۳ء میں انہوں نے وحشت کی شاعری پر اولین مضمون لکھا۔ اس کے بعد اپنی تالیف "بنگال میں اردو" میں مرحوم وحشت اور ان کے تلامذہ کا ذکر کیا۔ ۱۹۷۳ء میں انہوں نے ماہنامہ ادبی دنیا (لاہور) کا وحشت نمبر مرتب کرنے میں جناب محمد عبداللہ قریشی سے تعاون کیا اور کچھ عرصے پہلے زیرِ نظر کتاب لکھ کر حقِ شاگردی ادا کیا ہے۔

ڈاکٹر صاحب نے صاحبِ سوانح کو جس انداز نظر سے دیکھا ہے اس کا اظہار مندرجہ ذیل اقتباس سے ہوتا ہے۔

"وہ محض شاعر نہ تھے۔ وہ ایک جامع الصفات اور مجموعۂ کمالات بزرگ تھے۔ وہ غیر معمولی ذہانت اور بے پناہ صلاحیتوں کے مالک تھے۔ بہت سے پروفیسر اور متعدد اساتذۂ ادب کے استاد تھے۔ سیاستدان نہ تھے مگر سیاسی شعور کا یہ عالم تھا کہ اہلِ سیاست اُن سے مشورہ طلب کیا کرتے تھے اردو اور فارسی ادبیات کے علاوہ انگریزی ادب پر بھی اُن کی ناقدانہ نظر مسلّم تھی۔ وہ علم و شرافت کا روشن چراغ تھے۔ ان کی شاعری نے جہاں ہمیں زندگی کا حسن بخشا، اخلاق، محبت، خودبینی و خوداعتمادی، عزم و حوصلہ کا پیغام دیا، وہاں اُن کے بلند کردار اور باعمل زندگی نے پیہم فکر و عمل، مسلسل جدوجہد اور اخلاق و ایثار کی زندہ مثالیں پیش کی ہیں" (ص : ۲۰)

جنابِ مؤلف نے وحشت کلکتوی کے حالاتِ زندگی اور ان کی علمی و ادبی خدمات کا نہایت عمدگی سے تعارف کرایا ہے۔ وحشت کی نظم و نثر کے خصائص بیان کرنے کے ساتھ ایک باب ان "اصلاحوں" کے لیے وقف کیا گیا ہے جو انہوں نے اپنے شاگردوں کے کلام پر دی ہیں۔ امید ہے اہلِ علم و ادب میں "حیاتِ وحشت" قدر کی نگاہ سے دیکھی جائے گی۔ (اختر راہی)

دیوانِ حافظ (مترجم)

شاعر : حافظ شیرازی
مترجم : قاضی سجاد حسین
ناشر : مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد
صفحات : ۵۷۲
قیمت : -/۷۵ روپے۔

برصغیر میں حافظ شیرازی (۷۲۹ھ-۷۹۲ھ) کے کلام کی مقبولیت کے بارے میں اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ ان کی شیریں بیانی اور سحر آفرینی کا اعجاز تھا کہ انہیں دکن اور بنگال کے درباروں سے دعوت نامے بھیجے گئے کہ وہ برصغیر تشریف لائیں جلال الدین اکبر نے ان کی غزلیات بار ہا سنیں اور ان کے معاصر سید علی ہمدانی (م ۷۸۶ھ) نے اشعارِ حافظ کی شرح لکھی۔

برصغیر کے اہلِ علم و ادب نے "دیوانِ حافظ" سے بھرپور اعتناء کیا۔ اسے نصابِ تعلیم میں شامل کیا۔ اس کی شرحیں لکھیں، مقامی زبانوں میں اس کے ترجمے کیے اور حافظ کے رنگ میں غزلیں کہیں۔ دیوانِ حافظ کی مقبولیت کا اندازہ اُن قلمی نسخوں سے بھی ہو سکتا ہے جو برصغیر کے ہر اہم کتب خانے کی زینت ہیں۔ مختلف مطابع سے اس کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہوئے ہیں۔ صرف ایک سال (۱۹۱۲ء) میں مطبع منشی نولکشور لکھنؤ کی طرف سے اس کے بارہ ایڈیشن بازار میں آئے۔ تراجمِ حافظ کی مقبولیت اس پر مستزاد ہے۔

ماضی قریب میں دیوانِ حافظ کے جو اردو تراجم ہوئے ان میں قاضی سجاد حسین صاحب کا ترجمہ سلاست اور متن کے مفہوم کے قریب رہنے کے باعث بہت عمدہ ہے۔ قاضی صاحب نے فارسی درسیات کی اکثر کتب مثلاً بوستان، گلستان اور مثنوی مولانا روم وغیرہ کے ترجمے کیے ہیں اور مناسب حواشی لکھے ہیں۔ مرکز تحقیقات فارسی ایران و پاکستان، اسلام آباد نے موسسہ انتشارات اسلامی لاہور کے تعاون سے دیوانِ حافظ مترجم خوبصورت انداز میں شائع کیا ہے۔ زیرِ نظر ایڈیشن میں ڈاکٹر محمد اکرم شاہ صاحب کے قلم سے پیش گفتار اور مدیر مرکز جناب اکبر ثبوت صاحب کی جانب سے "سخنِ مدیر" میں برصغیر میں مطالعۂ حافظ کا نہایت جامع سروے کیا گیا ہے۔

مرکز تحقیقاتِ فارسی، ایران و پاکستان اسلام آباد اور موسسہ انتشارات اسلامی کے کارپرداز اس شہ پارے کی اشاعت پر ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں۔

(محمد نذیر رانجھا)

● ۲۳/ دسمبر ۱۹۸۴ء کو مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کے دفتر میں مجلس منتظمہ کا ایک اجلاس زیرِ صدارت ڈاکٹر وحید قریشی منعقد ہوا۔ ڈاکٹر نذیر رومانی، پروفیسر پریشان خٹک، بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد، پروفیسر اسد اللہ بھٹو، غلام جیلانی خان، محمد ظفر میاں اور نفیس حسین نے بطور رکن شرکت کی۔ اجلاس میں دیگر کئی اہم فیصلوں کے علاوہ لاہور اور کوئٹہ میں مقتدرہ کے ذیلی دفاتر کے لیے بطور رکن ہیئتِ حاکمہ ڈاکٹر سید عبداللہ اور ڈاکٹر انعام الحق کوثر کو بالترتیب نگران مقرر کیا گیا جب کہ کراچی کے ذیلی دفتر کے لیے محترمہ ادا جعفری صاحبہ کو نگران مقرر کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

● اباسین آرٹس کونسل پشاور کی جانب سے مقتدرہ قومی زبان ذیلی شاخ پشاور کے اشتراک سے ایک خصوصی تقریب "ہماری زندگی میں قومی زبان اردو کی اہمیت" کا انعقاد ۱۱ر جنوری ۱۹۸۵ء سہ پہر خیبر انٹر کانٹی نینٹل پشاور میں ہوا۔ صدارت ڈاکٹر وحید قریشی نے کی مہمانِ خصوصی بریگیڈیئر (ریٹائرڈ)، گلزار احمد تھے۔ ڈاکٹر نذیر رومانی، جناب رجا چشتی اور جناب رضا ہمدانی نے موضوع پر اظہارِ خیال کیا۔ بعد میں پروفیسر پریشان خٹک نے حاضرین اور مہمانانِ گرامی کا شکریہ ادا کیا۔

● ملک کی کل آبادی کے ایک سروے کی بنیاد پر ایک رپورٹ ڈاکٹر اعجاز شفیع گیلانی اور سید متقین الرحمٰن صاحب کی کاوش سے تیار کی گئی تھی، جسے مقتدرہ قومی زبان نے "تعلیم ملازمت اور زبان" کے زیرِ عنوان شائع کیا ہے۔

● پاکستان کے مختلف محکموں کے ناموں کے اردو متبادلات کا کام مجلس استناد (۱) کی زیرِ نگرانی پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا ہے جب کہ اصطلاحات حسابداری و محاسبی کا اسی نوعیت کا کام مجلس استناد (۲) نے مکمل کر لیا ہے۔ یہ دونوں کتابچے جلد ہی طباعت و اشاعت کے مراحل طے کر لیں گے۔

> قومی زندگی کے ہر شعبے میں جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے مقتدرہ کی خواہش بھی ہے اور کوشش بھی کہ اردو جلد از جلد رائج ہو جائے۔ ملک کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون اس کام کو آسان بنا سکتا ہے۔

خسرو تقوی ناظم آباد، کراچی - ۱۸۰۶ ۱۰ / جنوری ۱۹۸۴ء

"اردو میں پیراگراف شماری"

جنوری ۸۵ء کے شمارے میں بعنوان بالا ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی صاحب کے تحریر فرمودہ ذیلی پیراگراف شماری کے چار طریقوں میں سے میری نظر میں نمبر ۲ موزوں ترین ہے، (یعنی عربی حروف تہجی بر ترتیب ابجدی) اگرچہ موصوف کے خیال میں اس میں دو مشکلات ہیں۔ ایک تو یہ کہ بقول ان کے ابجدی ترتیب حروف "یاد رکھنا آسان نہیں ہے۔" دوسری قباحت ان کی نظر میں یہ ہے کہ عربی کے ہوں یا اردو کے حروف ان میں ہم شکل حروف کے کئی گروپس ہیں اور ہر گروپ کے حروف میں باہمی امتیاز صرف نقاط سے ہی ہوتا ہے، جو اگر غلط جگہ لگ جائیں تو حروف بدل جاتے ہیں۔

پہلے اشکال کے متعلق تو عرض یہ ہے کہ عربی حروف کی ابجدی ترتیب سے جو آٹھ کلمے (ابجد - ہوّز - حطّی - کلمن - سعفص - قرشت - ثخذ - ضظغ) بنائے گئے ہیں ان کا یاد کر لینا بہ نسبت ایک سے بیس تک حسابی پہاڑے رٹ رٹ کر یاد کر لینے کے دشوار تر نہیں ہے۔ اب سے نصف صدی پہلے تو یہ آٹھ کلمات ہر بچے کو ابتداء ہی میں لازماً یاد کرا دیے جاتے تھے اور کیونکہ ان میں ذہن اور ناطقہ کے لیے ایک دلچسپ صوتی آہنگ ہے اس لیے بچے شوق شوق (بلکہ کھیل کھیل) میں بہ آسانی یاد کر لیتے تھے۔ اب بھی یہ محض گنتی کے آٹھ کلمے از بر کر لینا نہ بچوں کے لیے کوئی مسئلہ ہو سکتا ہے نہ بڑوں کے لیے۔

دوسرا اعتراض بھی مجوزہ بالا عربی حروف کی ابجدی ترتیب کے استعمال سے رفع ہو جاتا ہے کیونکہ اگر حرف تہجی الف سے یا تک مروجہ ترتیب سے لکھے جائیں تو ہم شکل حروف ایک دوسرے سے متصلاً لکھے جاتے ہیں، جس طریقہ میں غلط جگہ پر نقطے لگ جانے سے التباس ہو سکتا ہے، لیکن اگر ابجدی ترتیب سے لکھیں تو کبھی بھی کوئی سے بھی دو مشابہ حروف متصلاً نہیں ہوتے، لہذا اگر نقاط بے جا بھی ہوں تو غلط فہمی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ اس طریقہ سے موصوف کا مجوزہ طریقہ نمبر ۳ (یعنی ہم شکل حروف کے ہر گروپ میں سے صرف پہلا حرف استعمال کیا جائے اور باقی حروف کو چھوڑ دیا جائے) بھی غیر ضروری ہو جاتا ہے۔

چوتھا طریقہ (یعنی مرکب حروف کا استعمال) محض اس بنا پر تجویز کیا گیا ہے کہ حروف تہجی کی تعداد کم ہے۔ اس سلسلے میں ڈاکٹر صاحب کے محولہ بالا اشکال میں مجھے کوئی وزن نظر نہیں آتا۔ اردو کے ۳۵ حروف کو تو چھوڑیے، عربی کے صرف ۲۸ حروف ہی اگر استعمال کیے جائیں تو کسی بھی موضوع کی کسی بھی ضخیم سے ضخیم کتاب میں ایسا کوئی پیراگراف آج تک کم از کم میری نظر سے نہیں گزرا جس کے ۲۸ سے زیادہ ذیلی پیراگراف ہوں، یعنی عربی حروف تہجی کی تعداد سے زیادہ۔ لہذا یہ عذر ہی لنگ ہے کہ ان حروف کی تعداد کسی پیراگراف کے ذیلی پیراگرافوں کے شمار کے لیے کم پڑ جائے گی۔ ممکن ہے موصوف کی نظر سے اردو کی کوئی ایسی کتاب گزری ہو جس میں کسی پیراگراف کے ذیلی پیراگرافس ۲۸ سے زیادہ ہوں اور اسی کے پیش نظر مرکب حروف کا یہ طریقہ نمبر ۴ تجویز کیا ہو۔

حاصل نگارش یہ ہے کہ میرے نزدیک بہترین طریقہ یہ ہے کہ پیراگراف شماری کے لیے تو اردو ہندسے لکھے جائیں اور ذیلی پیراگرافوں پر عربی حروف تہجی بترتیب ابجد استعمال کیے جائیں۔ اردو ہندسوں کی بجائے عربی یا فارسی کے ہندسے نامانوس ہیں اور انگریزی یا رومن ہندسے قطعاً اردو کے ساتھ علمی و ادبی مذہب میں شرک ہے۔ افسوس تو یہ ہے کہ جن سرکاری دفاتر میں اردو رائج ہو گئی ہے ان کے علاوہ ان علمی و ادبی بلکہ دینی اداروں کی اردو تحریروں میں بھی عام طور پر انگریزی ہندسے بلا تکلف لکھے جا رہے ہیں، خصوصاً مراسلہ جات میں تاریخ اور حوالہ نمبر کے لیے۔ بلکہ خطوط پر حوالہ نمبروں میں تو نہ صرف انگریزی ہندسے ہی بلکہ انگریزی حروف تک بلا استکراہ درج ہوتے ہیں۔

گردوپیش

۱۹۸۵ء کو تعلیم کا سال بنایا جائے
ـــــ ڈاکٹر محبوب الحق ـــــ

وفاقی وزیر منصوبہ بندی ڈاکٹر محبوب الحق نے تمام لوگوں سے اپیل کی ہے کہ ۱۹۸۵ء کو تعلیم کا سال بنایا جائے تاکہ ملک کو ترقی کی راہ پر لگانے کی غرض سے قوم میں تعلیم کی اہمیت کا احساس پیدا کیا جا سکے۔ وہ نصابی کتابوں پر نظر ثانی کرنے والے ادیبوں کی تقریب تقسیم اسناد سے خطاب کر رہے تھے، انہوں نے کہا عوام کے معیار زندگی کو بلند کرنے کی غرض سے چھٹے پنج سالہ منصوبے میں تعلیم کے شعبہ میں معیار اور مقدار دونوں کی تبدیلی کے ہدف مقرر کیے گئے ہیں۔ مقدار کے لحاظ سے پرائمری اسکولوں میں ۵۵ لاکھ اور مڈل اسکولوں میں ۸ لاکھ اضافی داخلوں کی گنجائش نکالی جائے گی۔

روزنامہ حریت، کراچی، ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء

اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے سے معیار تعلیم بہتر ہو گا ـــــ جمیل نقوی

ناظم تعلیمات کراچی ریجن جناب جمیل نقوی نے فاران کلب (کراچی) کے ایک ظہرانے میں خطاب کرتے ہوئے اردو کو ذریعہ تعلیم قرار دینے کی زبردست حمایت کی۔ انہوں نے کہا کہ اس سے معیارِ تعلیم بہتر ہو گا کیوں کہ ہمارے بچے اپنی قومی زبان میں بھی بہتر طریقے پر علم حاصل کر سکیں گے وہ انگریزی میں حاصل نہیں کر سکتے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اس سلسلے میں مربوط منصوبہ بندی اور اس پر سختی سے عمل کرنے کی ضرورت ہے

روزنامہ جسارت کراچی، ۱۴ دسمبر ۱۹۸۴ء

اسلام آباد میں اردو ورکشاپ

اسلام آباد کی سلور جوبلی کی تقریبات کے سلسلے میں دوسرے پروگراموں کے ساتھ ماہ رواں میں اسلام آباد میں ایک اردو ورکشاپ کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی، ۸ جنوری ۱۹۸۵ء

پہلی سے تیسری جماعت تک تعلیم لازمی ہو گی،

ملک بھر میں مرحلہ وار پہلی سے تیسری جماعت تک تعلیم لازمی کر دی جائے گی تاکہ ابتدائی تعلیم کو عام کرنے کے عمل کو تیز تر کیا جا سکے۔ یہ فیصلہ صوبائی وزرائے تعلیم کے چھٹے اجلاس منعقدہ ۷ جنوری ۱۹۸۵ء میں کیا گیا جس کی صدارت وفاقی وزیر تعلیم جناب ڈاکٹر محمد افضل نے کی۔

روزنامہ مسلم (اسلام آباد) ۸ جنوری ۱۹۸۵ء

"بہار اردو لغت" کی اشاعت

خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ (بھارت) کے تحقیقی رسالے کے تازہ شمارے (۲۸) میں بہار اردو لغت (فرہنگ بلخی) کا مکمل متن شائع کیا گیا ہے۔ یہ لغت جناب یوسف الدین بلخی نے مرتب کی ہے۔ اس لغت میں بالخصوص وہ اردو الفاظ یکجا کیے گئے ہیں جو صوبۂ بہار کی اردو آبادی میں مستعمل ہیں مگر مروجہ اردو معاجم میں تا حال جگہ نہیں پا سکے۔

پروفیسر جابر علی سید فوت ہو گئے

"اخبارِ اردو" کے ایک قلمکار اور ملک کے معروف نقاد و محقق پروفیسر جابر علی سید ۳ جنوری ۱۹۸۵ء کو انتقال کر گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

مرحوم کو اردو لغت اور اس کے مباحث سے گہری دلچسپی تھی۔ اس سلسلے میں وہ اکثر "اخبارِ اردو" میں لکھتے رہے ہیں۔

حرفِ شکایت

نفاذِ اُردو یا نفاذِ انگریزی ؟

حصولِ پاکستان کے ۳۷ سال بعد اب پھر سرکاری حلقوں میں نفاذِ اردو کے چرچے ہو رہے ہیں لیکن بات تو گفت و شنید تک ہی محدود نظر آتی ہے۔ اگر اربابِ اقتدار سنجیدہ ہیں تو پھر نفاذ اردو میں کون سی شے مانع ہے؟

صورتِ حال یہ ہے کہ انگریزی حکومت کے خاتمے کے بعد انگریزی زبان کی حکومت نہ صرف برقرار ہے بلکہ روز افزوں ترقی پذیر ہے، ہر چھوٹی بڑی دکان، ہر فلیٹ اور مکان پر نام کی پلیٹ انگریزی میں، وقتِ شب ہر بڑی سڑک نیان رنگین روشنی میں انگریزی اشتہارات کی وجہ سے انگلستان کی بستی معلوم ہوتی ہے۔ اب شادی بیاہ کی تقریبات کے دعوت نامے بھی انگریزی میں آنے لگے ہیں۔ بعض علاقوں اور آبادیوں کے نام خالص انگریزی میں رکھے گئے ہیں مثلاً راقم الحروف کی سکونت پی، ای، سی، ایچ، ایس ہے، قریب میں فیڈرل بی ایریا ہے اور راستہ میں پاک کیپٹل الکیس چینج ہے۔ اس کا ترجمہ کیا ہو؟

انگریزی کے دورِ حکومت میں پشاور سے کلکتہ تک اسکولوں میں تعلیم اردو میں ہوتی تھی.... لیکن پاکستان میں چور دروازے سے انگریزی، اردو کی جگہ لے رہی ہے۔ بڑے شہروں میں گلی گلی نرسری، کے جی، پرائمری پرائیویٹ اسکول جاری ہیں جہاں ذریعۂ تعلیم خالصتاً انگریزی زبان ہے۔ اس طرح ننھے ننھے بچوں کی زبان انگریزی بنائی جا رہی ہے۔ ان بچوں کو کتے، بلی، سوئر، ریچھ کے قصے پڑھائے جاتے ہیں اور یہ اسکول ایک منافع بخش تجارت بن گئے ہیں۔ نظریۂ پاکستان او قومی یک جہتی کی تباہی کا یہ پیش خیمہ ہے۔

حد تو یہ ہے کہ کاروں پر نمبر پلیٹ انگریزی کی بجائے اردو میں لگائی جائے تو گاڑی کا چالان ہو جاتا ہے۔ کراچی میں تو نمبر پلیٹ انگریزی میں مگر ٹریفک پولیس سے ملتی۔ آخر قول و فعل میں یہ

نفاذ کیوں؟

قارئین کے علم میں ہے کہ ریاست حیدر آباد میں ایک مثالی یونیورسٹی تھی جہاں جملہ علوم و فنون کی اعلیٰ تعلیم اردو میں دی جاتی تھی.... پھر نفاذِ اردو میں کیا شے مانع ہے؟

محمد احسان علی خان

روزنامہ جسارت (کراچی) ۷ رجنوری ۱۹۸۵ء

اردو اور ہم

مکرمی! قیامِ پاکستان کے بعد جس طرح ہم نے اردو کے ساتھ برتاؤ کیا ہے وہ سراسر ناانصافی کے مترادف ہے، قیامِ پاکستان کے محرکات پر اگر غور کیا جائے تو اردو زبان بھی ان میں سے ایک محرک تھی، ہندی اردو تنازعہ تو دراصل پاکستان کے قیام کے بنیادی اسباب میں سے ایک سبب تھا لیکن آج ہم نے پاکستان میں اردو کو اس کا جائز مقام نہیں دیا۔ اگرچہ انگریزی کی حیثیت مسلمہ ہے لیکن کیا ہم انگریزی کے راگ الاپتے ہوئے اتنے آگے نکل جائیں گے کہ اردو کے نقوش بھی دھندلا جائیں؟ انگریزی کو صرف وہی مقام دیا جائے جس کی وہ مستحق ہے۔ کتنے ممالک ایسے ہیں جہاں انگریزی کی حیثیت ثانوی ہے اور قومی زبان کو اوّلیت حاصل ہے۔

اس وقت اگر ہمارا پڑھا لکھا طبقہ اردو میں بات کرتا بھی ہے تو وہ انگریزی کے الفاظ اس میں اس طرح استعمال کرتا ہے کہ دراصل اردو کا حلیہ ہی بگڑ جاتا ہے، آخر وہ ممالک بھی ترقی کر رہے ہیں جہاں انگریزی کو ثانوی حیثیت حاصل ہے۔ اگر ہم اردو کو مکمل طور پر بطور سرکاری زبان استعمال کریں تو کون سی قیامت آ سکتی ہے۔

علماءِ اردو ادب کو سوچنا چاہیے کہ اگر اسی طرح زبان اردو انگریزی کی زد میں رہی تو پھر کیا ملک میں یہ اپنی انفرادیت برقرار رکھ سکے گی۔

(وقار احمد، فاضل اردو یونیورسٹی کالج، مظفر آباد، آزاد کشمیر)

روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۲۳ دسمبر ۱۹۸۴ء

ہماری مطبوعات

(۱) افکار و افکار - مرتب ہلال احمد زبیری ۳۰/ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
۶۰/ روپے

(۳) اُردو رسم الخط - سیّد محمد سلیم
مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

(۴) جدید اُردو ٹائپ کاری - سیّد عرفان علی یوسف ۱۰/ روپے
سستا ایڈیشن ۴ روپے

(۵) کتابیاتِ قانون ، عطش دُرانی
قیمت : -/۴۰ ، مجلد : ۷۵ روپے

(۶) اُردو اصطلاحات سازی ، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری۔
قیمت : ۳۰ روپے - مجلد : ۵۰ روپے

(۷) اصطلاحاتِ ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت : ۱۵ روپے ، مجلد : ۳۰ روپے

(۸) اصطلاحاتِ موسیقیات - سرفراز شاہد
قیمت : ۱۵ روپے مجلد : ۳۰ روپے

(۹) مختصر اصطلاحات دفتری - قیمت ۱۰/ روپے۔
(صرف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۱۰) دفتری مراسلت (انگریزی - اردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی - قیمت - مجلد : ۴۰ روپے
غیر مجلد : ۲۰ روپے - سستا ایڈیشن : ۸ روپے

(۱۱) اصطلاحاتِ ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحاتِ ریاضی کراچی)
قیمت - مجلد : ۶۰ روپے - غیر مجلد : ۲۷ روپے

(۱۲) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اوّل)
مصنف جابر علی سید
قیمت -/۳۶ روپے - مجلد -/ ۵۶ روپے

(۱۳) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اوّل)
مصنف محمود الحسن
قیمت -/۴۰ روپے - مجلد -/۵۶ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان - مکان نمبر ۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - الیف ۸/۱ - اسلام آباد

بہ اشتراک

۱۔ فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (بہ اشتراک جامعہ کراچی)
قسم اوّل ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے

۲۔ فرہنگ اسماء العلوم - محمد طارق محمود (بہ اشتراک جامعہ کراچی)
۱۹ روپے

۳۔ فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ - زمن صدیقی (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے قسم اول ۴۱ روپے

۴۔ فرہنگ اصطلاحات برقیات - طارق محمود
بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت : ۴۰ روپے مجلد : ۵۰ روپے

۵۔ تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ : سید محمد احمد سعید
بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت : ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ : شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی - کراچی

زیرِ طبع

۱۔ اصطلاحات مساحت
۲۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات
۳۔ انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار
۴۔ سائنسی و تکنیکی اصطلاحات
۵۔ عربی اصطلاحات سازی (کتابیات)
۶۔ پاکستان کے اخبارات و رسائل (جلد دوم)
۷۔ جامع الامثال
۸۔ دفتری ترکیبات و محاورات کی لغت (انگریزی - اردو)

رجسٹریشن نمبر آر ۶۴

مقتدرہ قومی زبان

مقاصد

◉ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

◉ اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کر کے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

◉ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

◉ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان
مکان نمبر ۸-۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر الیف ۸ / ۱ - اسلام آباد
فون: ۸۵۳۳۸۴ / ۸۵۲۲۸۰ / ۸۵۲۲۲۴

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

معروضات

ملک میں نفاذ اردو کا کام یوں تو پاکستان کے وجود میں آتے ہی شروع ہو گیا تھا کہ عوام کے بڑھتے ہوئے روابط نے ہر کسی پر واضح کر دیا تھا کہ اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو لسانی کثرت کی ہر مملکت کی طرح یہاں بھی مرکزی حیثیت رکھنے کی صلاحیت لیے ہونے ہے لیکن کوچہ، بازار میں اپنا آپ منوانے کے باد جود یہ ضرورت اپنی جگہ موجود رہی کہ فوری طور پر قومی زبان کے اس مقام کا اعتراف و احترام کیا جائے۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں مقتدرہ قومی زبان کا قیام اسی لیے عمل میں لایا گیا اور مقتدرہ کی آغاز کار سے یہی کوشش اور خواہش رہی ہے کہ قومی زبان کا عمل دخل سرکاری سطح پر بھی روز افزوں رہے۔ اس سلسلے میں ہم تابامکان ہر سنگ راہ کو ہٹانے میں کوشاں ہیں۔ اور کوشاں رہیں گے۔ دفتری مراسلت چونکہ زیادہ تر انگریزی ہی میں ہوتی ہے اس لیے مقتدرہ نے محسوس کیا کہ جب تک متبادل سہولت مہیا نہ کی جائے دفتروں میں اردو کو بحال نہیں کیا جا سکتا۔ چنانچہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعاون سے سردست اسلام آباد میں تربیتی ورکشاپوں کا آغاز کیا گیا ہے۔ جہاں اداروں کے ہاں جاکر متعلقہ ملازمین اور افسران کو ان کی درپیش مشکلات سے آگاہ ہو کر دفتری مراسلت اردو میں کرنے کے اسالیب بتائے جاتے ہیں۔ اس ضمن میں اب تک دو تربیتی ورکشاپیں منعقد ہو چکی ہیں۔ ایک ادارۂ ثقافت پاکستان میں اور دوسری اے جی پی آر میں۔ ان دو ورکشاپوں کا خاطر خواہ اور حوصلہ افزا نتیجہ نکلا ہے، اور مختلف ادارے اب اس مقصد کے لیے مقتدرہ کے ساتھ تعاون کے لیے بے تاب نظر آتے ہیں۔ مارچ میں اس سلسلے کی تیسری ورکشاپ سی ڈی اے میں منعقد ہوئی اور یوں چراغ سے چراغ روشن ہوتے جائیں گے۔

فہرست

قیمت: ایک روپیہ — سالانہ: دس روپے

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

دارالترجمہ

(حیدر آباد دکن)

اعلیٰحضرت حضور نظام کے فرمان کی تعمیل میں محکمۂ تعلیمات نے قیام جامعۂ عثمانیہ کے منصوبے کو عملی شکل دینے کے اقدامات شروع کر دیے۔ اُردو زبان میں اعلیٰ تعلیم و تدریس کے سلسلے میں سب سے پہلی اور اہم ضرورت یہ محسوس کی گئی کہ انٹرمیڈیٹ کلاس کے آغاز سے پہلے اُردو میں درسی کتابوں کی کافی تعداد فراہم کر لی جائے۔ اس کام کے لیے دو سال کی مدت رکھی گئی۔

۱۴ راگست ۱۹۱۷ء کو شعبۂ تالیف و ترجمہ کا قیام عمل میں آیا۔ مولوی عبدالحق (جو آگے چل کر بابائے اُردو کے لقب سے مُلقّب ہوئے) اس شعبے کے سربراہ مقرر ہوتے مولوی صاحب مملکت حیدر آباد کی سرکاری ملازمت سے وابستہ تھے اور اورنگ آباد میں مہتمم تعلیمات (INSPECTOR OF SCHOOLS) کے عہدہ پر فائز تھے انجمن ترقی اُردو کے معتمد اور اُردو ادب کی تاریخ و تنقید پر متعدد کتابوں کے مصنّف کی حیثیت سے مُلک گیر شہرت حاصل کر چکے تھے۔

شعبۂ تالیف و ترجمہ نے طے کیا کہ اوّلین اقدام کے طور پر جامعہ میں پڑھائے جانے والے مضامین کی چند معیاری درسی کتابوں کا ایسے صاحبانِ علم سے اُردو میں ترجمہ کرایا جائے جو متعلقہ مضمون میں مناسب قابلیت کے ساتھ ساتھ اُردو زبان پر بھی عبور رکھتے ہوں۔

یہ ایک نہایت ہی معقول اور مناسب فیصلہ تھا جس کی تکمیل کے لیے چند نہایت ہی باصلاحیت اور قابل علماء کا تقرر عمل میں آیا جن کے ذریعے کتابوں کے ترجمے کا کام کیا گیا اِن ماہرین میں جو لوگ شامل تھے اُن کے نام اور متعلقہ مضامین درج ذیل ہیں:

۱۔ قاضی محمد حسین ایم۔ اے (کینٹب) ریاضی
۲۔ چوہدری برکت علی ایم۔ اے (علیگ) کیمیاء
۳۔ سید ہاشمی فرید آبادی تاریخ
۴۔ جناب الیاس برنی ایم۔ اے (علیگ) معاشیات
۵۔ قاضی تلمّذ حسین تاریخ
۶۔ مولانا ظفر علی خان
۷۔ مولانا عبدالماجد دریابادی نفسیات
۸۔ مولانا عبدالحلیم شرر
۹۔ علاّمہ عبداللہ العمادی
۱۰۔ سیّد علی رضا
۱۱۔ خلیفہ عبدالحکیم فلسفہ

یہ مترجمین کی پہلی جماعت تھی جس کا تقرر عمل میں آیا۔ بعد میں جوں جوں مزید مضامین کی کتابوں کے ترجمے کی ضرورت پیش آتی گئی دیگر مترجمین کا تقرر بھی ہوتا گیا۔ اس طرح ۱۹۵۰ء

تک شعبۂ تالیف و ترجمہ نے ۱۳۰ مترجم بھرتی کیے اور اس مدت میں کل وقتی اور جزوقتی مترجمین نے چار سو کتابوں کے ترجمے مکمل کیے[1]۔

عثمانیہ یونیورسٹی کالج میں ۱۹۱۹ء میں انٹرمیڈیٹ، ۱۹۲۱ء میں بی۔اے اور ۱۹۲۳ء میں ایم۔اے کی کلاسوں کا آغاز ہوا۔ تدریس کے لیے مناسب اور موزوں اساتذہ مقرر کیے گیے ان اساتذہ سے بھی مختلف کتابوں کے ترجمے کروائے گئے جس کا معاوضہ فی صفحہ کے نرخ سے دیا جاتا تھا اس طرح قریب قریب ہر استاد نے ترجمے کے اس کام میں حصّہ لیا۔ جب میں اور میرے بعض ساتھی تعلیم مکمل کرکے جامعہ میں بحیثیت استاد مقرر ہوئے تو میں نے محسوس کیا کہ صرف ترجمے ہی پر اکتفا کرنے سے شعبۂ تصنیف و تالیف کے بانیوں کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا اس لیے ضرورت ہے کہ شعبے کی سرکردگی میں کچھ درسی کتابیں تالیف بھی کی جائیں۔ میں نے جامعہ کے اربابِ اختیار کو راضی کر لیا کہ مجھے اور میرے معزز اساتذہ پروفیسر قاضی محمد حسین اور پروفیسر کشن چند کو باہمی اشتراک سے دو کتابیں لکھنے کی اجازت دی جائے۔ ان میں ایک مجددوں کا ہندسہ CO-ORDINATE GEOMETRY اور دوسری اِحصاء (CALCULUS) پر تھی یہ کتابیں ۳۳-۱۹۳۲ء میں لکھی گئیں اور ۱۹۳۴ء میں شعبۂ تالیف و ترجمہ نے انہیں شائع کیا۔ سال یا دو سال بعد میں نے "قدریہ میکانیات" (QUANTUM MECHANICS) پر ایک کتاب لکھی جو جامعہ کی طرف سے ۱۹۳۷ء میں شائع ہوئی

اربابِ اختیار نے شعبۂ تالیف و ترجمہ کے قیام کے وقت ہی شعبے میں ایک ناظرِ مذہبی کی ضرورت کو محسوس کر لیا تھا جو ترجمہ شدہ کتابوں کی طباعت سے پہلے اُن کی اس نظر سے تنقیح کر لیں کہ کتاب میں کوئی ایسی بات شامل نہ ہو جائے جو لوگوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچانے والی ہو۔ مولوی صفی الدین صاحب (جو حیدرآباد ایجوکیشنل کانفرنس کے معتمد مولوی سیّد مرتضیٰ صاحب کے خسر تھے) پہلے ناظرِ مذہبی مقرر ہوئے مگر مولوی صاحب نے بہت قلیل عرصے تک کام کیا اور ان کی سبکدوشی کے بعد علامہ عبداللہ العمادی ناظرِ مذہبی مقرر ہوئے اور طویل عرصے تک کارگزار رہے

شعبۂ تالیف و ترجمہ کے ساتھ ایک ناظرِ ادبی بھی ہوتا جس کا کام ترجمے یا وضع کردہ اصطلاح کے ادبی اور لسانی نقائص کی جانچ پڑتال ہوتا تھا۔ مولانا علی حیدر نظم طباطبائی (حیدر یار جنگ) پہلے ناظرِ ادبی تھے۔ اُن کے بعد جوش ملیح آبادی اس خدمت پر مامور ہوئے۔ مگر شعبے میں مولوی عبدالحق اور پروفیسر وحید الدین سلیم کی موجودگی ترجمے کی ادبی خوبیوں کی بذاتِ خود ایک ضمانت تھی اور ناظرِ ادبی کی ذمہ داریاں بہت کم رہ گئی تھیں۔

اُردو میں کتابوں کی اشاعت کی اس داستان کو مسلسل اور مربوط رکھنے کے لیے میں نے بعض اُمور کا تذکرہ نہیں کیا۔ واقعات کے تسلسل کو برقرار رکھنے کے لیے اب اُن کی طرف آتا ہوں۔

مترجمین کے تقرر کے ساتھ ہی اصطلاحات کے مسئلے کا حل بھی ضروری تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ کام ہر مترجم کی اپنی مرضی پر نہیں چھوڑا جا سکتا تھا کہ وہ اپنے طور پر اصطلاحیں بھی وضع کرلے اور انہیں اپنے ترجموں میں استعمال کرتا جائے۔ اس سلسلے میں بھی اربابِ جامعہ نے ایک منضبط اور منظم طریقۂ کار اختیار کیا۔ ہر اہم مضمون مثلاً ریاضی، طبیعیات، کیمیا اور معاشیات وغیرہ کے لیے الگ الگ "مجالسِ وضعِ اصطلاحات" مقرر کی گئیں۔ ہر مجلس میں دو قسم کے ارکان ہوتے تھے۔ متعلقہ مضمون کے ماہر اور زبان کے ماہر۔ دو ایک ارکان ایسے بھی ہوتے جو متعلقہ مضمون میں مہارت کے ساتھ ساتھ زبان کا علم بھی رکھتے

[1] مجید بیدار۔ ڈائمنڈ جوبلی یادگاری مجلہ۔ اُردو ۱۹۷۹ء صفحات ۲۲۱-۲۲۸

تھے اور یہ دونوں قسم کے ارکان کے درمیان رابطے کا کام انجام دیتے تھے۔

مترجم یا متعلقہ مضمون کے اساتذہ اُن اصطلاحات کی فہرست مرتب کرتے جن کا ترجمہ مقصود ہوتا تھا اور اس سلسلے میں اپنے مشورے بھی پیش کرتے۔ مجلس میں ہر اصطلاح پر بحث ہوتی۔ اردو میں اصطلاح وضع کرتے وقت زیرِ ترجمہ انگریزی اصطلاح کی یونانی یا لاطینی اصل پر غور کیا جاتا اور اس کی مناسبت سے عربی، فارسی یا سنسکرت کا کوئی لفظ منتخب کیا جاتا۔ اس موقع پر زبان کے ماہرین سے مشورہ کیا جاتا جن میں مولوی عبدالحق، پروفیسر وحیدالدین سلیم اور علامہ علی حیدر نظم طباطبائی شامل تھے۔ ان ماہرین کی رائے سے سارے مضامین کی "مجالس وضع اصطلاحات" استفادہ کرتیں۔ پروفیسر سلیم نے تو وضع اصطلاحات پر ایک مکمل کتاب تصنیف کر دی جسے آج تک سند کا درجہ حاصل ہے۔

وضع کردہ اصطلاحات پر نظر ثانی اور غور کا سلسلہ جاری رہتا تھا اور تجربے کی روشنی میں انہیں سہل بنانے کا کام بھی ہوتا رہتا۔ ابتداء میں کیمیاوی عناصر اور مرکبات کے ناموں کا بھی ترجمہ کرنے کا رجحان پایا جاتا تھا۔ چنانچہ ابتداء میں چودھری برکت علی صاحب نے اس قسم کی اصطلاحیں بھی استعمال کیں جیسے:

ہائیڈروجن کے لیے — مائین
آکسیجن کے لیے — حمضین
نائٹروجن کے لیے — ترشین

اور جامعہ کے پہلے انٹرمیڈیٹ امتحان میں شریک طلباء کو ایسی اصطلاحیں حفظ کرنی پڑیں مگر ایسی اصطلاحیں رائج اور مقبول نہ ہو سکیں۔ ۱۱ر فروری اور ۹ر مارچ ۱۹۱۹ء کو وضع اصطلاحات کی مجلس کے دو اجلاس ہوئے۔ نواب عماد الملک (سید حسین بلگرامی) ان کے صدر تھے ان اجلاسوں میں اس قسم کی اصطلاحوں کے مسئلے پر تفصیلی مباحث ہوئے اور طے پایا کہ صرف انہی الفاظ کا ترجمہ کیا جائے جو تعاملات PROCESSES اور عام استعمال میں آنے والے مادوں جیسے لوہا، چاندی وغیرہ کے نام ہوں اور کیمیاوی عناصر اور مرکبات کے ناموں کا ترجمہ نہ کیا جائے۔ اس سلسلے میں قطعی فیصلہ تکنیکی اصطلاحات کی مجلس کے اجلاس منعقدہ ۱۲ر مئی ۱۹۲۰ء کو ہوا۔ امیر جامعہ (چانسلر) سر علی امام اس اجلاس کے صدر تھے اور سر اکبر حیدری، سر آر گلینی، پروفیسر عبدالرحمٰن خاں اور دیگر حضرات اس میں شریک تھے۔ اس طریقۂ کار سے بخوبی واضح ہوتا ہے کہ سائنسی اصطلاحات کے ترجمے کے سلسلے میں جامعہ عثمانیہ کا رویہ شدت پسندانہ کبھی نہ رہا اور ہمیشہ زبان کو سہل بنانے اور اسے ترقی دینے کی طرف توجہ رہی۔

وضع اصطلاحات کا کام بڑا ہی تفصیلی اور طویل ہوتا تھا۔ ہر اصطلاح پر مفصل بحث ہوتی جس میں نہ صرف وضع کردہ اصطلاح کی تکنیکی خوبیوں اور خصوصیات پر غور کیا جاتا بلکہ متعلقہ انگریزی اصطلاح کی یونانی یا لاطینی اصل اور اس کے ہم معنی عربی، فارسی، یا سنسکرت اصل پر بھی بحث ہوتی۔ یہ بھی دیکھا جاتا تھا کہ آیا یہ اصطلاح عربی، فارسی یا دیگر زبانوں کے علماء اپنی تحریروں میں اسی طرح اور انہی معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور یہ بھی کہ کیا اردو میں بھی اس کو اسی صورت میں اختیار کر لیا جائے یا اس میں مناسب تبدیلی ضروری ہے اور پھر یہ بھی کہ یہ اصطلاح اردو زبان کے مزاج سے مطابقت بھی رکھتی ہے یا نہیں۔ ایک اور اہم بات جو زیرِ بحث آتی وہ یہ ہوتی کہ منتخب اصطلاح مختلف ترکیبوں، مشتقات اور جمع یا واحد کی شکل میں بھی بآسانی ڈھالی جا سکتی ہے یا نہیں۔

ان تفصیلات کے پیش نظر یہ بات چنداں تعجب خیز نہیں کہ ایک ایک اصطلاح کے بنانے میں کافی وقت صرف ہو جاتا تھا۔ وضع اصطلاحات کا یہ کام ۱۹۱۷ء سے ۱۹۵۰ء یعنی قریباً ایک تہائی صدی تک جاری رہا۔

رائے جانکی پرشاد لکھتے ہیں کہ مجلس وضع اصطلاحات نے ۱۹۳۹ء تک تقریباً پچپن ہزار اصطلاحات وضع کر لی تھیں۔[1] جامعہ نے مختلف مضامین کی جو کتابیں شائع کیں ان کی تفصیل یہ ہے۔[2]

۱۔	اخلاقی علوم	منطق، فلسفہ، نفسیات اور اخلاقیات	۶۲
۲۔	تاریخ و جغرافیہ	بشمول تاریخ اسلام، تاریخ ہند تاریخ یونان، تاریخ روما، تاریخ یورپ	۱۲۳
۳۔	عمرانیات	سیاسیات و معاشیات	۳۰
۴۔	قانون	فلسفۂ قانون اور دیگر متعلقہ موضوعات	۵۹
۵۔	ریاضی	اطلاقی ریاضی اور فلکیات	۴۳
۶۔	سائنس	علوم فطرت اور انجینئرنگ	۷۰
۷۔	طب		۳۱

[جامعہ عثمانیہ،
بہادر یار جنگ اکادمی کراچی ۱۹۸۴ء، صـ۲۲ تا صـ۲۷]

---

[1] مجید بیدار۔ ڈائمنڈ جوبلی یادگاری مجلہ صـ۲۲۵
[2] ایضاً صـ۲۲۷

> جب تک علوم و فنون ہماری اپنی زبان میں نہ ہوں گے ہم جاہل رہیں گے۔
> (سر سید احمد خان)

سرورؔ انبالوی

رُباعیات

(زبانِ اردو)

○

اونچا ہے زمانے میں نشانِ اردو
ارفع ہے زبانوں میں لسانِ اردو
کیا اس سے بڑی اور سند ہے کوئی
جاری ہے ہر اک لب پہ زبانِ اردو

○

اِخلاص و محبت کی زباں ہے اردو
اظہارِ حقیقت کا بیاں ہے اردو
تابندہ اِسی سے ہے ستارہ اپنا
مِلّت کے مقدّر کا نشاں ہے اردو

نضیرا اعظم

خالد سعید بٹ سے ایک ملاقات

پاکستان کو معرضِ وجود میں آئے اڑتیس برس ہو رہے ہیں اور اس عرصے میں جہاں اور بہت سے امور زبانی کلامی نافذ ہوتے رہے وہیں ملک میں اردو کا نفاذ بھی بیانات کی حد تک ہی رہا۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی قوم کا تشخص اس کی اپنی زبان سے ہوتا ہے اور یہی زبان اس کی ترقی کا زینہ بھی۔ کئی حکومتیں آئیں اور وعدے کرکے چلی گئیں مگر موجودہ حکومت نے پاکستان کے تمام سرکاری اور نیم سرکاری اداروں میں اردو کے نفاذ کے لیے عملی قدم اٹھایا اور مقتدرہ قومی زبان اسی قومی فریضے کی تکمیل کے لیے وجود میں آئی۔ مقتدرہ کے ساتھ ساتھ ملک کے وفاقی، صوبائی ادارے بھی اب قومی زبان کی اہمیت سے روشناس ہو رہے ہیں اور بتدریج اردو کے نفاذ کا کام شروع ہو گیا ہے۔ چونکہ ایک طویل مدت سے انگریزی ہماری سرکاری زبان رہی ہے اس لیے سرکاری محکموں کے کارکنوں کے لیے مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے باقاعدہ تربیتی کورس شروع کیے ہیں۔

ادارۂ ثقافتِ پاکستان میں کچھ عرصے پہلے ایک دفتری اُردو تربیتی ورکشاپ منعقد ہوئی۔ ادارے کے ڈائریکٹر جنرل جناب ڈاکٹر خالد سعید بٹ نے اخبارِ اُردو کے لیے باتیں کرتے ہوئے تربیتی ورکشاپوں کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ اُن کے خیالات ذیل میں پیش کیے جاتے ہیں۔

نضیرا اعظم:۔ قومی زبان کے تشخص سے سب ہی واقف ہیں لیکن کیا وجہ ہے کہ ہمارے پڑھے لکھے مقتدر افراد اسے قبول کرنے میں ہچکچاتے ہیں؟

خالد سعید بٹ:۔ قبول تو سب نے ہی کیا ہے لیکن اس کے نفاذ میں ضرور کچھ رکاوٹیں ہیں۔ جن میں سب سے پہلی چیز تو یہ ہے کہ ہم اس امر کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں کہ اُردو کو مختلف شعبوں میں رائج کر دیا جائے۔

صحیح معنوں میں جب عمل درآمد ہو گا تو بہت سی مشکلات سامنے آئیں گی۔ پچھلے دو سو برسوں سے یہاں کی سرکاری زبان انگریزی ہے، تمام دفتری طریقۂ کار انگریزی میں ہے، سوچ کا طریقہ انگریزی ہے اور اس کو جڑ سے اکھاڑنے کے لیے ضروری تھا کہ اس کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی ہو۔

س:۔ تو کیا آپ نے بھی کوئی منصوبہ تشکیل دیا؟

ج:۔ ایک حد تک۔ جب ہم نے سوچا کہ ہمارے ادارے کے تمام تحریری امور اُردو میں ہوں گے تو میرے ساتھ ڈائریکٹرز کا ایک اجلاس ہوا اور ہم کافی غور و خوض کے اس نتیجے پر پہنچے کہ اس کے لیے باقاعدہ تربیتی کورس ہونا۔ اس کورس کے تحت لوگوں کو بتایا جائے کہ دفتر کے اندر اردو کو کس طرح اپنایا جائے، فائل کے کام، ڈرافٹنگ، خط و کتابت اور جب ہم نے یہ سوچا تو دیکھا کہ مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اس ضمن میں کافی کوششیں

گئی ہیں چنانچہ ہم لوگوں نے جناب ڈاکٹر وحید قریشی صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اور جناب جی۔ اے الانا، وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے رجوع کیا۔ پھر ان دو افراد نے بیٹھ کر تربیتی کورس کا صحیح طریقہ کار وضع کیا۔

س :۔ وہ طریقہ کار کیا تھا؟

ج :۔ یہ تربیتی ورکشاپ سات دن کا تھا اور اس میں ہمارے ادارے کے کارکنان و افسران نے شرکت کی۔ پروگرام کے تحت انہیں بتایا گیا کہ اصطلاحات کیا ہیں؟ ان کا درست استعمال کس طرح ہوگا۔ مختلف دفتری اصطلاحات کا آسان ترجمہ بتایا گیا اور اس امر پر زور دیا گیا کہ جو کچھ آپ کو سکھایا گیا ہے آپ اس کا عملی استعمال بھی کریں گے۔ اور یوں ہمارے ادارے میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ ہمارا سارا کام اردو ہی میں ہوگا۔

س :۔ تو آپ کا تمام دفتری کام باقاعدہ اردو میں شروع ہوگیا ہے۔

ج :۔ کسی حد تک تو شروع ہوگیا ہے لیکن ہم یہ چاہتے ہیں کہ ایک چھوٹی سی تقریب منعقد کریں۔ تقریب کا مقصد تشہیر نہیں، بلکہ لوگوں کو یہ بتانا ہے کہ یہ کام ناممکن نہیں اور دوسرے محکموں کے علم میں یہ بات لائی جائے کہ اردو کو سرکاری زبان کے طور پر اپنانے میں کوئی مشکل حائل نہیں۔ اس تقریب کے بعد سرکاری طور پر اردو میں کام شروع ہوجائے گا۔

س :۔ وہ کون سا طبقہ ہے جو قومی زبان کی ترقی و ترویج میں سب سے نمایاں کام سرانجام دے سکتا ہے؟

ج :۔ سب سے مؤثر وزارت تعلیم، اساتذہ اور ہمارے ملک کے دانشور ہیں۔ پھر یہ کہ ہمارے ہاں سرکاری ملازمین کا بھی ایک خاص مقام ہے۔ عام آدمی ان کی طرف دیکھتا ہے جس کی وجہ شاید یہ ہے کہ ان کے پاس کچھ اقتدار ہوتا ہے۔ چنانچہ وزارتِ تعلیم کے بعد سب سے پہلے ضرورت اس بات کی ہے کہ سرکاری دفاتر میں اردو اپنانے پر زور دیا جائے تو اس سے ذہنیت کافی بدلے گی۔ سرکاری ملازم جب اردو کو اپنا لیں گے تو ملک میں خود بخود اس کے نفاذ کی فضا ہموار ہوجائے گی۔ یہاں پر ایک چھوٹی سی مثال دوں گا ایک وقت تھا کہ قومی لباس کو لوگ حقارت کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض جگہیں ایسی بھی تھیں جہاں شلوار قمیص میں ملبوس شخص داخل نہیں ہوسکتا تھا۔ لیکن جب سرکاری سطح پر اس لباس کو قومی لباس کے طور پر اپنا لیا گیا تو اب سوٹ ٹائی والے اجنبی لگتے ہیں۔

س :۔ آئین میں شق موجود ہے کہ قومی زبان اُردو ہوگی۔ مختلف اوقات میں مختلف حکومتیں کوششیں کرتی رہیں۔ موجودہ حکومت نے عملی اقدامات بھی کیے مگر پھر بھی رکاوٹ کا احساس کیوں ہوتا ہے؟

ج :۔ سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ کام بہت بڑا ہے۔ اس پر بہت سوچا گیا ہے اور اس سوچ کے نتیجے میں نفاذِ اردو کے ممکنہ پہلو سامنے آگئے ہیں۔ چونکہ کام کا طریق کار ایسا رکھا گیا ہے کہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہ جائے، اس میں تھوڑی دیر تو لگے گی۔

انگریزی کی جگہ تیزی سے اُردو رائج ہورہی ہے مگر دو سو سال کی انگریزی آہستہ آہستہ ہی جائے گی۔ موجودہ حکومت میں البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ بہت سے مثبت قدم اٹھائے گئے ہیں۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ جب آپ کوئی کام شروع کرتے ہیں تو اس میں مخالفتیں بھی ہوتی ہیں، غلطیاں بھی سرزد ہوتی ہیں، طرح طرح کے مسائل بھی سر اٹھاتے ہیں، لیکن سب سے اہم چیز یہ ہے کہ کام کی شروعات ہوچکی ہیں اور بتدریج یہ اہم قومی فریضہ تکمیل کو پہنچے گا۔ خوش آئند بات یہ ہے کہ بہت کم عرصے میں نفاذِ اردو کے کام میں خاصی پیش رفت ہوئی ہے۔

س :۔ آپ کے ہاں جو تربیتی ورکشاپ ہوئی۔ کیا سات دن اس کے لیے کافی تھے؟

ج :۔ جی ہاں۔ پھر سب سے اہم بات یہ ہے کہ اصطلاحات ہمارے پاس موجود ہیں جو لغت کا کام دیتی ہیں۔ ورکشاپ میں

لوگوں نے بہت سی اصطلاحات سیکھیں۔ لیکن کام جب ورکشاپ سے نکل کر پھیلے گا تو اس کے لیے مزید اصطلاحات کی ضرورت پڑے گی۔ اسی سلسلے میں سب سے زیادہ مثبت کام مقتدرہ قومی زبان نے کیا ہے۔ انہوں نے دفتری اصطلاحات کی لغت ہمیں دے دی ہے تاکہ مشکل پیش نہ آئے۔ ہمارے محکمے میں صرف سرکاری اصطلاحات ہی استعمال نہیں ہوتیں بلکہ فنون کے بارے میں بہت زیادہ اصطلاحات اردو میں استعمال ہو رہی ہیں حال ہی میں جناب ڈاکٹر محمد اسلم قریشی نے تھیٹر اور ڈرامے کی اصطلاحات کے بارے میں ایک کتاب لکھی جسے مقتدرہ نے شائع کیا ہے۔ مقتدرہ اپنے اسی قومی فریضے کی بجا آوری میں بہت اہم کردار ادا کر رہی ہے مگر میں پھر یہ بات کہوں گا کہ کام بہت بڑا ہے۔ جتنا بھی کام کیا جائے کم ہے۔

س:۔ اردو کی ترویج و ترقی کے لیے آپ کیا اقدامات تجویز کرتے ہیں؟

ج:۔ اس وقت سب سے اہم ضرورت تراجم کی ہے۔ ساری دنیا میں ہر مضمون میں نت نئی ترقیات ہو رہی ہیں اور ان ترقیات کے بارے میں ہمیں انگریزی میں تو کتابیں مل جاتی ہیں مگر اردو میں نہیں ملتیں۔ چنانچہ ضرورت اس امر کی ہے کہ ایک نئی کتاب جو کل آئی ہو اس کا اردو ترجمہ ہمیں آج مل جائے، بچے جب نصاب پڑھتے ہیں تو ان میں خواہش پیدا ہوتی ہے کہ وہ اپنے مضمون کے بارے میں زیادہ سے زیادہ جانیں۔

اردو اپنانے کے لیے سائنسی خطوط پر کام کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ کہہ دینا کہ ذریعہ تعلیم اردو کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ طلباء و اساتذہ کو مواقع فراہم نہ کیے جائیں تو یہ مشکل سی بات لگتی ہے۔

تربیتی ورکشاپ

ورکشاپ ایک جدید تعلیمی اصطلاح ہے۔ جس کا مطلب ایک ایسی کارگاہ کا اہتمام کرنا ہے جس میں طلبہ اساتذہ کے ساتھ مل کر لیکچر کی عملی تفہیم اور تربیت حاصل کرتے ہیں۔ اس میں طلبہ کے مختصر گروہ بنا کر عملی مشق کا کام انہیں سونپا جاتا ہے اور اساتذہ اس عملی کام میں ان کی مدد کرتے ہیں۔ یہ طریقۂ تعلیم اتنا کارگر اور مؤثر ثابت ہوا ہے کہ اس نے جدید طریقہ ہائے تعلیم میں انتہائی اہمیت حاصل کر لی ہے۔

دفاتر میں اردو کے نفاذ کے سلسلے میں مختلف طریقے اختیار کیے جا رہے ہیں جن میں ٹائپ اور شارٹ ہینڈ کی عملی تربیت گاہیں، دفتری اردو کے مراسلتی کورس اور اصطلاحات و مراسلت سے متعلق مطبوعہ مواد شامل ہیں۔ اب اس جدید طریق تعلیم کو بھی آزمانے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس سلسلے میں چونکہ تربیت کی پہلی دعوت ادارۂ ثقافتِ پاکستان کی طرف سے موصول ہوئی تھی اس لیے پہلی تربیتی ورکشاپ کا اہتمام ان کے دفتر ہی میں کیا گیا۔ تعلیم و تربیت کے میدان میں دفتری اردو، مختصر نویسی اور ٹائپ کاری کا اہتمام علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ذریعے انجام دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ اس سلسلے میں بھی علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے وائس چانسلر جناب جی اے الانا کی خدمت میں تعاون کی گزارش کی گئی تھی جو انہوں نے خوشی سے قبول کر لی اور اپنے شعبۂ اردو کے اساتذہ کے ذمے یہ کام لگایا۔ مقتدرہ قومی زبان نے اس اشتراکِ عمل میں حصہ لیتے ہوئے اپنا نمائندہ بھی مقرر کیا۔

فیضان اللہ

عربی زبان اور جدید اصطلاحات

عرب ممالک میں فکری انقلاب کی ابتدا ۱۷۹۸ء میں مصر پر نپولین کے حملے سے ہوتی ہے، لیکن ہم بات مختصر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ دوسری جنگِ عظیم کے بعد عالمی صورتِ حال تیزی سے بدلنے لگی ، سائنس اور ٹیکنالوجی کے میدان میں غیر معمولی رفتار سے ترقی ہوئی ، عربی زبان کی ہمہ گیری اور وسعت سے انکار نہیں، لیکن اب زمانے کی باگ ڈور مغرب کے ہاتھ میں تھی، ایجادات و انکشافات وہاں ہو رہے تھے، ان ہی کی زبانوں میں نئے نئے نام اور اصطلاحات کا وجود ہو رہا تھا، دوسری زبانوں کے لیے صرف دو ہی راستے تھے یا تو وہ اپنے اندر وسعت پیدا کریں یا پھر سہل پسندی کا راستہ اختیار کرتے ہوئے غیر ملکی ایجادات کو مع اُن کے ناموں کے قبول کرلیں، جیسا کہ ہمارے یہاں اُردو نے کیا ہے، بطور ردِ عمل ساری دنیائے عرب میں شعری انقلاب کے ساتھ ہی زبردست لسانی انقلاب آگیا، اس کا دائرہ کار نہایت وسیع تھا، شعر میں نئے نئے تجربے جن کا تعلق ہیئت اور فکر دونوں سے تھا، اسی طرح نثر میں نئے اسالیب و انداز سامنے آتے، ہم یہاں صرف لغت سے بحث کریں گے، جدید عربی لغت کے پس منظر میں دو الگ الگ نظریے سامنے آتے، ایک یہ کہ زبان میں جو بھی اضافہ ہو وہ خالص عربی کے اپنے مادے سے ہو اور عجمی الفاظ سے عربی کو پاک کرنا ضروری ہے، یہ نظریہ شام اور لبنان میں بہت مقبول رہا، چنانچہ زبان کی وسعت اور عجمیت سے تحفظ کے پیشِ نظر اکیڈمی اور دارالترجمے قائم کیے گئے، جن کا مقصد یہ تھا کہ مغربی زبانوں سے آئے ہوئے جدید الفاظ و اصطلاحات کے لیے عربی الفاظ عربی کے اپنے مادے سے وضع کیے جائیں یہ کام بہت تیزی سے شروع ہوا، عراق میں المجمع العلمی العراقی کے نام سے ۱۹۴۷ء میں، شام میں المجمع علمی السوری کے نام سے ۱۹۲۱ء میں، اسکندریہ میں المجمع العلمی المصری کے نام سے ۱۸۵۹ء میں، اسی طرح مجمع اللغۃ العربیہ کے نام سے قاہرہ میں ۱۹۳۲ء میں دارالترجمے انہی مقاصد کی تکمیل کے لیے قائم کیے گئے۔

ان سب سے پہلے محمد علی پاشا کے عہد میں مصر کے اندر ۱۸۰۵ء میں قصر عینی کے نام سے ایک دارالترجمہ قائم ہو چکا تھا اس میں فرانسیسی اور اطالوی زبان سے مختلف علوم و فنون کی کتابیں عربی میں ترجمہ ہوئیں۔ اسے مشہور مصنف نبیہ عطاس کے الفاظ میں سنیے :-

> "چونکہ اصطلاحات اور الفاظ ہی باہمی افہام و تفہیم کا واحد ذریعہ ہیں اس لیے یہ ضروری ہے کہ ایسے الفاظ استعمال کیے جائیں جن کے معانی قطعی ہوں اور عربی دنیا میں اب تک یہ بات پیدا نہ ہو سکی، اداروں سے متعلق جتنی اصطلاحیں ایجاد ہوئیں ان میں سے کوئی بھی ہر جگہ مساویانہ طور

پر تسلیم شدہ ہے نہ ہی پورے معنی پر حاوی ہے، حتیٰ کہ خود ادارہ کا لفظ اب تک قطعی معنی کے لیے خاص نہ ہوسکا، اس کا مفہوم کوئی کچھ لیتا ہے اور کوئی کچھ، بیسویں صدی کے نصف اوّل میں جدید اصطلاحات کی بہت کوشش کی گئی اور ایسے الفاظ جن کے معانی بہت وسیع تھے، انہیں محدود کرنے کی کوشش کی گئی، مثلاً ادارہ، تنظیم، الادارۃ، التنفیذیۃ سلطۃ، مسؤلیۃ وغیرہ لیکن بہت جلد مفہوم کے تعین میں اختلافات پیدا ہوگئے ہیں[1]

اس اقتباس سے عرب ممالک میں عربی زبان کی ترقی کی رفتار اور اس کی سمتوں کا اندازہ ہوتا ہے، ساتھ ہی اس کے پیدا شدہ مسائل پر روشنی پڑتی ہے، زبانوں کی تاریخ میں یہ کوئی نئی بات نہیں ہے، عربی کے ساتھ بھی یہ واقعہ کئی بار ہو چکا ہے، اوائل اسلام میں یہ لغوی انقلاب بڑے زور و شور سے آیا تھا، چنانچہ مسجد، صوم، صلوٰۃ، حج، زکوٰۃ اسلام، ایمان اور اس طرح تمام وہ الفاظ جن کا تعلق اسلام سے بحیثیت مذہب کے ہے، مثلاً فقہی اصطلاحات وغیرہ ان تمام الفاظ کا استعمال اب لغوی معنی میں نہیں صرف وہی ہے جو اسلام نے اصطلاحی طور پر متعین کر دیے ہیں، مسجد سے غیر اسلامی سجدہ گاہ، صلوٰۃ سے غیر اسلامی عبادت، زکوٰۃ سے غیر اسلامی ٹیکس وغیرہ مراد لینا درست نہیں اور اگر آپ اجازت دیں میں کہوں گا کہ لفظ اللہ کی شرح بھی اب صرف وہی ہے جو اسلام نے متعین کر دی ہے دوسری زبانوں میں اللہ کے مترادف الفاظ مثلاً GOD یا الشیور وغیرہ کو اللہ کے معنوں میں استعمال کرنے کا میں قائل نہیں، اس کے بعد عہد عباسی میں بغداد کے دارالترجمے میں یونانی اور سنسکرت کی کتابوں کے عربی ترجمے کے وقت اس طرح کی مثالیں ملتی ہیں چنانچہ ARISTOTLE کے لیے ارسطاطالیس PLATO کے لیے افلاطون RHETORIC کے لیے بطریقہ اور پھر خطابتہ اور پھر بلاغتہ اس طرح ARITHMATIC کے لیے ارشاطیقی اور پھر حساب۔ GEOMETRY کے لیے جیومطریتا اور پھر ہندسہ۔ اس طرح سنسکرت میں کرن پھول کے لیے قرنفل، ورشاکال سے ورشغال اور پھر برشغال وغیرہ عربی الفاظ وضع کیے گئے۔ (واضح ہو کہ سنسکرت سے بنائے ہوئے یہ الفاظ عہد جاہلیت میں بھی ملتے ہیں) اور اب بیسویں صدی میں مغربی آثار و تمدن نے ایک بار پھر عربی لغت کو تیزی سے نئے الفاظ وضع کرنے پر مجبور کر دیا ہے، لیکن آج کے طرز وضع اور عباسی دور کے طرز میں فرق ہے، اس فرق کو مشہور مصری مترجم اور مصنف استاذ اسماعیل مظہر کی زبان سے سنیے:

"لیکن یہاں یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ ان حضرات نے عربی کے مزاج سے ہم آہنگ الفاظ ترجمے کے لیے تراشے تھے، اس لیے آج مغربی الفاظ و اصطلاحات کے سلسلے میں بھی ہمیں یہ کرنا چاہیے کہ عربی اصطلاحات بناتے وقت لفظ کے معنی کو اس حد تک قریب کر دیں کہ وہ محدود اور متعین ہو جائے جیسا کہ ماضی میں ہمارے اسلاف نے فقہ، اصول فقہ، فلسفہ اور ریاضیات وغیرہ کی اصطلاحات متعین کرتے وقت کیا تھا ...... لیکن آج تعریب کا جو سلسلہ چل رہا ہے اس میں ان امور کی رعایت نہیں کی جا رہی ہے، چنانچہ عامیہ کے الفاظ ادب میں داخل کر لینا، اسی طرح غیر عربی الفاظ کو بجنسہ نقل کر لینا عام ہو گیا ہے، اس سے احتراز کرنا مناسب ہے"[2]

---

[1] دیباچہ قاموس الادارہ۔ بیروت مکتبہ لبنان (۱۹۷۶ء)

[2] مقدمہ کتاب الفرید فی المصطلحات

یہ پہلا نظریہ ہے، جو زبان کے خالص کرنے پر زور دیتا
ہے ۔ لیکن خالص عربی کے ہمدرد سر پٹک کر رہ گئے۔
ا وہی جو ہونا تھا، کیونکہ مغربی آثار و تمدن نے عربی کے
منے ایسے ایسے مسائل رکھ دیے جو عربی میں پہلے سے نہیں
ۂ سائنس و ٹکنولوجی، طب و نفسیات وغیرہ کے مسائل و
طلحات یا یہ کہ عرب تہذیب میں وہ باتیں نہ تھیں، مثلاً یورپین
لک سے آئے ہوئے تہذیبی آثار۔ اور یہ اضافات اس
زی سے ہوتے چلے گئے کہ سوچنے کا وقت کم تھا، اس لیے
ان کو عالمی مسائل کے قابل بنانے کے لیے اہلِ قلم عرب کی ایک
تد بہ جماعت اس حق میں ہے کہ یورپین الفاظ بجنسہٖ عربی
ں استعمال کر لیے جائیں، یہ دوسرا نظریہ ہے، آپ عربی کا
رئی اخبار اٹھا لیں فی صفحہ کم و بیش پچاس لفظ ایسے ضرور
ں جائیں گے جو عربی عبارت کی برادری میں مہمان نظر آئیں
ے، تکنولوجی آتو میٹک، استراتیجی، ہوتل، استاسون
لیک، تلغراف، تلفیزیون، الیکترونیک، رادیو، بنک وغیرہ
امنے کی مثالیں ہیں،

یہ تھا عالمِ عرب کا ایک سرسری جائزہ جس سے
سبِ ذیل نتائج نکلتے ہیں،

ا۔ الفاظ کے معانی میں حیرت انگیز وسعت پیدا ہو تی
ار ہی ہے کس لفظ نے اب اپنا قدیم لباس اتار کر نیا لباس پہن
یا ہے، یہ بتانا اُس وقت تک مشکل ہے جب تک کہ زبان پر
سلسل نظر نہ ہو ۔

لفظ	قدیم استعمال	جدید استعمال
اجازہ	اجازت	تعطیل، رخصت، سند وغیرہ
اشارہ	اشارہ	نشان، علامت، ٹرین کا سگنل وغیرہ
اشاری	اشارے والا	سگنل مین SIGNAL MAN
صحف	آسمانی کتابیں	روزنامہ
تصویت	آواز نکالنا، آواز دینا	بذریعہ آواز ووٹ دینا
اقتراع	قرعہ اندازی	ووٹ بذریعہ طریقہ مروّجہ
مدمرہ	تباہ کن	تباہ کن جہاز
غواصہ	غوطہ خور (مونث کے لیے)	آبدوز
تشریح	تشریح کرنا، کھول کھول کر بیان کرنا	پوسٹ مارٹم
مشروع	شریعت کی طرف سے لگایا ہوا قانون	پروجیکٹ۔ اسکیم وغیرہ
علم	جانکاری	سائنس
عالم	جانکار	سائنس دان
محفظہ	حفاظت گاہ۔ بستہ وغیرہ	کیپ سول
استاذ	استاذ	پروفیسر (صرف)
ہاتف	غیبی آواز	ٹیلیفون

میں نے بالکل سامنے کی یہ چند مثالیں پیش کی ہیں، ورنہ
حال یہ ہے کہ آپ خالص ادبی الفاظ کو چھوڑ کر کوئی لفظ ڈکشنری
میں دیکھیں اس کے کم از کم ایک درجن معانی اور مواقع استعمال
ایسے مل جائیں گے جو زبان میں اضافے کی حیثیت کے ہوں گے اور
اس سے زیادہ نازک صورت حال یہ ہے کہ قدیم معانی اب عموماً
متروک ہوتے جا رہے ہیں، چنانچہ علم اور عالم کے الفاظ اب
سائنس اور سائنس داں کے ساتھ تقریباً مخصوص ہو چکے
ہیں، ویسے ہی استاذ سے اب صرف پروفیسر ہی سمجھا جاتا
ہے۔

۲ ۔ جدید اصطلاحات اور الفاظ ہر جگہ بالکلیہ تسلیم شدہ
نہیں ہیں مثلاً ٹیلیفون سٹ کے لیے تلفاز INTUITION
کے لیے حدس، گرامفون اور فونوگراف کے لیے محدث،
FUSE کے لیے حارزہ، اسٹوڈیو کے لیے محتوف، سیفٹی
ریزر کے لیے آلہ الحلاقہ وغیرہ، طب اور سائنس کے مختلف
شعبے اور ٹکنولوجی کی مصطلحات اسی ضمن میں آتی ہیں، اس
لیے اس کی ضمانت بہت مشکل ہے کہ آپ نے جو لفظ جس مفہوم

کے لیے استعمال کیا ہے، اس سے آپ کا مخاطب بھی وہی سمجھے گا۔ اب اس مشکل پر قابو پانے کے لیے یعنی ایسی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے جو ہر ملک کے لیے یکساں طور پر تسلیم شدہ ہوں خاص توجہ دی جا رہی ہے، رباط میں مکتب التنسیق و ترجمہ کا قیام اس کوشش کی عملی شکل ہے۔

۳۔ مقامی بول چال میں استعمال ہونے والے الفاظ اور اس طرح کورٹ، دفاتر، سرکاری و نیم سرکاری اداروں کی اصطلاحات بھی ہر ملک میں الگ الگ ہیں، اس لیے یہ عین ممکن ہے کہ آپ نے جس لفظ کا عراقی استعمال کیا ہے مصر میں اس کا دوسرا ہی مفہوم لیا جائے، محکمہ دفاع اور محکمہ قانون یعنی فوج اور عدلیہ کی تمام اصطلاحات اس ضمن میں آتی ہیں، مثال کے طور پر آپ صرف ۳ لفظ مجلس۔ محکمہ اور ادارہ لیں اور مصطلحات کی یا پھر کسی عام عربی انگریزی ڈکشنری میں ان الفاظ کے مواقع استعمال دیکھیں۔ آپ کو مشکلات کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا اور اس طرح کے تغیرات موجودہ صدی میں عربی زبان میں کچھ اس کثرت سے ہوئے ہیں کہ آج کی عربی کا نام جدید عربی رکھ دیا گیا ہے، زبان کے قواعد نہیں بدلے اصول جو تھے وہ اب بھی ہیں اگر کوئی تبدیلی ہوئی تو وہ اب بھی غیر معیاری ہے، پھر جدیدیت نام کس کا ہے۔ جدیدیت صرف الفاظ و معانی کے انہی عظیم الشان تغیر و تبدل کا نام ہے۔

(ماہنامہ معارف اعظم گڑھ دسمبر ۱۹۸۴ء)

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ — اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ — سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف — میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ — اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف — ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ — مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراکِ عمل

پمفلٹ نمبر ۵ — مقتدرہ قومی زبان اور اردو ٹیلی پرنٹر
مصنف — محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ — وزارتِ قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ — اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ — سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ — مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف — عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ — آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف — پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ — وضع و استنادِ اصطلاحات
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ — قومی زبان کا نفاذ۔ چند دشواریاں
مصنف — بریگیڈیر (ریٹائرڈ) گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ — تربیتی ورکشاپ
مصنف — انعام الحق جاوید، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی

پمفلٹ نمبر ۱۳ — بلوچستان میں نفاذِ اردو
مصنف — ڈاکٹر انعام الحق کوثر

ہم کو آتا نہیں یقیں، پر ہے
کوئی جادو ضرور اردو میں

جانے کیا کیا سوال کرتا ہے
مجھ سے میرا شعور اردو میں

سرفراز شاہد

اختر راہی

منطق کی اردو کتابیں

"ہر انسان کو اپنی فکر کی صحت و غلطی معلوم کرنے کی ضرورت پڑتی ہے مگر جب تک کوئی قانون نہ ہو غلطی معلوم نہیں ہو سکتی اس لیے چند قوانین ایسے ضبط کیے گئے ہیں جن سے انسان فکر کے وقت اپنی صحت و غلطی معلوم کرلے۔ بس انہیں قوانین کو جو صحت و غلطی کی تمیز فکر کے وقت بتا دیں منطق کہتے ہیں[1]"

دنیا کے سب ہی علوم و فنون کی طرح منطق نے بھی تدریجاً ترقی کی۔ اگرچہ عہد قدیم کے دانشوروں کی تحریریں اس علم کے ضابطوں اور اصولوں سے خالی نہیں مگر ارسطو (م ۳۲۲ قبل مسیح) وہ پہلا یونانی دانشور تھا جس نے منطق کو ایک کتاب کا موضوع بنایا۔ وقت کے ساتھ ساتھ کچھ مباحث اس علم سے خارج ہوتے رہے اور کچھ مزید شامل ہوتے رہے۔ یونان کے علمی خزانوں کو مسلمانوں نے عربی میں منتقل کیا اور نہ صرف انسانی ورثے کی حفاظت کی بلکہ اس میں قابلِ قدر اضافے کیے۔ بو علی سینا اور دوسرے مسلم حکماء نے منطق کو بہت سے نئے مباحث دیے۔ مسلم نظام تعلیم میں منطق کو اہم مقام حاصل رہا ہے اسی طرح برصغیر کے نصابِ تعلیم میں منطق کو ایک اہم مضمون کی حیثیت حاصل رہی ہے اور اب بھی دینی مدارس کے ہر طالب علم کے لیے اس فن سے واقف ہونا لازمی ہے۔

اردو زبان کی مقبولیت نے برصغیر کے اہلِ علم کو مجبور کیا کہ وہ عربی اور انگریزی متون کو اردو کا جامہ پہنائیں اور اس مضمون پر مستقل بالذات کتب تالیف کریں۔ ڈپٹی نذیر احمد دہلوی کی معلومات کے مطابق شاید سب سے پہلے مرزا قتیل نے اس فن کو زبان اردو میں قلمبند کیا تھا[2]۔ مرزا قتیل نے منطقی مصطلحات کے جو اردو متبادلات استعمال کیے ان میں سے چند یہ تھے:

مصطلحات عربی	مصطلحات اردو
تصدیق	جیوں کا تیوں (جوں کا توں)
محمول	بھرپور
موجبہ	پورا جوڑ
سالبہ	پورا توڑ
عموم و خصوص مطلق	اکہری اونچ نیچ
عموم و خصوص من وجہ	دوہری اونچ نیچ
معنی	مراد کا گھر
خاصہ	اپنا اپنا کام
تباین	وہ اور وہ اور

مرزا محمد حسن قتیل کی ابتدائی کاوش کے بعد فنِ منطق سے دلچسپی رکھنے والے اہل علم نے بہت سی کتابیں تالیف کیں

۱؎ اصولِ منطق ص ۲

۲؎ مبادی الحکم

یا عربی و فارسی اور انگریزی سے ترجمہ ہیں اس طرح اردو میں منطق کا وقیع ذخیرۂ کتب وجود میں آیا۔

منطق کی اُردو کتابوں کی ایک نامکمل فہرست پیش کی جا رہی۔ چوں کہ کسی کتب خانے یا ادارے نے اس بات کا اہتمام نہیں کیا کہ کسی ایک فن پر اردو کے پورے ذخیرے کو یکجا کر لیا جائے اسی لیے بعض اندراجات ثانوی ماخذوں سے اخذ کیے گئے ہیں۔

۱۔ الاستدلال — محمد سجاد مرزا بیگ دہلوی

۲۔ اصول منطق — شاہ محمد ابو صالح مضطر کانپوری نقشبندی امرتسر۔ منشی عبدالحکیم تاجر کتب (س-ن) -۱۰۲ص [پہلی بار ۱۸۹۰ میں شائع ہوئی تھی]

۳۔ بدیع البیان فی علم المیزان — محمد سلیمان سلہٹی

۴۔ تعارف منطق جدید — قاضی عبدالقادر کراچی۔ شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی (جون ۱۹۶۵ء) -۱۳۵ص

۵۔ توشیح التہذیب — محمد عبدالرحمان بقاؔ (مترجم) [مسعود بن عمر بن عبداللہ عرف سعد الدین تفتازانی کی کتاب کا ترجمہ] لاہور۔ ستارۂ ہند پریس (۱۹۱۸ء) ۲۳۴ص

۶۔ تیسیر المنطق — عبداللہ گنگوہی کراچی ۔۔ دارالاشاعت (س-ن)

۷۔ خلاصۃ المنطق — منشی دیبی پرشاد سحر بدایونی لکھنؤ۔ مطبع منشی نولکشور (۱۸۷۲ء)

۸۔ رسالہ منطق استقرائی — محمد حسین لاہور۔ مطبع انجمن پنجاب

۹۔ زبدۃ الحکمہ — عبدالحق خیرآبادی

۱۰۔ سہل الحصول فی تحصیل المعقول — محمد حسن رضا (۱۳۴۹ انیکلہ) -۴۴۴ص

۱۱۔ الشذرات — محمد حیات سنبھلی (مترجم و شارح) کراچی۔ ایچ ایم سعید [مرقات۔ فضل امام خیرآبادی کی اُردو شرح]

۱۲۔ شمسیہ — سید محمد دہلی (۱۸۴۳ء)

۱۳۔ کوائف المنطق — لکھنؤ۔ مشن پریس (۱۸۸۱ء) [ڈی۔جے سکاٹ کی تصنیف کا ترجمہ]

۱۴ مبادی الحکمہ — محمد نذیر احمد خان کانپور۔ مطبع نظامی (۱۸۸۱ء) ۱۷ + ۱۲۲ ص آگرہ۔ مفید عام پریس (۱۹۲۰ء) ۱۳۲ ص

۱۵ مرقات — ابوالفتح سید حیدر حسن قادری اورنگ آبادی ۔ حیدرآباد دکن، دارالطبع سرکار عالی (۱۹۲۱ء) [مولانا فضل امام خیرآبادی کی تصنیف مرقات کا ترجمہ]

۱۶۔ معین المنطق — محمود حسن (مدرس جامعہ حسینیہ راندھیر)
راندھیر (سورت) - اس ن
۱۲۸ ص

۱۷۔ معین المنطق — معین الدین اجمیری (بہ ترتیب و تصحیح قاضی محمد حمایت اللہ)
کراچی۔ محراب ادب
(۱۹۶۷ء)۔ ۳۳۵ ص
[قطبی، میر قطبی اور شمسیہ وغیرہ کے مباحث]

۱۸۔ مفتاح المنطق — مجاہد الدین چوہدری
رامپور۔ مطبع سعیدی
(۱۹۲۷ء)

۱۹۔ مفتاح المنطق حصہ اول و دوم — محمد ہادی رسوا
حیدر آباد۔ جامعہ عثمانیہ
(۱۹۲۳ء)
[ایچ۔ ڈبلیو۔ بی جوزف کی تالیف کا ترجمہ، حصہ اول منطق استخراجی اور حصہ دوم منطق استقرائی پر مبنی ہے]

۲۰۔ مفید الصبیان فی علم المیزان — شاہ حبیب الرحمٰن
۵۷ ص

۲۱۔ منطق — عبداللہ غازی پوری
دہلی۔ مطبع علیمی (۱۳۵۱ھ)

۲۲۔ منطق ابتدائی — احسان احمد (مترجم)
حیدر آباد دکن۔ دار الطبع جامعہ عثمانیہ (۱۹۳۲ء)
[کرائٹمن کی تصنیف کا ترجمہ]

۲۳۔ منطق استخراجی — علی گوہر (مترجم)
لاہور۔ پنجاب یونیورسٹی
(۱۸۹۹ء)
[رسے کی کتاب کا ترجمہ]

۲۴۔ منطق استخراجی و استقرائی — عبدالماجد دریابادی (مترجم)
حیدر آباد دکن۔
[پروفیسر بی۔ کے۔ رے کی کتاب A BOOK ON Logic کا ترجمہ]

۲۵۔ منطق استخراجی و استقرائی — میر عالم خان
حیدر آباد۔ مطبع اختر دکن
(۱۹۰۹ء)

۲۶۔ منطق استخراجیہ — کرامت حسین جعفری
لاہور۔ ایم۔ آر برادرز
(۱۹۸۰ء)۔ ۳۶۷ ص

۲۷۔ منطق استخراجیہ — خواجہ عبدالحمید
لاہور۔ یونیورسٹی بک ایجنسی (۱۹۵۲ء)
۳۸۲ + ۴ ص

۲۸۔ منطق استقرائیہ — کرامت حسین جعفری
لاہور۔ ایم، آر برادرز
(۱۹۸۰)۔ ۱۸۲ ص

۲۹۔ منہاج المنطق — سید آغا رضا حیدر آبادی
حیدر آباد۔ ۵۲ ص
[رسالہ سوال و جواب کے انداز میں لکھا گیا]

۳۰۔ ہدایت المنطق — عنایت اللہ
لکھنؤ۔ اشاعت العلوم

○

حبیب الرحمٰن مفتی
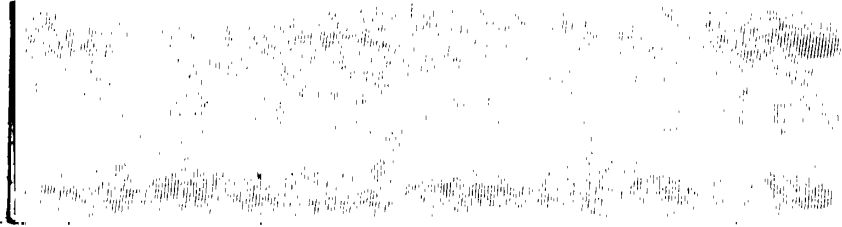
کیفیت نویسی اور مسوّدوں کی تیاری

۱۴۔ کلیہ کے طور پر کسی معاملے کے آخری تصفیہ تک معتمد (سیکرٹری) کے علاوہ دو سے زیادہ افسران اس پر کیفیت تحریر نہیں کریں گے سوائے ایسی صورت کے جہاں ایک سے زیادہ صیغوں سے مشورے کی ضرورت ہو۔

۱۵۔ جہاں افسر بالا کسی کیفیت یا اس کی سفارشات سے متفق ہو تو وہ صرف اپنے دستخط ثبت کردے گا۔

۱۶۔ جو معاملات افسر صیغہ بلاواسطہ اپنی حد تک بھگتا سکتا ہے اُن پر کسی تفصیلی یادداشت کی ضرورت نہیں ہوگی۔

۱۷۔ جن معاملات میں افسر بالا کے لیے زیر نظر کاغذات کے معاملے سے ہی فیصلہ دینا ممکن ہو اُن پر ضروری کارروائی کے بارے میں مختصر تجویز کے سوا کوئی کیفیت تحریر نہیں کی جائے گی

۱۸۔ جن معاملات میں باضابطہ کیفیت تحریر کرنے کی ضرورت ہو تو یہ ایک باقاعدہ کیفیت نامے کی صورت میں کیا جائے گا جس میں معاملے کی موجودہ صورت اور اہمیت کے لحاظ سے مندرجہ ذیل پر وضاحتاً روشنی ڈالی جائے گی:

(i) زیرِ غور مسئلہ

(ii) حالات جن سے یہ پیدا ہوا

(iii) قواعد اور نظائر جن کا مسئلے سے تعلق ہو سکتا ہے

(iv) عملی کارروائی کے لیے تجاویز

۱۹۔ اصولی طور پر کیفیت میں زیرِ غور کاغذات میں سے لفظ بلفظ اقتباسات یا ان کے سلیس ترجمے سے اجتناب کیا جائے گا۔ یہ قیاس کر لیا جائے گا کہ جس افسر کی خدمت میں کاغذات پیش کیے جا رہے ہیں وہ یقیناً اُن کا مطالعہ کرے گا۔

۲۰۔ جو معاملات اُلجھے ہوئے یا عرصے سے فیصلہ طلب ہوں خاص کر جن میں دوسری وزارتوں سے مشورہ درکار ہو اُن میں افسر صیغہ (سیکشن افسر) چاہے تو ایک باقاعدہ نشان زدہ حوالہ جات والا خلاصہ تیار کر کے اس کی تین نقول ایک علیحدہ مسل پوش میں رکھ دے۔ اس میں تا تاریخ اہم فیصلے درج کیے جاتے رہیں گے۔ اس خلاصے پر اُس افسر کے دستخط ہوں گے جس نے اسے تیار کیا ہو۔ اس کے بعد معاملے کے حقائق کو مسل کی کیفیات میں دوہرانے کی ضرورت نہ ہوگی۔ جب مسل دوسری وزارتوں کو بھیجی جائیں گی تو وہ حسب ضرورت اس خلاصے کی ایک نقل اپنے پاس رکھ سکتی ہیں۔

۲۱۔ تمام کیفیات معتدل انداز میں اور ذاتیات

سے بالا تر ہو کر لکھی جائیں گی۔ اگر کسی واضح غلطی کی نشاندہی مقصود ہو یا کسی رائے پر نکتہ چینی ضروری ہو تو یہ محتاط زبان میں کیا جائے گا۔ افسران بالا کی لکھی ہوئی کیفیات پر رائے زنی کرتے ہوئے حفظ مراتب کا خیال رکھا جائے گا

۲۲۔ اگر کسی دوسرے دفتر کی کسی تجویز کا جائزہ لینا ہو اور یہ جائزہ اس دفتر کو دکھانا مقصود نہ ہو تو ایک ضمنی مسل کھول دی جائے گی۔ یہ طریقہ کار خاص کر اس وقت اختیار کیا جائے گا جب تجویز پر شدید اعتراضات کا خدشہ ہو۔ باقاعدہ مسل کا حصہ بنانے کے بارے میں حاکم مجاز کی خصوصی منظوری حاصل کیے بغیر اس ضمنی مسل کو کسی دوسرے دفتر میں نہیں بھیجا جائے گا۔

۲۳۔ معاملات کے تصفیے میں تیزی پیدا کرنے کیلیے اور خاص کر ہنگامی صورت میں ایک ہی ڈویژن کے افسران کے درمیان ضابطے سے ہٹ کر باہمی تبادلۂ خیالات کا طریقہ اپنایا جائے گا اور ٹیلیفون کا استعمال آزادی سے کیا جائے گا بشرطیکہ معاملہ خفیہ نوعیت کا نہ ہو۔ معتمد (سیکرٹری) اور دوسرے افسران بالا اپنے ماتحت افسران کی اس بارے میں حوصلہ افزائی کریں گے کہ وہ رہنمائی حاصل کرنے، مشورہ کرنے یا حتمی تصفیے کے لیے مسلوں کو ذاتی طور پر لے کر آئیں۔

۲۴۔ اصولی طور پر باہر بھیجے جانے والے مراسلے کا مسودہ اولیں مرحلہ پر تیار کر لیا جائے گا۔

۲۵۔ حکومت کی تمام انتظامی کارروائیاں صدر مملکت کے نام سے کی جائیں گی۔

۲۶۔ محاسبی اعتراضات سے بچنے کے لیے مالیاتی منظوریاں صرف اُس حاکم کے نام سے جاری کی جائیں گی جس کو اُن کا اختیار ہو۔

دوسری ڈویژنوں سے صلاح مشورہ

۲۷۔ دوسری ڈویژنوں سے صلاح مشورے کے بارے میں "قواعد کار" کی ہدایات کا پورا خیال رکھا جائے گا۔ ایسا مشورہ مندرجہ ذیل طریقوں سے کیا جا سکتا ہے:

(i) تحریری مراسلے کی صورت میں جس میں اُن نکات کی پوری تفصیل ہوگی جن پر دوسری ڈویژن کا مشورہ درکار ہے۔

(ii) اختلافات رائے یا تاخیر کی صورت میں ذاتی صلاح مشورے سے۔

مشورہ حاصل کرنے کے لیے مختلف وزارتوں نے جو خصوصی ہدایات جاری کر رکھی ہیں اُن کو مدِ نظر رکھا جائے گا۔ جہاں ممکن ہو تجویز کے ساتھ مراسلے کا مسودہ بھی بھیجا جائے گا۔

۲۸ جہاں کسی معاملے میں ایک سے زیادہ وزارتوں کا مشورہ ضروری ہو تو ایسا مشورہ بیک وقت کیا جائے گا سوائے ایسی صورت کے جہاں دستاویزات کی زیادہ تعداد کے باعث حد سے زیادہ محنت اور وقت صرف ہونے کا اندیشہ ہو۔

۲۹۔ جہاں ایک سے زیادہ ڈویژنوں کو بیک وقت مخاطب کرنا مقصود ہو وہاں مسل اُس ڈویژن کو بھیجی جائے گی جو سب سے زیادہ متعلق ہو۔ دوسری ڈویژنوں کو جامع بالذات دفتری یادداشتیں یا غیر سرکاری یادداشتیں یا غیر سرکاری مراسلت بھیجی جائیں گی۔ جو معاملات زبانی گفتگو سے طے کیے جا سکتے ہیں وہ اس سے مستثنٰی ہوں گے۔

۳۰ جن معاملات میں جامع بالذات دفتری یادداشت کا بھیجنا زیادہ مناسب سمجھا جائے وہاں مجوزہ کارروائی اور نکات زیر استصواب کو حتی الوسع واضح اور پورے طور پر بیان کیا جائے گا اور جہاں ضروری ہو متعلقہ قواعد، احکام وغیرہ کا حوالہ بھی دیا جائے گا۔

۳۱۔ اگر کسی ڈویژن میں کوئی مسل نامکمل صورت میں موصول ہو تو وہ ڈویژن جس کو مسل بھیجی گئی ہے ایسی مزید معلومات منگوا سکتی ہے جو اس کی تکمیل کے لیے ضروری ہوں۔

۳۲۔ جو مسل کسی دوسری ڈویژن کو بھیجی گئی ہو وہ بھیجنے والے افسر یعنی آخری افسر جس نے اس پر دستخط کیے ہوں اُس کو واپس کی جائے گی اور اگر ایسا نہ کیا گیا ہو تو مسل بھیجنے والی ڈویژن میں واپسی پر مسل کسی قسم کی کیفیت لکھے بغیر فوری طور پر اُس افسر کے سامنے پیش کر دی جائے گی۔ وہ افسر کسی ماتحت افسر سے مزید کوئی کیفیت تحریر کرائے بغیر اُس پر خود کارروائی کرے گا۔ اگر وہ یہ چاہتا ہے کہ کوئی ماتحت افسر مسل کا معائنہ کرے تو وہ اس پر اُس نکتے یا نکات کی وضاحت کر دے گا جن کا تجزیہ یا جن پر مزید معلومات درکار ہیں۔

۳۳ جب کوئی مسل کسی دوسری ڈویژن کو اُسی مسئلے پر دوبارہ بھیجی جائے تو یہ اس ڈویژن کے اس اعلیٰ ترین افسر کو بھیجی جائے گی جس نے اُسے گزشتہ مرتبہ دیکھا تھا اور وہ افسر ہدایت نمبر ۳۲ میں درج شدہ طریق کار پر عمل کرے گا۔

۳۴ جب کوئی مسل کسی دوسری ڈویژن کو بھیجی جائے یا واپس موصول ہو اور اُس پر دونوں ڈویژنوں کی آرا میں اختلاف کا اظہار ہو تو اصولی طور پر مزید کیفیت لکھنے کی بجائے باہمی تبادلۂ خیال کا طریقہ اختیار کیا جائے گا۔ اگر اختلاف اس سطح پر دور نہیں کیا جا سکتا جس پر معاملہ زیرِ غور ہے تو زبانی گفتگو کی سطح کو مناسب حد تک بلند کر دیا جائے گا۔ جب کسی معاملے میں دو وزارتیں باہمی گفتگو کے بعد ہم خیال ہوتی ہیں تو حسبِ ضرورت دونوں متحد ہو کر ایک مشترکہ کیفیت / یادداشت فیصلے کے بارے میں تحریر کریں۔ اس کے بعد کوئی مزید کیفیت تحریر نہیں کی جائیگی۔

۳۵۔ دوسری ڈویژن کو بھیجے جانے والے استصوابات حتی الوسع متعلقہ افسر کے نام بھیجے جائیں گے۔

بشیر حسین ناظم

زبانِ اردو

رُخِ تمدن کی زیب و زینت لسانِ اردو زبانِ اردو
جمال و گلگونۂ ثقافت زبانِ اردو، بیانِ اردو

جہاں میں ہر جا ہے دھوم اس کی، ہیں گود میں سب علوم اس کی
امینِ تہذیب و علم و حکمت کوئی دکھائے بسانِ اردو

ادب کی ہر شے یہاں فراواں صنائع بھی ہیں بدائع بھی ہیں
جسے ہو جو کچھ بھی لینا لے لے سجی ہوئی ہے دکانِ اردو

زمینِ مشرق ہے اس پہ نازاں جہانِ مغرب ہے اس سے تاباں
جہاں بھی دیکھا جہاں بھی جھانکا وہاں ہی پایا نشانِ اردو

مسعود احمد چیمہ

محبی و مربی جناب ڈاکٹر وحید قریشی صدر نشین مقتدرہ قومی زبان اور جناب محمود احمد لودھی ناظم اعلیٰ حسابات محاصلات پاکستان نے جب اہم سرکاری احکامات و مراسلات کو اُردو میں منتقل کرنے کا کام راقم الحروف کے سپرد کیا تو اس کے لیے کتب حوالہ کی ضرورت پڑی اور خوب سے خوب تر کی تلاش "دفتری اُردو" تک لے گئی۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی مبارک باد کی مستحق ہے کہ اس نے ایک اہم قومی ضرورت کو محسوس کرتے ہوئے دفتری اُردو کو انٹرمیڈیٹ کی سطح پر الگ مضمون کی حیثیت سے متعارف کرایا ہے۔ سکولوں اور کالجوں میں اردو کی تعلیم کے لیے مروجہ قومی نصاب اس اہم ضرورت کو پورا نہیں کرتے۔ اگرچہ انٹرمیڈیٹ تک اردو کی تعلیم لازمی ہے لیکن جہاں تک روزمرہ زندگی کے کاروبار میں اردو کے استعمال کا تعلق ہے اُردو نصاب کا دامن اس سے خالی ہے۔ اس سلسلے میں ہمارے ماہرین تعلیم کی کوتاہی افسوس ناک ہے۔ بہرحال علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بارش کے پہلے قطرے کی مانند اس کوتاہی کا کفارہ ادا کرنے کی کوشش ہے جس کی داد نہ دینا بے داد ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ تمام مجالس تعلیم ثانوی و انٹرمیڈیٹ "دفتری اردو" کو ایک اختیاری مضمون کی حیثیت سے متعارف کرائیں خاص طور پر زیرِ نظر کتاب کا یونٹ نمبر ۲ تو اس قابل ہے کہ اسے تمام کالجوں میں انٹرمیڈیٹ کی سطح پر لازمی اُردو نصاب کا حصہ قرار دیا جائے۔ تاکہ ہمارے نوجوان روزمرہ زندگی میں تھوڑی بہت صحیح اُردو لکھنا سیکھ سکیں۔ قلیل عرصے میں "دفتری اُردو" کے پانچویں ایڈیشن کی اشاعت اس بات کا ثبوت ہے کہ ہمارے طلبا اس مضمون میں دل چسپی رکھتے ہیں۔

تاہم اس سلسلے میں چند ایک گذارشات پیشِ خدمت ہیں جنہیں آئندہ ایڈیشن کی اشاعت کے وقت پیشِ نظر رکھا جائے تو نصاب زیادہ جامع ہو سکتا ہے۔

صفحہ ۸۱ پر سرکاری مراسلت کی اقسام درج کی گئی ہیں۔ اگر ان میں حسبِ ذیل دو اقسام کا اضافہ کر لیا جائے تو یہ فہرست ہر لحاظ سے مکمل ہو جائے گی۔

۱۔ تعجیلی مراسلہ (EXPRESS LETTER)

۲۔ تار و ٹیلی پرنٹر

(TELEGRAM AND TELEPRINTER)

اقسام کی اس فہرست میں نمبر ۳ پر دفتری یادداشت درج ہے لیکن تفصیلی بیان میں دفتری یادداشت کے بیان کو گول کر دیا گیا ہے اور اس کی بجائے نمبر ۳ (صفحہ ۱۰۲) پر نیم سرکاری مراسلے کی تفصیلات درج کی گئی ہیں۔ البتہ صفحہ ۹۸ پر دفتری یادداشت کا ایک نمونہ درج کیا گیا ہے جو غلط ہے۔ کیونکہ دفتری یادداشت ہمیشہ حسبِ ذیل الفاظ سے شروع ہوتی ہے:

"براہِ مہربانی اپنے مراسلہ / ہماری دفتری یادداشت نمبر .... مورخہ .... کی طرف رجوع کریں" اگر کوئی حوالہ دینا

مقصود نہ ہو تو براہِ راست بات شروع کر دی جاتی ہے اور
کسی تمہید کی ضرورت نہیں ہوتی۔ جب کہ زیرِ نظر نمونے کو "راقم کو
یہ کہنے کی ہدایت کی گئی ہے" سے شروع کیا گیا ہے جو صرف یادداشت
کے لیے مخصوص ہے۔ اس طرح یادداشت اور دفتری یادداشت
کو آپس میں گڈ مڈ کر دیا گیا ہے۔ "دفتری یادداشت" سرکاری
مراسلت کا ایک اہم رُکن ہے۔ "دفتری اردو" میں اس کا تفصیلی
بیان اور چند ایک نمونے شامل کرنا ضروری ہے۔

صفحہ ۸۹ پر PAKISTAN REVENUES کا ترجمہ
مالیات پاکستان کیا گیا ہے جو کسی طرح بھی اس کے معنی نہیں دیتا۔
اس کا مناسب ترجمہ "محاصلات پاکستان" ہے۔ صفحہ ۱۰۰ پر یادداشت
کا ایک نمونہ دیا گیا ہے جس میں فنانس ڈویژن کو "محکمہ مالیات" لکھا
گیا ہے۔ اسے قسمتِ مالیات یا مالیات ڈویژن لکھنا چاہیئے۔ اسی
طرح AS AMENDED کا ترجمہ بمطابق ترمیم کیا گیا ہے۔ حسبِ
ترمیم زیادہ موزوں رہے گا۔ ENDORSEMENT کے متبادل
کے طور پر "تظہیر" کو رائج کیا گیا ہے۔

UNDERSIGNED کا مناسب ترجمہ زیرِ دستخطی
ہے جو پہلے ہی صوبائی حکومت کے دفتری کاروبار میں رائج ہے۔
یہ راقم کی نسبت زیادہ مناسب و موزوں ہے۔

سیکشن افسر کا ترجمہ افسر شعبہ کیا گیا ہے۔ موزوں ترجمہ افسر
صیغہ ہے۔ کیونکہ اگر ہم سیکشن کا ترجمہ شعبہ کر دیں تو یونیورسٹی کے
DEPARTMENT یا کسی مالیاتی ادارے کے مختلف
DEPARTMENTS کو کیا کہیں گے۔ ظاہر ہے انکو محکمہ تو نہیں
کہہ سکتے۔

اب کچھ کتاب کے آخر میں دی گئی "فرہنگ اصطلاحات" کے
بارے میں۔ ANNEXTURE کے معنی ضمیمہ لکھے گئے ہیں۔ اس
کے لیے اگر "منسلکہ" یا "ملحقہ" لکھا جائے تو مناسب ہو گا کیونکہ
APPENDIX کا لفظ ضمیمہ کے لیے موجود ہے۔ صفحہ ۲۸۲ پر
OFFICE MEMO کا ترجمہ "آفس میمو" ہی کیا گیا ہے۔ جبکہ صفحہ
۱ پر اس کا ترجمہ دفتری یادداشت کیا گیا ہے اس تناقص کو دور
کرنے کی ضرورت ہے۔ اسی طرح اگر اتفاقیہ چھٹی کو رخصتِ اتفاقیہ
اور استراحت و تفریح کو آرام و تفریح لکھا جائے تو بہتر معلوم ہو گا۔

آخر میں گذارش ہے کہ اگر ممکن ہو تو "دفتری اردو" کا مضمون
بی اے میں بھی متعارف کرایا جائے اور SECRETARIAT
INSTRUCTIONS کا اردو ترجمہ بھی بی۔ اے کے نصاب میں
شامل کیا جائے۔

بلوچستان میں
نفاذِ اُردو

دفتری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے جہاں
لغات، مراسلات اور نمونہ جات کے منصوبے بروئے
کار لائے جا رہے ہیں وہاں تاریخی پہلو کو سامنے
رکھتے ہوئے نیز ماضی کے سرمائے سے استفادے کی
خاطر پاکستان کے مختلف علاقوں کی دفتری دستاویزات
کا جائزہ بھی لیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک کتاب "بلوچستان
میں اُردو کی قدیم دستاویزات" کے نام سے زیرِ
تدوین ہے۔ بلوچستان میں نفاذِ اُردو" کے نام سے
ڈاکٹر انعام الحق کوثر کا لکھا ہوا
یہ کتابچہ بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے تاکہ معلوم ہو
سکے کہ پاکستان کے مختلف صوبوں/اداروں نے
نفاذِ اُردو کے سلسلے میں اب تک کیا خدمات انجام دی
ہیں۔ دوسرے یہ بھی کہ اس ضمن میں مزید پیشرفت کی
کہاں کہاں ضرورت ہے۔ ایسا ایک کتابچہ "آزاد کشمیر میں
نفاذِ اُردو" شائع کیا جا چکا ہے۔ دیگر صوبوں/اداروں
سے متعلق کتابچے بھی زیرِ تدوین ہیں، جو انشاءاللہ
بہت جلد شائع ہوں گے۔

اپنی بات

مقتدرہ قومی زبان کی سرگرمیاں

ذیلی دفتر مقتدرہ قومی زبان سکھر نے پاکستان نیشنل سنٹر سکھر کے تعاون سے ایک مجلس مذاکرہ بعنوان "قومی زبان کی اہمیت اور اس کا نفاذ" جناح ہال بلدیہ اعلیٰ سکھر میں منعقد کی۔ تقریب کے مہمان خصوصی رئیس اعلیٰ بلدیہ سکھر اسلام الدین شیخ تھے۔ تقریب کی صدارت کے فرائض پروفیسر عزیز صدیقی سربراہ شعبۂ اردو گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر نے سرانجام دیے۔ موضوع ہذا پر پروفیسر محمد حنیف خان پرنسپل کالج آف ایجوکیشن سکھر، جناب نور الٰہی ادا ایس، اسسٹنٹ ڈائریکٹر سوشل ویلفیئر سکھر، پروفیسر اسد اللہ بھٹو، داعی ذیلی دفتر مقتدرہ قومی زبان سکھر اور پروفیسر احمد علی، گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر نے اپنے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ تقریب کے مہمانِ خصوصی اسلام الدین شیخ نے کہا کہ قومی زبان کے نفاذ کا مقصد یہ نہیں کہ ہم اردو کو پاکستان کی تمام علاقائی زبانوں پر حاوی کرنا چاہتے ہیں بلکہ اردو ملی جذبات کے اظہار محبت اور یگانگت کے جذبے کے اظہار کا ذریعہ ہے ہمارے قومی تشخص، پہچان اور ملت کے اظہار کا ذریعہ اردو زبان میں مضمر ہے۔ انہوں نے کہا کہ اردو زبان میں اپنائیت کا جذبہ کار فرما ہے اس کے نفاذ میں دشواری اس لیے پیش آرہی ہے کہ کچھ طبقہ انگریزی تعلیم میں ماہر ہونے کی وجہ سے اس کے نفاذ میں دلچسپی نہیں لے رہا۔

تقریب کے صدر پروفیسر عزیز صدیقی نے کہا کہ مختلف علاقوں کے لوگوں کو متحد کرنے کے لیے اردو زبان ایک مؤثر ذریعہ ہے اس کے نفاذ سے کسی علاقائی زبان کی کوئی حیثیت کم نہ ہوگی بلکہ ان میں مزید نکھار آئے گا۔ انہوں نے کہا کہ انگریز سامراج نے برصغیر پر قابض ہو کر اپنے انگریز افسران کو اردو سکھانے کے لیے کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج محض اس لیے قائم کیا تھا تاکہ وہ اردو سیکھ کر بہتر طور پر اپنے فرائض انجام دے سکیں۔ انہوں نے کہا کہ قومی زبان کو اس کی اصل حیثیت دلانے کی ضرورت ہے جس سے وہ زندگی کے معاملات میں آپ کی ترجمانی کر سکے اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب ادیب، دانشور اور شاعر اس کو قومی فریضہ سمجھ کر اس کو اس کی قومی حیثیت دلانے کے لیے اپنی سرتوڑ کوشش کریں گے۔ پروفیسر محمد حنیف خان نے کہا کہ اردو زبان کو نافذ کرنے کے لیے دار الترجمہ قائم کرنے کی اشد ضرورت ہے تاکہ انگریزی الفاظ کو اردو کے قالب میں ڈھالا جاسکے۔

انہوں نے کہا کہ دنیا میں وہ زبان ہی ترقی کر سکتی ہے جو سہل اور مرصع ہوتی ہے۔ اس کے لیے اردو کمپیوٹر کی زبان میں لانے کے لیے اقدامات کی ضرورت ہے۔ انہوں

نے کہا کہ انگریزوں نے اپنی زبان پھیلانے کے لیے کیا کچھ نہیں کیا؟ ہمیں بھی قومی زبان کو ہر سطح پر رائج کرنے کے لیے اردو اصطلاحات وضع کرنے کی ضرورت ہے۔ جناب نور الٰہی ارائیں نے کہا کہ ملک کی علاقائی زبانیں پھولوں کی مانند ہیں چونکہ الگ الگ پھول کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی اردو زبان ایک گلدستہ ہے جو سب خوشبوؤں کو اپنے اندر سمو کر ایک الگ خوشبو مہیا کرتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت قومی زبان کے نفاذ کے لیے جو کوششیں کر رہی ہے وہ قابلِ تحسین ہیں اور اس سلسلے میں مقتدرہ قومی زبان کی کوششیں بار آور ثابت ہو رہی ہیں انہوں نے کہا کہ قومی زبان کو اس کی اصل حیثیت دلانے کے لیے جو کوششیں کی جا رہی ہیں ان میں ہر پاکستانی کا فرض ہے کہ وہ اس کے نفاذ کے لیے اپنی خدمات رضاکارانہ طور پر پیش کرے۔ پروفیسر اسد اللہ بھٹو نے کہا کہ عربی اور فارسی کے بعد سب سے زیادہ اسلامی و ملی سرمایہ اردو زبان نے مہیا کیا ہے جو برصغیر پاک و ہند، مشرق وسطیٰ اور یورپ میں بھی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ انہوں نے مزید کہا کہ قومی زبان کسی علاقائی زبان کی حریف نہیں ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کو ہر پاکستانی زبان کے لیے احترام منظور ہے قومی زبان انگریزی کی جگہ لینا چاہتی ہے کیونکہ انگریزی کے ذریعہ تعلیم ہونے کی وجہ سے قوم کو ناقابلِ حد تک نقصان پہنچا ہے اور ملی و اسلامی تشخص مجروح ہوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اردو کے نفاذ کا مقصد یہ ہے کہ وہ رابطے کی زبان کی حیثیت حاصل کرے کیونکہ یہی ہمارے ملی اور قومی رابطے کی زبان ہے۔ انہوں نے کہا کہ مقتدرہ قومی زبان نے اردو کو قومی سطح پر نافذ کرنے کا جو بیڑا اٹھایا ہے اس میں ہر عقل و دانش رکھنے والے فرد کا یہ فرض ہے کہ وہ پاکستان میں ملی تقاضوں کے لیے کام کرے۔ پروفیسر احمد علی نے کہا کہ آزادی کے ۳۶ سال بعد تک ہم قومی سطح پر اردو کو نافذ کرنے سے قاصر رہے ہیں ہونا یہ چاہیے تھا کہ ہم انگریزی کی جگہ اردو کو نافذ کر دیتے۔ انہوں نے کہا کہ قائد اعظمؒ کی یہ دلی خواہش تھی کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہو اور انہوں نے اردو زبان کو ہر سطح پر نافذ کرنے کا تہیہ کر رکھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ مقتدرہ قومی زبان نے نفاذ قومی زبان کے سلسلے میں بہت کام سرانجام دیے ہیں ان میں اردو ٹیلی پرنٹر اور ٹائپ رائٹر قابلِ ذکر ہیں۔

(پروفیسر اسد اللہ بھٹو ڈاعی ذیلی دفتر مقتدرہ قومی زبان سکھر)

دفتری اردو تربیتی ورکشاپ

مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعاون سے حساب دار اعلیٰ محاصل پاکستان (اے۔جی پی۔آر) کے دفتر میں ۱۰ر فروری ۱۹۸۵ء سے چار روزہ "دفتری اردو تربیتی ورکشاپ" منعقد ہوئی جس میں متعلقہ عملے کے دس منتخب افراد نے حصہ لیا۔

مقتدرہ کی ہیئت حاکمہ کا اجلاس

مقتدرہ قومی زبان کی ہیئتِ حاکمہ کا ایک اجلاس ۱۸ر فروری ۱۹۸۵ء کو ڈاکٹر وحید قریشی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مقتدرہ کی کارکردگی کی سالانہ پیش کی گئی جسے اراکین نے سراہا۔ اس اجلاس میں ڈاکٹر رضی الدین صدیقی ڈاکٹر نذیر رومانی، جمیل الدین عالی، بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد، ڈاکٹر دلیر خان، ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پروفیسر پریشان خٹک، پروفیسر اسد اللہ بھٹو، خالد عمر فاروقی، ظفر میاں اور عبدالخالق اعوان نے شرکت کی۔

اُردو زبان کی وسعت ہمہ گیری اور عوامی پسندیدگی کسی تشریح کی محتاج نہیں۔ اردو زبان وادب کی عالمی شہرت اور پھیلاؤ میں بے شمار ادبی تنظیموں کی اجتماعی کوشش اور اہلِ قلم کی انفرادی کاوشوں کو بڑا دخل رہا ہے۔ مقتدرہ بھی ان ہی اداروں میں شمار ہوتا ہے جو زبان کی ترویج وترقی میں جدید سائنسی وسائل کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور اب تو اس نے اپنا حلقۂ اثر وسیع کر لیا ہے۔ اس کی ذیلی شاخ پشاور میں قائم ہو چکی ہے۔ جس کے سربراہ و نگران پروفیسر پریشان خٹک ہیں۔ مقتدرہ کی ذیلی شاخ کے تعارف کے سلسلے میں اباسین آرٹس کونسل پشاور کے تعاون سے اس کا افتتاحی اجلاس نئے سال کی ایک سنجیدہ اور خیال انگیز تقریب تھی جس کی صدارت مقتدرہ کے صدر نشین جناب ڈاکٹر وحید قریشی نے کی مہمان خصوصی جناب بریگیڈیئر گلزار احمد تھے۔ دوسرے مہمان خصوصی پروفیسر نذیر رومانی تھے۔ جبکہ خان جہانزیب خان صدر اباسین آرٹس کونسل وکمشنر صوبہ سرحد میزبان تھے نظامت کے فرائض پروفیسر محسن احسان اعزازی سیکرٹری اباسین آرٹس کونسل نے انجام دیے۔

آغاز تلاوت کلام مجید سے ہوا اور پھر پہلی بات ریٹائرڈ میجر یوسف رجا چشتی نے کی۔ آپ نے اردو زبان کو بین الاقوامی خصوصاً پاکستان کی بین الصوبائی اور ناگزیر ضرورت قرار دیا اور سرحد میں اردو کے لیے سرحد کے اہل قلم کی خدمات کو گنوایا۔ رجا صاحب کی پر مغز تقریر کے بعد راقم الحروف نے اپنے مختصر سے مضمون میں اردو کی عالمی اہمیت اور برصغیر خصوصاً وطن عزیز پاکستان کی ضرورت کا جائزہ لیا اور سرحد کے معروف شاعر وادیب فارغ بخاری کے اس دعوےٰ کو دہرا کر اپنے بیان کو مدلل بنایا۔ "کہ اردو کی جنم بھومی صوبہ سرحد ہے اور اس زبان کی اولین شکل وصورت اٹک پار کی سرزمین کی مرہونِ منت ہے" مہمان مقرر پروفیسر نذیر روحانی نے اپنی رواں دواں تقریر میں اس کی وضاحت کی کہ وہ ادب کے طالب علم نہیں بلکہ سائنس کے سٹوڈنٹ رہے ہیں اور فی الوقت بھی ان کا سبجیکٹ سائنس ہی ہے لہذا وہ زبان کی تعمیر وترویج کے لیے بھی سائنسی اصولوں پر یقین رکھتے ہیں۔ وہ زبان کو صرف شاعری۔ افسانہ یا ذہنی تعیش کا ذریعہ نہیں سمجھتے، بلکہ زبان کو سائنٹفک بنیادوں پر استوار کرنے کے قائل ہیں۔

انہوں نے پاکستان کے اہلِ قلم کو جھنجھوڑتے ہوئے کہا کہ وہ صرف خیالی افسانہ نگاری اور شعروشاعری کے موہوم محل بنانے ہی میں اپنا سارا وقت صرف نہ کریں بلکہ عصر جدید کے ان سائنسی ذرائع کو بھی کام میں لائیں جن سے دوسرے ممالک کے اہلِ زبان اہلِ قلم اور دانشور استفادہ کر کے اپنی زبان

اور اپنے ادب کو اوپر اٹھا لے جا رہے ہیں پاکستان میں آئندہ تعلیمی اور سائنسی زبان اردو ہوگی۔" بریگیڈیئر گلزار احمد نے فرمایا کہ اردو اس لحاظ سے خاص کسی طبقے کی زبان نہیں بلکہ برصغیر کی مختلف زبانوں نیز عربی ترکی کے اشتراک سے عمل میں آئی اس لیے لشکری کہلائی۔

آخر میں صدر نشین مقتدرہ قومی زبان ڈاکٹر وحید قریشی نے صدارتی خطاب میں کہا کہ ڈاکٹر رومانی نے پتے کی بات کہی ہے کہ زبان کو سائنس کی دولت سے مالا مال کرنا چاہیے اور ہمیں اس زبان میں سائنسی علوم کے لیے تصنیف و تالیف پر زور دینا چاہیے۔

مرسلہ :- رضا ہمدانی محلہ محمد داد - ڈبگری گیٹ - پشاور

علامہ اقبال اور مولانا محمد علی

ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری کی نئی تالیف "علامہ اقبال اور مولانا محمد علی" کے عنوان سے شائع ہو گئی ہے۔ اس تالیف میں مولانا محمد علی کا وہ تاریخی مضمون بھی شائع کیا گیا ہے جو انہوں نے ۱۹۲۷ء میں ہمدرد دہلی میں پانچ قسطوں میں شائع کیا تھا۔

ہر دو اکابر کے تعلقات کے نشیب و فراز پر اور دونوں بزرگوں کی سیرت و افکار کے تقابلی مطالعے میں ڈاکٹر شاہجہانپوری کا ایک مفصل مقالہ ہے۔ ایک اور مقالے میں انہوں نے مولانا محمد علی پر ان کی نقادانہ اور اقبالیات میں ماہرانہ حیثیت پر قلم اٹھایا ہے۔

اردو کو بطور ذریعہ تعلیم رائج کیا جائے

تنظیم اساتذہ پاکستان دولتالہ مرکز (ضلع راولپنڈی) کے زیر اہتمام منعقد ہونے والی دوسری سالانہ تعلیمی و تربیتی کانفرنس میں ایک قرارداد کے ذریعے مطالبہ کیا گیا ہے کہ تمام تعلیمی اداروں میں اردو کو ذریعۂ تعلیم کے طور پر نافذ کیا جائے۔

روزنامہ نوائے وقت (راولپنڈی) ۲ رفروری ۱۹۸۵ء

سائنسی کتابوں پر ہر سال دو انعام

وفاقی وزیر تعلیم ڈاکٹر محمد افضل نے نیشنل بک کونسل کی ایک کمیٹی کی صدارت کرتے ہوئے بتایا کہ سائنسی مضامین میں پہلی اور دوسری بہترین کتاب لکھنے والے مصنفین کو ہر سال چالیس ہزار اور پچیس ہزار روپے کے نقد انعامات دیے جائیں گے۔ روزنامہ حریت (کراچی) ۵ رفروری ۱۹۸۵ء

مطالعۂ اردو کے لیے امداد

حکومت پاکستان نے میکگل یونیورسٹی (مانٹریال) کو دو لاکھ چونتیس ہزار ڈالر کی امداد دی ہے تاکہ شعبۂ اسلامیات میں مطالعاتِ اردو کو فروغ دیا جا سکے۔ حکومت پاکستان اس منصوبے کی ترقی کے لیے مزید امداد بھی دے گی

روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی ۷ رفروری ۸۵ء

پروفیسر شبیر علی کاظمی کی وفات

انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی کے شریک معتمد، ممتاز دانشور اور ماہر لسانیات پروفیسر شبیر علی کاظمی ۳۱ رجنوری ۱۹۸۵ء کو اللہ کو پیارے ہو گئے۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

شبیر علی کاظمی مرحوم تقریباً پندرہ سال انجمن ترقی اردو پاکستان سے وابستہ رہے۔ وہ کئی اہم اور معیاری کتابوں کے مصنف تھے۔ ان کی تصانیف میں "پراچین اردو" لسانی و علمی اعتبار سے غیر معمولی اہمیت کی حامل کتاب ہے۔

اخبار اردو کے کارکن مرحوم کے لواحقین کے رنج و غم میں برابر کے شریک ہیں۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے (آمین)

تعارف و تبصرہ

اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے

مرتبین : ڈاکٹر محمد ریاض ۔ رحیم بخش شاہین
ناشر : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،
سیکٹر ایچ ۔۸ اسلام آباد
قیمت : ۱۵ روپے
صفحات : ۱۲۴

"اقبال بچوں اور نوجوانوں کے لیے" کی غرض و غایت اس کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ ہمارے ہاں بچوں کے ادب کی تخلیق پر خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی۔ اس کتاب کی اشاعت سے بچوں کے ادب میں یقیناً قابل قدر اضافہ ہوا ہے۔ کتاب میں ایسی نظمیں اور کہانیاں ہیں جو دلچسپ ہونے کے ساتھ ساتھ ان کی اخلاقی نشوونما کا کام بھی دیں گی۔

کتاب تین حصوں میں منقسم ہے۔ پہلے حصے میں علامہ اقبال کی بچوں کے لیے لکھی گئی نظمیں شامل ہیں۔ یہ نظمیں ان کے اردو مجموعۂ کلام "بانگ درا" سے لی گئی ہیں۔ مرتبین نے ہر نظم کے ساتھ اس کا مرکزی خیال اور حاشیے میں مشکل الفاظ کے معنی دے دیے ہیں تاکہ پڑھنے والے کو مطالب ذہن نشین کرنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔

دوسرے حصے میں کہانیاں ہیں۔ یہ کہانیاں علامہ اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں سے ماخوذ ہیں۔ ان کے بارے میں کتاب کے مرتبین یہ کہنے میں حق بجانب ہیں کہ اقبال کی اردو اور فارسی کتابوں میں حکمت اور فلسفے کی باتیں سمجھانے کے لیے جو کہانیاں اور قصے منظوم صورت میں ملتے ہیں، ان سے بھی ہمارے بچے اور نوجوان بہت کچھ سیکھ سکتے ہیں۔

مرتبین نے مطالب کو نہایت آسان اور سادہ زبان میں بیان کر کے بچوں اور نوجوانوں کی مشکل آسان کر دی ہے۔ پیرایۂ بیان بے حد دلچسپ ہے۔ یہ کہانیاں بچوں اور نوجوانوں کو اقبال کے پیغام کے بارے میں خاص آگاہی بخشتی ہیں۔

تیسرے حصے کا عنوان "جاوید سے خطاب" ہے۔ اس نظم میں علامہ اقبال نے اپنے فرزند جاوید کے ساتھ ساتھ تمام مسلمان نوجوانوں سے خطاب کیا ہے اور انہیں بہت کام کی باتیں بتائی ہیں جو ہماری نئی نسل کی ترقی کے لیے بے حد ضروری ہیں۔ اس لحاظ سے کتاب کا یہ حصہ بھی بڑا اہم ہے۔

کتاب بڑے سائز کے ۱۲۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ قیمت ۱۵ روپے ہے جو کاغذ کی گرانی کے اس دور میں مناسب ہے۔ ٹائیٹل جاذب نظر اور کتابت معیاری ہے اور قاری کو مطالعے کی ترغیب دیتی ہے۔ یہ کتاب یوں تو علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سیکٹر ایچ ۔ ۸، اسلام آباد کے علاوہ پاکستان بھر میں یونیورسٹی کے تمام علاقائی اور ذیلی دفاتر سے مل سکتی ہے لیکن میرے خیال میں اگر عوامی دلچسپی مطلوب ہے تو یونیورسٹی تمام علمی اور فنی مطبوعات کو سہل یاب بنانے کی صورت پیدا کرے تاکہ اپنے مقاصد میں زیادہ کامیاب رہے گی۔

(طارق شاہد)

ہماری مطبوعات

(۱) افکار و اذکار ۔ مرتب ہلال احمد زبیری /۳۰ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ ۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
۶۰/ روپے

(۳) اردو رسم الخط ۔ سید محمد سلیم
مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

(۴) جدید اردو ٹائپ کاری ۔ سید عرفان علی یوسف ۱۰/ روپے
سستا ایڈیشن ۴ روپے

(۵) کنایات قانون ، عطش درانی
قیمت :-/۴۰ ، مجلد : ۷۵ روپے

(۶) اردو اصطلاحات سازی ، ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری ۔
قیمت : ۳۰ روپے ۔ مجلد : ۵۰ روپے

(۷) اصطلاحاتِ ڈراما ۔ ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت : ۱۵ روپے ، مجلد : ۳۰ روپے

(۸) اصطلاحاتِ موسیقیات ۔ سرفراز شاہد
قیمت : ۱۵ روپے مجلد : ۳۰ روپے

(۹) مختصر اصطلاحات دفتری ۔ قیمت ۱۰ روپے ۔
(صرف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۱۰) دفتری مراسلت (انگریزی ۔ اردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ۔ قیمت ۔ مجلد : ۴۰ روپے
غیر مجلد : ۲۰ روپے ۔ سستا ایڈیشن : ۸ روپے

(۱۱) اصطلاحاتِ ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحات ریاضی کراچی)
قیمت ۔ مجلد : ۶۰ روپے ۔ غیر مجلد : ۲۷ روپے

(۱۲) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول)
مصنف جابر علی سید
قیمت -/۳۶ روپے ۔ مجلد -/۵۶ روپے

(۱۳) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول)
مصنف محمود الحسن
قیمت -/۴۰ روپے ۔ مجلد -/۵۴ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان ۔ مکان نمبر ۱۰ ۔ گلی نمبر ۳۲ ۔ الیف ۸/۱ ۔ اسلام آباد

بہ اشتراک

۱۔ فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (بہ اشتراک جامعہ کراچی)
قسم اول ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے

۲۔ فرہنگ مصطلحات العلوم ۔ محمد طارق محمود (بہ اشتراک جامعہ کراچی)
۱۹ روپے

۳۔ فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ ۔ زین صدیقی (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے قسم اول ۳۱ روپے

۴۔ فرہنگ اصطلاحات برقیات ۔ طارق محمود
بہ اشتراک جامعہ کراچی ۔ قیمت : ۴۰ روپے مجلد : ۵۰ روپے

۵ تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ: سید محمد احمد سعید
بہ اشتراک جامعہ کراچی ۔ قیمت : ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ : شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی ۔ کراچی

زیرِ طبع

۱۔ اصطلاحات مساحت
۲۔ کشاف تنقیدی اصطلاحات
۳۔ انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار
۴۔ سائنسی و تکنیکی اصطلاحات
۵۔ عربی اصطلاحات سازی (کتابیات)
۶۔ پاکستان کے اخبارات و رسائل (جلد دوم)
۷۔ جامع الامثال
۸۔ دفتری ترکیبات و محاورات کی لغت (انگریزی ۔ اردو)

مقاصد

◉ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

● اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کرکے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

◉ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

◉ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر ایف ۸/۱ - اسلام آباد

فون : ۸۵۳۳۸۲ / ۸۵۲۲۸۰ / ۸۵۲۲۲۲

ناشر : محمد اسلام نشتر - طابع : برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

جلد ۴

اس شمارے کے اہم مضامین

ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مسئول

شریف کنجاہی
مدیر اعزازی

اختر راہی
نائب مدیر اعزازی

مقتدرہ قومی زبان
اسلام آباد

معروضات

دفتری اردو میں دلچسپی رکھنے والے ہمارے قارئین کے لیے یہ خبر یقیناً خوش آئند ہوگی کہ حکومتِ پاکستان کی کابینہ ڈویژن نے حال ہی میں ایک مراسلے کے ذریعے جو اسی شمارے میں شائع بھی کیا جا رہا ہے افسران کو بعض ایسی مفید اور قابلِ عمل ہدایات ارسال کی ہیں جن پر کاربند ہونے سے دفاتر میں اردو زبان کے نفاذ کی راہ آسان ہو جائے گی۔ ان ہدایات کے ساتھ چونکہ اس پر بھی اصرار کیا گیا ہے کہ عمل درآمد کی سہ ماہی رپورٹ بھی باقاعدگی سے ارسال کی جایا کرے اس لیے توقع کی جا سکتی ہے کہ متعلقہ دفاتر ہی میں نہیں بلکہ تمام دیگر دفاتر میں یہ رسم چل پڑے گی۔ مقتدرہ قومی زبان کے نزدیک اس مراسلے کی ایک اہمیت یہ بھی ہے کہ اس سے اردو زبان کے نفاذ کے معاملے میں کابینہ سیکریٹریٹ کے اخلاصِ عمل کا بھی اظہار ہوتا ہے جس کے بغیر کوئی منصوبہ تکمیل نہیں پا سکتا۔ ہمیں امید ہے کہ اردو میں کام کے مقدار کے تناسب میں بتدریج اضافہ ہوتا جائے گا۔

فہرست

قیمت: ایک روپیہ سالانہ: دس روپیے

ابوالمعانی عصری

نفاذِ اُردو ۔ ایک قومی ضرورت

یہ ایک حقیقت ہے کہ اردو زبان پوری دنیا میں بولی لکھی اور پڑھی جانے والی زبانوں میں اپنا ایک منفرد مقام رکھتی ہے۔ اس کی عالمی و آفاقی حیثیت بطورِ زبان نہایت اہمیت کی حامل ہے۔

جب کوئی زبان اپنے تشکیلی عہد سے نکل کر آفاقی سرحدوں کو چھونے لگتی ہے، تو اس کی اہمیت و افادیت مسلّم ہو جاتی ہے۔ دنیا کی تمام زبانیں اس صورتِ حال سے گزرتی ہیں اور جب تک کوئی زبان اپنا تشکیلی عہد مکمل نہیں کر پاتی وہ زبان باوقار مقام کی مالک نہیں بن پاتی اور اس عزت و وقار کے لیے زبان کے بولنے، لکھنے اور پڑھنے والوں کو شبانہ روز محنت اور لگن سے اپنی زبان کی تہذیب و تزئین کرنا پڑتی ہے۔

جو زبان ۔ اپنے بولنے، لکھنے اور پڑھنے والوں کے مافی الضمیر کے اظہارِ بیان میں نہایت سچے اور کھرے احساسات و جذبات کی ترجمانی کرنے کی جس قدر زیادہ استعداد و اہلیت کی حامل ہوگی وہ اتنی ہی جلدی ترقی کی منازل طے کرکے عالمی و آفاقی حیثیت کی حامل ہو جائے گی۔

مختلف زبانوں کا تشکیلی دور مختلف ہوا کرتا ہے۔ یہ تشکیلی عہد تقریباً ساڑھے چار سو سال سے لے کر چھ سو یا ساڑھے چھ سو سال تک ہو سکتا ہے۔

ماہرین لسانیات اس بات پر متفق ہیں کہ ہر زبان اپنے تشکیلی عہد میں فطری اصولوں کے تابع رہتے ہوئے وسعت پذیر ہوتی رہتی ہے اور یہی وسعت پذیری اسے عالمی حیثیت سے ایک مسلّمہ اور زندہ و تابندہ مستقبل عطا کرتی ہے۔

اردو زبان برصغیر میں تقریباً ساڑھے چار صدیوں سے ایک نہایت مقبول زبان رہی ہے۔ تحریک آزادی کے دوران میں بیشتر رسائل و جرائد اردو ہی میں چھپتے رہے ہیں۔ جب برصغیر میں بیداری کی لہر پیدا ہوئی تو اردو زبان ہی وہ وسیلۂ اظہار تھی جس کے ذریعے عوام اپنے اکابرین کے موقف کو سمجھتے رہے۔ مسلم اکابرین نے ہمیشہ اردو زبان کی بالادستی کا عَلَم بلند رکھا اور اس کے نتیجے میں برصغیر کے مسلمانوں میں اتحاد و یگانگت کا رشتہ قائم رہا۔

جب تحریکِ پاکستان زوروں پر تھی تو جگہ جگہ اُردو زبان میں شہروں، قصبوں حتیٰ کہ چھوٹے چھوٹے دیہات کی دیواروں، پلّوں، چوراہوں پر اُردو زبان میں مختلف قسم کے ولولہ انگیز اور رُوح پرور نعرے تحریر دکھائی دیتے تھے۔ یہ اُردو زبان کی عظمت کی واضح اور روشن دلیل تھی۔

اُردو زبان بحیثیت قومی زبان اپنا نا وقت کا تقاضا ہے جب کوئی قوم اپنے نظریۂ حیات کو عمل میں ڈھالتی ہے تو اسے کئی بار دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اور دشواریوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور دشواریوں پر قابو پانے کے لیے اسے قومی سوچ، قومی نظریہ، قومی سیاست، قومی عمل اور قومی خدمت کے لیے ہر مقام پر ہمہ وقت تیار رہنا پڑتا ہے

زبان اور لباس کا مسئلہ قومی تشخص کو اُجاگر کرنے کے لیے حل طلب بنیادوں پر نمٹایا جاسکتا ہے۔ جو قوم اپنی قومی زبان نہیں رکھتی اُسے دوسری قوموں کے سامنے گونگا تصور کیا جاتا ہے۔ حیرت ہے کہ اردو زبان جو ہماری قومی زبان ہے سرکاری اور دفتری زبان کے طور پر زندگی کے مختلف سرکاری وغیر سرکاری شعبوں میں ابھی تک پورے طور پر نافذ العمل نہیں ہوسکی۔

اعلیٰ تعلیم کے حصول میں اُردو زبان کسی طرح بھی رکاوٹ نہیں لیکن انگریزی کی تعلیم کو فوقیت دی جارہی ہے۔ انگریزی زبان بطور مضمون ہماری تعلیمی درسگاہوں میں رہنی چاہیے۔ اس کی اہمیت وافادیت سے کسی کو انکار نہیں لیکن انگریزی کا غیر ضروری غلبہ قومی حمیّت اور جذبۂ حب الوطنی کے لیے نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ پاکستان کے چاروں صوبوں میں رابطے کی زبان صرف اردو ہی ہو سکتی ہے۔ انگریزی زبان ہرگز نہیں۔

اُردو زبان بحیثیت قومی زبان اپنانا ملکی و ملّی مفاد کے حق میں ہے ہر صوبے کی اپنی علاقائی اور صوبائی زبان ہوتی ہے، لیکن قومی مفادات کسی ایک صوبائی زبان کے اپنا لینے سے پورے نہیں ہو سکتے۔

یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ موجودہ حکومت قومی زبان کی ترویج و نفاذ میں مخلص ہے۔ لیکن سرکاری شعبوں میں زیادہ تر خط و کتابت انگریزی زبان میں ہو رہی ہے اس کی ایک معقول وجہ تو اُردو نویسی کے لیے مشینوں کی بہم رسانی اور تربیت یافتہ عملے کی قلت و فقدان ہے۔ حکومت اگر ہر سرکاری دفتر میں اُردو ٹائپ مشینیں فراہم کرنے کا اہتمام کردے، تو قومی زبان کی ترویج و اشاعت میں بڑی مدد ملے گی اور انگریزی زبان جو ہمارے قومی مزاج سے ہم آہنگ نہیں ہے۔ اس کا غیر ضروری غلبہ و تسلط ختم ہو جائے گا۔

"تاریخی وجوہات سے اس وقت تک ہر شعبۂ زندگی میں انگریزی کا سکّہ رواں ہے۔ یہ صورتِ حال نہ ازلی ہے اور نہ ابدی ہو سکتی ہے۔ رفتہ رفتہ انگریزی کو ملک کے اندر اپنے ہمہ گیر اقتدار سے دست بردار ہونا پڑے گا۔ اب وقت آگیا ہے کہ حالات کا جائزہ لیا جائے اور ٹھوس تجاویز پیش کی جائیں تاکہ

اُردو کی ترویج کے لیے ایک مربوط نظامِ عمل متعین ہو سکے۔ زبان کا مسئلہ محض علمی ہی نہیں قومی وقار کا بھی مسئلہ ہے۔ کوئی قوم کسی غیر زبان کو اپنا کر اپنی خودی کو قائم نہیں رکھ سکتی۔ یہ نفسیاتی حقیقت ہے کہ دل کی بات ہمیشہ اپنی زبان میں کہی جاتی ہے۔ دماغی صلاحیتیں بھی ابتکار اور تخلیقی فکر سے تب ہی ہم آہنگ ہوتی ہیں جب ذریعۂ تعلیم اپنی زبان ہو۔ اسی زبان میں سمجھنے سمجھانے کی سب سے زیادہ سہولتیں میسّر آسکتی ہیں۔ لہٰذا زود یا بدیر، حریم علم ہو یا ایوانِ مملکت ہمیں اپنی زبان کی بنیادوں پر انہیں استوار کرنا ہوگا ـ ـ ـ اردو میں اعلیٰ تعلیم کا مسئلہ اس وقت حل ہو جائے گا جب ہمارے پڑھانے والے اپنے اندر خود اعتمادی پیدا کر کے کہہ سکیں گے کہ ہم ہر مشکل مضمون کی تشریح و توضیح کی حد تک اُردو زبان پر قادر ہیں۔ اس بامِ ترقی تک پہنچنے کے لیے ہمیں کئی زینوں سے گزرنا ہوگا... میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے استادانِ کرام کو اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کامل دستگاہ ہونی چاہیے۔ اُن کی دو زبانی ایک طرف تو علوم جدیدہ سے اُن کا ربط قائم رکھے گی اور دوسری طرف انہیں اپنے عوام کی درسی اور دیگر خدمات کے مواقع فراہم کرے گی"

جسٹس ایس۔ اے۔ رحمٰن مرحوم۔ حدیثِ دل ۴ ۲۸۲-۲۸۴

مترجم
کرامت اللہ

آزادی کے بعد ہندوستان میں اُردو

اردو ہندوستان کے رنگا رنگ ثقافتی ورثے کا حصہ ہے۔ آغاز ہی سے اُردو زبان اور اس کا ادب انسانی تعلقات کے فروغ اور قومی یکجہتی میں معاون رہا ہے۔ تازہ ترین اعداد و شمار کے مطابق قومی زبانوں کے اخبارات میں اُردو کو تیسری پوزیشن حاصل ہے اُردو اخبارات و رسائل اور اُن کے قارئین کی تعداد میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

اردو ہندوستان کے ایک قابلِ لحاظ حصے کی زبان ہے۔ حصولِ آزادی کے بعد اُردو زبان کی ترقی و ترویج کے اہم اقدامات میں سے ایک ترقی اردو بورڈ کا قیام ہے جسے مرکزی حکومت نے ۱۹۶۹ء میں قائم کیا تھا۔ ترقی اردو بورڈ روزِ اوّل سے حکومت کو اردو زبان کی ترویج و ترقی سے متعلق حکمتِ عملی وضع کرنے میں اہم مشورے دے رہا ہے۔ حال ہی میں مرکزی وزیر تعلیم مسز شیلا کول کی صدارت میں "ترقی اردو بورڈ" کا چودھواں اجلاس منعقد ہوا ہے۔ اس اجلاس میں دوسری اہم شخصیات کے علاوہ اردو زبان کے ماہرین نے شرکت کی۔ بورڈ نے ترقی اردو کے محاذ پر واضح پیش رفت کرنے پر اطمینان کا اظہار کیا اور "بیورو آف پروموشن آف اُردو" کو مستقبل کے لیے مفید مشورے دیے۔

"بیورو آف پروموشن آف اُردو" مرکزی حکومت کی سطح پر ایک ذیلی ادارہ ہے جو "ترقی اردو بورڈ" کی سفارشات کو عملی جامہ پہنانے کے لیے قائم کیا گیا تھا۔ یہ ادارہ سائنسی بنیادوں پر اردو کے علمی سرمائے میں اضافے کے لیے کتابوں کی تیاری اور طباعت کا انتظام کرتا ہے۔ اس کے علاوہ اردو ذریعہ تعلیم کے طلبہ کو ڈگری سطح کی نصابی اور حوالے کی کتب فراہم کرتا ہے۔ اب تک ۵۵۴ کتب منصہ شہود پر آچکی ہیں جن میں سکول سطح کی کتابوں کے ساتھ "بیورو آف پروموشن آف اُردو" کی پرانی کتب کی نئی اشاعتیں بھی شامل ہیں ... مختلف مضامین کی تقریباً پانچ سو کتب تیاری کے مختلف مراحل میں ہیں۔ اردو زبان کی تاریخ میں پہلی بار اس ادارے نے بارہ جلدوں میں ایک جامع دائرۃ المعارف مرتب کیا ہے۔ اسی طرح اردو انگریزی لغت کی تدوین کا کام آگے بڑھ رہا ہے۔ پانچ جلدوں میں ایک معیاری اُردو سے اردو لغت بھی زیرِ ترتیب ہے۔ ایک دوسری اُردو سے اردو لغت پریس میں جانے کے لیے تیار ہے۔ تقریباً ایک لاکھ بائیس ہزار تکنیکی اصطلاحات کے اُردو مترادفات وضع کیے گئے ہیں اور کیمیا، علم الانسان، حیوانیات اور معاشیات کی فرہنگیں شائع کی جا چکی ہیں۔

اردو زبان کی خطاطی قدیم ترین اور روایتی فنونِ لطیفہ میں سے ایک ہے۔ "بیورو آف پروموشن آف اُردو" نے ملک کے مختلف حصوں میں خطاطی اور خوشنویسی کے ۷۶ تربیتی مراکز کھولے ہیں تاکہ یہ فن قائم رہے اور ترقی پائے نیز اردو صحافت

اور اُردو کتابوں کی تیاری میں آسانی پیدا ہو۔ خطاطی کے
چار مراکز، امروہہ (اترپردیش)، حیدرآباد (آندھراپردیش)
ٹونک (راجستھان) اور سوپور (کشمیر) میں خواتین کے لیے کھولے
گئے ہیں۔ اردو زبان کی تدریس کی سہولتیں مہیا کرنے کے لیے
"بیورو آف پروموشن آف اُردو" اردو ٹائپ رائٹر تیار
کرنے میں کوشاں رہا ہے۔ دہلی میں اردو کے تربیتی مراکز قائم
کیے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ سولن اور پٹیالہ میں "سنٹرل
انسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز" اساتذہ کو تربیت مہیا کر
رہا ہے۔ ۱۹۸۲-۸۳ء تک ۹۴۸ اُردو اساتذہ کو تربیت
دی جاچکی تھی۔

ہندفرانسیسی ثقافتی تبادلے کے پروگرام کے تحت
۱۹۸۴-۸۵ء میں ایک "فرانسیسی اُردو" اور ایک "اُردو-
فرانسیسی" لغت کی تدوین کی تجویز بھی زیرِغور ہے۔

ہندوستان کے آئین کا ایک مستند اردو ترجمہ ہوچکا ہے
اور اسی طرح دیگر اہم مرکزی قوانین کو اردو کے قالب میں ڈھالا
جارہا ہے۔ کئی ایک ریاستوں میں ترقی اردو کے قومی پروگرام
کے تحت ساہتیہ اکادمی اور دس اردو اکادمیاں قائم کردی
گئی ہیں۔ یہ اکادمیاں ترقی اردو کے مقصدِ عظیم کے لیے اہم اور
مفید کام سرانجام دے رہی ہیں۔

ہندوستان کی مختلف زبانوں کو ترقی دینے کے لیے جو
انجمنیں یا ادارے رضاکارانہ طور پر مصروفِ عمل ہیں ان کی
مالی امداد کی سکیم کے تحت گزشتہ چند برسوں میں اردو کی ایک سو
تیرہ کتابوں کے حقوقِ اشاعت حاصل کیے گئے اور ۴،۱۳،۹۴۳
روپے ان کتابوں کے مصنفین کو ادا کیے گئے۔ گزشتہ چار
برسوں کے دوران میں رضاکارانہ بنیادوں پر کام کرنے والے
اداروں کو اردو کتب کی اشاعت کے لیے ۱۳،۴۹۵ روپے
اردو سمیناروں اور مشاعروں کے لیے ۸۵،۳۷۹ روپے
اور تدریس اردو کے لیے ۸۸،۳۰۰ روپے دیے گئے۔ انجمن ترقی
اردو، ہند کو طباعتی کام کے لیے ۸۸،۰۰۰ روپے سالانہ
گرانٹ دی گئی ہے اسی طرح دائرۃ المعارف عثمانیہ حیدرآباد
کو ... روپے سالانہ گرانٹ دی گئی۔

چھٹے پنجسالہ منصوبے میں "بیورو فار پروموشن آف اردو"
کے ذریعے اردو کی ترویج و ترقی کے لیے جو رقوم رکھی گئی ہیں
ان کی تفصیل یہ ہے:

سال	رقم (لاکھوں میں)
۱۹۸۰-۸۱ء	۲۳،۴۰
۱۹۸۱-۸۲ء	۲۵،۲۰
۱۹۸۲-۸۳ء	۳۳،۰۶
۱۹۸۳-۸۴ء	۳۵،۸۱
۱۹۸۴-۸۵ء	۳۵،۳۴

۱۸ رجنوری ۱۹۸۴ء کی سرکاری قرارداد جو
انڈین پارلیمنٹ کی پالیسی کی وضاحت کرتی ہے کے مطابق
گورنمنٹ آف انڈیا نے ایک کمیٹی قائم کی جس نے اُردو کی
ترویج و ترقی کے لیے جامع سفارشات مرتب کیں۔ یہ
سفارشات متعلقہ ریاستی حکومتوں کو عمل درآمد کی غرض سے
بھیج دی گئی ہیں۔ مرکزی حکومت اس بات کی شدت سے خواہشمند
ہے کہ جس قدر ممکن ہو، سفارشات کو جلد از جلد عملی جامہ
پہنایا جائے۔ جہاں تک مرکزی حکومت کی اردو زبان سے
دلچسپی کا تعلق ہے اس نے "گجرال کمیٹی" کی بہت سی سفارشات
اور ہدایات کے مطابق اقدامات کیے ہیں۔ مثلاً تین ریڈیو سٹیشنوں
ناگپور، اورنگ آباد اور لکھنؤ سے اردو پروگراموں کا
تعدد (Frequency) پہلے کی نسبت
بڑھا دیا گیا ہے۔

مرکزی حکومت کی وزارتِ اطلاعات و نشریات نے
رسالہ "یوجنا" کا اُردو ترجمہ شائع کرنا شروع کردیا ہے۔

الی علاقوں کے لیے ریلوے ٹائم ٹیبل، منی آرڈر فارم اردو ی
، فارم اردو میں چھاپے جا چکے ہیں۔ اردو بولنے والے علاقوں
ں ریلوے سٹیشنوں کے نام اردو میں لکھے گئے ہیں۔ دہلی اور
وں وکشمیر جیسے اردو علاقوں کے لیے مردم شماری کے فارم اور
وسرے کاغذات اردو میں چھاپے گئے ہیں۔ رجسٹرار جنرل
نے اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا ہے کہ مردم شماری
ارم اور دیگر کاغذات سرکاری طور پر اردو زبان میں طبع کیے
جائیں گے۔ اردو بولنے والے علاقوں کے لیے الیکشن کمیشن نے ووٹروں
ی فہرستیں اردو میں تیار کی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سنٹرل
نسٹی ٹیوٹ آف انڈین لینگویجز" کے زیر اہتمام اساتذہ کی
تربیت کے لیے خاطر خواہ سہولتیں فراہم کی گئی ہیں۔

۱۹۷۱ کی مردم شماری کے مطابق اتر پردیش، بہار اور
اجستھان میں اردو بولنے والے لوگ سب سے بڑی لسانی
قلیت ہیں۔ بہار اور اتر پردیش کی حکومتوں نے بعض خاص
مور میں اردو کو دوسری دفتری زبان کی حیثیت سے تسلیم کیا
ہے۔ جموں وکشمیر میں اردو پہلی اور ہماچل پردیش میں تیسری
دفتری زبان کا درجہ رکھتی ہے۔ ہندوستان کے آئین کی دفعہ
۳۴۵ کے مطابق ریاستی حکومتوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ
کسی بھی زبان کو ثانوی دفتری زبان کی حیثیت سے اختیار
کرلیں۔ اگر کسی ریاست کی ستر فی صد آبادی یا اس سے زائد
ایک زبان بولتی ہے تو اسے یک لسانی ریاست کہا جاتا ہے
اور اگر کسی ریاست میں تیس فی صد یا اس زائد آبادی پر مشتمل
لسانی اقلیت ہو تو ریاست "ذولسانی" کہلاتی ہے۔ ضلعی سطح
پر جہاں ساٹھ فی صد آبادی ریاست کی دفتری زبان
کے علاوہ کوئی دوسری زبان بولتی یا استعمال کرتی ہو تو اس
آبادی کی زبان ضلع میں ریاستی زبان کے ساتھ ساتھ دفتری
زبان کا درجہ حاصل کرلیتی ہے۔ اس اصول کے مطابق جب کبھی
اردو زبان کو یہ مقام حاصل ہو جاتا ہے تو ریاستی حکومتیں اردو
کو دوسری دفتری زبان کا درجہ دینے کے لیے قرار واقعی اقدامات
کرتی ہیں۔

چنانچہ یہ بات نکھر کر سامنے آگئی ہے کہ ہندوستان میں
آزادی حاصل کرنے کے بعد اردو زبان نے گوناگوں ترقی کی ہے
اور قابلِ ذکر حد تک اس کی ہر دلعزیزی میں اضافہ ہوا ہے
مرکزی حکومت اور ریاستی حکومتوں نے اردو کو مزید ترقی
دینے کے لیے اہم اقدامات کیے ہیں۔

(ماہنامہ انڈیا نیوز۔ اسلام آباد، دسمبر ۱۹۸۴ء)

پاکستان
کی
زبان

مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں جو دہلی میں ہو رہا تھا، سر فیروز خان نون نے اپنی تقریر انگریزی میں شروع کی تو ہر طرف سے شور و غل ہوا "اردو۔ اردو" اس سے مجبور ہو کر انہوں نے کچھ جملے اردو میں ارشاد فرمائے اور اس کے بعد پھر اپنی محبوب زبان انگریزی بولنے لگے۔ اس پر پھر "اردو۔ اردو" کا شور و غل ہوا تب آپ نے جل کر فرمایا مسٹر جناح بھی تو انگریزی میں تقریر کرتے ہیں۔

یہ سن کر قائد اعظم اپنی کرسی پر سے اٹھ کھڑے ہوئے اور صریح و صاف الفاظ میں فرمایا کہ "سر فیروز خان نون نے میرے پیچھے پناہ لی ہے، لہٰذا میں اعلان کرتا ہوں کہ پاکستان کی زبان اردو ہوگی۔"

نضیرا اعظم

محمود احمد لودھی

سے ایک ملاقات

اسلام آباد میں ایک اہم سرکاری ادارے کی کارکردگی پر مبنی سہ ماہی رپورٹ گردش کر رہی تھی پہلے افسر نے اسے دیکھا جانچا اور اس پر انگریزی میں چند لفظوں میں اپنی رائے لکھ دی۔ دوسرے افسر کے پاس فائل پہنچی، انہوں نے پڑھا غور کیا اور پہلی رائے پر انگریزی میں ایک خوبصورت جملے کا اضافہ کر دیا۔ تیسرے افسر کے پاس یہی فائل پہنچی انہوں نے بغور مطالعہ کیا اچھی طرح ایک ایک لفظ پڑھا اور حسب عادت انگریزی ہی میں رائے کا اظہار کیا، آخر میں فائل ادارے کے سربراہ کے پاس پہنچی، انہوں نے ایک ایک لفظ جانچا، پرکھا، افسران کی تحریر شدہ آراء پر نظر ڈالی اور لکھا — "میں مندرجہ بالا آراء سے متفق ہوں"۔ فائل پر یہ واحد جملہ تھا جو اردو میں لکھا گیا۔ یہ سربراہ تھے جناب محمود احمد لودھی صاحب اکاونٹنٹ جنرل — اور ادارے کا مخفف انگریزی نام ہے "اے جی پی آر" یعنی حسابدارِ اعلیٰ محاسل پاکستان۔

متذکرہ ادارے میں جزوی طور پر تمام سرکاری امور اب اردو میں انجام دیے جا رہے ہیں شاید یہ ادارہ ہے جو خود کفالت کی بنیاد پر بڑی خاموشی سے قومی زبان کو دفتری زبان میں ڈھالنے میں مصروف ہے۔ حسابات شماریات اور ہندسوں میں گھرے ہوئے لودھی صاحب کا ذہنی افق کس قدر وسیع ہے۔ دنیا کی مختلف زبانوں کے در و بست کے بارے میں ان کی معلومات کتنی فکر انگیز ہیں اس کا اندازہ ہمیں ان سے ایک طویل ملاقات کے دوران میں ہوا۔ ملاقات کا اصل مقصد ان کے دفتر میں اردو زبان کے نفاذ کے بارے میں جاننا تھا۔ ذیل میں اُن سے ہونے والی گفتگو پیش کی جاتی ہے۔

نضیرا اعظم:۔ دفاتر میں اردو کے نفاذ کا سہل طریقہ کیا ہو سکتا ہے؟

محمود احمد لودھی:۔ میری ذاتی رائے یہ ہے کہ اس چکر میں پڑے بغیر کہ نفاذِ اردو کے لیے پہلے اصطلاحات وضع کی جائیں، لوگوں کی تربیت کی جائے، زیادہ آسان اور سہل امر یہ ہوگا کہ ہم اردو میں کام شروع کر دیں۔

س :۔ آپ کے ادارے میں اس کام کی شروعات کہاں سے ہوئیں؟

ج :۔ بہت چھوٹی سطح سے مثلاً یہی کہ ہمارے پاس کوئی خط اردو میں آیا تو ہم نے اس کا جواب بھی اردو ہی میں دیا۔ ہمارے ادارے میں اکثر نیم خواندہ افراد کے خطوط آتے ہیں، کوئی بیوہ اپنے شوہر کے جی پی فنڈ کے لیے ہمیں خط بھیجتی ہیں تو ہم ان کو اردو ہی میں جواب دیتے ہیں۔ اس طرح سے دو باتیں ہوتی ہیں اول یہ کہ ہم لوگ

اردو میں لکھنے کے عادی ہو جاتے ہیں۔ دوم یہ کہ مرسل کے
لیے آسانی ہو جاتی ہے اور اسی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے
ہوئے ہم نے یہ کام شروع کر دیا ہے۔ تھوڑی بہت دقت
تو ہمیں ہوگی کیونکہ ہمارا سابقہ تجربہ انگریزی کا رہا ہے
لیکن آہستہ آہستہ ہم سب لوگ اردو کو دفتری زبان بنانے
کے لیے راغب ہو جائیں گے۔

س :- آپ کے پاس دوسرے سرکاری اداروں سے
تو انگریزی ہی میں خطوط آتے ہوں گے تو کیا ان کے جوابات
آپ انگریزی ہی میں دیتے ہیں ؟

ج :- ابھی کچھ دنوں پہلے ایک خط انگریزی میں
موصول ہوا کہ صدر پاکستان نے اردو کو دفتری زبان کے
طور پر استعمال کرنے کے احکامات جاری کیے ہیں۔ اس خط
کا جواب ہم نے اردو میں لکھ کر بھیج دیا ہے، خطوط کے علاوہ
ہمارے ہاں ہفتہ وار اور ماہانہ کارکردگی کی رپورٹیں مرتب
ہوتی ہیں وہ سب ہم اردو میں ترتیب دیتے ہیں۔ ہمارے
مرکزی دفتر اور ذیلی دفاتر کے مابین خط و کتابت بھی اردو
ہی میں ہوتی ہے باوجود اس کے کہ اگر ہمارے پاس اردو
ٹائپ رائٹر نہ ہوں، ٹائپسٹ نہ ہوں، ہم لوگ صحیح طرح
سے اردو نہ جانتے ہوں لیکن ہم بڑی آسانی سے یہ کر سکتے
ہیں کہ تمام دفتری امور اردو میں انجام دیں اس میں کوئی
خاص وقت پیش نہیں آئے گی اور نہ اب تک کوئی خاص
مشکل پیش آئی ہے۔ ماسوا اس کے کہ ایڈیشنل اے جی
ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل کے ترجمے میں اور میں یہ محسوس کرتا
ہوں ہمارے پاس بعض اصطلاحات کے متبادل مسلّمہ الفاظ
نہیں ہیں۔ لیکن نوٹنگ ڈرافٹنگ ہم اردو میں کر رہے ہیں۔

س :- کچھ دیر پہلے آپ نے کہا تھا کہ آپ کی دفتری
زبان کی تربیت انگریزی میں ہوئی ہے۔ اب جبکہ آپ
اردو کو اپنا رہے ہیں تو نوجوانوں کو زیادہ اہمیت دے
رہے ہیں یا پرانے اشخاص کو بھی تربیت میں شامل کر
رہے ہیں ؟

ج :- نئے پرانے ہر طرح کے افراد ہمارے
تربیتی کورسز میں شامل ہیں۔ ہمیں جو مشکل درپیش تھی
میں سمجھتا ہوں کہ وہ فطری قسم کی تھی۔ مجھے یاد ہے کہ
زمانۂ طالب علمی میں ایک کتاب جسے اسٹیفن لی کاک نے لکھا
تھا اس کا ترجمہ اس قدر مشکل اور عربی و فارسی زدہ تھا کہ
اس کا مفہوم سمجھنا بے حد مشکل تھا جبکہ اصل انگریزی پر
اسی کتاب کو معمولی انگریزی جاننے والا آسانی سے سمجھ
سکتا تھا۔

س :- کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اے، جی، پی، آر کا
ترجمہ عام لوگوں کی زبان پر چڑھ جائے گا ؟

ج :- میں ذاتی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ "اکاؤنٹنٹ
جنرل" کے الفاظ کو اگر اردو میں کھپا لیا جائے تو کوئی حرج
نہیں، انہیں اردو حروف میں لکھ لیں۔ میں تو اس
بات کا قائل ہوں کہ زبان کو رواں اور عام فہم ہونا چاہیے
اور جو لفظ چل جائے اسے چلا دیجیے، اردو کے ذخیرۂ الفاظ
میں اضافہ کیجیے۔ بعض الفاظ ایسے ہیں جن کو ان کی اپنی شکل
میں اردو میں لے لیا جائے اور بعض میں ادنیٰ تصرف کر کے استعمال
میں لے آئیں۔ ہماری زبان میں بے شمار الفاظ انگریزی
کے ہیں اور چل رہے ہیں۔ تاہم انگریزی الفاظ کے اردو
متبادل رواج پا سکیں تو بہتر رہے گا۔ کراچی میں یونیورسٹی
کے لیے جامعہ کا لفظ چل گیا اور عام استعمال میں آ رہا ہے۔
مقتدرہ کو لیجیے کہ یہ ہمارے لیے بڑا اجنبی سا لفظ تھا اور
ہمارے وہ لوگ جو اردو شاعری اور ادب سے آشنا
ہیں بلکہ خود بھی شاعر و ادیب ہیں وہ اس لفظ کے مخرج پر
پریشان رہے مگر آج یہ متداول لفظ ہے۔ میرے خیال
میں تو "اتھارٹی" لکھنے میں بھی کوئی حرج نہیں۔

س :- آپ کا سارا کام اکاؤنٹس کا ہے، اس کو
اردو میں کرنے میں کوئی مشکل یا مسئلہ ؟

ج :- قطعاً نہیں۔ بعض جگہ تو فیگر (اعداد) ولک ہے ہندسے چاہے انگریزی کے چلیں یا چاہے اردو میں کر دیے جائیں کوئی فرق نہیں پڑے گا کیونکہ دکھانا تو ہندسے ہی ہیں نا۔ باقی جو کچھ ہم تحریری کام کرتے ہیں اسے اردو میں منتقل کریں گے۔ ہم حکومتِ پاکستان کے سالانہ اکاؤنٹس کی ایک رپورٹ ترتیب دیتے ہیں جو دو جلدوں پر مشتمل ہوتی ہے، اسے ہم نے انگریزی کے ساتھ ساتھ اردو میں بھی ترجمہ کر لیا ہے البتہ آڈٹ رپورٹ کو اردو میں منتقل کرنے میں کچھ دقت پیش آنے کا خدشہ تھا کیونکہ اس میں زبان بہت قطعی اور حتمی ہوتی ہے اور پھر اس امر کا خیال بھی رکھنا پڑتا ہے کہ عبارت میں کوئی قانونی سقم نہ رہ جائے۔ اسے بھی ہم نے پچھلے برس سے اردو میں ترجمہ کر لیا ہے مگر ابھی شائع نہیں کی۔ اگر ہمارے آڈیٹر جنرل نے اجازت دے دی تو یہ اردو میں چھپ جائے گی۔

س :- گویا آپ کے ہاں ترجمے کا باقاعدہ شعبہ قائم ہے؟

ج :- باقاعدہ شعبہ تو نہیں مگر اس ادارے کے مختلف شعبوں جیسے مالیات اور آڈٹ وغیرہ نے اپنے طور پر ترجمے کیے ہیں ہم نے تھوڑی بہت مالی اعانت بھی کی ہے اور ہمیں اس امر کی خوشی ہے کہ کسی لالچ اور کسی اجر کی توقع کے بغیر لوگوں نے اس میں دلچسپی لی۔ میں اس سلسلے میں مسعود چیمہ صاحب کا ضرور تذکرہ کروں گا جو اس معاملے میں بڑے جوش و خروش سے کام کر رہے ہیں۔ لوگوں کی بڑھتی ہوئی بے غرض دلچسپی دیکھتے ہوئے اب ہم بھی ترجمے کا شعبہ قائم کرنے کا سوچ رہے ہیں۔

س :- کچھ عرصہ قبل آپ کے ادارے میں مقتدرہ قومی زبان نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعاون سے ایک تربیتی ورکشاپ منعقد کی تھی اس کے بارے میں آپ کے کیا تاثرات ہیں؟

ج :- ورکشاپ میری عدم موجودگی میں ہوئی لیکن اس کے نتائج خوش آئند ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس طرح کی ورکشاپوں اور دوسرے امور میں ہمیں کافی عرصے تک مقتدرہ قومی زبان سے راہنمائی کی ضرورت پڑے گی۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ترجمہ وہ ہو جو سکۂ رائج الوقت بن جائے اور باقی لوگ اس کا اتباع کریں، باقی وزارتوں اور صوبائی حکومتوں میں ہماری یہ کوشش روشِ عام بن جائے اس کے لیے ہمیں خاصی محنت کرنا پڑے گی۔

س :- مقابلے کے امتحان کے لیے ذریعۂ اظہار کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج :- اس سلسلے میں ایک تو یہ کیا جا سکتا ہے کہ پہلے مرحلے میں طلبا کو اس بات کی اجازت ہو کہ وہ چاہیں تو اردو میں جواب دیں اور چاہیں تو انگریزی میں، اس میں ایک مشکل شاید یہ پیش آئے کہ طالب علم یہ نہ سوچے کہ اگر میں نے اردو میں جواب دیا تو شاید ممتحن کی نظروں میں اہمیت نہ ملے۔ پھر دوسرے مرحلے میں مقابلے کے امتحانات کو کاملاً اردو میں کر دیا جائے۔

زیرِ طبع کتب

(دار التصنیف)

- انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار
- عربی اصطلاحات سازی (کتابیات)
- پاکستان کے اخبارات و رسائل (جلد دوم)
- کشاف اصطلاحاتِ کتب خانہ

(دار الترجمہ)

- اصطلاحات مساحت
- اصطلاحاتِ حسابداری و محاسبی
- محکموں اور اداروں کے نام
- دفتری ترکیبات، محاورات و فقرات کی لغت

شان الحق حقی

اپنے ترجمے کے بارے میں

درپن درپن[1] کے تراجم مختلف زبانوں سے کیے گئے ہیں،
میں پابند اور آزاد دونوں طرح کی شاعری ہے۔
یہ نظمیں مختلف زبانوں اور مختلف ادوار سے تعلق
ستی ہیں۔ اس لیے ان میں بڑی رنگا رنگی پیدا ہوگئی ہے
ت جو شاعری کا عام موضوع ہے، وہ بھی موجود ہے
ر بہت کچھ اس کے علاوہ بھی۔ موضوعات میں بڑا تنوع
، اور بعض بلکہ اکثر کلام اردو کی عام شعری روایت سے
ا ہے۔ یہ نظمیں معروف شعرا کی نمائندہ نظمیں ہیں جن سے
ں نے اردو کو متعارف کرانا چاہا ہے۔ کلام میں
انوکھا پن محسوس ہوگا، لیکن میں نے کوشش کی ہے کہ
عجبے لطف نہ ہونے پائے اور اوپری نظر نہ آئے۔ شیکسپیر
ترجمے کی طرح ان تراجم میں بھی اردو زبان کے فراواں
ت و اسالیب نے میرا ساتھ دیا ہے۔ اگر یہ تراجم کامیاب
تو اس کا سہرا ہماری وسیع و بسیط، شائستہ و آزمودہ زبان
سر ہے جس میں ہر موقع کی مناسبت سے کام کے الفاظ
اظہار کے پیرائے مل جاتے ہیں، حتیٰ کہ ڈرامے جیسی صنف
بھی یہ قافیے کی پابندی کے ساتھ ہر کردار کا ساتھ دے
سکتی ہے، ہر طرح کے مطالب کو اس خوبی سے ادا کر سکتی ہے
کہ اصل زبان بھی اس کی صلاحیت و استعداد کو نہیں پہنچتی۔
چنانچہ نظم ترجمہ ہو کر ماند پڑنے کی بجائے نکھر جاتی ہے۔ ترجمہ
اَولُو، اجنبی، ناقص، بھونڈا، بے لطف وہاں ہوتا ہے
جہاں ترجمے کی زبان اصلی زبان سے اظہار کی صلاحیت میں ہیٹی ہو
یہ تو سچ ہے کہ ہماری زبان میں سائنسی علوم کی بہت کمی
ہے۔ ہماری نثر دوسری ترقی یافتہ زبانوں کے مقابلے میں پیچھے
رہ گئی ہے، خواہ بالکل تہی دامن نہ سہی۔ اس میں جو اصل کمی ہے
وہ جدید علمی اصطلاحات اور ان کے رواج کی ہے کیونکہ چلن
صرف انگریزی الفاظ کو ملتا ہے۔ اردو کی اصطلاحیں مصنوعی
طور پر ڈھال کر کتابوں میں بند کر دی جاتی ہیں بہت علوم
و فنون ایسے ہیں جنکی اردو کو ہوا بھی نہیں لگنے پائی۔ کسی زبان
میں علمی سرمایہ محدود ہو تو اس کا نثری سرمایہ آپ سے آپ ہلکا رہ جائے
گا۔ ہر زبان نے جسے پنپنے کا موقع دیا گیا زمانے کا ساتھ
دیا ہے، مایوس نہیں کیا۔ زبان کیا چیز ہے جو کچھ ہیں وہ اس
کے بولنے اور برتنے والے ہیں۔ زبان اپنے معاشرے کی ترجمان
ہوتی ہے۔ معاشرہ ترقی کرے تو زبان آپ سے آپ اس کے ساتھ
چلتی ہے۔ اس کی استعداد قوم کی ذہنی سطح کے متوازی رہتی ہے۔
اردو کو زندگی میں پورا دخل حاصل ہوتا تو یہ اپنے وافر وسائل

---

[1] ناشر: مکتبہ اسلوب کراچی

کے بل پر کسی سے پیچھے نہ رہتی۔ مگر صورتِ حال مختلف ہے۔

بہر حال جہاں تک علومِ علمی اور ادبی زبان و اسالیب کا تعلق ہے، اُردو ایک شائستہ منجھی ہوئی زبان ہے جو کسی زبان سے ہیٹی نہیں بلکہ اس قابل ہے کہ دوسری زبانیں اس پر رشک کریں۔ عوامی، علمی اور ادبی زبان میں تخصیص لازمی نہیں۔ ادب بلکہ شاعری میں بھی ہر طرح کی زبان درکار ہوتی ہے اور ہر طرح کے الفاظ کی سمائی ہے۔ مراد یہی ہے کہ جدید سائنس کی تکنیکی اصطلاحوں کو چھوڑ کر اُردو زندگی کے دوسرے میدانوں میں پیچھے نہیں بلکہ آگے ہے۔ علاوہ ازیں شعر کے میدان میں اس نے ایسی مہارت اور ایسا محاورہ پیدا کر لیا ہے کہ شاید فارسی کے علاوہ کوئی زبان اس کے قریب نہیں آتی بلکہ یہ فارسی سے زیادہ جامعیت رکھتی ہے کیونکہ ہندی کا رس، روایت اور لوچ بھی اس کا اپنا ہے اور عربی سے بھی اس نے بہت سا مال مار رکھا ہے اور انگریزی سے بھی بہت کچھ سیکھا ہے۔

اردو کی فوقیت کا اظہار محض پاسداری یا کھوکھلا دعویٰ نہیں، درحقیقت یہ ایک انکشاف ہے جو مجھ پر ان تراجم کے سلسلے میں ہوا کہ کہیں بھی اُردو کو معذور و مجبور، بغلیں جھانکتے نہیں پایا بلکہ جیسا کہ عرض کیا اصل نظم ترجمہ ہو کر نکھرتی اور سنورتی چلی جاتی ہے۔ محسوس ہوتا ہے کہ بات در اصل یوں کہنے کی تھی۔

اس دعوے کی تصدیق یا تردید پڑھنے والوں کے ہاتھ ہے۔ نظمیں ان کے سامنے ہیں شیکسپیئر کا منظوم ترجمہ اصل انگریزی متن کے ساتھ اسی لیے شائع کیا گیا تھا، لیکن یہاں ضخامت اور وسائل مانع رہے۔ نظمیں مختلف زبانوں سے تعلق رکھتی ہیں ان کی طباعت بڑی طوالت کا باعث ہوتی۔ میں مثالیں پیش کر کے دادِ طلب کرنے کی بجائے ناقدین و ناظرین ہی کو مقابلے و موازنے کی دعوت دیتا ہوں۔ صرف ایک بہت چھوٹی سی مثال پر اکتفا کروں گا اور یہ صرف بات کی وضاحت کے لیے ہے۔

ایملی ڈکنسن کی ایک پیاری سی مختصر نظم کا آغاز یوں ہے:

میں ہوں گمنام، آپ کی تعریف!
میں بھی گمنام ہوں، مزاج شریف!
خوب گزرے گی پھر تو۔ چپ ہی رہیں
کہیں ظالم ہمیں نکال نہ دیں،

اصل مصرعے یوں ہیں:

I am nobody, who are you?
Are you nobody too?
Then there's a pair of us.
Don't speak. They'll banish us you know.

"آپ کی تعریف" اور اس کے ساتھ "مزاج شریف" کا برمحل قافیہ (جو You اور too کے قافیے سے زیادہ چست ہے) اور پھر "ظالم" کا روزمرّہ، یہ اُردو ہی ہمیں دے سکتی تھی۔ جملۂ خبریہ جملۂ انشائیہ میں بدل گیا۔ علاوہ ازیں انگریزی میں مکالمہ اجاگر نہ ہوا اگرچہ مقدر تھا۔ غالباً میٹر یا قافیہ مانع آیا۔ بہر صورت اسلوب میں لوچ اور ادبیت کی کمی رہی یا اب محسوس ہونے لگی۔ ادبیت زبان سے حسبِ موقع پوری طرح کام لینے کا نام ہے۔ تیسرا مصرع یوں بھی ہو سکتا تھا" پھر تو ہم دو ہوئے۔ خموش رہیں" مگر بات اگر اردو میں کی جائے تو محل "خوب گزرے گی" ہی کا تقاضا کرتا ہے جس کے بغیر "پھر تو ہم دو ہوئے" کا مفہوم تشنہ رہتا ہے۔ بس اسی طرح کے اندک تصرف کو میں نے جائز رکھا ہے جس سے اصل نظم کے ساتھ ناانصافی نہ ہونے پائے اور اُردو میں پڑھنے والوں کو اس کا پورا لطف حاصل ہو سکے۔

اتنا اور عرض کر دوں کہ یہ باتیں بالعموم انگریزی نظموں کے بارے میں کہی گئیں۔ مجھے انگریزی زبان اور شاعری بہت

ریز ہے۔ میں اس کی اعلیٰ قدروں خصوصاً شیکسپیئر کی عظمت
کے سامنے سر جھکاتا ہوں جو بلا شبہ اور بہ دلائل مُبرہن دنیا
کا سب سے بڑا شاعر تھا۔ لیکن غالباً میرے اس مشاہدے
میں اور بھی لوگ شریک ہوں گے کہ انگریزی شاعری اکثر
prosaic ہو جاتی ہے۔ وہ صعود جسے انہی کی اصطلاح
میں bathos کہتے ہیں خاصا عام ہے یا کم از کم ہمیں نظر
آتا ہے کہ ہم اپنی نظم کو بہت کڑی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ایسا
سپاٹ پن جیسا کہ مثلاً ورڈز ورتھ جیسے بڑے شاعر اور
ر وماتی دور کے امام کے ہاں جا بجا ہے، اگر ہمارے کسی بڑے
شاعر مثلاً اقبال یا جوش کے ہاں ہوتا تو وہ اس درجے پر نہ
ہوتے۔ ہماری شاعری کی زبان شعریت میں رچی ہوئی ہے۔
نظم اگر کہیں سہلِ ممتنع کی صورت میں نثر کے قریب آتی ہے تب
بھی کچھ اور لطف دکھاتی ہے جسے سپاٹ پن نہیں، عین لطافت
کہا جائے گا۔

اردو ایک وسیع زبان ہے لیکن اب سکڑتی چلی جا رہی
ہے۔ بہت سے کار آمد خوش آئند اور پرمعنی الفاظ، محاورات،
امثال و اصطلاحات تھیں جو شاید لغات کے تابوت میں بند
رہ جائیں گی اور بعض تو تحریری شکل میں آ ہی نہ سکیں کہ لغات
میں بار پاتیں۔ ہم "کرخنداری" زبان پر طنز کرتے رہے لیکن
یہ نہ دیکھا کہ ان ہنرمند محنت کشوں کے پاس فنی الفاظ کا کتنا
بڑا ذخیرہ تھا جو اکثر انہی کے ڈھالے ہوئے تھے اور عوام
کی زبردست تخلیقی صلاحیت کا منہ بولتا ثبوت۔

بعض کا خیال ہے کہ میں ہندی الفاظ بہت استعمال
کرتا ہوں۔ در اصل ہم نے بہت سے ہندی الفاظ کو جو اُردو
کا حصہ تھے متروک کے درجے پر پہنچا دیا ہے۔ اُردو کی جیت
ہی اس بات میں تھی کہ اس میں عربی فارسی کے شکوہ صلابت
اور بلاغت کے ساتھ ہندی کا رس بھی سمایا ہوا ہے۔ یہ عموماً وہ
الفاظ ہیں جنہیں جدید ہندی مردود قرار دیتی ہے اور اب اردو
ہی ان کی آماج گاہ رہ گئی ہے۔

شاعری الفاظ کا فن ہے اور اکثر فنی نزاکتوں کا پاس
لازم آتا ہے الفاظ صرف شوق کی خاطر نہیں برتے جاتے۔ مثال
کے طور پر سندھی نظم کے ترجمے کا یہ مصرع دیکھیے:

جانتا ہوں میں بول کی شکتی بول کا بل

میں تے لفظ کی جگہ بول رکھا کیونکہ اصل سندھی میں بھی
یہی ہے اور اردو و سندھی میں مشترک ہے۔ لیکن بول کے ساتھ
یہاں کسی غیر ہندی لفظ کا لانا ذم کے شائبے سے خالی نہ ہوتا۔
اب شکتی اور بل کے بعد اس کے ہم صورت لفظ (بوَل) کی طرف
خیال نہیں جا سکتا۔

یہ بات بھی لائق اظہار ہے کہ ترجموں میں سب سے
کٹھن فارسی شعر کا ترجمہ ہے۔ میں نے اپنے آپ کو کہیں اتنا
عاجز نہیں پایا۔ اس قرابت کے باوجود جو اردو اور فارسی
کے درمیان ہے اردو جملے کی ترکیب فارسی سے زیادہ طویل
ہوتی ہے اور جو اختصارات فارسی میں کیے جاتے ہیں اردو
میں نہیں ہوتے۔ "گر بتو افتدم نظر" (اگر تجھ پر میری نظر
پڑے) یہاں ایک م وہ بھی ساکن اُردو کی دو طویل حرکات
کا قائم مقام ہے (مے ری) کہاں ایک بے حرکت م کہاں پورا
ایک رکن (فعِلن)۔ آپ "مری" بھی کہیں تو فعَل کے برابر
ہو گا یعنی وہی ایک پورا رکن، ایک سبب اور ایک وتد۔
علاوہ ازیں فارسی کا شعری اُسلوب خود اس قدر منجھا اور
گدرایا ہوا ہے کہ اُردو خود اس کی خوشہ چیں ہے۔ فارسی کی
شستگی اور بلاغت کو اُردو میں قائم رکھنا محال ہو جاتا
ہے۔ اگر وہی کے وہی لفظ رکھ دیے جائیں تو وہ ترجمہ ہی
کیا ہوا۔ غرض کسی صورت بات نہیں بنتی۔ پھر فارسی اُردو
کے اتنی قریب ہے کہ ترجمہ بے ضرورت نظر آتا ہے۔ ترجمے
سے کیوں ناحق اصل میں کچھ کتر بیونت یا اضافہ کیا جائے۔

ترجمے میں توازن برقرار رکھنے کے لیے کچھ نہ کچھ ضرور گھٹانا
بڑھانا پڑتا ہے۔ توازن سے مراد صرف مصرعے کو پورا کرنا
نہیں بلکہ مجموعی تاثر کو برقرار رکھنا ہے۔ ایک طرح کی تخلیق

کاوش کے بغیر ترجمے کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔ ویلی راولی کی شناخت اچھا مترجم وہی ہوسکتا ہے جو خود بھی تخلیق کار رہو۔

اِشکال کی ایک صورت تو وہ تھی جو فارسی کے تراجم میں پیش آئی۔ دوسری طرف وہ تجریدی شاعری ہے جس میں کوئی ایسا مفہوم سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا جسے دوہرایا جا سکے۔ بقول سیسل ڈے لوئس پوری نظم ایک امیج کا حکم رکھتی ہے، ایک پیچیدہ تخیل یا تخیلات کا ایک مرکب جو کسی منطقی سلسلے میں بندھا ہوا نہیں ہوتا (جیسے تمثیلی شاعری جو ہندی میں عام ہے)، نہ کسی اور وحدت کا حامل ہوتا ہے، بجزاس کہ وہ تخیلات ایک ہی ذہن سے برآمد ہوئے ہیں۔ ان میں ایک باطنی ربط صرف شاعر کی شخصیت سے پیدا ہوتا ہے جو ہمارے لیے اجنبی ہوتی ہے اور صرف انہی جستہ جستہ نامربوط تخیلات سے کسی حد تک پہچانی جاتی ہے۔ میں اس شاعری کی بابت یہاں کسی تنقیدی بحث میں نہیں پڑنا چاہتا۔ ویسے بھی خیال کی کامل آزادی کا قائل ہوں۔ مگر اتنا ہے کہ یہ شاعری عام طور سے قابلِ فہم اور دوسری زبانوں کے لیے لائقِ استفادہ نہیں ہوتی اور شاعری کی عین یہی قسم ہے، جسے ناقابلِ ترجمہ کہنا چاہیے۔ دائرۂ ابلاغ کا اتنا محدود ہوجانا بہرحال ایک کوتاہی ہے۔ ہمارے سائنسی دور میں جبکہ زور منطق اور ریاضی کی معروضی صحت وصفائی بیان پر ہے، اس رجحان کا پنپنا غالباً ایک جذباتی ردِعمل ہے۔

دنیا کی شاعری کا افق بہت وسیع ہے اور خزانے بے پایاں۔ اس لیے یہ تراجم کا مجموعہ کسی جامعیت کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ پھر بھی یہ اردو میں اب تک سب سے زیادہ متنوع پیش کش ہے۔ (ص ۱۲ - ۲۱)

> قومی زبان جو قومی زندگی میں صحیح مقام حاصل ہوئے بغیر قومی یگانگت پیدا نہیں ہوسکتی۔ نہ قوم کے دماغوں سے احساسِ کمتری دور ہوسکتا ہے، نہ خود اعتمادی پیدا ہوسکتی ہے، نہ ملک اور قوم مستحکم ہوسکتے ہیں۔
>
> ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی

نیسان اکبر آبادی

داستانِ اردو خود اُسکی زبانی

میں وہ ہوں سانس لی ہے جس نے شاہانہ فضاؤں میں
بڑی وقعت تھی میری بادشاہوں کی نگاہوں میں
مجھے ناسخ نے گمنامی کے پردے سے نکالا تھا
بڑی چاہت سے مجھ کو میرؔ اور غالبؔ نے پالا تھا
انیسؔ لکھنوی نے میری ہستی جگمگا دی ہے
زمانے کی نگاہوں میں مری وقعت بڑھا دی ہے
یہاں پہ پنجاب میں اقبال نے مجھ کو سراہا ہے
مجھے آگے بڑھایا اور مجھ کو دل سے چاہا ہے،
نہیں ہے میرا چرچا صرف اپنوں ہی کی محفل میں
مری الفت ہوئی ہے جاگزیں اوروں کے بھی دل میں
مجھے کہتے ہیں اردو اور محبت میرا ایماں ہے
مٹا دینا مرا آساں نہیں یہ قولِ نیساںؔ ہے

غلام ربانی عزیز

تدریسِ اردو

ایک توجہ طلب پہلو

کوئی زبان بھی سیکھے بغیر نہیں آسکتی۔ مادری زبان ہی کو لیجیے، بچہ ماں، باپ بہن، بھائیوں اور قرب و جوار کی آوازیں سنتے سنتے سیکھتا ہے۔ اگر زندگی کے کاروبار کو رواں دواں رکھنے کے لیے زبان کا اتنا علم ہی کافی ہوتا تو سکولوں اور درسگاہوں کی ضرورت نہ پڑتی۔ اس لیے جب وہ پانچ چھ برس کی عمر کو پہنچتا ہے۔ تو اسے سکول میں داخل کر دیا جاتا ہے، تاکہ تربیت یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں زبان کی نوک پلک سنوارے۔

انگریزوں کی عملداری سے پہلے بول چال کی زبان اردو تھی، تو عربی اور فارسی تدریسی زبانیں تھیں۔ حکومتِ بدلی تو سیاسی مصلحتوں کے تقاضے بھی بدل گئے۔ سب سے پہلے اسے نظامِ تعلیم بدلنے کی ضرورت محسوس ہوئی کیونکہ اُسے ایسا ذہن تیار کرنا تھا جو علی الاعلان اپنی روایات، تہذیب اور ثقافت سے رشتہ توڑ کر مغربی معاشرت و تمدن اور بود و باش پر دل و جاں سے فدا ہو۔ اسی خطرے کو سامنے کھڑا دیکھ کر ہی اکبر الہ آبادی نے کہا تھا۔

شیخ مرحوم کا یہ قول مجھے یاد آیا
دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے

نیز انگریز کو ہوا خواہوں کا ایک ایسا حلقہ بھی پیدا کرنا تھا جو شاہ سے زیادہ شاہ کا وفادار ہو اور جب عوام کی نفرتیں حکومت کے خلاف طوفان کا روپ دھار لیں تو ان کا رخ اصل ہدف سے موڑا جا سکے۔

جب انگریز برصغیر میں آئے تو ہر چند اردو کو پیدا ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا۔ بایں ہمہ اس میں الفاظ کا ذخیرہ اتنا ضرور موجود تھا کہ معمولاتِ زندگی بلا روک ٹوک چل رہے تھے۔ نئی ایجادات ہوتیں، یا نئی اشیا باہر سے آتیں تو ضرورت جو ایجاد کی ماں ہے، نئے الفاظ پیدا کر لیتی اور اچھوتے اسلوب ہائے بیان تراش لیتی تھی۔ جب ملک میں امن و امان قائم ہو گیا۔ تو حکومت نے اپنی تعلیمی سکیم کو رائج کرنے کے لیے سکول کھولنا شروع کیے۔ سکول تو کھل گئے۔ نصاب کہاں سے آتا۔ محکمۂ تعلیم نے مولانا محمد حسین آزاد کو ڈھونڈھ نکالا اور اردو زبان کا نصاب مرتب کرنے کی خدمت ان کے سپرد ہوئی۔ مولانا کے قلم میں خدا نے وہ اعجاز رکھا کہ ان کا ہر کام باون تولے اور پاؤ رتی ہوتا تھا جو سلسلۂ کتب انھوں نے لکھا اس کی برجستگی، سادگی اور دل آویزی پر ہماری زبان ہمیشہ ناز کرتی رہے گی، مدتوں یہ سلسلۂ کتب تمام ان مدارس میں جہاں اردو پڑھائی جاتی تھی رائج رہا۔ بعد میں مولانا محمد اسماعیل میرٹھی نے بھی ایک سلسلۂ کتب لکھا، ہر چند

اس میں مولانا آزاد کی زبان کا چٹخارا تو نہ تھا، لیکن سادگی، روانی اور صحتِ زبان کے زاویۂ نگاہ سے آپ اپنی نظیر تھا۔

حکومتِ وقت کی کوشش سے کتابیں تو میسر آگئیں، استاد کہاں سے آتے۔ ابھی تک طرزِ جدید کی درسگاہیں کھلی تھیں، نہ تربیتی ادارے کے اتر پردیش میں تو اس باب میں کوئی دقت پیش نہ آئی ہوگی۔ طلبہ اور اساتذہ کی زبان ایک ہی تھی۔ جو گھروں میں بولتے تھے، وہی سکولوں میں پڑھایا جاتا تھا۔ ہاں یہ کمی ضرور تھی کہ معلمین کی کھیپ کی کھیپ ناتربیت یافتہ تھی۔ اس نصاب کے رائج ہونے پر پنجاب میں جو دقتیں پیش آئی ہوں گی ان میں قابل اور موزوں سٹاف کی فراہمی مشکل ترین مرحلہ ہوگی آج بھی یہ وقت بحالہ قائم ہے۔

آج دیہاتی اساتذہ کی کثیر تعداد معاشرے کے اس طبقے سے تعلق رکھتی ہے، جو مالی دشواریوں کی وجہ سے میٹرک سے آگے نہیں جا سکتے۔ ان میں سے جو لوگ اور کہیں کھپ نہیں سکتے، انہیں محکمہ تعلیم اپنے دامنِ شفقت میں لے لیتا ہے۔

یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ چھوٹے بچوں کو پڑھانا ازحد مشکل کام ہے، اس لیے ان کی صحیح رہنمائی کے لیے ایسے اساتذہ چاہئیں جنہیں اپنے مضمون پر پورا عبور حاصل ہو، شفیق ہوں اور احساسِ فرض کی دولت سے مالا مال ہوں۔ سوچیے ایک میٹرک پاس استاد کی علمی بساط کیا ہوسکتی ہے اور اس کا ناپختہ ذہن جو غمِ روزگار کے ہاتھوں ہر وقت اندیشہ ہائے دور دراز میں الجھا رہتا ہے، ہمارے کس مرض کی دوا ثابت ہوگا۔

او خویشتن گم است کرا رہبری کند

مجھے یاد پڑتا ہے کہ ۱۹۲۵ء میں قاضی ضیاء الدین مرحوم نے، جو اس وقت راولپنڈی کے ڈسٹرکٹ انسپکٹر تھے، ضلع کونسل سے ایک قرارداد منظور کرائی تھی کہ تحصیل گوجرخان کے کسی موزوں مقام پر اردو ہائی سکول کھولا جائے تاکہ ورنیکلر سکولوں کو بہتر سٹاف فراہم کیا جا سکے، قاضی صاحب ابھی اس سکیم کے مبادیات ہی سے فارغ نہیں ہوئے تھے کہ اللہ کو پیارے ہوگئے۔ اگر وہ فائل دفتر گاؤ خورد نہیں ہوگئی، تو اسے گوشۂ خمول سے نکال کر دیکھا جائے کہ موجودہ حالات میں وہ کس حد تک ہماری ملکی ضروریات کی کفیل ہو سکتی ہے اور اگر اس میں کوئی کمی یا خامی پائی جاتی ہے تو اسے کس طرح دور کر کے مفیدِ مطلب بنایا جا سکتا ہے

ضیاء الحق قاسمی

عظمت کا نشاں، ہم کو یہ اردو نے دیا ہے
اس چاک گریباں کو اردو نے سیا ہے

ان تشنہ لبوں پر یہ جو سرخی ہے نمایاں
مے خانۂ اردو سے ہی اک جام پیا ہے

اردو سے ہی ابھرا ہے تشخص بھی ہمارا
اس قوم کی عظمت کو بلند اس نے کیا ہے

مانا کہ بہت اور بھی شامل تھے عوامل
اردو کے تفضّل سے بھی یہ ملک لیا ہے

ہر قوم کی ہوتی ہے زباں ہی تو علامت
منزل کی نشانی کا یہ خوش رنگ دیا ہے

الحسنؓ بن علیؓ

مؤلف :- سید آل احمد رضوی

ناشر :- شیعہ جنرل بک ایجنسی، حمایت اہلبیت وقف
۱۰- بلدیہ روڈ لاہور

صفحات :- ۹۵

قیمت :- دس روپے

جب ہم علم کی بات کرتے ہیں تو ذہن میں خود بخود کتاب کا تصوّر ابھرتا ہے کیونکہ علم اور کتاب لازم و ملزوم ہیں۔ اگر کتاب نہ ہوتی تو آج کا انسان گزشتہ لوگوں کی تہذیب و تمدن اور اس دور کے واقعات سے بے بہرہ رہتا۔ کتابوں کی وساطت ہی سے تاریخی واقعات نسل در نسل منتقل ہوتے چلے آرہے ہیں۔ گزشتہ زمانوں میں ایسی ہستیاں گزری ہیں جن کے کارنامے ہمارے لیے نہ صرف باعثِ فخر ہیں بلکہ ہمیں تقلید و عمل کی دعوت بھی دیتے ہیں۔ جہاں فاتح جابر اور عادل حکمرانوں کی تاریخ ملتی ہے وہیں اولیائے کرام و بزرگانِ دین کے تذکرے بھی ملتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ کی زندگی کے حالات اور آلِ رسولؐ کے تاریخی واقعات و حالات ہر دور میں اور ہر زبان میں لکھے جاتے رہے ہیں۔

آلِ احمد رضوی نے حضرت امام حسنؓ سے متعلق اپنے احساسات و تاثرات کو "الحسنؓ بن علیؓ" کے نام سے کتابی صورت میں پیش کیا ہے۔ یہ کتاب امام حسنؓ کی زندگی کے مختلف گوشوں کا مرقع ہے جسے عقیدت و احترام کے قلم اور عرفان و آگہی کی روشنائی سے ترتیب دیا گیا۔

آلِ احمد رضوی ایک بالغ نظر مفکر اور حق پرست انسان ہیں۔ انہوں نے تاریخ اسلام کا گہرا مطالعہ کیا ہے اور اپنی کتاب میں تذکرہ حسنؓ شیریں اور دلکش انداز میں بیان کیا ہے۔ کتاب کی ایک اہم خوبی یہ ہے کہ ہر واقعہ کو تفصیلی تحقیق کے بعد صحیح اور درست ثابت ہوتے پر ہی تحریر کیا گیا ہے۔ "حرفِ آغاز" میں لکھتے ہیں "میری کوشش یہی رہی ہے کہ جو بات لکھی جائے تحقیقی ہو بے بنیاد روایات اور بے ادبانہ و گستاخانہ حکایات سے حتی الوسع احتراز کیا جائے تاکہ عام آدمی خصوصاً نوجوان نسل اس سے استفادہ کر سکے۔"

اس کتاب میں ۴۵ مستند اور مسلم کتب سے حوالہ جات لیے گئے ہیں تاکہ کوئی پہلو تشنہ نہ رہے۔ اس اعتبار سے یہ کتاب تاریخ اسلام کی ایک قابلِ اعتماد دستاویز کی حیثیت اختیار کر گئی ہے اور مؤلف کی محنت تحقیقی تجسس اور اہلِ بیت سے عقیدت کی منہ بولتی تصویر ہے۔

مجھے امید ہے کہ یہ کتاب اہلِ دانش، اہلِ فکر، اہلِ ایمان اور اہلِ حق سے خراجِ تحسین وصول کرے گی۔

(طارق شاہد)

بیان بے خودی (منظوم)
شاعر : پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل
ناشر : ادارۂ تنویرات علم و ادب
۵۰۵۔ پیر الٰہی بخش کالونی۔ کراچی
صفحات : ۱۱۸
قیمت : تیس روپے

دانائے راز علامہ اقبال کے فارسی کلام کے اردو تراجم شائع ہوتے رہتے ہیں۔ اس سلسلے کی تازہ ترین کاوش زیر نظر ہے۔ پروفیسر سید محمد عبدالرشید فاضل، فارسی زبان و ادب کے معروف عالم اور اردو کے قادر الکلام شاعر ہیں۔ اُن کے قلم سے "اسرارِ خودی" کا منظوم ترجمہ کچھ عرصہ پہلے شائع ہو چکا ہے۔ انہوں نے رموزِ بےخودی کو اردو کا منظوم قالب دے کر "اسرار و رموز" کے تراجم میں قابلِ ذکر اضافہ کیا ہے۔

علامہ اقبال کے فلسفۂ خودی کا مطالعہ "رموزِ بے خودی" کے مطالعے کے بغیر مکمل نہیں ہوتا۔ انہوں نے اس مثنوی میں واضح کیا ہے کہ "حیات ملی کے بغیر فرد کا قیام ممکن نہیں اس لیے افراد کو چاہیے کہ وہ ایک خاص حد تک انفرادی انا کو قائم رکھ کر اپنی انفرادیت کو ملت کی فلاح پر قربان کر دیں" (ص: ۳)

جنابِ فاضل نے علامہ اقبال کی اختیار کردہ بحر "ہزج مسدس" میں ایک رکن کا اضافہ کر کے "ہزج مثمن" میں ترجمہ کیا ہے۔ اصل متن اور ترجمے کے چند شعر یہ ہیں:

متن:
سر زند از ماضی تو حالِ تو
خیزد از حالِ تو استقبالِ تو
مشکن ار خواہی حیات لازوال
رشتۂ ماضی ز استقبال و حال

ترجمہ:
تیرے ماضی ہی سے تیرا حال کرتا ہے ظہور
حال سے پھر تیرا استقبال کرتا ہے ظہور
تو نہ مت گر چاہتا ہے تو حیات لازوال
ہے جو قائم رشتۂ ماضی و استقبال و حال

کتابت کی اکا دکا اغلاط کھٹکتی ہیں۔ کتاب سفید کاغذ پر خوبصورت انداز سے چھپی ہے اور کارڈ بورڈ کی جاذبِ نظر جلد سے مزین ہے۔

کیفیات حج بیت اللہ
مصنفہ : ہرمزی قدوائی
ناشر : ادارۂ نگارش و مطبوعات سی/۵، کوزی ہومز گلشنِ اقبال کراچی۔ ۴۷
صفحات: ۱۵۲
قیمت : گیارہ روپے پچاس پیسے

اردو میں جس قدر سفرنامے لکھے گئے ہیں، ان کی بڑی تعداد سفرِ حج اور زیارتِ حرمین سے متعلق ہے۔ کوئی سال ایسا نہیں گزرتا جب دیارِ حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے مسافر اپنے تاثرات قلمبند نہ کرتے ہوں۔ محترمہ ہرمزی جلیل قدوائی اور ان کے شوہر اکتوبر ۱۹۸۱ء/ ذوالحجہ ۱۴۰۱ھ میں فریضۂ حج ادا کرنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ محترمہ نے سادہ زبان میں اس سفر کے واقعات و مشاہدات قلمبند کیے جو ماہنامہ عصمت (کراچی) میں شائع ہوئے ہیں۔ بار دیگر زیر نظر مجموعہ کی شکل میں چھپے ہیں۔ مصنفہ کے شوہر اور شریکِ سفر جناب جلیل قدوائی نے حواشی و تصریحات لکھ کر اپنے ذاتی تجربات اور احساسات بھی شامل کر دیے ہیں۔ سفرنامہ یوں بھی ایک دلچسپ صنفِ ادب ہے اور جب اس میں "دیارِ حبیبؐ" کا ذکر ہو تو دلچسپی دوچند ہو جاتی ہے۔ امید ہے یہ سفرنامہ قدر کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔

راختر راہی

نضیراءاعظم

اپنی بات

مقتدرہ قومی زبان کی سرگرمیاں

مختلف النوع تقاریب کسی بھی ادارے کے فعّال ہونے کا بیّن ثبوت ہوتی ہیں۔ مقتدرہ قومی زبان میں بھی اکثر و بیشتر تقاریب منعقد ہوتی رہتی ہیں۔ چنانچہ ۷ / مارچ کو مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی نے اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ میں ہونے والے تکنیکی ادارت پر ایک سہ روزہ سیمینار کے مدعوین کو مقتدرہ میں عصرانہ دیا۔ اس موقع پر صدر نشین نے مقتدرہ قومی زبان کی کارکردگی، اس کا مکمل تعارف، مطبوعات کی تفصیل سے مہمانوں کو آگاہ کیا مقتدرہ کے زیرِ اہتمام شائع ہونے والی کتب اور کتابچوں کی نمائش کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔ مدعوین نے ان کتب اور کتابچوں کی طباعت اور مقتدرہ کے زیرِ اہتمام ہونے والے امور کو سراہا اور صدر نشین سے نفاذِ اردو کے سلسلے میں بعض سوالات بھی کیے۔ اور اپنی تجاویز اور مشوروں سے بھی نوازا۔ اس موقع پر اسلامک ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائریکٹر جناب ایس۔ ایم زمان صاحب نے میزبان کو بتایا کہ ان کے ادارے میں دفتری تحریری امور کا تقریباً پچاس تا ساٹھ فیصد کام اردو میں ہو رہا ہے اور اس تناسب میں اضافہ ہی ہوتا جائے گا۔ صدر نشین نے بتایا کہ وزارتِ دفاع کا تیس فیصد تحریری دفتری کام اردو میں شروع ہو گیا ہے جبکہ مزید تین وزارتیں بھی مقتدرہ کے ساتھ بھرپور تعاون کر رہی ہیں۔ جامعہ کراچی کے شعبۂ صحافت کے پروفیسر جناب زکریا ساجد نے صدر نشین کی بھرپور فعال کوششوں کو سراہا اور اس امر پر یقین ظاہر کیا کہ اگر وسائل مقتدرہ قومی زبان کا ساتھ دیتے جائیں تو یہ ادارہ جس رفتار سے کام کر رہا ہے، جن شعبوں میں پیش رفت جاری ہے وہ زیادہ سہل انداز میں اور سرعت سے سرانجام پائے گی مہمانوں کو مقتدرہ قومی زبان کے بارے میں شائع شدہ ۱۳ / کتابچوں کے سیٹ اور مقتدرہ کا تعارف نامہ بطور تحفہ پیش کیے گئے۔

o

۷ / مارچ کو صدر نشین نے ذرائع ابلاغ اور چند دوسرے اہم محکموں کے مقتدر افراد کو ایک مقامی ہوٹل میں ظہرانہ دیا۔ ظہرانے میں ان افراد نے شرکت کی جناب طارق وارثی مدیر روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی، جناب شورش ملک مدیر روزنامہ جنگ راولپنڈی، جناب اسلم جدون اسٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان راولپنڈی، جناب کاظمی اسٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو تراڑکھل، جناب سجاد ترمذی اسٹیشن ڈائریکٹر ریڈیو پاکستان اسلام آباد، جناب جی این ملک مدیر ہفت روزہ ورلڈ اسلامک ٹائمز، جناب ایم آئی حسین ڈائریکٹر جنرل نیشنل بک کونسل، جناب غلام ربانی آگرو ڈائریکٹر جنرل اکادمی ادبیات پاکستان۔

o

۱۰ / مارچ کو مقتدرہ قومی زبان کی مجلس منتظمہ کا اجلاس ہوا جس کی صدارت صدر نشین نے کی اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ اجلاس میں کئی اہم منصوبوں پر غور و فکر ہوا اور باہمی رضامندی سے ان کی منظوری دے دی گئی۔ اجلاس میں ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، جناب جمیل الدین عالی، جناب خالد عمر فاروقی، جناب پریشان خٹک، جناب نذیر رومانی، جناب اسد اللہ بھٹو اور جناب نفیس حسین نے شرکت کی۔

پیش رفت

نفاذِ اردو بطور دفتری زبان

[وفاقی وزارتوں کے معتمدین / اضافی معتمدین انچارج کے نام ایک مراسلہ]

حکومت پاکستان
کابینہ ڈویژن

مکرمی، السلام علیکم

صدارتی ہدایت نمبر ۲۲۸ / ۱۹۸۴ بر موضوع بالا کے حوالے سے میں آپ کی توجہ اس امر کی جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ مختلف وزارتوں / ڈویژنوں کے تقریباً اٹھارہ سو افسروں نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی وساطت سے دفتری اردو کورس مکمل کر لیا ہے۔ نیز اردو مختصر نویسی / ٹائپنگ میں تربیت کا پہلا کورس اپریل کے آخر میں ختم ہو رہا ہے۔ اب اس بات کی ضرورت ہے کہ تربیت یافتہ افراد نے جو اہلیت اور فنی مہارت حاصل کی ہے وہ نہ صرف برقرار رکھیں بلکہ اس میں اضافہ کریں۔ اس مقصد کے حصول کے لیے مندرجہ ذیل ہدایات برائے تعمیل آپ کی خدمت میں ارسال کی جا رہی ہیں:

۱ - ضروری ہے کہ افسران اپنے دفتری کام کا کچھ حصہ اردو میں سر انجام دیں تاکہ اردو میں تربیت یافتہ ٹائپ کار اور سٹینوگرافر مشق جاری رکھ سکیں اور تربیت کے ثمرات ضائع نہ ہوں توقع ہے کہ ہر افسر اس سلسلے میں اپنی صوابدید پر اردو میں دائرہ کار کا تعین کرے گا اور بتدریج اسے وسعت دے گا۔

۲ - فائلوں پر جہاں تک ممکن ہو، مختصر کیفیت نگاری (نوٹنگ) اردو میں کی جائے۔

۳ - سکیل (۱-۴) کے سرکاری ملازمین مثلاً خاکروب فراش، نائب قاصد/قاصد، جمعدار ڈرائیور وغیرہ کے ساتھ تمام مراسلت اردو میں کی جائے۔

۴ - اردو میں وصول ہونے والے خطوط کے جواب اردو میں ڈائری کیے جائیں اور ان کا جواب بھی اردو میں دیا جائے۔ جہاں تک ممکن ہو عوام کے ساتھ خط و کتابت اردو میں کی جائے۔

۵ - دفاتر کے لیے داخلی ہدایات / حکم نامے اردو میں جاری کیے جائیں، نیز اندرونی اجلاسوں میں کارروائی اردو میں کی جائے۔

۶ - کاغذات پر مختصر احکامات مثلاً "اسے فوری پیش کیجیے" "متعلقہ ریکارڈ کے ساتھ پیش کریں" وغیرہ اور دستخط اردو میں کیے جائیں۔

۷ - مختصر مراسلات یاد دہانی، جہاں تک ممکن ہو اردو میں جاری کیے جائیں۔

۸ - دفاتر / ملازموں کے ناموں کی تختیاں اردو میں لکھوائی جائیں۔

۹ - جنرل سیکشن کا تمام کام اردو میں کیا جائے اور اس سیکشن سے مختلف اشیاء مثلاً سٹیشنری وغیرہ کی طلب اردو میں کی جائے۔

۱۰ - چھٹی کی درخواست اردو میں تحریر کی جائے۔

۱۱ - آئندہ بھرتی کیے جانے والے کم از کم ایک تہائی مختصر نویس ٹائپ کار اردو اور انگریزی دونوں میں استعداد رکھتے ہوں۔

۱۲ - آئندہ خریدی جانے والی ٹائپ مشینوں میں سے ہر دفتر اپنی ضرورت کے مطابق اردو ٹائپ مشینیں خریدا کرے۔

۱۳ - دفاتر میں استعمال ہونے والی سٹیشنری کا مطلوبہ حصہ اردو میں چھاپا جائے۔

○

۲ - اردو کے بطور دفتری زبان نفاذ کے سلسلے میں یہ چند ابتدائی اقدامات ہیں جیسے جیسے تربیت یافتہ افراد کی تعداد بڑھتی جائے گی اردو میں کام کی مقدار کے تناسب میں بتدریج اضافہ کیا جائے گا۔
بعض دفاتر میں ان ہدایات سے قبل ہی اردو کا کافی وسیع استعمال کیا جا رہا ہے اسے برقرار رکھا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اس میں اضافہ کیا جائے۔ مندرجہ بالا ہدایات پر عمل درآمد کی رپورٹ تین ماہ کے اندر ارسال فرمائیں۔

والسلام
آپ کا مخلص
(خالد عمر فاروقی)

اردو میں کورسز کے وڈیو پروگرام

صدر مملکت کی ہدایت پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بیرون ملک بچوں کے لیے اسلام کی تدریس کے علاوہ اردو زبان میں کورسز کے وڈیو پروگرام تیار کرنے کی منصوبہ بندی کر لی ہے۔ اسی طرح اندرون ملک علم میں دلچسپی رکھنے والے افراد کے لیے پیشہ ورانہ تربیت کے بھی کورس شروع کیے جا رہے ہیں۔ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر جی اے الانہ صاحب کا کہنا ہے کہ خواتین کو تعلیم دینے کا منصوبہ بھی تیار کیا جا رہا ہے یاد رہے یہ تمام پروگرام بھی حسب روایت اردو میں ہوں گے۔ اور اردو زبان کو ملک کے اندر عام کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔

کسٹم قوانین کا اردو ترجمہ

معلوم ہوا ہے کہ عوام کو کسٹم کے قوانین اور قواعد و ضوابط سے آگاہ کرنے کے لیے کسٹم قوانین کا اردو ترجمہ کتابی شکل میں پیش کیا جا رہا ہے۔ سنٹرل بورڈ آف ریونیو کے شعبہ نگرانی کے ڈپٹی ڈائریکٹر جناب حسین احمد شیرازی نے یہ ترجمہ مکمل کیا ہے جس میں آسان زبان استعمال کی گئی ہے تاکہ ملک کے کم تعلیم یافتہ افراد اور بیرون ملک مقیم پاکستانی بآسانی کسٹم قواعد و ضوابط کو سمجھ سکیں۔
روزنامہ جنگ (راولپنڈی) ۵ فروری ۱۹۸۵ء

اردو کو بطور ذریعہ تعلیم رائج کرنے کے لیے کمیٹی کا تقرر

محکمۂ تعلیم حکومت پنجاب کے اعلان کے مطابق اردو کو بطور ذریعۂ تعلیم اپنانے کے لیے تیرہ افراد پر مشتمل ایک مجلس قائمہ (سٹینڈنگ کمیٹی) مقرر کی گئی ہے۔ اس کمیٹی کے فرائض حسب ذیل ہیں۔

- انٹرمیڈیٹ جماعتوں کے لیے اردو میں کتابوں کی ترتیب و تدوین اور اشاعت
- انٹرمیڈیٹ سطح تک (انگریزی کتابوں کو) اردو میں منتقل کرنا۔

• اردو میں اصطلاحات کی درجہ بندی

کمیٹی اپنے قیام کے پہلے سال میں کم از کم ہر سہ ماہی میں ایک دفعہ اجلاس کرے گی اور بعد میں چار / پانچ ماہ میں ایک اجلاس منعقد ہوگا۔

۱۱ جنوری کے اجلاس میں کمیٹی نے ملک کے ماہرین تعلیم سے اپیل کی ہے کہ وہ اپنی تجاویز بھیج کر کمیٹی سے تعاون کریں۔

روزنامہ ڈان (کراچی) ۱۲ جنوری ۱۹۸۵ء

اردو میں ٹیلی فون ڈائریکٹری

ابوعیسیٰ ٹریڈرز قصور، قومی زبان اردو میں ضلع قصور کے ٹیلی فون نمبروں پر مشتمل انتہائی دیدہ زیب دلکش اور خوشنما رنگوں میں ایک ٹیلی فون ڈائریکٹری شائع کرنے کا اہتمام کر رہے ہیں۔ اس ڈائریکٹری میں ضلع قصور کے علاوہ پاکستان بھر کے اہم ٹیلی فون نمبر بھی درج ہوں گے۔ یہ ڈائریکٹری مرزا اصلاح الدین انجم مرتب کر رہے ہیں۔

ہفت روزہ تکبیر (کراچی) ۱۱ جنوری ۱۹۸۵ء

جیل سٹاف کے تربیتی نصاب میں اردو تراجم کی شمولیت

حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ جیل سٹاف کے تربیتی نصاب میں قیدیوں کی اصلاح اور نو آبادکاری سے متعلق کتب کے اردو تراجم شامل کیے جائیں گے۔

روزنامہ پاکستان ٹائمز (راولپنڈی) ۱۹ جنوری ۱۹۸۵ء

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ — اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ — سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف — میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ — اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف — ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ — مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراک عمل

پمفلٹ نمبر ۵ — مقتدرہ قومی زبان اور اردو ٹیلی پرنٹر
مصنف — محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ — وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ — اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ — سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ — مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف — عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ — آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف — پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ — وضع و استناد اصطلاحات
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ — قومی زبان کا نفاذ۔ چند دشواریاں
مصنف — بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ — تربیتی ورکشاپ
مصنف — انعام الحق جاوید، ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی

پمفلٹ نمبر ۱۳ — بلوچستان میں نفاذ اردو
مصنف — ڈاکٹر انعام الحق کوثر

پمفلٹ نمبر ۱۴ — قومی زبان اور علاقائی زبانوں کا رشتہ
مصنف — پروفیسر جیلانی کامران

اخبارِ اردو کے نام

محمد عبداللہ قریشی
ماہنامہ فنون لاہور

"ابھی ابھی فروری ۱۹۸۵ء کا "اخبار اردو" ملا۔ " اردو ترجمے کی فنی تاریخ " شروع سے آخر تک پڑھ ڈالی مگر مرحوم انجمن پنجاب کے ذریعے لاہور نے ترجمے کے سلسلے میں جو کام کیا تھا اس کا کہیں اشارہ تک نہ پایا۔ میری گزارش ہے کہ مضمون نگار اس طرف بھی توجہ فرمائیں۔"

پیرزادہ محمد حسین عارف (ولادت ۱۰ ستمبر ۱۹۵۶ء وفات ۳۰ مارچ ۱۹۲۸ء) نے جو اخبار انجمن پنجاب کے مدیر بھی رہے، ڈاکٹر لائٹنر کی فرمائش پر کئی علمی کتابوں کے ترجمے کیے جن میں سے چند ایک کے نام یہ ہیں:

(۱) منطق استقرائی
(۲) مفتاح الافلاک یا علم ہیئت
(۳) رسالہ سیاست مدن
(۴) تشریحات قوانین انگلستان
(۵) رسالہ علم سکون سیالات
(۶) علم اصول قانون
(۷) رسالہ علم سیارات
(۸) سرولیم ہملٹن کے فلسفے کا خلاصہ
(۹) رسالہ اقسام حقیقت اراضی و طریق ہائے مالگزاری

انگریزی کے علاوہ انھوں نے عربی اور فارسی کی بھی کئی کتابوں اور رسالوں کے ترجمے کرکے اردو کا دامن مالا مال کیا۔ مثلاً

(۱۰) عجائب الاسفار (سفرنامہ ابن بطوطہ کے ایک حصہ کا ترجمہ)
(۱۱) قصیدہ "بانت سعاد" } ان دونوں عربی قصیدوں
(۱۲) قصیدہ "بردہ" } کا منظوم اردو ترجمہ کیا۔
(۱۳) ذکر العارفین (بابا داؤد خاکی کی نظم وردالمریدین کا اردو ترجمہ
(۱۴) منظوم ترجمہ آیت الکرسی
(۱۵) ۱۹۰۰ء میں انھوں نے مثنوی مولانا روم کی سو حکایتوں کا اسی کی بحر میں منظوم اردو ترجمہ کیا، جو "عقد گوہر یا موتیوں کا ہار" کے نام سے چند بار چھپ چکا ہے۔

اگر پنجاب یونیورسٹی لائبریری کا جائزہ لیا جائے تو اس میں کئی کتابیں اور ملیں گی، جو مختلف بزرگوں نے ترجمہ کی ہوں گی۔"

کوالالمپور یونیورسٹی کے لیے اردو کتب کا عطیہ

کوالالمپور یونیورسٹی میں اردو کی تدریس اور ترویج کے لیے وفاقی سیکرٹری وزارتِ تعلیم سعید احمد قریشی نے اپنے دورۂ ملائیشیا کے دوران ایک پروقار تقریب میں یونیورسٹی کے وائس چانسلر کو مرکز زباندانی کے لیے اردو کی ایک سو کتابیں پیش کیں۔ وفاقی سیکرٹری نے تقریب سے خطاب کرتے ہوئے پاکستان اور ملائیشیا کے تعلقات کو سراہا اور مشترکہ ثقافتی ورثوں کو اجاگر کرنے کے لیے ہر ممکن تعاون کا یقین دلایا انہوں نے اس یقین کا اظہار کیا کہ ملائیشیا میں اردو زبان کے تعارف اور ترویج سے دونوں ملکوں کے درمیان بھائی چارے اور اخوت کی فضا مزید مستحکم ہو گی۔ یاد رہے کہ صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق نے اپنے ملائیشیا کے دورے میں وہاں مقیم پاکستانیوں کی اپنی زبان اور ثقافت میں دلچسپی کے پیشِ نظر ان سے وعدہ کیا تھا کہ اردو کی تعلیم و تدریس کے لیے انہیں ضروری سہولتیں فراہم کی جائیں گی۔ مزید برآں کوالالمپور یونیورسٹی میں وزارتِ تعلیم حکومتِ پاکستان نے اردو اور مطالعہ پاکستان کے شعبے قائم کیے جن کے سربراہ پروفیسر ابراہیم خاطر غزنوی ہوں گے۔ موصوف یونیورسٹی کے شعبۂ تمدن اسلام میں علامہ اقبال اور نظریہ پاکستان پر لیکچر دیں گے اور اردو زبان و ادب کی ترویج و اشاعت میں پاکستانی مفکرین، دانشوروں اور شعرا کے کردار کو واضح کریں گے۔

روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۳ر فروری ۱۹۸۵ء

"اردو لغت" کی چھٹی جلد شائع ہو گئی

اردو لغت بورڈ کے زیرِ اہتمام تیار کی گئی "اردو لغت" کی چھٹی جلد شائع ہو گئی ہے۔ یہ لغت بیس جلدوں میں مکمل ہو گی۔ پہلی جلد ۱۹۷۸ء میں شائع ہوئی تھی۔ چھ جلدیں، آٹھ ہزار صفحات پر پھیلی ہوئی ہیں اور بیس جلدیں بیس ہزار صفحات پر محیط ہوں گی۔

"اردو لغت" کی چھٹی جلد کی اشاعت سے الف ممدودہ سے جیم تک لغت مکمل ہوئی ہے۔

روزنامہ ڈان (کراچی) ۲۵ر جنوری ۱۹۸۵ء

سیرت کے موضوع پر بہترین کتب کے لیے انعامات

وزارتِ مذہبی امور نے سیرت کے موضوع پر لکھی گئی بہترین کتابوں پر انعامات دینے کا فیصلہ کیا ہے۔ انتخاب میں وہی کتب شامل کی جائیں گی جو ۱۲ر ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ

اور ۱۱ ربیع الاول ۱۴۰۴ھ کے درمیان لکھی گئی ہیں۔

قومی زبان میں لکھی گئی کتاب پر پچیس ہزار روپے کا انعام دیا جائے گا جب کہ بچوں کے لیے لکھی گئی کتاب پر پچیس ہزار، پندرہ ہزار اور دس ہزار روپے کے انعامات ہیں۔ علاقائی زبانوں (پنجابی، سندھی، پشتو، براہوی، بلوچی، گجراتی، کشمیری) میں سے ہر ایک کے لیے دس ہزار روپے کا انعام رکھا گیا ہے۔

روزنامہ مسلم (اسلام آباد) ۱۵ جنوری ۱۹۸۵ء

اُردو ٹائپ سیٹنگ مشینوں پر محصولات ختم کیے جانے کا مطالبہ

آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کی مجلس انتظامی نے وفاقی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اردو نستعلیق اور اردو نسخ کے کمپیوٹرائزڈ ٹائپ سیٹنگ آلات کی درآمد پر تمام محصولات ختم کیے جائیں۔ اس اقدام سے خواندگی کی شرح میں اضافے کے علاوہ قومی زبان میں اخبارات، جرائد اور کتابوں کی اشاعت کی حوصلہ افزائی ہوگی۔

آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کی مجلس انتظامی نے کہا کہ موجودہ پالیسی کے تحت مونوٹائپ برطانیہ کی تیار کردہ نستعلیق ٹائپ سیٹنگ مشینوں کی محدود تعداد کو ملک میں درآمد کرنے کی اجازت دی گئی ہے

جبکہ مختلف بین الاقوامی ذرائع سے اس قسم کے کمپیوٹر سسٹمز کی درآمد سے سستے اور مؤثر اردو ٹائپ سیٹنگ نظام کی تیاری کے لیے دنیا بھر میں تحقیقی کاوشوں کو فروغ ملے گا۔

نسخ سسٹم کی درآمد سے سندھی اور پشتو جیسی علاقائی زبانوں میں اشاعتی کام کی رفتار بڑھ جائے گی اور پاکستان میں

عربی مسوّدات کی اشاعت بھی ہو سکے گی۔

روزنامہ مشرق (لاہور) ۲۴ جنوری ۱۹۸۵ء

بہترین اردو اور پشتو کتب پر انعامات

اباسین آرٹس کونسل (پشاور) نے سالِ گزشتہ میں چھپنے والی دس بہترین اردو اور پشتو کتب پر ۳۲,۵۰۰ روپے کے نقد انعامات دینے کا اعلان کیا ہے۔

پیر اکرم کے اُردو مجموعۂ کلام "آئینے صداؤں کے"، پروفیسر پریشان خٹک کی اُردو کتاب "پشتون کون"؟ اور سمندر خان کی پشتو نظم پر پانچ پانچ ہزار کے انعامات کا اعلان کیا گیا۔ شوکت واسطی، عبدالکافی ادیب، حسن خان سوز، ڈاکٹر سعید اللہ قاضی، پروفیسر محمد افضل، سلمیٰ شاہین اور پرواز تربیلوی کی اردو اور پشتو تخلیقات پر بھی انعامات دیے گئے ہیں۔

روزنامہ پاکستان ٹائمز راولپنڈی ۳۱ جنوری ۱۹۸۵ء

سیرت کی کتابوں پر انعامات

مذہبی اور اقلیتی امور کی وفاقی وزارت نے غیر ملکی زبانوں میں سیرت کی بہترین کتابوں کے مقابلے میں جرمن اور ہسپانوی زبانوں کو بھی شامل کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس سے پہلے یہ زبانیں صرف پانچ تھیں۔ عربی، فارسی، ترکی، انگریزی اور فرانسیسی۔ اب ان سات زبانوں میں سے ہر ایک میں سیرت کی بہترین کتاب کو پانچ ہزار ڈالر کے مماثل انعامات دیے جائیں گے۔

روزنامہ جسارت کراچی ۲۱ مارچ ۱۹۸۵ء

نقطۂ نظر

تقاریب میں قومی زبان کو فروغ دینا ہی مستحسن اقدام ہے

مدعوئین کے اعزاز میں چائے کا اہتمام تھا چائے پینے کے دوران اظہارِ خیال کا سلسلہ بھی جاری تھا۔ اس نشست میں سب لوگ اپنی قومی اور مادری زبان اردو میں گفتگو کر رہے تھے اس گفتگو کا موضوع ایک امریکی اور ایک برطانوی کتاب بھی بنی ان دونوں کتابوں کے مندرجات پر کھل کر باتیں ہوئیں مگر یہاں پر سب ہی نے انگریزی کی ان کتابوں کے مندرجات پر اپنی قومی زبان میں اظہار خیال کیا۔ بڑی حیرت ہوئی، بات تھی بھی حیرت کی کہ اب سے چند ہی منٹ پہلے یہی لوگ مجلس مذاکرہ میں موجود تھے اور ان میں وہ بھی تھے جو اپنے تئیں ہمارے معاشرے کی علمی شخصیات میں شمار ہونا چاہتے ہیں، لیکن مجلس مذاکرہ میں وہ لوگ مخصوص موضوعات پر اظہار خیال کے لیے اور اپنا ما فی الضمیر بیان کرنے کے لیے غیر ملکی زبانوں کا سہارا لینے پر مجبور تھے۔ ذہن کی سطح پر یہ سوال ابھرا کہ مجلس مذاکرہ میں غیر ملکی زبان کا سہارا لینے کی مجبوری تھی کہ اردو ادب سے ناواقف تھے یہ؟ یا اردو میں ذخیرہ الفاظ سے محروم تھے یہ لوگ؟ مگر یہ لوگ تو اپنا شمار ہمارے معاشرے کے پڑھے لکھے لوگوں میں کرتے ہیں۔

راقم الحروف کو قیام بھارت کی معروف علمی و ادبی شخصیات کے ساتھ وقت گزارنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں کی ایک معروف علمی و ادبی شخصیت کے ساتھ کافی وقت گزرا یہ بات مشاہدے میں آئی کہ انہیں نہ صرف مختلف زبانوں پر عبور حاصل ہے بلکہ اردو، ہندی، عربی اور انگریزی ادب میں وہ کمال دسترس کی حامل شخصیت ہیں ان کی کئی تصانیف پورے بھارت میں مقبول ہیں لیکن انہوں نے کبھی کسی مجلس مذاکرہ یا دیگر کسی محفل میں انگریزی کو ذریعۂ اظہار بنا کر غلامانہ ذہنیت کا مظاہرہ نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اپنی زبان میں اظہارِ خیال کرنے کو ہی باعث افتخار سمجھا ہے۔ انہوں نے ایک موقع پر ایک طبقے کی ذہنیت کا تجزیہ کرتے ہوئے کہا کہ برصغیر سے انگریز کے چلے جانے کے بعد اس معاشرے میں موجود اس طبقے کے لوگ جسمانی طور پر تو آزاد قوموں میں سمجھے جا سکتے ہیں لیکن یہ لوگ آج بھی ذہنی طور پر انگریز اور انگریزی معاشرت کے غلام ہیں۔

مجلس مذاکرہ جو اس تحریر کا محرک بنی، اس کا واحد خوشگوار پہلو ایک مقرر پروفیسر عبدالجبار شاکر کی تقریر تھی جو قومی امنگوں اور اسلامی روایات کی ترجمان تھی انہوں نے "اسلام اور دنیائے اسلام" کے موضوع پر باوقار اعتماد کے ساتھ اپنی قومی زبان میں اپنے خیالات کا اظہار کیا سب حاضرین نے ان کی تقریر خوشگوار احساسات و جذبات کے ساتھ سنی بعد ازاں بیشتر شرکاء کو ان خیالات کا اظہار کرتے سنا گیا کہ کاش باقی مقررین بھی اسی اعتماد کے ساتھ اپنی ہی قومی زبان کو ذریعہ اظہار بناتے۔

(نسیم حیدر خان)

روزنامہ مشرق یکم جنوری ۱۹۸۵ء

ہماری مطبوعات

(دارالترجمہ)

(۱) افکار و افکار - مرتب ہلال احمد زبیری
۳۰/ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
۶۰/ روپے

(۳) اردو رسم الخط - سید محمد سلیم
مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

(۴) جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف
سستا ایڈیشن ۴ روپے، قیمت ۱۰ روپے

(۵) کتابیات قانون، عطش درانی
قیمت: ۴۰/- مجلد: ۵۷ روپے

(۶) اردو اصطلاحات سازی، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری۔
قیمت: ۳۰ روپے - مجلد: ۵۰ روپے

(۷) لینگویج پالیسی آف انڈیا (انگریزی)، مختار زمن
قیمت: مجلد -/۵۰ غیر مجلد -/۳۰ روپے

(۸) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) محمود الحسن
قیمت -/۴۰ روپے - مجلد -/۵۶ روپے

(۹) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) ہا برعلی سید
قیمت -/۳۶ روپے - مجلد -/۵۶ روپے

(۱) مختصر اصطلاحات دفتری - قیمت ۱۰ روپے۔
(صرف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۲) اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت: ۱۵ روپے، مجلد: ۳۰ روپے

(۳) اصطلاحات موسیقات - سرفراز شاہد
قیمت: ۱۵ روپے مجلد: ۳۰ روپے

(۴) اصطلاحات ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحات ریاضی کراچی)
قیمت - مجلد: ۶۰ روپے - غیر مجلد: ۲۷ روپے

(۵) دفتری مراسلت (انگریزی - اردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی۔
قیمت - مجلد: ۴۰ روپے
غیر مجلد: ۲۰ روپے - سستا ایڈیشن: ۸ روپے

(۶) سائنسی و تکنیکی اصطلاحات،
مرتب مجلس اصطلاحات وفاقی وزارت تعلیم
قیمت: مجلد -/۴۵ روپے، غیر مجلد -/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان - مکان نمبر ۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - ایف ۱/۸ - اسلام آباد

بہ اشتراک

(۱) فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم اول ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے

(۲) فرہنگ اسماء العلوم - محمد طارق محمود (بہ اشتراک جامعہ کراچی) ۱۹ روپے

(۳) فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ - زین صدیقی (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے قسم اول ۳۱ روپے

(۴) فرہنگ اصطلاحات برقیات - طارق محمود بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۴۰ روپے مجلد: ۵۰ روپے

(۵) تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ: سید محمد احمد سعید بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ: - شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ - جامعہ کراچی - کراچی

مقاصد

◉ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

● اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کرکے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

◉ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

◉ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰، گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر الیف ۸/۱ - اسلام آباد

فون: ۸۵۳۳۸۲/ ۸۵۲۲۸۰/ ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

- سالانہ روداد
- ششماہی روداد
- مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین کا انٹرویو

ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مسئول

شریف کنجاہی
مدیر اعزازی

اختر راہی
نائب مدیر اعزازی

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد

فہرست

قیمت: ایک روپیہ سالانہ: دس روپے

معروضات

اخبار اردو کا موجودہ شمارہ بیشتر ان روددادوں پر مشتمل ہے جو صدر پاکستان اور ہئیت حاکمہ کے لیے تیار کی گئی ہیں اور یکم جولائی ۱۹۸۳ء سے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء تک کے عرصے کو محیط ہے۔ اخبار اُردو میں ان کی شاعت کا مقصد یہ ہے کہ قارئین بھی مقتدرہ قومی زبان کی ڈیڑھ سال کی کارگزاری سے آگاہ رہیں کیونکہ نفاذِ اردو کا کام باہمی دلچسپی اور تعاون ہی سے ممکن ہے۔ ان اوراق کے مطالعے سے جہاں مقتدرہ کے وظائف اور اس ضمن میں کارکردگی کا آپ اندازہ لگا سکیں گے وہاں ہمیں امید ہے کہ آپ کے لیے یہ بات وجہ اطمینان ہوگی کہ اس قلیل مدت میں درجنوں مطبوعات کے علاوہ زیرِ تدوین کتب کی تعداد ایک سو تک پہنچ گئی ہے۔ ان کتابوں کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ان میں امور دفتری سے متعلق نگارشات بھی شامل ہیں جن کے بغیر دفاتر میں نفاذِ اردو ممکن ہی نہیں ہے۔ اسی طرح اصطلاحات۔ کشاف اصطلاحات اور نصابی کتب بھی ہیں بلکہ امور لسانی پر بھی جو اپنی اپنی جگہ قومی زبان کو اس کا اصل مقام دلانے میں اور نفاذ اردو کی راہ دشوار کو آسان کرنے میں ممدّ ہو سکتی ہیں۔ اور یہی ہمارا آپ کا مطمع نظر ہے۔

سالانہ روداد

یکم جولائی ۱۹۸۳ء تا ۳۰ جون ۱۹۸۴ء

مقتدرہ کا قیام

مقتدرہ کا قیام کابینہ کے ایک اعلان نمبر ۲۷۵/سی ایف/۷۹/۱۹۷۹ء کے مطابق عمل میں آیا۔ نامور مورخ و ماہر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اس کے پہلے صدر نشین مقرر ہوئے۔ مرحوم اپنی وفات (۲۲ جنوری ۱۹۸۱ء) تک یہ فریضہ انجام دیتے رہے۔ موجودہ صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی نے ۷ اپریل ۱۹۸۲ء کو یہ منصب سنبھالا۔

مقتدرہ کا صدر دفتر آغاز کار سے اگست ۱۹۸۳ء تک کراچی میں رہا جس کے بعد کراچی سے اس کے عملے اور جملہ ساز و سامان کی منتقلی شروع ہوئی اور چھ سات ماہ میں اسلام آباد کا صدر دفتر قائم کرنے کے کٹھن مراحل مکمل ہوئے۔

مقتدرہ کے مقاصد کے حصول میں صوبوں کی شرکت بے حد ضروری ہے اس امر کو یقینی بنانے کے لیے صوبوں میں مقتدرہ کے ذیلی دفاتر قائم کیے گئے۔ اب پشاور، سکھر اور کراچی میں اس کے ذیلی دفاتر کام کر رہے ہیں۔ آئندہ مالی سال کے دوران میں دوسرے صوبوں میں اسی قسم کے دفاتر کا اجرا کیا جا رہا ہے۔

مقتدرہ کے وظائف

مقتدرہ کی تشکیل کے اعلان میں مندرجہ ذیل امور کو اس کے وظائف میں شامل کیا گیا ہے:۔

۱ ۔ اردو کو پاکستان کی قومی زبان کی حیثیت سے فروغ دینے کے ذرائع اور وسائل پر غور کرنا اور اس سلسلے میں تمام ضروری انتظامات کرنا اور قومی زبان کے استعمال کو بہ تعجیل عمل میں لانے کے لیے صدر مملکت کی خدمت میں سفارشات پیش کرنا۔

۲ ۔ سرکاری / نیم سرکاری دفاتر، عدالتی اور دوسرے اداروں میں کام کرنے والے عملے کی دوران ملازمت تربیت کی غرض سے لغات اور دوسرے مواد خواندگی کی ترتیب و تدوین کے لیے انتظامات کرکے قومی زبان کو پورے ملک میں دفتری زبان کی حیثیت سے رائج کرنے کے عمل کو سہل بنانا۔

۳ ۔ اردو کے تمام ترقیاتی اداروں کے کام میں ربط پیدا کرنا۔

۴ ۔ وفاقی اور صوبائی سرکاری ملازمتوں کے کمیشنوں کے تعاون سے قومی زبان کو مقابلے کے امتحانوں میں ذریعہ امتحان کے طور پر اختیار کرنا۔

۵ ۔ ایسی دیگر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا، جو صدرِ مملکت قومی زبان کے فروغ سے متعلق مقتدرہ کے سپرد کریں۔

مقتدرہ کی کارکردگی

مقتدرہ نے انہیں وظائف کو پیش نظر رکھ کر اپنی راہ عمل اور ترجیحات کا تعین کیا ہے۔ موجودہ حالات میں قومی زبان کے فروغ و نفاذ کے لیے ایک ذہنی فضا تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ یہ مقصد کسی زبردست مہم سے حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ اس کے لیے غور و فکر کے ساتھ اعتدال و توازن کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایک پالیسی وضع کی گئی۔ صدرنشین نے مختلف ادبی اجتماعوں، مذاکروں، کانفرنسوں اور نشریاتی پروگراموں میں شریک ہو کر فروغ و نفاذ اردو کے بارے میں مقتدرہ کا نقطۂ نظر پیش کیا۔ مقتدرہ کی طرف سے ہمیشہ اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ پاکستان کی دیگر زبانوں کی حیثیت کو ان کے اپنے دائرہ کار میں تسلیم کر کے اور انہیں ترقی دے کر ہی اردو کے کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ ملک میں اردو کے حق میں ذہنی فضا تیار کرنے کے عمل میں صوبائی زبانوں کے بعض ممتاز اہل قلم نے مقتدرہ سے بھرپور تعاون کیا۔ مقتدرہ نے ہمیشہ اس اردو کے نفاذ کی حمایت کی جو اس وقت پاکستان میں رائج ہے اور اصلاح اردو کے مقابلے میں نفاذِ اردو کی اولیت پر زور دیا۔ سال کے دوران میں صدرنشین نے ملک کے مختلف مقامات پر منعقدہ آٹھ اجلاسوں میں شرکت کی، اہلِ فکر و نظر سے تبادلۂ خیال کیا اور قومی زبان کی اہمیت کو اجاگر کیا۔

پاکستان میں قومی زبان کے مسئلے کو اچھی طرح سمجھنے اور اس حیثیت سے اردو کو فروغ دینے کے لیے دوسرے ممالک کے تجربات کو نظر میں رکھنا ضروری ہے۔ یہی تجربات علمی انداز میں غور و فکر کی بنیاد فراہم کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے اس پر قومی زبان میں کم لکھا گیا ہے اور ان قومی زبانوں کے اداروں پر انگریزی کی معیاری کتب بھی دستیاب نہیں نیز مقتدرہ کے پاس ایسے مالی وسائل بھی نہیں کہ غیر ممالک میں جا کر ان اداروں کی کارکردگی کا مشاہدہ کیا جا سکے اور تجربات سے مقتدرہ فائدہ اٹھائے تاہم کام کی اہمیت و ضرورت کا احساس کرتے ہوئے اس سمت میں مقتدرہ نے کچھ کام ضرور کیا۔ بعض ممالک میں قومی زبان کے مسئلے کو جس طرح حل کیا گیا اس کے لیے پاکستان ہی میں جو معلومات دستیاب تھیں ان سے فائدہ اٹھایا گیا۔ چنانچہ مقتدرہ نے اس سال ان کوائف پر مشتمل بعض مفید اور مختصر مطالعے شائع کیے۔ ایران، ملائیشیا اور مصر کے بارے میں مطالعات کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں اور کچھ زیرِ تدوین ہیں۔ بھارت میں قومی زبان کے نفاذ کے تجربے کے بارے میں مفصل رپورٹ بھی شائع ہو رہی ہے۔ اسے صدر پاکستان کی خدمت میں جلد ہی پیش کیا جائے گا۔ امید کی جاتی ہے کہ اس قسم کی تحریروں کی اشاعت سے ملک کے اہلِ علم پر سوچ کی نئی راہیں کھلیں گی اور وہ بھی اس اہم قومی مسئلے میں اپنی وابستگی کا بہتر اظہار کر سکیں گے۔

۱۔ نفاذِ اردو

اس سال دفتروں میں نفاذِ اردو کا مسئلہ ترجیحی بنیادوں پر مقتدرہ کے سامنے رہا اور مندرجہ ذیل اقدامات کیے گئے:۔

۱۔ دفتروں میں نفاذِ اردو کے کام کو آسان بنانے کے لیے امدادی کتب اور دفتری مواد ترتیب دیا گیا۔ اس موضوع پر تین کتابیں اگلے مالی سال کے آغاز میں شائع ہو جائیں گی۔ ترکیبات اور جملوں کی لغت بھی تیار کی جا رہی ہے اور دس جلدوں میں دفتری دستاویزات کا منصوبہ زیرِ غور ہے۔

۲۔ وفاقی و صوبائی حکومتوں کے مختلف محکموں اور بعض خودمختار اداروں کی طرف سے دفتری مواد (قواعد و ضوابط اور فارم وغیرہ) کا ایک حصہ اردو ترجمے کے لیے مقتدرہ کو کابینہ ڈویژن کی وساطت سے یا براہ راست موصول ہو چکا ہے۔ موصولہ مواد کی ضخامت تقریباً (۳۰۰۰) تین ہزار صفحات بنتی ہے ان میں سے ۹۵ فی صد کا ترجمہ اس مالی سال میں مکمل ہو گیا اور اس پر نظرثانی کا کام بھی ہو چکا ہے۔ دفتری دستاویزات میں شامل اصطلاحات کے ترجمے کی معیار بندی کا کام البتہ باقی ہے

اس کے لیے چار مجالس استناد قائم کر دی گئی ہیں ۔ جو جولائی کے پہلے ہفتے میں کام شروع کریں گی ان مجالس میں اہلِ علم کے ساتھ ساتھ انتظامی ماہرین اور افسران بھی شامل ہیں تاکہ اصطلاحات کے معیار کا کام صحیح خطوط پر انجام دیا جا سکے ۔

ترجمے جیسے بڑے کام کے لیے جس میں دفتری امور کے علاوہ درسی کتب بھی ترجمہ کی جا سکیں ایک اہم منصوبہ ہے ۔ مقتدرہ میں کوئی دارالترجمہ نہیں تھا چنانچہ اس سال اس کا اجرا بھی ہو چکا ہے ۔ دفتری پیش رفت کے لیے ہم نے دوہرا نظام کار وضع کیا ہے جس میں باہر کے ماہر مترجمین کی خدمات بھی حاصل ہیں ۔ دارالترجمہ کا مختصر عملہ بھی بعض امور میں شریک ہے ۔ دارالترجمے کی توسیع کے ساتھ انشاء اللہ تراجم / نظر ثانی کے امور بھی اس دو طرفہ نظام کا حصہ بن کر زیادہ بہتر نتائج پیدا کر سکیں گے ۔

۳ ۔ مختلف اداروں کی طرف سے دفتری اردو کی ورکشاپ (مختصر تربیتی کورس) کے لیے درخواستیں بھی مقتدرہ کو موصول ہوئی ہیں ۔ یہ ورکشاپیں علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے اشتراک سے منعقد کی جائیں گی یونیورسٹی کے شعبۂ اردو کے ساتھ مل کر تفصیلات مرتب کی جا چکی ہیں ۔

۴ ۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے ساتھ مل کر مقتدرہ نے ٹائپ کاروں اور زود نویسوں کی تربیت کا پروگرام بھی بنایا چنانچہ راولپنڈی اور اسلام آباد کے تربیتی مراکز کے ساتھ تعاون کی صورت پیدا کی گئی تاکہ حکومت کے منظور کردہ کلیدی تختے پر ٹائپ کار مشق حاصل کر سکیں ۔

راولپنڈی کے تربیتی مراکز کو ۸ ٹائپ مشینیں اور ایک الماری مہیا کی گئی ۔ یہ طلبا اوپن یونیورسٹی کے تیار کردہ نصاب کے مطابق ٹائپ کاری اور زود نویسی کی تربیت حاصل کرتے ہیں اور سال کے آخر میں یونیورسٹی کا امتحان دے کر سند حاصل کرتے ہیں ۔

اسلام آباد کے مرکز میں انتقال مہارت کے ایک تجدیدی کورس کی ضرورت تھی ۔ چنانچہ ان ٹائپ کاروں کے لیے جو پہلے دوسرے کلیدی تختوں پر مشق حاصل کر چکے تھے حکومت کے منظور کردہ کلیدی تختے پر تجدیدی کورس کا بندوبست کیا گیا ۔ یہ مختصر تجدیدی کورس مقتدرہ کے مشورے سے وضع کیا گیا اور مقتدرہ نے چار ٹائپ مشینیں بھی مہیا کر دیں جس کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہو رہے ہیں ۔

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے کئی دوسرے شہروں میں بھی اس طرح کے تعاون کی پیش کش ہوئی جو مقتدرہ کے زیرِ غور ہے ۔

۵ ۔ دفتر میں اردو کے مؤثر نفاذ کے لیے وفاقی ملازمین کی اردو ٹائپ کاری اور زود نویسی کی تربیت کے لیے کابینہ ڈویژن نے ایک سکیم شروع کی جس کے تحت گیارہ انسٹرکٹر مقتدرہ سے تنخواہیں لیں گے یہ منصوبہ ایک چار ملکیتی نظام پر مشتمل ہے جس میں انسٹرکٹر مقتدرہ کے زیرِ تحت تنخواہیں وصول کریں گے ، ان کے کام کی نگرانی کابینہ ڈویژن کر رہی ہے تربیت گاہوں کا نظم و نسق ان محکموں کے سپرد ہے جن کی حدود میں یہ سنٹر چل رہے ہیں اور ان ملازمین کا امتحان اوپن یونیورسٹی لے گی ۔

۶ ۔ افسروں کی دفتری تربیت کے لیے بھی ایک پروگرام چل رہا ہے جس میں مقتدرہ شریک نہیں ۔ نصاب سازی کے مرحلے پر البتہ درسی کتاب پر نظر ثانی مقتدرہ نے کی ۔ سرکاری افسروں کی ایک جماعت اس کورس کو پورا کر رہی ہے اس جماعت کے اساتذہ میں مقتدرہ کے تین معاون بھی بطور ٹیوٹر شریک ہوئے ۔

۲ ۔ مواد خواندگی

دفاتر کے ساتھ ساتھ نفاذِ اردو کا اہم ترین میدان تعلیم کا شعبہ ہے اس میدان خاص میں اعلیٰ سطحوں پر نفاذِ اردو کے لیے مقتدرہ ایک جامع تدریجی منصوبے پر مندرجہ ذیل ترجیحات کے مطابق عمل کر رہی ہے :-

(الف) اصطلاحات کے اردو تراجم

(ب) اصطلاحات کی تشریحی فرہنگوں (کشاف) کی تیاری

ج ۔ یونیورسٹیوں کی سطح پر درسی کتب کے اردو تراجم

پہلا مرحلہ ۔ معاشرتی و انسانی علوم کی کتب

دوسرا مرحلہ ۔ سائنسی کتب

تیسرا مرحلہ ۔ طبی اور دیگر پیشوں سے متعلق کتب ۔

د ۔ یونیورسٹیوں کی سطح پر نئی نصابی کتب کی تدوین

ہ ۔ کتابیات

(الف) مقتدرہ نے اس منصوبے پر کام کا آغاز سب سے پہلے اردو میں موجود کتب اصطلاحات کے جائزے سے کیا۔ اس جائزے سے یہ حیرت انگیز صورت حال سامنے آئی کہ اردو میں اصطلاحات کی ۱۳۹ کتب پہلے سے موجود ہیں۔ یہ تعداد عربی کی کتب اصطلاحات سے تو زیادہ نہیں لیکن فارسی سے بہر حال زیادہ ہے۔ تاہم عربی اور فارسی دونوں زبانوں میں بعض مفید موضوعات پر کام ہو چکا تھا جن کی طرف اردو میں توجہ نہیں کی گئی تھی اب ان موضوعات پر بھی کتب اصطلاحات شائع کی جا رہی ہیں۔ اصطلاحات میں مقتدرہ کی کارکردگی کی تفصیلات حسبِ ذیل ہے :۔

کل مطبوعہ کتب اصطلاحات : ۸

مالی سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء (جون ۱۹۸۴ء تک)

کی مطبوعہ کتب : ۶

زیرِ طبع : ۲

زیرِ تدوین : ۱۲

(ب) اصطلاحات کی تشریحی فرہنگیں طلبہ کی اہم ضرورت کو پورا کرتی ہیں۔

"کشافِ اصطلاحات" کے نام سے ان کتابوں میں علمی اصطلاحات کے ترجمہ کے ساتھ ان کی وضاحت بھی درج کر دی گئی ہے۔ ملک کے کئی تعلیمی ادارے اس کام میں مقتدرہ کا ہاتھ بٹا رہے ہیں۔ اس عنوان کے تحت کتابوں کی تفصیل ذیل ہے۔

زیرِ طبع : ۱

زیرِ تدوین : ۷

(ج) پورے ملک کی اعلیٰ درس گاہوں کے لیے معیاری نصابی کتب کے تراجم بذاتِ خود ایک بہت بڑا منصوبہ ہے اسے شروع کرنے سے پہلے مقتدرہ کے صدر نشین نے ملک کی یونیورسٹیوں کے ممتاز اساتذہ اور وائس چانسلروں سے ملاقاتیں کر کے اس موضوع پر تبادلۂ خیال کیا اور اسی کی روشنی میں ترجیحات کا تعین کیا۔ اس نظام ترجیحات کے مطابق پہلے معاشرتی و انسانی علوم کو لیا گیا ہے، سائنسی کتب کے تراجم پروگرام کے دوسرے مرحلے پر اور دیگر پیشوں کی کتب تیسرے مرحلے میں تر[جمہ] کی جائیں گی۔ اس منصوبے میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا تعاون بھی مقتدرہ کو حاصل ہے اور صدر یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کی سربراہی میں ایک کمیٹی تفصیلات طے کر رہی ہے۔

مقتدرہ کی کارکردگی کی تفصیل حسبِ ذیل ہے :

مالی سال ۸۴ - ۱۹۸۳ء کی معاشرتی و انسانی علوم کی مطبوعہ کتب (جون ۱۹۸۴ء تک) ۱

زیرِ طبع : ۱

زیرِ تدوین : ۴

(د) تراجم کی منصوبہ بندی میں ایک عام طالب علم کی ضروریات کو پیشِ نظر رکھا گیا تھا لیکن موجودہ شق کے تحت وہ مستقل تالیفات آتی ہیں جن کا مطمحِ نظر وہ ذہین قاری ہے ج[و] براہِ راست ان علمی اور معیاری کتابوں سے استفادہ کر سکے گا یعنی ان کتب میں کسی موضوع خاص کے بارے میں دوسری زبانوں میں موجود جدید ترین معلومات کو شامل کیا جائے گا ا[ور] معیار بھی اوسط درجے کے قاری کی ذہنی سطح سے بلند اور ذہین طالب علم کی ضرورت کے مطابق ہوگا۔

(ہ) کتابیات

کتابیات سے جہاں کسی موضوع پر موجود کتابوں کی تعداد کا اندازہ ہوتا ہے وہاں موضوع سے متعلق مطالعے کے لیے راہنمائی بھی میسر آتی ہے۔ اس اہمیت کے پیشِ نظر کتابیات کی تدوین و اشاعت پر خاص توجہ کی گئی۔ تفصیل حسبِ ذیل ہے

کل مطبوعہ کتب : ۳
(مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ (جون ۱۹۸۴ تک) کی مطبوعات : ۲
زیرِ طبع : ۱
زیرِ تدوین : ۱۳

۳ اداروں سے تعاون

دفاتر اور تعلیمی شعبوں میں نفاذِ اردو کے بعد اردو کے تمام ترقیاتی اداروں کے کام میں ربط کی تلاش و جستجو مقتدرہ کی تیسری بڑی ذمہ داری ہے۔

مقتدرہ جملہ فرائض تنہا انجام نہیں دے سکتا اس لیے ملک کے دوسرے علمی اداروں کا تعاون ناگزیر ہے۔ ملک کے کئی علمی ادارے ایک ہی قسم کا کام انجام دے رہے ہیں اس سے وقت اور وسائل کا ضیاع ہوتا ہے اس نقصان کو روکنے کے لیے اداروں میں باہمی رابطہ ضروری ہے۔ یہ رابطہ مقتدرہ جیسا کوئی مرکزی اور قومی ادارہ ہی انجام دے سکتا تھا۔

مقتدرہ میں امسال اسی مقصد کے لیے ذیلی مجلس رابطہ ادارہ جات کے دو اجلاس ہو چکے ہیں جن میں کئی مشترک منصوبے تیار کیے گئے۔ مقتدرہ نے ترقی اردو کے مندرجہ ذیل اداروں سے تعاون کا آغاز کیا ہے:-

۱۔ انجمن ترقی اردو پاکستان (کراچی)
۲۔ کراچی یونیورسٹی کراچی
۳۔ اردو اکیڈمی لاہور
۴۔ اردو سائنس بورڈ لاہور
۵۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد
۶۔ سندھی ادبی بورڈ حیدرآباد

باقی اداروں سے تعاون کی راہ ہموار کرنے کے لیے کوششیں جاری ہیں۔

۴ مقابلے کے امتحان اور قومی زبان

مقتدرہ کے وظائف میں وفاقی اور صوبائی سرکاری ملازمتوں کے کمیشنوں کے تعاون سے قومی زبان کو امتحانات مقابلہ کی زبان کے طور پر اختیار کرنے میں آسانیاں پیدا کرنا بھی شامل ہے۔ مقتدرہ نے اس کا آغاز اعلیٰ سرکاری ملازمتوں میں ذریعۂ تعلیم کے سوال پر ایک ملک گیر شماریاتی جائزے سے کیا ہے جس کے نتائج مرتب کیے جا رہے ہیں۔ ان کی روشنی میں انشاءاللہ حکومت واضح پالیسی اختیار کر سکے گی۔ یہ جائزہ صدر پاکستان کی خدمت میں ۱۹۸۵ء کے آغاز ہی میں پیش کر دیا جائے گا۔

۵۔ پانچواں مقصد

مقتدرہ کے قیام کا پانچواں مقصد ایسی دیگر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا ہے جو صدرِ مملکت قومی زبان کے فروغ سے متعلق اس کے سپرد کریں۔ لیکن ایسی کوئی ذمہ داری ابھی تک مقتدرہ کے سپرد نہیں ہوئی۔

(۲)

توسیع۔

مقتدرہ کے پھیلتے ہوئے کام کے پیشِ نظر موجودہ عملہ بہت ہی ناکافی ہے اور انتظامی ڈھانچہ بھی توسیع طلب ہے۔ ملائیشیا کا قومی زبان کا ادارہ گیارہ شعبوں اور ایک ہزار افراد پر مشتمل ہے۔ ایران کے فرہنگستان زبان کو ۱۹۷۷ء تک صرف اصطلاحات سازی میں ایک سو زبان شناسوں کی خدمات حاصل رہی ہیں اور دوسرا عملہ بھی خاصی تعداد میں تھا۔ ان کے مقابلے میں مقتدرہ ۸ (آٹھ) شعبوں اور ۴۴ (چوالیس) افراد پر مشتمل ہے۔ مقتدرہ میں مندرجہ ذیل شعبوں کا اضافہ اسی سال کیا گیا ہے۔

۱۔ حوالہ جاتی لائبریری کا قیام
۲۔ دارالترجمہ
۳۔ دارالتصنیف

گزشتہ سطور میں مقتدرہ کے کام کی جو تفصیل دی گئی ہے اس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ ایک اچھی حوالہ جاتی لائبریری

کے بغیر اس کام کی انجام دہی ممکن نہیں اس لائبریری میں انگریزی، عربی، فارسی اور اردو کے بہترین لغت اور دیگر کتب حوالہ کا ہونا ضروری ہے اسی طرح ترجمے کا بہت سا کام بھی مقتدرہ کو مختلف اداروں کی طرف سے موصول ہو رہا ہے بلکہ ہر روز اس سلسلے میں استفسارات بھی آتے ہیں۔ مقتدرہ ترجمے کا ایک ایسا قومی مرکز بنتا جا رہا ہے جس کی طرف لوگ رجوع کرتے ہیں۔ اس کام کی مقدار کے مطابق دار الترجمے کا قیام ناگزیر تھا چنانچہ اسی سال دار الترجمے کی ابتدا کی جا چکی ہے اس کے علاوہ تصنیف و تالیف کے بہت سے منصوبے بھی مقتدرہ میں شروع کیے گئے ہیں۔ ان کے لیے دار التصنیف کی تشکیل بھی ضروری تھی چنانچہ یہ قدم بھی اسی سال اٹھایا گیا ہے۔ اب محدود پیمانے پر یہ دونوں شعبے کام کر رہے ہیں۔

مطبوعات:

کتب:

(الف) سطورِ بالا میں مقتدرہ کی مطبوعات مختلف عنوانات کے تحت درج کی جا چکی ہے۔ مجموعی صورت حسبِ ذیل ہے:۔

مقتدرہ کی کل مطبوعات : ۱۵ کتابیں

مالی سال ۸۴-۱۹۸۳ء کی مطبوعات (جون ۱۹۸۴ء تک): ۹

زیرِ طبع: ۱۰

زیرِ تدوین: ۴۸

(ب) اخبارِ اردو:

مطبوعات کے علاوہ مقتدرہ کی طرف سے جولائی ۱۹۸۱ء سے "اخبارِ اردو" کے نام سے ایک ماہوار رسالہ کراچی سے شائع ہوتا رہا ہے۔ اس رسالے میں نفاذِ اردو اور اس سے متعلق مسائل زیرِ بحث آتے ہیں اور مقتدرہ کی خبریں بھی اس میں شائع ہوتی ہیں۔ یہ رسالہ جنوری ۱۹۸۴ء سے اسلام آباد سے بڑی باقاعدگی کے ساتھ نکل رہا ہے۔

(ج) کتابچے

مقتدرہ نے اردو کے مختلف مسائل کے بارے میں ماہرین سے بعض مقالات لکھوا کر کتابچوں کی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا ہے۔ ان کی تعداد آئندہ سال میں بیس تک پہنچ جائے گی پمفلٹ مفت تقسیم کیے جائیں گے ان کی تقسیم سے لوگوں میں اردو کے مسائل اور ان کے حل کا شعور پیدا ہوگا۔ پہلا پمفلٹ ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب کا مقالہ "اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت" طبع ہو کر تقسیم ہو چکا ہے۔ دس پمفلٹ زیرِ طبع ہیں۔

مجالس:

مقتدرہ کے کام کی مخصوص نوعیت کے مطابق مشاورت اور رفتارِ کار پر نظر رکھنے کے لیے مختلف مجالس تشکیل دی گئی ہیں جن کے اجلاس باقاعدگی سے ہوتے رہتے ہیں۔ اس سال مندرجہ ذیل مجالس کے اجلاس منعقد ہوئے۔

۱- ہیئت حاکمہ — ۲۳ جون ۱۹۸۴ء

۲- مجلس منتظمہ — ۲۸ جولائی ۱۹۸۳ء

۳- مجلس منتظمہ — ۲۵ مارچ ۱۹۸۴ء

۴- مجلس منتظمہ — ۲۵ اپریل ۱۹۸۴ء

۵- کمیٹی برائے ترجیحات طباعت و اشاعت و منصوبہ ہائے نو۔ — ۶/۵ مئی ۱۹۸۴ء

۶- ذیلی مجلس رابطہ ادارہ جات قومی زبان — ۹ فروری ۱۹۸۴ء

۷- ذیلی مجلس رابطہ ادارہ جات قومی زبان — ۲۴ اپریل ۱۹۸۴ء

(۳)

مشکلات:

سالانہ رپورٹ میں کارکردگی کے مجمل خاکے کے بعد بعض مشکلات کی نشاندہی بھی ضروری معلوم ہوتی ہے۔

مقتدرہ کی حیثیت:

کابینہ کی قرارداد کے مطابق مقتدرہ کی حیثیت ایک خود مختار ادارے کی ہے لیکن عملی حیثیت سے مقتدرہ کو یہ درجہ کبھی حاصل نہیں ہوا۔ اس کا اظہار مندرجہ ذیل شقوں میں ہوتا ہے:۔

(۱) مقتدرہ کو دوسرے خود مختار اداروں کی طرح اپنے مالی اور انتظامی معاملات پر پورا اختیار نہیں ہے۔ چنانچہ اسے اپنی جملہ تجاویز کابینہ ڈویژن کی وساطت سے پیش کرنا پڑتی ہیں۔ اس سے متعدد انتظامی مشکلات پیدا ہوتی ہیں اور ضروری معاملات میں تاخیر واقع ہوتی ہے۔

(۲) مقتدرہ کے صدر نشین کو کسی سرکاری محکمے سے براہِ راست مراسلت کا اختیار حاصل نہیں۔ چنانچہ مقتدرہ میں انتظامی ہی نہیں علمی امور میں بھی مداخلت سے مقتدرہ کا بنیادی کام کما حقہ تیزی سے آگے نہیں بڑھ پاتا۔

(۳) مقتدرہ کی معیار بند TANDARDIZE اصطلاحات کو حتمی قرار دینے اور پاکستان میں واحد مستند اصطلاح قرار دینے کا کوئی اختیار حاصل نہیں اس کے بغیر مقتدرہ کے تراجم اور استناد کمیٹیوں کی منظور کردہ اصطلاحات و محاورات کا دفاتر اور تعلیمی اداروں میں نفاذ اور نصابی کتب کے لیے قبولیت کا سامان موجود نہیں جس کے باعث مقتدرہ کی کارکردگی صحرائی دریا کی طرح عدم قبولیت کے ریگ زار میں گم ہو کر رہ جائے گی۔

(۴) مقتدرہ کے پہلے چیئرمین وزیر کا درجہ رکھتے تھے۔ موجودہ صدر نشین کو بلا تعین درجہ تنخواہ کا اسکیل ۲۲ دیا گیا ہے۔ نتیجتاً سرکاری ادارے مقتدرہ کو مناسب اہمیت نہیں دیتے اور قومی زبان کے معاملات نیچے کی سطح پر چلتے رہتے ہیں اور اوپر کی فیصلہ کن سطح پر شاذ ہی پہنچ پاتے ہیں۔

(۵) حتمی اختیارات کی کمی اور براہِ راست مراسلت کے فقدان کے باعث ارتباط OORDINATIO کے مسائل پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ جو دوسرے ادارے مقتدرہ کی ہیئتِ حاکمہ میں شریک ہیں ان اداروں میں مقتدرہ قومی زبان کو نمائندگی حاصل نہیں ہے۔

(۶) مقتدرہ کی غیر معین حیثیت اور مالی اور انتظامی امور میں کمتری کے باعث بعض سرگرمیوں میں دو عملی بلکہ چارگلی کی نوبت آئی ہے۔

تجاویز

مندرجہ بالا مشکلات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اقدامات ضروری اور ناگزیر معلوم ہوتے ہیں:۔

۱۔ مقتدرہ کے قیام سے متعلق حکومتِ پاکستان کی قرارداد میں ضروری ترامیم تاکہ مندرجہ ذیل امور کا خاطر خواہ انتظام ہو سکے:۔

(الف) مقتدرہ کو حقیقی معنوں میں ایک فعال اور خود مختار ادارہ بنانے کے لیے ضروری ہے کہ اسے مالی، انتظامی، فنی اور علمی امور پر اختیار ملے۔

(ب) صدر نشین کی حیثیت کا تعین اور مقتدرہ کے اغراض و مقاصد کی نسبت سے مناسب اختیارات کی تفویض ہو۔

(ج) حکومت کے اداروں (بشمول وفاقی وزارتوں) اور خود مختار و نیم سرکاری اداروں سے مقتدرہ کو اپنے اغراض و مقاصد کے تحت رابطہ اور مراسلت کا پورا پورا اختیار حاصل ہو۔

(د) اردو زبان کے فروغ سے متعلق سرکاری اداروں، تعلیمی اداروں اور وہ ادارے جو مقتدرہ کی ہیئت حاکمہ میں شریک ہیں ان سے مقتدرہ کے ارتباط OORDINATION اور نمائندگی کا مناسب اور رسمی انتظام۔

(۵) مقتدرہ کی معیار بند اصطلاحات کو حتمی قرار دینے اور سرکاری و تعلیمی اداروں میں نافذ کرنے کے لیے ضروری انتظام

یہ تمام اقدامات کابینہ کی قرارداد میں ترمیم کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں۔

۲ ۔ مقتدرہ کے سالانہ بجٹ میں معقول اضافہ بھی ضروری ہے۔ نیز اسے تفویضی کھاتے ASSIGNMENT ACCOUNTS سے نکالا جائے اور گرانٹ کو ناقابل سوختگی NON-LAPSABLE بنایا جائے تاکہ یہ قومی ادارہ اپنے بنیادی مقاصد کے حصول کے لیے مناسب تعداد میں اہل افراد کا تقرر کر سکے اور دیگر ضروری اخراجات سے عہدہ برآ ہو سکے۔ ان دوسرے اخراجات میں مقتدرہ کی لائبریری کو معیاری حد تک بلند کرنا سرفہرست ہے۔

اُردو، رابطے کی واحد زبان

یہ وہ زبان ہے۔ جو پاکستان کے طول و عرض میں سمجھی جاتی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بات کہ صرف یہی زبان جو دوسری ہر صوبائی زبان کے مقابلے میں اسلامی ثقافت اور مسلمانوں کی روایات کے بہترین سرمایے کا مظہر ہے یہ زبان دوسرے مسلم ممالک سے بھی قریب ترین ہے۔ یہ بات قابل توجہ ہے کہ اردو کو ہندوستان سے نکال دیا گیا ہے اور سرکاری طور پر اردو رسم الخط کی بھی ممانعت کر دی گئی ہے۔

(۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء۔ ڈھاکہ یونیورسٹی کے جلسۂ تقسیم اسناد سے قائدِ اعظمؒ کا خطاب)

(ہفت روزہ تکبیر کراچی ۲۲ تا ۲۸ مارچ ۱۹۸۵ء)

سرفراز شاہد

دفتری اُردو

راحتِ جاں ہے دفتری اردو
کتنی آساں ہے دفتری اردو

میں ہوں اک اہلکار سرکاری
میری پہچاں ہے دفتری اردو

ہو وہ قاصد یا افسرِ اعلیٰ
سب کا ارماں ہے دفتری اردو

اس طرح رچ گئی ہے شعروں میں
میرا دیواں ہے دفتری اردو

اپنی مقبولیت پہ اے شاہدؔ!
خود بھی حیراں ہے دفتری اردو

ششماہی روداد

یکم جولائی ۱۹۸۴ء تا ۳۱ دسمبر ۱۹۸۴ء

۱۔ عمومی رابطہ

الف ۔ اسلام آباد میں آنے کے بعد مقتدرہ قومی زبان
سرگرمیوں میں اضافہ ہوا ۔ اگرچہ اس ادارے کو اپنے
اصد کے مطابق وسائل میسر نہ تھے تاہم قومی زبان کو سرکاری
ر غیر سرکاری حلقوں میں مقبول بنانے کی جدوجہد جاری
ی گئی ۔ صوبوں میں اردو کی پیش رفت کے لیے رابطے کی مہم
بلی و فاتر کے ذریعے کی گئی اور قومی زبان کے حق میں رائے عامہ
کو منظم کرنے کے لیے ماہرین اور دانشوروں کا تعاون حاصل
وا ۔ صدر نشیں نے دس جلسوں سے خطاب کیا اور چار
وصی نشستوں میں قومی زبان کی اہمیت پر مفصل روشنی ڈالی۔
بار اخبار دو اور کتابچوں کے ذریعے مقتدرہ کی سرگرمیوں کو
بلک سے روشناس کرایا گیا۔

ب ۔ مقتدرہ قومی زبان کی بڑھتی ہوئی اہمیت
، وجہ سے بعض غیر ملکی وفود بھی ادارے میں آئے ۔ انہیں
قتدرہ قومی زبان کی کارکردگی سے آگاہ کیا گیا ۔ ۲ اگست
۱۹۸ ء کو "کوآن موتان" حضرت کوانگ " اور " وانگ ہونگ"
شنل چینی ادیبوں کا ایک سہ رکنی وفد اکادمی ادبیات کے
ئندے کے ہمراہ مقتدرہ قومی زبان کے دفتر آیا ۔ ۷ اکتوبر
۱۹۸ ء کو بھارتی دانشور احمد جمال پاشا مع بیگم تشریف
لائے یکم دسمبر ۱۹۸۴ء کو چین میں غیر ملکی زبانوں کے اشاعت
گھر کے چیف ایڈیٹر مسٹر " لو لیانگ " نے اپنے وفد کے اراکین
کے ہمراہ مقتدرہ قومی زبان کے صدر دفتر کا دورہ کیا ۔ یہ
وفد نیشنل بک کونسل کا مہمان تھا ۔ ان سے معیار طباعت کے سلسلے
میں تبادلۂ خیال ہوا ۔ انہوں نے مقتدرہ کی مطبوعات کے
معیار طباعت کو پسند کیا اور کتب کی گیٹ اپ اور جلد بندی
کو مزید خوبصورت بنانے کے لیے بعض مفید مشورے بھی دیئے

ج ۔ کراچی کے علاوہ سکھر اور پشاور کے ذیلی
دفاتر نے بھی کام شروع کیا جو علی الترتیب محترمہ ادا جعفری
صاحبہ ، پروفیسر اسداللہ بھٹو صاحب اور پروفیسر پریشان
خٹک صاحب کی نگرانی میں کام کر رہے ہیں ۔ اگلے مالی سال میں
لاہور اور کوئٹہ کے دفاتر بھی ان شاء اللہ محترم ڈاکٹر سید عبداللہ
صاحب اور ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب کی نگرانی میں کام
شروع کر دیں گے ۔ قومی زبان کو صوبائی سطح پر جن مزاحمتوں
کا سامنا رہا ہے ان کا ازالہ اسی طرح ممکن ہے تاکہ صوبے بھی قومی زبان کی
خدمت میں اپنا پورا کردار ادا کر سکیں۔

د ۔ محکمۂ مالیات نے مالی مشکلات کے باوجود نئی
اسامیوں کی تخلیق میں ادارے کی ایک حد تک معاونت اور
بعض امور میں مزدوری سرمایہ بھی فراہم کیا جس سے دارالترجمہ
اور دارالتصنیف کو بہتر بنیادوں پر شروع کیا جا سکا۔

۲ - دارالترجمہ

یکم جون ۱۹۸۴ء کو اخبارِ اردو کے اجراء کی تقریب کے موقع پر اطلاعات و نشریات اور مذہبی امور کے وفاقی وزیر راجہ محمد ظفر الحق صاحب نے اپنی دونوں وزارتوں میں اردو کو اختیار کرنے کا اعلان کیا۔ دو دن بعد وزارتِ مواصلات کی طرف سے بھی اسی طرح کا اعلان ہو گیا اور دفاتر میں نفاذِ اردو کی مہم ایک نئے مرحلے میں داخل ہو گئی۔ اس اعلان کے بعد مقتدرہ کے دارالترجمے کی ذمہ داری بڑھ گئی۔ مقتدرۂ قومی زبان کے لیے بھی یہ ایک چیلنج تھا۔ وزارتِ اطلاعات و نشریات نے فوری طور پر محکمانہ فارموں کا ایک بہت بڑا حصہ ترجمے کے لیے مقتدرہ کے سپرد کر دیا۔ جسے تین دن کی مختصر مدت میں ترجمہ اور نظرِ ثانی کر کے متعلقہ وزارت کو روانہ کیا گیا، اس کے علاوہ اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان (اسلام آباد) نے دفتری اُردو کا آغاز کر دیا، سب سے زیادہ پیش رفت اسی محکمے میں ہوئی۔

الف - دفاتر میں نفاذِ اُردو کے لیے دفتری مراسلت کے نمونے درکار تھے اور دوسرا تحریری مواد بھی مطلوب تھا چنانچہ مقتدرہ نے ایک کتاب "دفتری مراسلت" کے نام سے فوری طور پر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ "اردو ٹائپ کاری" اور "مختصر اصطلاحاتِ دفتری" کے سستے ایڈیشن بھی شائع کیے گئے، تاکہ دفتروں کو ارزاں قیمت پر یہ کتابیں مہیا کی جا سکیں۔ صدرِ پاکستان نے بھی ایک حکم نامہ جاری فرمایا کہ جس کا خاطر خواہ اثر ہوا۔

عام دفتر داروں کی فوری ضرورت کو مراسلات کے بنے بنائے نمونے ہی پورا کر سکتے ہیں یا پھر ایسے بنے بنائے جملے اور تراکیب جن کی مدد سے روزمرہ کی مراسلت ممکن ہو سکے مقتدرہ نے اس ضمن میں کئی منصوبے تیار کیے ہیں۔ دفتری ترکیبات اور جملوں کی لغت اشاعت کے مرحلے پر پہنچ چکی ہے۔

اردو میں مراسلت کی جملہ اقسام پر الگ الگ کتابیں تیار کرنے کا منصوبہ بھی تیار کیا جا رہا ہے جو کم و بیش دس جلدوں پر مشتمل ہو گا۔ ان مجلدات میں انگریزی متن نہیں ہو گا اور نہ یہ تراجم کا مجموعہ ہی ہو گا بلکہ دفاتر کی عام ضروریات کو پیشِ نظر رکھ کر ہر صنفِ مراسلت پر کئی کئی نمونے وضع کیے جائیں گے۔ پہلی جلد زیرِ تدوین ہے دوسری جلدوں کے خاکے تیار ہو رہے ہیں۔ تاریخی پہلو کو سامنے رکھتے ہوئے نیز ماضی کے سرمائے سے استفادے کی خاطر پاکستان کے مختلف علاقوں کی دفتری دستاویزات کا جائزہ بھی لیا جا رہا ہے۔ چنانچہ ایک کتاب "بلوچستان میں اردو کی قدیم دفتری دستاویزات" کے نام سے زیرِ تدوین ہے۔ اس سلسلے کی دیگر کتابیں بھی جلد پیش کی جائیں گی۔

ب - مجلسِ منتظمہ کے فیصلے کے مطابق جملہ مجالسِ استناد کا ایک مشترکہ اجلاس بلایا گیا تھا جس میں ڈاکٹر سید عبداللہ صاحب نے وضعِ اصطلاحات و استناد کے راہنما اصول بیان فرمائے تھے یہی اصول مجالسِ استناد نے اختیار کیے۔ یہ راہنما اصول الگ کتابچے کی صورت میں شائع کیے جا چکے ہیں۔ ان کی روشنی میں مجالسِ استناد نے محکموں کے ناموں پر استناد مکمل کر لیا ہے اور "اصطلاحاتِ حسابداری و محاسبی" بھی مکمل ہو کر اشاعت کے لیے تیار ہے۔ اب "درجہ بندی چارٹ" اور "عہدوں کے نام" زیرِ استناد ہیں۔ ان کے علاوہ Secretarial Instructions کا اردو ترجمہ بھی "ہدایاتِ معتمدی" کے نام سے تیار ہے جسے "اخبارِ اُردو" میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ قارئین تک پہنچ سکے۔

ج - اصطلاحات کا ترجمہ اور استناد نفاذِ اردو کا ایک بنیادی مسئلہ ہے۔ مقتدرہ کی طرف سے اُردو میں اصطلاحات سازی سے متعلق کتابیات بھی شائع ہو چکی ہے جس سے اردو کے ذخیرہ اصطلاحات کا اندازہ ہوتا ہے تاہم بعض جدید علوم ایسے بھی ہیں جن کی اصطلاحات اردو میں نہیں ملتیں۔ اس کمی

کو محسوس کرتے ہوئے بعض نئے منصوبے تیار کیے گئے ہیں۔
"ابلاغ عامہ" کی جدید اصطلاحات کا ترجمہ بھی کیا جا رہا ہے، جو صحافت، مواصلات اور ریڈیو، ٹی وی جیسے جدید ذرائع ابلاغ سے متعلق ہیں۔ مختلف فنیات ٹیکنالوجی کی اصطلاحات پر ذیلی مجلسِ اصطلاحاتِ فنیات لاہور نے اپنا کام مکمل کر لیا ہے۔ اصطلاحات اس وقت نظرثانی کی منزل میں ہیں۔ طباعت، ڈرائنگ اور ڈیزائن وغیرہ کی طرف آج تک توجہ نہیں کی گئی تھی چنانچہ ان اصطلاحات کو جمع کر کے ترجمہ کیا گیا۔ جامعۂ کراچی کے تعاون سے ان کی نظرثانی کا کام ہو رہا ہے۔ کمپیوٹر سائنس اور جغرافیہ/ ارضیات سے متعلق اصطلاحات بھی جامعۂ کراچی تیار کر رہی ہے۔ عمرانیات کی اصطلاحات پر مقتدرہ کی ذیلی مجلسِ اصطلاحات عمرانیات کام کر رہی ہے۔ فوٹوگرافی کی اصطلاحات کا منصوبہ بھی زیرِ تدوین ہے۔

د ۔ اعلیٰ سطح کی نصابی کتب کے تراجم کا منصوبہ بھی شروع کیا جا چکا ہے۔ مقتدرہ قومی زبان کی مجلسِ منتظمہ نے اپنے اجلاس مورخہ ۳ ستمبر ۱۹۸۴ء میں یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے سربراہ کی سرکردگی میں ایک مجلس قائم کی جو سماجی علوم کی نصابی کتب کی ترجیحات متعین کرے گی۔ اس کی روشنی میں دارالترجمہ درسی کتابوں کے تراجم کا آغاز کر رہا ہے۔ فی الوقت کراچی یونیورسٹی کے تعاون سے درسی کتب کے دو منصوبے زیرِ طبع ہیں۔

ہ ۔ پاکستان کے مختلف اداروں / صوبوں کے دفاتر میں نفاذِ اردو کی مہم کس حد تک نتیجہ خیز رہی اس کا جائزہ بھی ضروری تھا۔ چنانچہ کتابچوں کا سلسلہ شروع کیا گیا۔ کتابچے دو امور کو ملحوظ رکھ کر پیش کیے جا رہے ہیں۔ ایک یہ کہ پاکستان کے صوبوں / اداروں نے نفاذِ اردو کے سلسلے میں کیا خدمات انجام دی ہیں، دوسرے یہ بھی کہ اس ضمن میں مزید پیش رفت کی کہاں کہاں ضرورت ہے۔ دو کتابچے "وزارتِ قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے تراجم" اور "آزاد کشمیر میں نفاذِ اردو" شائع ہو چکے ہیں۔ ایک کتابچہ "بلوچستان میں اردو" زیرِ طبع ہے۔ دیگر اداروں / صوبوں سے متعلق کتابچے بھی زیرِ تدوین ہیں۔

و ۔ وفاقی وزارتِ تعلیمات نے سائنسی علامات اور اعداد کے بارے میں ایک استفسار کیا تھا جس پر مقتدرہ نے ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دی۔ اس ذیلی مجلس نے کئی اہم فیصلے کیے ہیں اور علامات و اعداد اور مساوات پر ایک سوالنامہ بھی تیار کیا جس پر ماہرِ لسانیات اور ریاضی دانوں کی آرا جمع کی جا رہی ہیں۔ ان اعداد و شمار پر مبنی رپورٹ بہت جلد مرتب کر کے شائع کی جائے گی۔

ز ۔ دارالترجمہ کے تحت اشاعتی منصوبوں کا مجمل نقشہ ذیل میں دیا جاتا ہے۔

مطبوعات	۳ کتابیں	۳ کتابچے
زیرِ طبع	۷	۱
زیرِ تدوین	۱۸	-
کل	۲۸	۴

۳ ۔ دارالتصنیف

تصنیف و تالیف کا شعبہ کشافِ اصطلاحات، نصابی کتب کی تدوین، کتابیات سازی، امورِ لسانی اور دیگر متفرق مسائل سے متعلق منصوبوں پر مشتمل ہے۔ چھ ماہ میں ان امور میں جو پیش رفت ہے اس کی تفصیل ذیل میں درج کی جاتی ہے:

الف ۔ وضعِ اصطلاحات کا کام اس وقت تک نتیجہ خیز نہیں ہو سکتا جب تک اسے عملی اور تشریحی صورت میں پیش نہ کیا جائے۔ ایسی تشریحی لغات کی مدت سے ضرورت محسوس ہو رہی تھی جن میں اصطلاحات کی تعریفات اور تشریحات اردو زبان میں پیش کی جائیں۔ ان منصوبوں کو "کشاف" کا نام دیا گیا۔ یہ کشاف جدید علمی موضوعات پر تیار کرائے جا رہے ہیں۔ "علم کتابداری کا کشاف" زیرِ تدوین ہے۔ جامعۂ کراچی کے

تعاون سے "اصطلاحاتِ فلسفہ کا کشاف" بھی ابتدائی مراحل میں ہے۔ وفاقی وزارتِ تعلیم نے سائنسی و تکنیکی اصطلاحات وضع کی تھیں جنہیں مقتدرہ کے تعاون سے شائع کیا جا رہا ہے۔ ان اصطلاحات کا ایک کشاف بھی مقتدرہ کے دفتر میں تیار کیا جا رہا ہے۔ حیاتیات نفسیات اور ٹیلی ویژن کی اصطلاحات کے کشاف بھی زیرِ تدوین ہیں۔ اصطلاحاتِ موسیقیات طبع ہو چکی ہے اس کا ایک کشاف تیار کیا جا رہا ہے۔

ب۔ نصابی کتب کی تصنیف و تالیف کا کام ذیلی مجلس برائے نصابی کتب کی رپورٹ کے بعد ہی شروع ہو سکے گا۔ یہ ذیلی مجلس تراجم کی ترجیحات متعین کرنے کے علاوہ نئی نصابی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے لیے بھی ترجیحات مقرر کرے گی۔

ج۔ کتابی ذخیروں کا جائزہ لینے کے لیے کتابیاتی فہرستوں کے گیارہ منصوبے زیرِ تدوین ہیں۔ یہ منصوبے درسی کتب سائنس سے لے کر تعلیم، لسانیات، انسانیات، عمرانیات تک کا احاطہ کرتے ہیں۔ کتابیاتی جائزوں میں قلمی کتب بھی شامل ہیں۔ اردو کے قلمی ذخیرے کو پیش کرنے کے لیے "جائزہ مخطوطاتِ اردو" کے نام سے ایک منصوبہ زیرِ تدوین ہے۔ لسانی امور میں دیگر ملکوں میں قومی زبانوں کے نفاذ کا جائزہ سرِ فہرست ہے۔ "بھارت میں قومی زبان کا نفاذ" ۔ انگریزی میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کا اردو ترجمہ ہو چکا ہے اور مسودے پر حک و اصلاح کا عمل جاری ہے۔ ایک دوسرا منصوبہ "ایران میں قومی زبان کا نفاذ" مکمل ہو چکا ہے۔ "تیسری دنیا میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ" زیرِ تدوین ہے۔ قومی زبان (اردو) سے متعلق ایسے منصوبے بھی پیش کیے جا رہے ہیں جو رائے عامہ اور قومی امور میں اردو کو اس کا جائز مقام دلانے سے متعلق ہیں۔ لفظیات اور لغات سے متعلق بھی چند منصوبے زیرِ تدوین ہیں۔

د۔ بعض ایسے منصوبے بھی زیرِ تدوین ہیں جن سے پاکستان میں متنوع امور کا جائزہ لینے میں مدد ملے گی۔ ایسا ہی ایک منصوبہ پاکستان میں اردو کے سلسلے میں کام کرنے والے اداروں اور انجمنوں کی فہرست ہے۔

ہ۔ دارالتصنیف میں تعلیم اور زبان سے متعلق سروے اور تحقیق انجام دینے کے لیے باقاعدہ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے۔ اس وقت پورے پاکستان کا ایک مطالعاتی سروے کرایا گیا ہے جس میں ذریعۂ تعلیم، ذریعۂ اظہار، مقابلے کے امتحانات اور ملازمتوں کے سلسلے میں پاکستان کے ہر صوبے اور علاقے کے ۷۰۰ نمائندہ گھرانوں کی آراء کا جائزہ لیا گیا ہے۔ تحقیق کے اعداد و شمار باقاعدہ کمپیوٹر کے ذریعے مرتب کیے گئے ہیں تاکہ اس کے نتائج سائنسی بنیادوں پر پیش کیے جا سکیں۔

عربی اور فارسی زبانوں میں وضع اصطلاحات کے وسیع کام کا جائزہ لینا ضروری تھا تاکہ اردو اصطلاحات سازی میں ان دو ماخذوں سے استفادہ کر سکیں۔ "فارسی اصطلاحات سازی" اور "عربی اصطلاحات سازی" کی کتابیات مرتب کرائی گئیں ان میں "عربی اصطلاحات سازی" (کتابیات) کا کام مقتدرہ نے خود انجام دیا۔ اس طرح وفاقی وزارتِ تعلیم کی مرتبہ "سائنسی و تکنیکی اصطلاحات" کی کشاف کی تیاری کا کام بھی مقتدرہ کے دفتر ہی میں انجام دیا جا رہا ہے۔ دارالتصنیف کو باقاعدہ سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جا رہا ہے۔

و۔ مقتدرہ کی طرف سے اس ششماہی میں اب تک چار مطبوعات آ چکی ہیں۔ ان میں تین دارالترجمہ نے شائع کیں۔ The Language Policy of India دارالتصنیف کی طرف سے شائع ہوئی۔ دیگر منصوبوں میں سے نو کتب زیرِ طبع ہیں جن میں سے ایک تحقیقی جائزہ، اصطلاحات پر دو کشاف، کتابیات پر دو اور امورِ لسانی پر دو کتابیں شامل ہیں۔ سات مسودے طباعت کے لیے تیار ہیں۔

نفاذِ اردو کے سلسلے میں معلوماتی کتابچوں کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا جس میں ایک کتابچہ جون ۱۹۸۴ء سے قبل شائع کیا گیا تھا۔ اس ششماہی میں سات کتابچے شائع ہوئے۔ ان میں

"سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں" "اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں" "اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے" جیسے موضوعات پر کتابچے شامل ہیں۔ مزید برآں دیگر اداروں مثلاً علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور ڈی آئی پی کے ساتھ مقتدرہ کے تعاون اور اشتراک عمل کے جائزے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ قومی زبان کے نفاذ کے سلسلے میں بعض دشواریوں اور دیگر ملکوں میں قومی زبان کے اداروں کے جائزے بھی پیش کیے گئے۔

ز - مطبوعات کا ایک اہم پہلو پروف خوانی ہے اس وقت مقتدرہ میں ایک پروف خواں یہ خدمات انجام دے رہا ہے۔ پروف خوانی کے شعبے کی کارگزاری کا جائزہ لینے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اس پہلو پر انتظامی طور پر مزید توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ ایک پروف خواں کے لیے بیک وقت آٹھ دس مطبوعات کی پروف خوانی خاصا مشکل کام ہے۔ اگر آئندہ مالی سال میں ایک اور پروف خواں کی اسامی مہیا کر دی گئی تو یقیناً پروف خوانی کے معیار میں بھی اضافہ ہو گا اور مقدار کے لحاظ سے بھی کارکردگی خاطر خواہ ہو جائے گی

ح - دارالتصنیف میں کل ۵۱ منصوبے زیرِ کار ہیں ان میں سے ایک کتاب اور ۷ کتابچے شائع ہو چکے ہیں۔ نو کتب اور ایک کتابچہ زیرِ طبع ہے۔ ۷ کتابیں طباعت کے لیے تیار ہیں اور ۳۴ کتب اور ۲ کتابچے زیرِ تدوین ہیں۔ مجمل گوشوارہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے:-

	کتب	کتابچے
مطبوعات :	۱	۷
زیرِ طبع :	۹	۱
طباعت کے لیے تیار :	۷	-
زیرِ تدوین		
کشاف :	۷	-
نصابی کتب :	۱	-
کتابیات :	۱۱	-
امورِ لسانی :	۱۱	-
متفرق :	۴	۲
کل	۵۱	۱۰

۳ - علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے تعاون

الف - ادارۂ ثقافتِ پاکستان، اسلام آباد نے مقتدرہ سے فرمائش کی کہ اس کے جملہ ملازمین کو دفتری اردو کی مشق کرائی جائے۔ مقتدرہ نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعاون سے اردو ورکشاپ کا خاکہ تیار کیا اور مذکورہ ادارے کے ملازمین کے لیے ایک پانچ روزہ ورکشاپ کا اہتمام کیا یہ تجربہ کامیاب رہا۔ اب سی ڈی اے کی سلور جوبلی کی تقریبات کے ضمن میں سی ڈی اے کے ملازمین کے لیے ورکشاپ کا پروگرام زیرِ ترتیب ہے۔ اسی طرح اے جی پی آر کی طرف سے بھی ورکشاپ کا مطالبہ ہو رہا ہے۔ اُمید ہے ۱۹۸۵ء کے آغاز میں اس سمت میں ہماری پیش رفت بہت زیادہ اہم ثابت ہو گی

ب - علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعاون سے ٹائپ کاری اور اردو نویسی کا کورس راولپنڈی اور اسلام آباد میں بدستور جاری ہے۔ پہلے دورانیے میں راولپنڈی مرکز میں ۳۷ طالب العلم داخل ہوئے ۱۷ نے امتحان دیا اور کامیاب ہو گئے۔ دوسرے دورانیے کا آغاز بھی ہو رہا ہے اور فی الوقت اس کلاس میں ۱۷ طلبہ و طالبات درس حاصل کر رہے ہیں۔

اسلام آباد کے تجدیدی کورس کی کلاس میں ۳۴ افراد نے شرکت کی۔ دوسرا دورانیہ بھی شروع ہو رہا ہے اور اس میں ۵۱ افراد زیرِ تربیت ہیں۔

ج سرکاری افسران کے کورس کے پہلے دورانیے کی تکمیل کے بعد دوسرے دورانیے کا آغاز ہو چکا ہے اور اس میں ۱۵۰

افسر شریک ہیں۔ مقتدرہ کے تین معاون بطور ٹیوٹر اس تربیت سے منسلک رہے۔ مندرجہ ذیل امور خاص طور پر توجہ طلب ہیں؛

۱۔ مجموعی امتحان اور حصولِ سند کی پابندی اگر ہو۔ اس کے بعد یہ کورس مفید نتائج پیدا کر سکتا ہے۔

۲۔ پہلے دور انیہ میں ایسے افراد بھی شامل تھے جو ایک دو برس میں پنشن پر جانے والے تھے۔ ظاہر ہے اس کے مقابلے میں نوجوان جن کی ملازمت کا طویل عرصہ باقی ہو ان پر یہ محنت صرف ہونی چاہیے۔ انتخاب میں نوجوان افسروں کو ترجیح دینے کی ضرورت ہے۔

۳۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کو تربیت حاصل کرنے والے افسروں کی جو فہرستیں مہیا کی جاتی ہیں ان میں اکثر پتے نامکمل یا غلط ہوتے ہیں جس کی وجہ سے ٹیوٹروں اور تربیت حاصل کرنے والے افسران کے درمیان رابطہ ممکن نہیں رہتا۔ اس میں خاص احتیاط کی ضرورت ہے۔

۴۔ اس نظام کی نگران کمیٹی میں مقتدرہ کی نمائندگی ہونی چاہیے تاکہ افسروں کی تربیت میں پیش رفت کی صحیح رفتار معلوم ہو سکے اور ان کی روشنی میں مقتدرہ آئندہ کی سفارشات مرتب کر سکے۔

۵۔ دیگر اداروں سے تعاون

ٹائپ کاری اور زود نویسی کے جو سنٹر مختلف وفاقی وزارتوں کے دفاتر میں قائم ہیں ان کا مقصد زیرِ ملازمت افراد کو اردو ٹائپ کاری اور زود نویسی کی تربیت دینا ہے۔ فی الوقت انتظامی ڈھانچے کے بارے میں چند گزارشات پیش خدمت ہیں:

الف۔ ۲۹ اگست ۱۹۸۴ء کو سکیم کا ڈول ڈالا گیا اور ۹ انسٹرکٹرز کی خدمات حاصل کی گئیں جو پہلے سے اردو ٹائپ کاری اور زود نویسی میں مہارت حاصل کر چکے تھے۔ یہ مقتدرہ کے ملازم شمار ہوئے لیکن انہیں مناسب ملازمتی تحفظات حاصل نہ تھے چنانچہ سکیم کا آغاز بے دلی کا شکار رہا۔ دسمبر ۱۹۸۴ء میں کہیں جا کر ان کو مناسب تحفظات اور مراعات ملیں۔

ب۔ فی الوقت جو عملہ تربیت کاری کر رہا ہے ان میں سے آٹھ افراد مقتدرہ میں ڈیپوٹیشن پر تنخواہ پاتے ہیں، تین اپنے محکموں سے تنخواہیں حاصل کر رہے ہیں، دس افراد کی خدمات متعلقہ محکموں نے اس ملکی خدمت کے لیے مستعار دینے سے معذوری ظاہر کر رکھی ہے۔

ان خرابیوں کا سدِباب ہو جائے تو تربیت کاری کا نظام بہتر نتائج پیدا کر سکتا ہے۔ ضرورت ہے کہ اسے کابینہ ڈویژن سے الگ اور مضبوط نظام کی شکل دی جائے اور ہمہ وقتی افسر کے ماتحت ان مراکز کی دیکھ بھال ہو۔ جب یہ مراکز مؤثر کردار ادا کر سکتے ہیں۔

۶ ذیلی مجالس

مقتدرہ کے منصوبوں کو مہمیز کرنے کے لیے بعض ذیلی مجالس قائم کی گئی ہیں۔ ان میں سے "سائنسی علامات" سے متعلق ذیلی مجلس کا ذکر دار الترجمہ میں ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ "مالیاتی منصوبہ بندی" کی ذیلی مجلس بھی قائم کی گئی جس کے داعی جمیل الدین عالی ہیں۔ دوسری" ذیلی مجلس برائے علمی منصوبہ جات" قائم کی گئی۔

مقتدرہ کی کارکردگی کے جائزہ سال ۸۴-۱۹۸۳ء میں بعض مسائل اور مشکلات کا ذکر کیا گیا تھا۔ یہ مسائل اس سہ ماہی میں بھی بدستور حائل رہے ہیں۔ اگر ان کے حل کے لیے مثبت اقدامات کیے جائیں تو نہ صرف رفتارِ کار اور کارکردگی میں خاطر خواہ اضافہ ہوگا بلکہ نفاذِ اردو کا کام بھی پوری وسعتوں کے ساتھ بخوبی انجام پذیر ہو سکے گا۔

> انگریزی کا بے جا غلبہ ہماری ملی حمیت کی توہین ہے اور عملی لحاظ تضییع اوقات اور قومی مصلحتوں کے لیے بے حد خطرناک اور افسوسناک ہے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ

ایم۔ کے حسرت

مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین کا انٹرویو
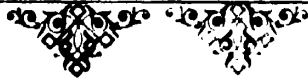
س ۔ ڈاکٹر صاحب : نفاذ اردو کے ضمن میں پیش رفت کے بارے میں آپ کے خیالات عالیہ سننے سے قبل ضروری محسوس ہوتا ہے کہ مقتدرہ کے پس منظر سے قدرے واقفیت حاصل کی جائے۔ سب سے پہلے مقتدرہ کے بنیادی وظائف اور تشکیل کے بارے میں بتائیے ؟

ج ۔ مقتدرہ کا قیام کابینہ ڈویژن کے ایک اعلان کے مطابق ۱۹۷۹ء میں ہوا تھا۔ پہلے صدر نشین ماہر تعلیم ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی تھے ۔ اپریل ۱۹۸۳ء سے میں یہاں کام کر رہا ہوں۔ مقتدرہ کے بنیادی وظائف میں نفاذِ اردو سرفہرست ہے ۔ اردو کے قومی زبان کی حیثیت سے فروغ کے ذرائع اور وسائل تلاش کرنا اور اس کے لیے ضروری اقدامات کرنا ، قومی زبان کے استعمال کو عمل میں لانے کے لیے صدرِ مملکت کی خدمت میں سفارشات پیش کرنا ۔ مقتدرہ کے فرائض میں شامل ہے ۔ ہم سرکاری ، نیم سرکاری دفاتر ، عدالتوں اور دوسرے اداروں میں کام کرنے والے عملے کے ملازمت کے دوران تربیت کے لیے ڈکشنریاں اور دوسرے مواد خواندگی کی ترتیب و تدوین بھی کرتے ہیں تاکہ پوری معاشرتی زندگی میں نفاذِ اردو کو ممکن بنایا جا سکے ۔ اردو کے ترقیاتی اداروں کے کام میں ربط پیدا کرنا اور وفاقی ، صوبائی ملازمتوں کے کمیشنوں کے تعاون سے قومی زبان کو مقابلے کے امتحانات میں قومی زبان کے طور پر اپنانے کے لیے اقدامات و امکانات کی تلاش بھی کر رہے ہیں ۔ بنیادی طور پر مقتدرہ قومی زبان کا پاکستان میں نفاذِ اردو کے عمل کو ممکن بنانے کے لیے ہر ممکنہ قدم اٹھانا ہے ۔ اس ضمن میں مقتدرہ قومی زبان نے کئی اقدامات کیے ہیں ۔

س ۔ ڈاکٹر صاحب ۔ مقتدرہ کے بنیادی وظائف کی روشنی میں ، میں کچھ سوال کروں گا ۔ پہلا سوال یہ ہے کہ نفاذ اردو کے عمل میں آپ کی ترجیحات کیا ہیں ۔ ؟

ج ۔ جناب ! اس ضمن میں پہلی بات تو یہ ہے کہ مقتدرہ کے سامنے نفاذِ اردو کے دو ہدف ہیں ۔ جیسا کہ آپ کے علم میں ہے نفاذِ اردو کے لیے ۱۹۸۸ء کے سال کو ہدف قرار دیا گیا ہے ۔ چنانچہ مقتدرہ کی ترجیحات قائم کرنے کے لیے ہم نے قلیل المیعاد اور طویل المیعاد دو سطحوں پر منصوبہ بندی کی ہے ۔ ۱۹۸۸ء تک نفاذِ اردو کے امکان کو قابلِ عمل بنانے کے لیے ہماری ترجیحات میں قلیل المیعاد منصوبوں کو فوری اہمیت حاصل ہے ۔ ہماری توجہ زیادہ تر ان پر مرکوز ہے قلیل المیعاد منصوبوں میں سے بھی ہم نے مزید محدود پیمانے پر ترجیحات قائم کی ہیں اور کام کا آغاز دفتری اردو سے کر رکھا ہے اس وقت ہماری پوری مشینری دفاتر میں نفاذِ اردو پر کام کر رہی ہے اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی نظام میں اردو کو لانے اور مقابلے کے

امتحانات اُردو میں منعقد کرانے کے مسائل ہماری بنیادی
ترجیحات ہیں۔ علمی، ادبی، سائنسی اور دوسری سطحوں پر نفاذ
اردو کے کام کو آسان بنانے کے لیے وضع اصطلاحات، اصطلاحات
کی معیار بندی، تدوین لغات اور زبان کی بنیادی فروغ
کے لیے درسی اور علمی و فنی مسائل کے لیے تراجم کا کام تیز
رفتاری سے جاری ہے۔

س۔ ان تمام منصوبوں یعنی ترجیحی منصوبوں میں آپ
کس پر زیادہ زور دے رہے ہیں؟

ج۔ جیسا کہ میں نے ابھی کہا ہے کہ ہماری زیادہ توجہ
قومی زندگی میں نفاذ اردو پر ہے اور ترجیحی بنیادوں پر نفاذِ اردو
کے لیے دفاتر کو اولین مقصد بنایا ہے۔ اس وقت مقتدرہ
میں دفتری اردو کے لیے بڑے پیمانے پر تراجم کا کام ہو
رہا ہے قوانین، دفتری قواعد و ضوابط، دفتروں میں استعمال
ہونے والے فارم، روزمرہ کی مراسلت، نوٹنگ، ڈرافٹنگ،
سمریاں اور وہ تمام مراسلات جس کا دفتری امور میں استعمال
ہوتا ہے کے ترجمے ہو رہے ہیں۔ اس مقصد کے لیے دارالترجمہ
قائم کیا گیا ہے اور مختلف شعبوں کے ماہرین کی خدمات بھی
حاصل کی جاتی ہیں۔ دفتری قواعد و ضوابط اور فارموں
سے متعلق کاغذات کے ڈیڑھ سال میں ۵ ہزار سے زائد
صفحات ترجمہ کیے جا چکے ہیں، یہ وہ مسودات ہیں جو دفتری
امور میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اس کے علاوہ
دفتروں میں استعمال میں ہونے والی انگریزی اصطلاحات پر
بھی خاصا کام کیا گیا ہے۔ ایک کتاب شائع کی گئی ہے اور مزید
کئی کتب زیر تدوین یا زیر طبع ہیں۔ دفتری استعمال میں
آنے والی زبان، اصطلاحات، خطوط، سرکاری اور نیم سرکاری
مراسلت، یادداشت، غیر رسمی کیفیت، تطہیر، اعلان،
قرارداد، اعلانیے اور حکم ناموں وغیرہ پر مشتمل دفتری مراسلت
کو ۸ جلدوں میں شائع کیا جا رہا ہے تاکہ دفاتر میں نفاذِ اردو
کے سلسلے میں دشواریوں کو رفع جا سکے اور دفتری امور کے
نفاذ میں کوئی عذر باقی نہ رہے۔

ہمارے پروگرام کا دوسرا حصہ درسیات سے متعلق
ہے جس کا آغاز اس سال کیا جا رہا ہے۔ تعلیم کے سیکٹر میں ابھی ہم
نے کام کا آغاز کیا ہے اب وسائل پر منحصر ہے کہ یہاں ہمارے
کام کی رفتار کیا بنتی ہے۔

س۔ آپ نے خاصا کام کر لیا ہے لیکن ان کے اثرات
اور دفاتر کی طرف سے ردعمل کیا ہو رہا ہے؟

ج۔ ہم صورت حال سے مایوس نہیں ہیں۔ آپ
نے دیکھ ہی لیا ہوگا کہ وزارتِ اطلاعات و نشریات،
وزارتِ مذہبی امور اور مواصلات نے اردو کا نفاذ کر دیا ہے
اسے جی پی آر اور مالیات کے دوسرے شعبوں میں نفاذِ اردو
کے لیے بڑی تیزی سے کام ہو رہا ہے۔ ابھی حال ہی میں وفاقی
محتسب کے سیکرٹریٹ میں بھی قومی زبان میں خط و کتابت
ہو چکی ہے اور قومی زبان میں وصول ہونے والی درخواستوں
پر کارروائی بھی اردو میں ہوتی ہے۔

س۔ کیا آپ اپنے ترجیحی منصوبوں پر روشنی ڈالنا
پسند کریں گے؟

ج۔ حال ہی میں مجلس منتظمہ کا ایک اجلاس ہوا
تھا جس میں ہم نے اپنی ترجیحات کا از سر نو جائزہ لیا اور
چھ منصوبوں کو ترجیحی بنیادوں پر کئی دوسرے منصوبوں کا
"طویل المیعاد" کی بنیادوں پر تعین کیا۔ ترجیحی بنیادوں پر
بنیادی اصولی کتب کی اشاعت جن میں اصول ترجمہ اور اصول
وضع اصطلاحات کے موضوع پر ورکشاپ اور کتابوں کی
اشاعت شامل ہے۔ وفاقی دفاتر میں نفاذِ اردو کے اقدامات
کا سروے، ۸ جلدوں میں دفتری مراسلت کی تدوین و اشاعت
اور نرسری پرائمری، مڈل اور میٹرک تک کے طلبا کے لیے تدریجی
ذخیرہ الفاظ کی لغات کی تیاری کے منصوبے منظور کیے گئے۔ بنیادی
اصولی کتب کی تیاری، املا، رموز اوقاف اور مسودے کی
تیاری و تدوین کے موضوع پر کام بھی ہمارے ترجیحی منصوبوں کا

حصہ ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم مختلف اداروں کے تعاون سے پہلے ہی ایسی ورکشاپیں منعقد کر رہے ہیں، جن سے نفاذِ اُردو میں پیش آنے والی دشواریوں کا جائزہ لیا جاسکے اور عملے کی تربیت کے ساتھ ساتھ ذہنی سطح پر اردو کو بحیثیت سرکاری زبان قبول کرنے میں ذہنی ترغیب کے مقاصد بھی حاصل کیے جاسکیں۔

س۔ آپ نے ذہنی قبولیت کی بات کی ہے۔ کیا آپ اس کی وضاحت کرنا پسند کریں؟

ج۔ موجودہ حالات میں قومی زبان کے فروغ اور نفاذ کے لیے ذہنی فضا تیار کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے لیے دو طریقے اختیار کیے جاسکتے ہیں۔ ایک کسی زبردست مہم کے ذریعے ایسا کیا جاسکتا ہے۔ دوسرا یہ کہ غور و فکر کے ساتھ اعتدال و توازن کی راہ کا انتخاب کیا جائے۔ ہم نے اس پر غور کرنے، تمام امور اور مضمرات کا جائزہ لینے اور موجودہ صورتِ حال کا تجزیہ کرنے کے بعد توازن و اعتدال کی راہ اختیار کی ہے اور ان مقاصد کے حصول کے لیے ایک جامع منصوبے کے ساتھ پیش رفت کا فیصلہ کیا۔

س۔ ڈاکٹر صاحب آپ کی بات کٹتی ہے یہ بتائیے کہ آپ نے ملک کے کن علاقوں کا دورہ کیا اور پاکستانی زبانوں کے حوالے سے کیا ردِعمل دیکھنے میں آیا؟

ج۔ میں ملک کے تقریباً سبھی علاقوں میں گیا ہوں اور بڑا پُرامید لوٹا ہوں۔ جہاں تک پاکستان کی دیگر زبانوں کا تعلق ہے اس ضمن میں میرا نقطۂ نظر بڑا واضح ہے۔ دوسری پاکستانی زبانوں کو ان کے اپنے دائرہ کار میں تسلیم کرکے انہیں ترقی دے کر ہی اردو کے کام کو آگے بڑھایا جاسکتا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے اور جس کو ذہنی طور پر قبول کرنا ضروری ہے کہ اردو زبان پاکستان کی کسی دوسری زبان کی مخالف نہیں ہے بلکہ سبھی پاکستانی زبانیں ایک دوسرے کے ساتھ پروان بڑھی ہیں۔ ایک دوسرے سے اخذ و اکتساب کے عمل سے گزری ہیں۔ چنانچہ یہ امر باور کرانا مقصود ہے کہ قومی زبان کو سنوارنے، ترقی دینے اور اس کو ایک مربوط و منضبط زبان بنانے میں پاکستان کے سبھی علاقوں کے لکھنے والوں نے کردار ادا کیا ہے۔ آپ کو یہ سن کر یقیناً خوشی ہوگی کہ اردو کے حق میں فضا تیار کرنے میں پاکستان کی دوسری زبانوں کے ممتاز اہلِ قلم نے مقتدرہ سے بھرپور تعاون کیا۔ نیز یہ پہلو بھی نہایت اہم ہے کہ ہم اصلاحِ اردو کی بجائے نفاذِ اردو کو اولیت دیں گے۔ ہم نے اردو کے حق میں فضا تیار کرنے میں نہ صرف سرکاری سطح پر بلکہ دانشوروں کے حلقوں اور مختلف عوامی طبقات میں یکساں قابلِ ذکر پیش رفت کی ہے اور ہماری یہ کامیابی کسی ایک علاقے تک محدود نہیں۔

س۔ جناب آپ نے فرمایا ہے کہ نفاذِ اردو کے عمل کو تیز کرنے کے لیے اور سرکاری دفاتر میں اردو کو رائج کرنے کے لیے ایک دارالترجمہ قائم کیا ہے۔ کیا آپ تراجم کے علاوہ تالیفات پر توجہ کر رہے ہیں؟......

ج۔ ....جی ہاں۔ دارالترجمہ کے ساتھ ساتھ ہم نے دارالتصنیف بھی قائم کیا ہے جو کشافِ اصطلاحات، نصابی کتب کی تدوین، کتابیات سازی، لسانی امور اور نفاذِ اردو کے ضمن میں معاون مواد کی تیاری اور اشاعت کا کام کر رہا ہے۔

نفاذِ اُردو خصوصاً دفاتر میں اُردو رائج کرنے کے سلسلے میں سب سے اہم بات دفتری اصطلاحات کی ہے۔ انگریزی زبان معاشرتی اور سرکاری زندگی میں اس طرح رچی بسی ہوئی ہے کہ قومی زبان کو اس کی جگہ لینے کے لیے عام فہم مترادفات دینا نہایت اہم ہے۔ مجھے یہ کہتے ہوئے خوشی محسوس ہوتی ہے کہ اُردو زبان کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ کہیں وضع اصطلاحات میں مشکل پیش نہیں آتی۔ مقتدرہ میں زندگی کے ہر شعبے اور ہر علمی موضوع پر وضع اصطلاحات کا عمل جاری ہے۔ کئی کتب شائع ہو چکی ہیں۔ کئی زیرِ طبع ہیں اور کئی زیرِ تدوین

ہیں مقتدرہ اصطلاحات کی کتب کی اشاعت کو فوقیت دیتا ہے۔

س ۔ آپ نے سرکاری عملے/افسران کی تربیت کا پروگرام بھی بنایا ہے۔؟

ج ۔ دفتر میں اردو کے مؤثر نفاذ کے لیے وفاقی ملازمین کی اردو ٹائپ کاری اور زود نویسی کی تربیت کے لیے کابینہ ڈویژن نے ایک اسکیم شروع کی جس کے تحت گیارہ انسٹرکٹر مقتدرہ سے تنخواہ لیں گے۔ یہ منصوبہ ایک چار ملکیتی نظام پر مشتمل ہے۔ اس کے علاوہ افسروں کی دفتری تربیت کے لیے بھی ایک پروگرام چل رہا ہے یہ مجلہ کام حکومتی سطح پر ہو رہا ہے مقتدرہ اس میں براہ راست شریک نہیں البتہ مقتدرہ نے دفتری اردو کی تربیتی ورکشاپوں کا محدود پیمانے پر ضرور اجرا کر رکھا ہے۔

س ۔ وضع اصطلاحات کے سلسلے میں فارسی اور عربی میں وسیع کام ہوا۔ کیا آپ اس سے استفادہ کر رہے ہیں؟

ج ۔ جی ہاں عربی اور فارسی زبانوں میں وضع اصطلاحات کے کام کا جائزہ لینا ضروری تھا تاکہ اردو اصطلاحات سازی میں ان دو ماخذوں سے استفادہ کر سکیں۔ "فارسی اصطلاحات سازی" اور "عربی اصطلاحات سازی" کی کتابیات مرتب کرائی گئیں۔ اس طرح وفاقی وزارتِ تعلیم کی مرتبہ "سائنسی و تکنیکی اصطلاحات" کی لغت کا تسویدی ایڈیشن شائع کیا جا چکا ہے اور اب اس کی بنا پر ایک کشاف بھی تیار کی جا رہی ہے۔ دارالتصنیف کو باقاعدہ سائنسی بنیادوں پر استوار کیا جا چکا ہے۔

مقتدرہ کی طرف سے اب تک کئی مطبوعات آ چکی ہیں۔ ان میں تین دارالترجمہ نے شائع کیں، باقی تمام دارالتصنیف کی طرف سے شائع ہوئیں۔ دیگر منصوبوں میں ایک لسانی تحقیقی جائزہ شائع کر کے صدرِ پاکستان کی خدمت میں پیش کیا جا چکا ہے۔ زیرِ طبع کتابوں میں اصطلاحات پر دو کشاف کتابیات پر دو اور امورِ لسانی پر دو کتابیں شامل ہیں۔ سات مسودے طباعت کے لیے تیار ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ دفتری اصطلاحات اور دفتری مراسلت کی ایک ایک جلد شائع کی جا چکی ہے جبکہ دفتری مراسلت کی آٹھ جلدوں کی اشاعت ہمارے نئے منصوبوں میں شامل ہیں

س ۔ ڈاکٹر صاحب مختلف ممالک میں نوآبادیات قائم تھیں اور قابض حکمرانوں نے وہاں اپنی زبانوں کو رائج کیا تھا۔ اب ان میں سے بیشتر ممالک میں قومی زبانوں کا نفا ہو چکا ہے۔ کیا نفاذِ اردو کے ضمن میں ان ممالک کے تجربات کو ملحوظ رکھا گیا ہے۔

ج ۔ یقیناً ہم نے مختلف ممالک میں ان کی قومی زبا کے نفاذ کے عمل کا جائزہ لیا ہے۔ قومی زبانوں کے عمل میں دشوار مسائل اور وسائل کو سمجھنے اور ان کے تجربات سے فائدہ اٹھا کی کوشش کی ہے۔ اس ضمن میں ملائیشیا، اردن، مصر او ایران میں قائم مقتدرہ قسم کے اداروں کی تشکیل، مقاصد ا کارکردگی کو جانچنے کے لیے مقتدرہ کے کئی منصوبے مختلف مرا میں ہیں۔

س ۔ آپ نے ابھی فرمایا کہ آپ مختلف ادارو اشتراک سے ورکشاپیں منعقد کر رہے ہیں۔ کیا یہ اشتراک صر ورکشاپوں کی حد تک محدود ہے۔؟

ج ۔ نہیں: ورکشاپیں اشتراکِ عمل کا صرف ا پہلو ہے۔ ہم اس سے آگے بھی جاتے ہیں مثلاً علامہ اقبال ا یونیورسٹی کے ساتھ مل کر مقتدرہ نے ٹائپ کاروں اور مختصر نویسوں کی تربیت کا پروگرام بنایا۔ جہاں سے ٹائپ اور مختصر نویس تربیت حاصل کر کے سند حاصل کرتے ہیں۔ اسلا کے ایک مرکز میں انتقالِ مہارت کا ایک تجدیدی کورس ا ٹائپ کاروں کے لیے جو پہلے دوسرے کلیدی تختے پر کا کرتے رہے ہیں، حکومت کے منظور کردہ کلیدی تختے پر مشق سلسلہ جاری ہے۔ اسی طرح کئی دوسری سطحوں پر اشتراک ہو رہا ہے۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی طرف سے کئی دو شعبوں میں بھی اسی طرح کے تعاون کی پیش کش ہوئی جو مقتد کے زیرِ غور ہے۔

س ۔ آپ نفاذِ اردو کے پروگرام کی نشر و اشا کیسے کر رہے ہیں، تاکہ ترغیب ہو۔؟

ج ۔ اصلاً یہ پہلو ذرا کمزور ہے ہم ابھی تشہیر کی طرف نہیں آئے ہم ابھی بنیادی نوعیت کے کام کر رہے ہیں۔ البتہ نفاذِ اردو کے سلسلے میں معلوماتی کتابچوں کا ایک سلسلہ ضرور شائع کیا ہے۔ ۲۳ کتابچے شائع ہو چکے ہیں، ان میں "سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں"، "اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں"، "اردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے"، "تیسری دنیا کے ممالک میں قومی زبانوں کے نفاذ کے مسائل" جیسے موضوعات پر کتابچے شامل ہیں۔ مزید برآں دیگر اداروں مثلاً علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور پی آئی بی کے ساتھ مقتدرہ کے تعاون اور اشتراکِ عمل کے جائزے بھی پیش کیے گئے ہیں۔ قومی زبان کے نفاذ کے سلسلے میں بعض دشواریوں اور دیگر ملکوں میں قومی زبان کے اداروں کے جائزے بھی پیش کیے گئے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں سے ایک ماہنامہ "اخبارِ اردو" کے نام سے شائع ہوتا ہے۔

س ۔ ڈاکٹر صاحب یہ آخری سوال نفاذِ اردو کے ضمن میں ۱۹۸۸ء کے ہدف کے بارے میں ہے۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ۱۹۸۸ء تک نفاذِ اردو کا ہدف پورا کر لیں گے؟

ج ۔ حسرت صاحب! آپ نے ۱۹۸۸ء کے ہدف کی بات کی ہے تو وضاحت کر دوں کہ نفاذِ اردو سے اگر آپ کی مراد یہ ہے کہ قومی زبان ہماری زندگی کے دھارے کا حصہ ہو کر قومی شناخت کا وسیلہ بنے اور سماجی زندگی میں بھرپور کردار بھی ادا کرے تو پھر یہ ایک مسلسل اور مستقل عمل ہے اور اس لحاظ سے اس جدوجہد کو مستقل بنیادوں پر قائم کرنا ہوگا اور یہ عمل ۱۹۸۸ء کے بعد بھی جاری رہے گا۔ اگر مراد صرف دفاتر اور ذریعہ تعلیم کی ہے تو بے شک اس کا ہدف ۱۹۸۸ء ہے پھر بھی نصابی کتب کی تدوین و ترجمہ اور اصطلاحات کی ترویج و ترقی اور وسعت کا دائرہ ۱۹۸۸ء کے بعد بھی پھیلتا جائے گا اور یہ مسلسل عمل ہوگا۔ میری رائے میں نفاذِ اردو کی تگ و دو میں ۱۹۸۸ء اور اس کے بعد کا زمانہ میں یہ دو گونہ مقاصد شامل ہیں۔ اس لیے مقتدرہ نے اس کے لیے دو پروگرام بنائے ہیں ایک قلیل المیعاد (یعنی ۱۹۸۸ء کو پیش نظر رکھ کر) اور دوسرا طویل المیعاد یعنی مابعد کی ضرورتوں کو سامنے رکھ کر۔

اس وقت مقتدرہ کے سامنے یہی سوال ہے۔ ابھی حال ہی میں مقتدرہ کی مجلس منتظمہ میں اس سوال پر طویل گفتگو ہوئی اور تمام وسائل کا جائزہ لیا گیا۔ میرا موقف یہ تھا کہ ہدف کو حاصل کرنے کے لیے ایک مکمل میکانی نظام کی ضرورت ہے۔ جس کے بغیر ۱۹۸۸ء تک نفاذِ اردو کے عمل کو پورا کرنا مشکل ہوگا۔ ہم محدود وسائل کے ساتھ ایک بہت بڑے ہدف کے حصول کے لیے کوشاں ہیں۔ بے شمار فطری اور غیر فطری رکاوٹیں حائل ہیں۔ چیلنج بڑا ہے اور اس کے مقابلے میں وقت اور وسائل دونوں بہت کم ہیں۔ ایسے بڑے کاموں کے لیے تین معروف طریقے ہیں:۔

اول ۔ ایک کثیر رقم بجٹ میں مہیا کی جاتی ہے۔

دوم ۔ ترجیحات قائم کر کے تمام رقم یکمشت دے دی جاتی ہے۔

سوم ۔ معمول کے مطابق گرانٹ حاصل ہوتی رہتی ہے اور کام آہستہ روی سے آگے بڑھتا ہے۔

میرے نزدیک ۱۹۸۸ء کے ہدف کو پورا کرنے کے لیے جہاں ایک مکمل میکانی نظام کی ضرورت ہوگی، وہیں غیر معمولی گرانٹ کے بغیر کام کی رفتار کو تیز تر کرنا آسان نہیں خصوصاً طویل المیعاد منصوبے کی تکمیل کے لیے ہمیں زیادہ سرمائے کی ضرورت ہوگی اور اس کے بغیر نفاذِ اردو کا عمل ادھورا رہے گا۔ کیونکہ مقصد صرف دفاتر یا تعلیم میں ۱۹۸۸ء تک تکمیل ہدف نہیں بعد کی صورت حال بھی ہے جو ایک مستقل تگ و دو کی متقاضی ہے اور زندگی کے دوسرے شعبوں میں بھی نفاذِ اردو کی پیش رفت کو قابل توجہ رہنا چاہیے تاکہ اس کے اثرات ہماری پوری سماجی زندگی میں ظاہر ہو سکیں۔

میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہمارے ترجیحی منصوبے پورے وسائل کے ساتھ آگے بڑھتے رہے، تو ہم یقینی طور پر ۱۹۸۸ء تک اس ہدف کو پورا کر لیں گے اور بعد کے منصوبوں کو بھی جاری رکھ سکیں گے۔

پچھلے دنوں راولپنڈی میں ایک سندھی ادبی سیمینار منعقد ہوا جس میں ملک کے مختلف شہروں سے چالیس سے زیادہ دانشوروں نے شرکت کی۔ ۲۸ رمارچ کو ان دانشوروں نے مقتدرہ قومی زبان کے دفتر کا دورہ کیا۔ صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی نے دفاتر میں نفاذِ اردو اور دوسرے اہم منصوبوں پر ان افراد سے تبادلۂ خیال کیا، مہمانوں میں ڈاکٹر عبدالجید سندھی، جناب عنایت اللہ بلوچ، ڈاکٹر ریاض مجید اور ڈاکٹر محمد اسلم رانا شامل تھے۔

سرکاری دفاتر میں نفاذِ اردو کے عمل کو تیز کرنے کے لیے مقتدرہ قومی زبان نے علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے تعاون سے دفتری تربیتی ورکشاپوں کا اہتمام کیا ہے۔ یہ ورکشاپیں مختلف اداروں کی طلب پر منعقد کی جاتی ہیں ان ورکشاپوں میں لسانیات کے ماہرین اور زبان دان حضرات لیکچر دیتے ہیں۔ نیز مقتدرہ سے وابستہ اہلِ علم بھرپور حصہ لیتے ہیں۔ اسی طرح کی ایک ورکشاپ "کیپٹل ڈویلپمنٹ اتھارٹی" کے تربیتی مرکز میں ۲۱ راپریل کو منعقد ہوئی اس پانچ روزہ ورکشاپ میں متعلقہ ادارے کے گریڈ گیارہ سے گریڈ انیس تک کے افسران اور کارکنان نے شرکت کی جنہیں اردو میں نوٹنگ، ڈرافٹنگ، مسل داری، مختصر نویسی اور دوسرے دفتری تحریری امور پر لیکچر دیتے گئے اور عملی کام کی مشق کی گئی۔

مقتدرہ قومی زبان کی جانب سے قائم کردہ ایک مجلسِ استناد سرگرمِ عمل ہے جس کے اسی ماہ دس اجلاس ہوئے۔ اس مجلس استناد میں شامل ماہرین مختلف اداروں کے فارموں، رولز آف بزنس، کمپنی آرڈیننس، محکموں کے نام، سرکاری عہدوں کے ناموں کے ترجمے اور ان کی معیار بندی کر رہی ہے۔ اسی ماہ تقریباً بارہ سو محکموں کے نام اور ۱۲۰۰ سے زائد عہدوں کے اردو ناموں پر نظرِ ثانی کی جا چکی ہے۔

---

۲۹ راپریل کو بلوچستان کے سینیٹر ابراہیم بلوچ اور ممبر صوبائی اسمبلی آنسہ پری گل آغا نے مقتدرہ قومی زبان کا دورہ کیا انہوں نے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی کے ساتھ پاکستان میں سرکاری و نیم سرکاری دفاتر میں نفاذِ اردو کی پیش رفت پر گفتگو کی۔ جناب ابراہیم بلوچ اور آنسہ پری گل آغا نے مقتدرہ قومی زبان کی کوششوں کو سراہا اور نفاذِ اردو کے ضمن میں اپنے تعاون کا یقین دلایا۔ دونوں مہمانوں کو کتابیں اور کتابچے بھی پیش کیے گئے۔

کیمرج کے امیدواروں کے گیارہویں جماعت میں داخلے پر پابندی

کراچی اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ کے ایک اجلاس میں کیمرج کے امیدواروں کے گیارہویں جماعت میں داخلے پر پابندی لگانے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ حکومت نے مرحلہ وار اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کا جو منصوبہ بنایا ہے اس کے تحت یہ فیصلہ کیا گیا ہے۔

روزنامہ حریت۔ کراچی ۳ مارچ ۸۵ء

شکریہ، ریڈیو پاکستان

میں ریڈیو پاکستان کا دلی طور پر شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے ہمیں اردو میں کمنٹری سنائی۔ مجھے امید ہے کہ آئندہ بھی جب ہماری کرکٹ ٹیم دورے پر جائے گی تو ریڈیو حکام ہماری آسانی کے لیے اردو زبان ہی میں کمنٹری نشر کریں گے۔

(طاہر بلال شاہ دیپالپور)

(ہفت روزہ اخبار جہاں کراچی ۴ تا ۱۰ مارچ ۱۹۸۵ء)

ڈاکٹر فرمان فتح پوری اردو لغت بورڈ کے چیف ایڈیٹر ہوگئے

جامعہ کراچی کے شعبۂ اردو کے استاد اور معروف مصنف ڈاکٹر فرمان فتح پوری کو اردو لغت بورڈ کا چیف ایڈیٹر اور سیکرٹری مقرر کر دیا گیا ہے۔ (روزنامہ حریت کراچی ۱۵ مارچ ۱۹۸۵ء)

پاکستان میں اردو کمپیوٹر رائج کرنے پر توجہ ضروری ہے

سینٹ کے رکن لیفٹیننٹ جنرل (ریٹائرڈ) سعید قادر نے کمپیوٹر سوسائٹی آف پاکستان پر زور دیا ہے کہ وہ ملک میں اردو کمپیوٹر کو مقبول بنانے کے لیے اپنی بھرپور توجہ مبذول کرے۔ انہوں نے مزید کہا کہ اگر کمپیوٹر کی جدید ٹیکنالوجی کو اردو کی بجائے انگریزی ہی میں پیش کیا جاتا رہا تو اس سے عوام وسیع بنیادوں پر استفادہ نہیں کر سکیں گے۔ انہوں نے کہا کہ عوامی جمہوریہ چین اور جاپان نے اپنی قومی زبان میں کمپیوٹر ٹیکنالوجی متعارف کرائی ہے۔

جناب سعید قادر نے اس طرف بھی توجہ مبذول کرائی کہ ہمارا ملک کمپیوٹر ٹیکنالوجی کے شعبے میں ۳۰ تا ۵۵ برس پیچھے

ہے اس لیے ہمارے سائنس دانوں کو چاہیے کہ وہ اپنی جدوجہد کے ذریعے اس کمی پر قابو پائیں۔

(روزنامہ حریت کراچی ۱۸ مارچ ۱۹۸۵ء)

○

تحقیقی ادارے نوجوان اسکالروں کی رہنمائی کا قومی فریضہ ادا کریں، ڈاکٹر وحید قریشی

مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین نے ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد کے زیرِ اہتمام ٹیکنیکل ایڈیٹنگ کی چار روزہ ورکشاپ کا افتتاح کرتے ہوئے اس بات پر زور دیا کہ مصنفین، محققین اور مضمون نگاروں کو اپنی نگارشات میں تالیف و ادارت کے جدید اصولوں کو پیش نظر رکھنا چاہیے تاکہ ان کی نگارشات اور تخلیقات قارئین کے لیے زیادہ مفید اور مؤثر ثابت ہو سکیں۔ انہوں نے اس طرف بھی توجہ دلائی کہ ابھرتے ہوئے اہلِ تحقیق کی راہنمائی کی ذمہ داری قومی تحقیقی اداروں کے سر ہے۔ ادارہ تحقیقاتِ اسلامی اسلام آباد نے اس ورکشاپ کے ذریعے مفید کام کا آغاز کیا ہے۔

اُردو لغت کی تیاری کا عمل تیز تر کر دیا گیا

اردو ڈکشنری بورڈ کے صدر محمد انظر نے توقع ظاہر کی ہے کہ اردو لغت کی تیاری کو تیز تر کر دیا جائے گا۔ منصوبہ بندی کی جا رہی ہے کہ سالانہ تین جلدوں کی تیاری کو یقینی بنایا جائے۔ اب تک چھ جلدیں تیار ہوئی ہیں اور ساتویں جلد تیاری کے مرحلے میں ہے۔

(روزنامہ حریت کراچی۔ ۲۳ مارچ ۱۹۸۵ء)

وفاقی دارالحکومت میں ان پڑھ افراد کو یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے پاسپورٹ، اسلحہ لائسنس اور ڈرائیونگ لائسنس جاری نہیں ہوا کریں گے،

وزیرِ تعلیم نے اخباری کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے اس امر کا اعلان کیا کہ یکم جنوری ۱۹۸۷ء سے وفاقی دارالحکومت اسلام آباد کے علاقے میں کسی ان پڑھ شخص کو ڈرائیونگ لائسنس، اسلحہ لائسنس حتیٰ کہ پاسپورٹ تک جاری نہیں کیا جائے گا۔ ان پڑھ سے مراد ہر وہ شخص ہوگا جو اخبار نہ پڑھ سکتا ہو یا کسی بھی زبان میں سادہ خط نہ لکھ سکتا ہو، البتہ حج پاسپورٹ پر یہ حکم لاگو نہیں ہوگا۔ نیز ذہنی طور پر معذور افراد پر بھی اس کا اطلاق نہ ہوگا۔ وزیرِ تعلیم نے بتایا کہ یہ فیصلہ ملک میں ناخواندگی کے خلاف مہم کے سلسلے میں کیا گیا ہے جس کے دوررس اثرات مرتب ہوں گے۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۱۸ مارچ ۱۹۸۵ء)

○

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اردو کورسز کے وڈیو پروگرام تیار کرے گی

صدر مملکت جنرل محمد ضیاء الحق کی ہدایت پر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی بیرونِ ملک کام کرنے والے پاکستانیوں کے بچوں کے لیے اسلام کی تدریس کے علاوہ اردو زبان کے کورسز کے وڈیو پروگرام تیار کرے گی۔

(روزنامہ جنگ راولپنڈی ۲۰ مارچ ۸۵ء)

○

"کچھ تو کہیے"

شاعر: سرفراز شاہد
ناشر: خواجہ عبدالوحید - بزمِ اکبر
۲۷۰ - جی - ۹/۴ - اسلام آباد
صفحات: ۱۲۸
قیمت: ۱۸ روپے
مجلد: ۳۰ روپے

غزل میں آج بھی شاہد ظرافت ہم سے قائم ہے
ہم اس صنفِ سخن کو پھسپھسی ہونے نہیں دیتے

اس شعر میں جو بات سرفراز شاہد کہتے ہیں وہ کتاب "کچھ تو کہیے" پڑھنے کے بعد واقعی صحیح ثابت ہوئی ہے۔ اُن کا اولین شعری مجموعہ "بلا تکلف" ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا جس کی کافی پذیرائی ہوئی اور بلا تکلف کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۰ء میں چھپا۔

سرفراز شاہد اکبر آبادی کے مکتبۂ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کے اشعار میں لطافت پائی جاتی ہے اور شگفتگی کے ساتھ ساتھ سنجیدگی بھی شامل ہے، مگر فکر کی یہ سنجیدگی اشعار کو بوجھل نہیں ہونے دیتی۔ وہ دورِ حاضر کو موضوعِ سخن بناتے ہیں۔ اُن کی شاعری قاری کو ہنسانے کے ساتھ سنجیدگی سے سوچنے کی دعوت بھی دیتی ہے۔ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ سرفراز شاہد کو اپنے وطن اور قومی زبان سے بے پناہ محبت ہے۔ چند شعر ملاحظہ ہوں :-

ہے سرفراز مجھے پیار اپنی دھرتی سے
مریخ و زہرہ و خورشید و مشتری سے نہیں

O

دیس کی کھاتے ہیں اور گاتے ہیں گن غیروں کا
آج کل دیدہ وروں کی ہے یہ پہچان جاناں

O

اہلِ یورپ کی بولیوں میں کہاں
جو ہے لطف و سرور اردو میں

ملٹن و کیٹس گر یہاں ہوتے
شعر کہتے ضرور اردو میں

زیرِ نظر مجموعہ کلام کے آغاز میں جناب عطاالحق قاسمی کا دیباچہ شامل ہے فلیپ پر ڈاکٹر شفیق الرحمٰن، ڈاکٹر وحید قریشی

اور سید ضمیر جعفری کی آرا مندرج ہیں۔ کتاب میں مزاحیہ غزلیں، نظمیں، پیروڈی اور قطعات شامل ہیں۔ کتاب خوبصورت انداز میں آفسٹ کاغذ پر دلکش اور دیدہ زیب سرورق کے ساتھ چھپی ہے۔ گتے کی جلد اور دو رنگوں میں مناسب گرد پوش سے مزین ہے۔ کتاب میں اگر اکا دکا اغلاط نہ ہوتیں تو بہتر ہوتا۔

(طارق شاہد)

ملبوسِ بہار	
شاعر	رئیس امروہوی
ناشر	رئیس اکادمی، الف - ۱۲۹ مانک جی سٹریٹ گارڈن ایسٹ کراچی - ۳
صفحات	۱۶۰
قیمت	۱۵ روپے

جناب رئیس امروہوی اردو زبان و ادب سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے کوئی ایسی شخصیت نہیں کہ اُن کا تعارف کرایا جائے۔ اُن کے قلم سے کئی نثری تخلیقات سامنے آچکی ہیں اور ان کی منظومات کے پانچ چھ مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ زیرِ نظر مجموعۂ غزلیات "ملبوسِ بہار" سال ڈیڑھ پہلے شائع ہوا تھا۔ اس میں جناب رئیس امروہوی نے اپنے اولیں تین مجموعوں۔ الف، پسِ غبار اور حکایت نے۔ کا انتخاب کیا ہے۔ انہیں زبان و بیان پر بے پناہ قدرت حاصل ہے یہی سبب ہے کہ بیس بائیس اشعار کی غزلیں بھی اس مجموعے میں شامل ہیں۔

"ملبوسِ بہار" کی ورق گردانی سے شاعر کی قادرالکلامی کے علاوہ اُس کے مشاہدات، احساس کی گہرائی، تجربات کے تنوع اور تغزل سے بھرپور لگاؤ کا اظہار ہوتا ہے۔ نمونے کے چند اشعار یہ ہیں۔

ہم کسی سے ملے مگر تادیر
کوئی موضوعِ گفتگو نہ ملا

اُن سے ہم بچھڑے تھے دم بھر کو رئیس
عمر بھر احساسِ محرومی رہا

کسی کی بات میں تیرے سکوت میں اعجاز
کسی کے لطف میں تیرے گریز میں جادو

کچھ نہیں حاصلِ مکتوب اے دوست
دل اگر شاملِ مکتوب نہیں

"ملبوسِ بہار" سفید کاغذ اور مناسب کتابت میں چھپی ہے۔ ریگزین کی جلد سے مزین ہے۔

علامہ اقبال کا نظریۂ پاکستان	
مولف	ڈاکٹر وحید عشرت
ناشر	پاکستان فلسفہ اکادمی - ۱۶۶ - ستلج بلاک علامہ اقبال ٹاؤن - لاہور
صفحات	۴۸
قیمت	پانچ روپے

زیرِ نظر کتابچہ مؤلف کے دو مقالات (علامہ اقبال کا نظریۂ پاکستان، تصورِ پاکستان - مکاتیبِ اقبال و جناح کی روشنی میں) پر مشتمل ہے۔ فکری اور تاریخی تناظر میں علامہ اقبال کے تصورات کی وضاحت کی گئی ہے۔ مؤلف کے اخذ کردہ نتائج کے مطابق نظریۂ پاکستان کا تقاضا ہے کہ ایسے ادارے تشکیل دیے جائیں جو اہلِ پاکستان کے اسلامی اور پاکستانی تشخص کو اجاگر کریں۔ معاشی و سماجی انصاف فراہم ہو اور ہم عصرِ حاضر کے تقاضوں کے مطابق سائنسی اور تکنیکی ترقی سے بہرہ مند ہوں۔

کتابت کی اغلاط کے ساتھ ناموں کی اکا دکا اغلاط کھٹکتی ہیں۔ دادا بھائی نوروجی کا نام غلط کتابت ہوگیا ہے۔

(اختر راہی)

(دار التصنیف)

(۱) افکار و اذکار - مرتب ہلال احمد زبیری
-/۳۰ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
۶۰ روپے

(۳) اردو رسم الخط - سید محمد سلیم
مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

(۴) جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف
سستا ایڈیشن ۴ روپے، قیمت ۱۰ روپے

(۵) کتابیات قانون، عطش درانی
قیمت: -/۴۰، مجلد: ۷۵ روپے

(۶) اردو اصطلاحات سازی، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری۔
قیمت: ۳۰ روپے - مجلد: ۵۰ روپے

(۷) لینگویج پالیسی آف انڈیا (انگریزی)، مختار زمن
قیمت: مجلد -/۵۰ - غیر مجلد -/۳۰ روپے

(۸) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) محمود الحسن
قیمت -/۴۴ روپے - مجلد -/۵۹ روپے

(۹) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) کمال احمد سید
قیمت -/۳۶ روپے - مجلد -/۵۶ روپے

(دار الترجمہ)

(۱) مختصر اصطلاحات دفتری - قیمت ۱۰ روپے۔
(حروف دفاتر کے لئے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۲) اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت: ۱۵ روپے، مجلد: ۳۰ روپے

(۳) اصطلاحات موسیمات - سرفراز شاہد
قیمت: ۱۵ روپے مجلد: ۳۰ روپے

(۴) اصطلاحات ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحات ریاضی کراچی)
قیمت - مجلد: ۴۰ روپے - غیر مجلد: ۲۷ روپے

(۵) دفتری مراسلت (انگریزی - اردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی
قیمت - مجلد: ۳۰ روپے
غیر مجلد: ۲۰ روپے - سستا ایڈیشن: ۸ روپے

(۶) سائنسی و تکنیکی اصطلاحات،
مرتب مجلس اصطلاحات وفاقی وزارت تعلیم
قیمت: مجلد -/۴۵ روپے، غیر مجلد -/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان - مکان نمبر ۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - الیف ۸/۱ - اسلام آباد

بہ اشتراک

(۱) فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم اول ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے

(۲) فرہنگ اسماء العلوم - محمد طارق محمود (بہ اشتراک جامعہ کراچی) ۱۹ روپے

(۳) فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ - زین صدیقی (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے، قسم اول ۴۱ روپے

(۴) فرہنگ اصطلاحات برقیات - طارق محمود بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۴۰ روپے مجلد: ۵۰ روپے

(۵) تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ: سید محمد احمد سعید بہ اشتراک جامعہ کراچی قیمت: ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی - کراچی

مقاصد

◉ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری او رنجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

◉ اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کرکے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

◉ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

◉ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۱۰۰۸، گلی نمبر ۳۲، سیکٹر ایف ۸/۱، اسلام آباد

فون: ۱۵۳۳۸۴ / ۱۵۲۲۱۰ / ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر۔ طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

اس شمارے کے اہم مضامین

- ترک دل قومورو [انجمن روابطِ ترکی]
- زبان کا اصولی اور نفسیاتی تجزیہ
- جناب آفتاب احمد خان سے ملاقات
- ہدایاتِ معتمدی
- بھارت کی اردو دنیا

ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مسؤل
شریف کنجاہی
مدیر اعزازی
اختر راہی
نائب مدیر اعزازی

مقتدرہ قومی زبان

اخبارِ اُردو میں چند ماہ سے ہم نے بعض اداروں کے سربراہوں اور نفاذ اردو میں دلچسپی لینے والوں کے انٹرویو شائع کرنے کا سلسلہ شروع کیا ہے تاکہ عملی مسائل اور ان کے قابل عمل حل معلوم کیے جا سکیں۔ ہمیں یہ تحریر کرتے ہوئے مسرت ہو رہی ہے کہ قارئین نے اس سلسلے کو پسند کیا ہے۔ اسی بنا پر ہم ان سطور کے ذریعے اپنے مقتدر قارئین کے اُس طبقے سے گزارش کرنا چاہتے ہیں جس کو نظم و نسق کی ذمہ داریاں ملی ہوئی ہیں کہ انٹرویوں کے اس سلسلے میں اپنے فراخدلانہ تعاون سے ہماری عزت افزائی فرمائیں اور نفاذِ اردو کے معاملے میں ان دشواریوں کی بلا تکلف نشاندہی کریں جو اُن کے خیال میں سنگِ راہ بنی ہوئی ہیں یا بن سکتی ہیں نیز یہ کہ ان کے نزدیک تدارک و مداوا کی کون سی راہ سہل اور خوشگوار رہ سکتی ہے۔ امید ہے آپ باہمی گفتگو کے لیے چند لمحے نکال کر ہمیں "ہم سفری" کی عزت بخشیں گے۔

فہرست

قیمت: ایک روپیہ سالانہ: دس روپے

میاں بشیر احمد (مرحوم)

ترکِ دِل قورومو

[انجمن زبان ترکی]

۱۔ ڈاکٹر مولوی عبدالحق صاحب سیکرٹری (صدر) انجمن ترقی اردو پاکستان نے مجھے ۶ مئی ۱۹۵۱ء کو خط لکھا کہ ترکی میں ابتدائی، ثانوی اور اعلیٰ تعلیم خصوصاً سائنس کے ذریعۂ تعلیم کی نسبت دریافت احوال کروں۔ دوسری علمی مصطلحات کی نسبت بھی دریافت کیا تھا کہ کس زبان یا زبانوں سے لی گئی ہیں۔ انہیں وضع کرنے کا کیا طریقہ ہے اور بین الاقوامی اصطلاحات کی نوعیت کیا اور دائرہ کتنا وسیع ہے؟

۲۔ میں نے بذاتِ خود وزارت معارف کے حکام، جامعہ کے استاد اور مدارس کے معلمین، مصنفین اور مجلس زبان ترکی کے عہدیداروں سے ملاقات کی۔ ان میں خاص طور پر مسٹر قادری یوروک اوغلو (صدر مجلس تعلیمات)، مسٹر مصطفیٰ نکہت ر؟، اورزون (معلم ادبیات، غازی مدرسہ، انقرہ جس میں ثانوی مدارس کے اساتذہ کو تربیت دی جاتی ہے) اور مجلس زبان ترکی کے دبیر عمومی آغا سری لوند، قابل ذکر ہیں۔ ان صاحبوں نے ساری عمر ترکی زبان کے ارتقائی مسائل کا مطالعہ کیا اور تعلیم کے مختلف مدراج میں علمی یا دوسری قسم کی اصطلاحات بنانے اور رواج دینے کے سوالات پر غور کرتے رہے۔

۳۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب نے جو چند سوال دریافت کے لیے مجھے لکھے تھے وہ ضمیمہ الف میں درج کر دیے گئے ہیں زیادہ وضاحت کی غرض سے میں نے چھ امور برائے تحقیق مرتب کیے جنہیں ضمیمہ ب میں تحریر کر دیا ہے۔ یہ سب ترکی زبان میں وضع اصطلاحات سے متعلق ہیں اور انہی کی ترتیب کے مطابق اس یادداشت میں حوالہ دیا گیا ہے۔ ان ۶ سوالات کو دریافت حال کی غرض سے ترکی میں ترجمہ کرایا تھا اور انہی کی بنیاد پر میں نے اس باب میں مفصل گفتگوئیں کیں، خصوصاً ان تین صاحبوں سے جن کا فقرہ نمبر ۲ میں ذکر کیا ہے۔ گفتگو ترکی ترجمانوں کی مدد سے ہوتی تھی اور میں دورانِ گفتگو میں مختصر یادداشتیں لکھ لیتا تھا۔ اس طرح خاصی کارآمد معلومات فراہم ہوگئی ہیں جن کا خلاصہ ذیل میں درج ہے۔

۴۔ ترکی زبان اور تعلیم کی تجدید و اصلاح کا کام سو سال سے بھی زیادہ مدت پہلے شروع ہوا تھا۔ اس وقت اکثر مصطلحات (کوئی نوے فیصد) عربی مادوں سے بنی ہوئی مستعمل تھیں۔ اگرچہ انہیں ترکی میں وضع کیا گیا تھا۔ پھر آہستہ آہستہ ان کا ایک حصہ مغربی یا یورپی ہوگیا۔ اتاترک کے عہد حکومت کے آتے ہی بالکل نئے دور کا آغاز ہوا۔ فیصلہ کیا گیا کہ تعلیم کی ہر منزل اور ہر مضمون میں ترکی ذریعۂ تعلیم بنائی جائے گی اور سائنس کے مضامین پڑھانے میں جہاں تک ممکن ہو نئے ترکی لفظ گھڑے جائیں گے۔ یہ تبدیلی کامیابی سے عمل میں لائی گئی۔

۵۔ ترکی نظام تعلیم کے متعلق چند ضروری امور ملحوظ خاطر رہنے چاہئیں۔ اول: مدارس ابتدائی کا نصاب پانچ سال

کا ہوتا ہے۔ پھر تین سال ثانوی درجے میں صرف ہوتے ہیں اور اس میں ایک بیرونی زبان (انگریزی، فرانسیسی یا جرمن) بہ حیثیت زبان سیکھنی ہوتی ہے۔ اس کے بعد چار سال لیسنی کا نصاب پڑھایا جاتا ہے جس میں دوسرے لازمی مضامین کے علاوہ جن کا ہر جگہ دستور ہے، طلبہ کو ایک بیرونی زبان ثانوی زبان کے طور پر لینی ہوتی ہے ورنہ لاطینی یا ناچنے گانے کا فن سیکھنا ہوتا ہے۔ یہیں میٹرک امتحان کی منزل آتی ہے جس کے بعد طالب علم جامعہ میں داخل ہو سکتا ہے اور ۴ یا ۶ سال اعلیٰ تعلیم حاصل کرتا ہے۔ جیسا اوپر بیان ہوا ان سب مدارج میں ذریعۂ تعلیم ترکی زبان ہے۔

۶۔ ترکی میں غیر ملکی مدارس کی نسبت بھی چند لفظ کہنے مناسب ہوں گے۔ اس وقت ان کی کل تعداد شاید ۲۰، ۳۰ ہوگی۔ سنہ ۱۹۲۳ء تک یہ اپنے درس اور انتظامات میں آزاد ہوتے تھے۔ معاہدہ لوزان میں انہیں اپنا انتظام اور مرتبہ قائم رکھنے کی اجازت دی گئی جو ۱۹۱۴ء میں رکھتے تھے لیکن اس میں اضافے کی ممانعت کر دی گئی۔ بلکہ اس وقت سے اب تک ترکی حکومت نے انہیں چند مضامین داخل نصاب کرنے پر مجبور کیا جو صرف ترکی زبان کے ذریعے پڑھائے جاتے۔ جیسے ترکی زبان، ادب، تاریخ، جغرافیہ، فن حرب، مدنیات (ء سوکس) وغیرہ دوسرے انہیں اپنے بیرونی اساتذہ کے ساتھ ترک اساتذہ اور نظماء مقرر کرنے پڑتے ہیں۔ ترک قوم کے بچے ان مدارس کی ابتدائی جماعتوں میں تعلیم نہیں پا سکتے اور یہاں کی سند لینے کے لیے ایک ترک شہری پر لازم ہے کہ ترکی زبان میں آخری امتحان دے۔ سابق سنین میں ان غیر مدارس کے طلبہ اکثر غیر ملکی یا کم تعداد فرقوں کے ہوتے تھے مگر اب اکثریت ترکوں کی ہے جو بیرونی ممالک سے رابطہ پیدا کرنے کی ان آسانیوں سے فائدہ اٹھانا چاہتے ہیں ایسے ترک طلبہ کی مجموعی تعداد چند ہزار ہے۔

بیرونی درس گاہوں میں امریکہ والوں کا رابرٹس کالج مشہور ہے جس کی تعلیم بیشتر انگریزی میں دی جاتی ہے۔ سان جوزف کا مدرسہ فرانسیسی میں، سینٹ جورج کا جرمن میں تعلیم دیتا ہے۔ یہ تینوں استنبول میں ہیں۔ اسی طرح ترکی حکومت کا مدرسہ غلطہ سرای لیسنی جو ۱۸۶۸ء کے قریب قائم کیا گیا اور فرانسیسی اور ترکی میں تعلیم دیتا ہے، استنبول میں ہے اور اس میں قریب دو ہزار کے طالب علم پڑھتے ہیں، ان کے علاوہ یونانیوں، ارمنوں کے مدرسے کم تعداد فرقوں کے لیے قائم ہیں مگر کوئی نیا غیر ملکی مدرسہ ملک میں نہیں بنایا جا سکتا۔

۷۔ اتاترک تحریک کہ ہر چیز کو ترکی بنایا جائے، زبان اور تعلیم کے معاملے میں بڑے گہرے، انقلابی نتائج کا باعث ہوئی عوام کے رجحان کے برخلاف سر سے پاؤں تک لفرنگ کا رنگ چڑھایا گیا۔ عربی خط چھوڑ کر لاطینی خط اختیار کیا گیا جس سے بہت سے عربی فارسی الفاظ ترک کرنے اور یورپی مادوں کے الفاظ رائج کرنے کی راہ نکل آئی، سیاسی اسباب سے عربوں سے مخالفت میں ترقی ہوئی تھی لہٰذا ان کی زبان کے الفاظ بھی اجنبی اور پرائے نظر آنے لگے اور یورپ سے مدد لینے کے شوق میں یورپی اصطلاحات کثرت سے داخل ہونے لگیں۔ اسحاق خوجہ وغیرہ قدیم علما نے سو برس قبل ہائیڈروجن کے لیے "مولد الماء" جیسے الفاظ بنائے تھے، اب وہ بالکل متروک ہو گئے۔ تاہم ترکی قومیت کے نصب العین کا ایسا جوش تھا کہ یکسر ترکی اصطلاحیں وضع کرنے پر زور دیا جاتا تھا اور اس کے لیے مختلف اقدام کیے گئے تھے۔

اتاترک نے ایک غیر سرکاری ادارہ بنایا جس کا نام "ترک دل قورومو" یعنی انجمن زبان ترکی تھا اور یہ ترکی لفظ وضع کرنے کا کام کرتی تھی۔ ترکی زبان کا اصل ماخذوں سے مطالعہ کیا جانے لگا۔ اسی ضمن میں ایک جامعی جماعت "ہندیات" کی بھی کھولی گئی تھی۔ مختلف غیر زبانیں بے تکلف پڑھائی جانے لگیں۔ بڑی تعداد میں بین الاقوامی اصطلاحات لے لی گئیں۔ پھر بھی بڑی اکثریت ترکی الفاظ کی تھی اور ہے۔ مختلف اندازوں کی رو سے اور مدارج تعلیم نیز مضامین کے لحاظ سے ۶۰ فیصد سے ۸۰ فیصد تک۔ مگر قانون، فلسفہ، عمرانیات وغیرہ میں عربی اصطلاحات کا

تناسب زیادہ ہے ۔ مجھے یہ دیکھ کر بہت لطف آیا کہ مسٹر مصطفیٰ اوزون جو خالص ترکی الفاظ کے پر جوش حامی ہیں، مجھ سے باتیں کرتے وقت شاید کوئی درجن کے اندر یہ عربی فارسی لفظ بول گئے۔

مثلاً۔ مملکت۔ پنج شنبہ۔ نازک۔ قاعدہ ملت مستشرق تشریح۔ عزیب۔ مجادلہ۔ مسٹر یورک اوغلو نے یہ بھی مجھے بتایا کہ اکثر عثمانی اصطلاحیں اگرچہ عربی الاصل ہیں مگر ترکوں نے گھڑی تھیں اور خود عربوں میں ان معنی میں نہیں بولی جاتیں حتیٰ کہ حال میں اہل مصر نے جو نئی عربی اصطلاحات بنائی شروع کی ہیں تو ترکوں کی ساختہ مصطلحات پر مطلق اعتنا نہیں کی جو بے انصافی کی بات ہے۔

۸ ۔ نئے ترکی الفاظ کے رواج اور ماضی سے قطع تعلق نے یہ مجلسی مسئلہ خاصا اہم پیدا کر دیا ہے کہ اگلی نسل جو ہنوز برسرکار ہے عربی اصطلاحیں بولتی ہے اور نئی نسل والے ان کے معنی نہیں جانتے۔ گھروں میں بعض اوقات والدین اپنے بچوں کی زبان جو وہ مدرسے میں پڑھ کر آتے ہیں نہیں سمجھتے اور اس طرح بچے اپنے والدین کی بولی کو اجنبی پاتے ہیں، یہ قدرے پریشانی اور تردد کی بات ضرور ہے مگر اس سے توازن قائم رکھنے میں مدد ملتی ہے۔ افراط نہیں آنے پاتی اور یہ تعدیل کا عمل آہستہ آہستہ ہو رہا ہے۔ بچوں کو پرانے الفاظ سننے اور ان کے معنی سے آگاہ ہونا پڑتا ہے۔ پھر بھی قدامت کی نشانیاں بول چال میں اور اخباروں میں آتی ہیں۔ ایسے پرانے الفاظ مر نہیں سکتے اور کبھی نہیں مریں گے۔

غرض دو متضاد تحریکیں چل رہی ہیں۔ ایک تو یہ کہ عربی مادوں سے جو الفاظ ترکی میں داخل ہو چکے ہیں، انہیں جدید اور کثیر التعداد ترکی اصطلاحوں کے ساتھ رہنے دیا جائے۔ مثلاً ریورپ کے)، میڈیسن" کے لیے عام طور پر طب کا لفظ بولا جاتا ہے۔ "پیرل لوگرام" کے لیے نئی ترکی انگریزی لغت میں arralel Kenar لکھا ہے اور ترکی اصطلاحات کی فرہنگ میں متوازی الاضلاع، وزارت خارجہ کے واسطے نیا لفظ (Disisleri Bakanligı) اور پرانا "خارجیہ وکالتی" بے تکلف بولے جاتے ہیں۔ اصل بحث فلسفہ، نفسیات، عمرانیات وغیرہ میں پیش آتی ہے۔ مثلاً کہا جاتا ہے کہ پرانا خیال نئے Imge پر عملاً غالب آگیا۔ (Importance) کے لیے اہمیت اور جدید (önem) دونوں بولے جاتے ہیں۔ (Cold) کے واسطے وضع قدیم کے حضرات زکام اور عوام نزلہ مگر معدودے چند مغربی اثر یافتہ (Grip) بولتے ہیں۔ آج کل ابتدائی اور ثانوی (وسطی و فوقانی) مدارج میں زیادہ اصطلاحات ترکی ہیں لیکن میلان یہ ہے کہ عربی، لاطینی اور یونانی سے آئندہ زیادہ کام لیا جائے۔ اس میلان پر درسی حلقوں میں اب لوگ نہیں چونکتے۔ اور انجمن زبان ترکی کا پہلے جیسا زور بھی اب نہیں رہا۔ وزارت معارف، اصطلاحات میں استقامت پیدا کرنا چاہتی ہے۔ مستقبل میں مختلف ضرورتوں کو پورا کرنے کے لیے غالباً مختلف اصطلاحوں سے کام لیا جائے گا، لیکن ان کی ترکی اصل و بنیاد میں چنداں فرق نہیں پڑے گا۔ جامعی اعلیٰ تعلیم کی نسبت بھی یہی کہا جا سکتا ہے۔ اگرچہ ان کے معاملات خود جامعات کی مرضی پر چھوڑ دیے جائیں گے جو اندرونی طور پر آزاد ہیں اور انہوں نے اپنے اپنے ماہرین کے الگ گروہ بنا دیے ہیں جو اصطلاحات وضع کرتے اور انجمن زبان ترکی سے وقتاً فوقتاً مشورہ لیتے ہیں۔

۹۔ انجمن زبان ترکی (: "ترک دل قورومو") کی اتاترک نے ۱۹۳۲ء میں بنا رکھی تھی اور اس نے زبان کو ترکی رنگ دینے اور اصطلاحات بنانے میں بہت اہم حصہ لیا۔ اب مجلس معارف کے صدر کے قول کے بموجب انجمن زبان ترکی کی پہلی سی قوت نہیں رہی، تاہم وہ ترکی زبان کی تنظیم و ترقی میں ابھی تک خاصا اہم مرتبہ رکھتی ہے۔ میں ۱۲ رجون ۱۹۵۱ء کو اس انجمن میں گیا اور اس کے دبیر یا معتمد عمومی اور مختلف شعبوں کے صدر صاحبان سے تین گھنٹے تک بڑی دلچسپ گفتگو رہی۔ انجمن ایک غیر سرکاری ادارہ ہے مگر ۱۹۳۸ء تک حکومت کی طرف سے

اسے ڈیڑھ لاکھ ترکی لیرا (ایک ترکی لیرا - ۵ - ۱) سالانہ کی امداد دی جاتی رہی ۱۹۳۸ء میں اتاترک مرحوم نے اپنی وصیت میں اس انجمن کو اتنی جائیداد دی جس کی آمدنی ایک لاکھ چالیس ہزار لیرا سالانہ ہوتی ہے۔ مزید برآں بنک کے مستقل سرمائے سے پچاس ہزار لیرا کے قریب اسے سالانہ نفع ملتا ہے اور کتابوں کی فروخت سے بھی دس ہزار لیرا حاصل ہو جاتے ہیں۔ ترکی زبان کی موتمر (= کانگریس) ہر تیسرے سال انجمن کی مجلس انتظامی کے (۴۵) ارکان منتخب کرتی ہے اور وہ اپنی طرف سے ۶ ارکان کی جماعت عاملہ کا انتخاب کرتے ہیں جن میں صدر، معتمد عمومی وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ معتمد عمومی انجمن کے روزمرہ کام انجام دیتے ہیں اور بیس کے قریب مددگار اور ماہرین فن ان کا ہاتھ بٹاتے ہیں۔

انجمن کا اصلی کام تین شعبوں میں منقسم کیا گیا ہے۔ ایک شعبہ پرانے ادب اور مقامی بولیوں سے الفاظ جمع کرتا ہے۔ ایک شعبہ ایک جامع لغت کی تالیف میں مشغول ہے اور ایک شعبہ قوم کی تعلیمی اور دوسری ضروریات کے لیے نئے الفاظ اور اصطلاحات وضع کرتا ہے۔ پہلے شعبے نے ۱۹۳۹ء سے ۱۹۵۱ء تک مقامی بولیوں کی ایک لغت Söz Derleme Dergisi کے نام سے چار جلدوں میں شائع کی جس میں تیس ہزار لفظ ہیں اور ایک متروک الفاظ کی لغت چھاپی جس میں تیرھویں صدی سے زمانہ حال تک کے ترکی ادب سے دس ہزار ایسے لفظ چن کر نکالے ہیں جن کا علم نہ تھا۔ اس کا نام (Tarama Sözlugu) ہے۔ انجمن کے دوسرے شعبے نے ۱۹۴۵ء میں عام بول چال نیز نو ایجاد الفاظ کی ایک جامع لغت Türkçe Sözlük شائع کی جس میں پچیس ہزار الفاظ ہیں۔ ایک اور بڑی لغت چار جلدوں اور کوئی چار ہزار صفحوں میں "ترک لغتی" کے نام سے چھپی ہے اس کی مبین کاظمی قادری نے تدوین کی تھی۔ اس کی پہلی دو جلدیں عربی خط میں تھیں۔ بعد کی دو انجمن زبان ترکی نے ۱۹۴۳ء کے بعد شائع کیں۔ ان میں الفاظ عربی اور لاطینی دونوں خطوں میں ہیں مگر معنی کی شرح لاطینی رسم خط میں کی گئی ہے۔ انجمن کا تیسرا شعبہ الفاظ وضع کرنے کا کام کرتا ہے۔ یہ کار آمد مگر نزاعی کام ہے لیکن اس کی اہمیت میں شبہ نہیں ہے[1]۔

پہلے شعبے کے طریق کار کے سلسلے میں یہ بات لکھنے کے قابل ہے کہ ہزاروں کی تعداد میں سوال نامے چھاپ کر ہر حصہ میں بھیجے گئے تھے کہ ایسے الفاظ جو عوام کی زبان پر ہیں مگر تعلیم یافتہ طبقے کو معلوم نہیں، تلاش کیے جائیں۔ مقامی افراد، ادارات اور عمال نے بھی مدد دی۔ سوال نامے کی دس ہدایات تھیں :۔ لفظ۔ مقام جہاں ملا۔ نحوی نوعیت۔ عام زبان میں اس کا ہم معنی لفظ دوسرے مترادف اور اضداد اگر ہوں۔ عام طور پر کن لوگوں میں مستعمل ہے۔ لفظ جس نے دریافت کیا، اس کا نام پہلے کس شخص کو استعمال کرتے سنا۔ دریافت کرنے والے کی رائے لفظ کی نسبت۔ تاریخ دریافت۔

انجمن کے صدر نے مجھے بتایا کہ ہماری اصطلاحات مدارس میں عام طور سے قبول کر لی گئی ہیں ان میں کم سے کم نوے فی صد ترکی ہیں۔ جامعات میں بین الاقوامی اصطلاحات کا تناسب زیادہ ہے لیکن پہلے کی نسبت اب وہاں بھی ترکی الفاظ زیادہ قبول کیے جا رہے ہیں)۔

۱۰ - انجمن کے ماہرین سے گفتگو کے دوران میں جو نئے پرانے اور عام الفاظ زیر بحث آئے، ان کی چند مثالیں پیش کرتا ہوں :

فکر (Idea) کے معنوں میں خاصی طرح عام ہے۔ لیکن Ideal نے کئی صورتیں اختیار کیں۔ پہلی اصطلاح "غایت خیال" تھی۔ پھر "منکورہ" وضع کی گئی تازہ ترین ترکی لفظ اول کو "Ülkü" ہے اور اعلیٰ تعلیم یافتہ اصل فرانسیسی (Ideal) بھی استعمال کرتے ہیں۔ سابق میں مثلث اور مربع کے لفظ بولے جاتے تھے اب ان کی جگہ آبج جن (= سہ پہلو) اور ڈورٹ جن (= چہار پہلو) چلائے گئے ہیں۔ تخ تودہ کے واسطے اب

---

[1] انجمن زبان ترکی، لغت وغیرہ کی کل ۲۷۵ کتابیں چھپ چکی ہے۔ ان کی مختصر کیفیت آخری ضمیمے میں دی گئی ہے)

جامعات Isberg استعمال کرتی ہیں۔ انجمن زبان نے بزدگی وضع کیا ہے جو ممکن ہے قبول عام پا جائے۔ اگلی پشت ابھی تک "سیارہ" بولتی ہے مگر مدارس ثانوی میں اسس کے لیے Gezegen (بمعنی آوارہ گرد) قبول کیا گیا ہے اور جامعات نے یورپ کا عام لفظ Planet اختیار کر لیا ہے۔ (Lymph کے واسطے جامعہ انقرہ نے "رکن" (= سفید خون) بنایا مگر جامعہ استنبول ابھی تک "لمفا" استعمال کرتی ہے۔ Elasticity کے لیے (Elastikijet) بولتے تھے اب نیا وضع کیا ہوا ترکی لفظ Esneklik قبول کر لیا گیا ہے جو (Esneklik برمعنی پھیلانا یا جاہی سے مشتق ہے۔ اسکول کے لیے مکتب کی بجائے ترکی Okul بولا جاتا ہے۔ (OkumaK برمعنی خواندن سے) (Polygon) کے لیے اس لفظ کے علاوہ اب (Çokgen) (= کثیر گوشہ) کی اصطلاح بھی بولنے لگے ہیں۔ صیغہ جمع اور واحد کے لیے پہلے جمع اور مفرد بولتے تھے اب مدارس میں نئے لفظ (Tekil) (تیک بمعنی ایک سے) اور (Çogul) (Çok برمعنی کثیر سے) مستعمل ہیں۔ محکمہ وزارت کے واسطے قدیم لفظ وکالت بول چال میں ابھی تک آتا ہے لیکن سرکاری اصطلاح (Bakanlik) قرار دی گئی ہے (Bakmak = دیکھ بھال کرنے سے) اس پر قدیم تر لفظ نظارت یاد آتا ہے جسے بعض ترک جانتے اور ابھی تک استعمال کرتے ہیں۔

(۱۱) فقرہ (۳) میں جن چھ سوالات کا ذکر آیا، ان کے جوابات ذیل میں پیش ہیں۔ خاص خاص صورتوں کا ذکر اوپر فقرہ نمبر (۵) سے نمبر (۱۰) تک میں آ چکا ہے:

سوال نمبر ۱ ۔ ترکی میں ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم فنون اور سائنس کے مضامین میں کس زبان یا کن زبانوں کے ذریعے دی جاتی ہے؟

جواب ۔ فنون اور سائنس کی تعلیم تمام مدارج میں ترکی زبان کے ذریعے دی جاتی ہے۔

سوال نمبر ۲ ۔ اگر تعلیم ترکی زبان کے ذریعے دی جاتی ہے تو اصطلاحات علمیہ کا ماخذ ترکی ہے یا دوسری مغربی زبانیں؟ اگر ترکی زبان ماخذ ہے تو کیا اصطلاحات کلیتاً ترکی ہیں یا جزوی طور پر؟

جواب ۔ سائنس کی اصطلاحات کا بیشتر حصہ ترکی زبان سے ماخوذ ہے۔ اس میں رد و بدل ہوئے ان کا اوپر فقرات نمبر ۵ سے نمبر ۱۰ تک بیان کیا گیا ہے۔

سوال نمبر ۳ ۔ اگر کل یا بیشتر اصطلاحات ترکی ہیں تو ان کے وضع کرنے میں کیا طریقہ اختیار کیا گیا۔ اس کی تشریح میں کوئی یادداشت یا رسالہ ہو سکے تو بہم پہنچایا جائے۔

جواب ۔ بنیادی طور پر ترکی لفظ وضع کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ترکی یا مقامی بولیوں میں، حتیٰ کہ مملکت ترکی کے باہر کی ترکی بولیوں میں بھی ہم معنی لفظ تلاش کیے جاتے ہیں ورنہ "مصوتیات اصلی" کے مطابق نئے لفظ وضع کیے جاتے ہیں اور یا اسی قسم کے لفظ گھڑ لیے جاتے ہیں مثلاً Universal کا ترجمہ Evrensel اور General کا Genel کر لیا گیا۔ اگرچہ سابقہ اصطلاحات "عالم شمول" اور عمومی اور کلی کو بھی خارج نہیں کیا گیا۔ کہا جاتا ہے کہ ترکی لفظ وضع کرنے کا مقصد یہ تھا کہ علوم کو عوام سے قریب تر لایا جائے۔ مگر اس میں انتہائی لسانی عصبیت نے بھی ضرور کچھ نہ کچھ حصہ لیا۔

سوال نمبر ۴ ۔ ترکی یا دوسری زبانوں میں اصطلاحات کی فہرست درکار ہے جن میں انگریزی یا جرمن یا فرانسیسی مترادفات ان کے مقابل درج ہوں۔

جواب ۔ علمی اور دوسرے الفاظ کی چھ لغت کی کتابیں ارسال کی جا رہی ہیں:۔

(۱) Teknik Lugat جو انگریزی سے ترکی میں فنی لغت ہے اور ۱۹۴۸ء میں شائع ہوئی۔

(۲) Iktisat ve Ticaret Lugati اقتصادیات اور تجارت کی اصطلاحات کی لغت جس میں ہر لفظ

کے ساتھ انگریزی، فرانسیسی، جرمن اطالوی اور ہسپانوی
زبان کے مترادف الفاظ دیے گئے ہیں یہ بھی ۱۹۴۸ء میں شائع ہوئی
(۳) Terimler Kilavuzu جو چار لغات یا
حصوں کا مجموعہ ہے۔ حصہ اول میں ہر ترکی لفظ کے خالص
ترکی یا معرب اور فرانسیسی و انگریزی مترادفات دیے
گئے ہیں۔ حصہ دوم Osmanlica-Turkçe ہے
جس میں پرانی ترکی اصطلاحات جو بیشتر عربی سے مشتق تھیں،
جمع کی ہیں ان کی شرح جدید ترکی میں کی گئی ہے۔ حصہ سوم فرانسیسی
سے اور حصہ چہارم انگریزی سے ترکی میں (لغت) ہے۔ یہ جلد
مصطفیٰ اوزون صاحب نے جن کا فقرہ نمبر ۳ میں مذکور ہوا،
مرتب کی ہے۔ وہ خود مجھے بتاتے تھے کہ اس کتاب میں ۱۷ ہزار
کے قریب وہ الفاظ جمع کیے گئے ہیں جو ترکی درس گاہوں میں
استعمال کے لیے تعلیمی حکام نے تیار یا منظور کیے تھے۔
(۴) چوتھی لغت کی کتاب Turkçe Sözlük جدید
ترکی زبان کی لغت ہے جس میں عام بول چال کے الفاظ اور
انجمن زبان ترکی کی وضع کردہ اصطلاحات، کل ۲۵ ہزار الفاظ
ہیں۔ یہ ۱۹۴۵ء میں شائع کی گئی تھی۔
(۵) Turk Hukuk lugat یہ قانونی اصطلاحات
کی، ترکی فرانسیسی انگریزی زبان کی لغت ہے۔
(۶) Inglizce-Turkçe---Sözlük
یہ فنی اصطلاحات کی انگریزی سے ترکی میں لغت ہے۔
سوال نمبر ۵۔ (ا) بین الاقوامی اصطلاحات کی نوعیت
کیا ہے؟
(ب) کس زبان یا زبانوں سے آئی ہیں۔
(ج) کن علوم و فنون میں انہیں اختیار
کیا گیا ہے۔
(د) یہ (ترکی زبان میں) کس حد تک گھل مل
گئی ہیں۔
(ہ) مختلف مضامین میں الگ الگ اور
مجموعی طور پر ان کے تناسب کا سرسری اندازہ کیا ہوگا؟
جواب۔ فقرات نمبر (۷) تا (۱۰) میں ہم اوپر بعض حقائق
بیان کر چکے ہیں، اتنا اور اضافہ کر سکتے ہیں کہ پہلے بین الاقوامی
اصطلاحات عموماً فرانسیسی سے لی جاتی تھیں مگر اب اس کے
خلاف رجحان ہے اور یہ میلان بھی پایا جاتا ہے کہ اصل ماخذ یعنی
لاطینی یا یونانی مادوں سے الفاظ لیے جائیں۔ پھر وہ اساتذہ
جنہوں نے کسی خاص زبان کے ذریعے اعلیٰ تعلیم پائی، اپنی اپنی
سیکھی ہوئی زبان کے زیر اثر ہیں۔ یورپی اصطلاحات
کے ترکی میں لیے جانے کا مسئلہ ابھی تک زیر بحث ہے۔ اس
میں ترکی تلفظ کو بھی خاص دخل ہے جو اصل (یورپی) لفظوں
کو کسی حد تک بدل دیتا ہے۔ اتنی بات سب اہل علم تسلیم کرتے ہیں
کہ زبان کے ارتقا کو ملحوظ خاطر رکھنا بہر حال ضروری ہے کہ زبان
بدلتی رہتی ہے اور اس میں وقتاً فوقتاً ردوبدل کیا جا سکتا ہے۔
سوال نمبر ۶۔ اگر کچھ مدت پہلے عربی فارسی اصطلاحیں مروج
تھیں تو آیا اب وہ بہم پہنچ سکتی ہیں؟
جواب۔ اس کے لیے ملاحظہ ہو فقرات نمبر (۷) تا نمبر (۹)
خصوصاً (۹) سوال ۳ و ۴۔ Terimler Kilavzu
کا دوسرا حصہ یہ "عثمان لی ترکی" کی لغت ہے جس میں عربی
فارسی کی وضع کردہ اصطلاحیں بہ ترتیب تہجی دی گئی ہیں۔
جب تک لسانی تحریک نے خیالات میں یکسر تبدیلی نہیں پیدا
کی تھی انہی سے کام لیا جاتا تھا۔
(۱۲) یہ یادداشت ختم کرتے وقت چند رائیں
قلم بند کرنی مناسب ہیں۔
(۱) ہر چند ترک ظاہر میں یورپی رنگ میں بالکل رنگ
گئے ہیں خصوصاً اپنے نوساختہ انقرہ اور اپنے عظیم
بین الاقوامی مرکز استنبول میں لیکن جہاں تک ان کی قومی روایات
اور خاص اوصاف کا تعلق ہے وہ مجموعی طور پر خالص ترکانہ
ہیں۔ خیال ہو سکتا تھا کہ یورپ کے ایسے قوی اثرات کی وجہ سے
وہ کم سے کم معاشرت کے اونچے حلقوں میں جیسے کہ اعلیٰ تعلیم یافتہ

یورپی زبان کو قبول کرنے پر مائل ہوں گے لیکن ایسا نہیں ہوا بلکہ اس کے بجائے ترکی زبان کی جانب نہایت قوی تاثر ظہور میں آیا۔ یہ درست ہے کہ بڑے شہروں میں بہت سے افراد ایک سے زیادہ یورپی زبانیں نیز عربی فارسی جانتے اور بول سکتے ہیں لیکن ہر ترک کو اپنی قومی زبان پر نمایاں ناز ہے اور اسی کو اپنے گھروں میں خط وکتابت میں اور سرکاری اور تعلیمی کاموں میں معمولاً استعمال کرتے ہیں۔

(ب) میرے کئی ترک دوستوں نے تعجب بلکہ افسوس ظاہر کیا کہ ہمارے (پاکستانی) اہل علم اکثر انگریزی زبان کے بہت شائق ہیں اور وہی عملاً پاکستان کی سرکاری زبان ہے اور اس کے ذریعے اعلیٰ تعلیم دی جاتی ہے جس سے ہماری قومی زبان اردو کو نقصان پہنچتا ہے۔ اسے وہ ہماری غلامانہ ذہنیت کا نتیجہ اور علامت سمجھتے ہیں اور چاہتے ہیں کہ اس معاملے میں ہم آزادی کے صحیح معنی اور قدر سمجھیں۔ واقعی ہمارے ہاں بعض حضرات محض یورپ کی نقل کرنا، یورپی زبان، لباس و آداب وغیرہ اختیار کرنا چاہتے ہیں اور اسی کو بڑی ترقی خیال کرتے ہیں علم سیکھنا بہتر ہے اور علم کے لیے کوئی ملکی اور ملی حدود نہیں۔ ہمیں جہاں اچھی چیز ملے اپنی بنانی چاہیے بایں ہمہ اپنے عظیم حکیم شاعر نصیحت بھی یاد رکھیں تو بہتر ہے"

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

(ج) ترکی اور دوسرے ملکوں کے تجربے اور مشاہدات سے ہمیں یہ سیکھنا چاہیے کہ اگر ترقی کرنی اور خودداری قائم رکھنی ہے تو جتنی جلد ممکن ہے اردو کو قومی زبان بنانے کی عملی تدابیر اختیار کریں اور خط وکتابت، مکالمت، درس و تدریس میں ایک غیر زبان کے ذریعے کی جو بیڑیاں پاؤں میں پڑی ہیں، انہیں توڑ دیں۔ بے شبہ ہمیں انگریزی اور دنیا کی دوسری ممتاز زبانیں اور اسلامی زبانیں کثرت سے سیکھنی ہوں گی کہ دنیا سے زندگی کے ہر پہلو میں رابطہ قائم رکھ سکیں۔ انگریزی کم سے کم جامعی درجے میں لازمی ہونی چاہیے اور طلبہ کو ترغیب دی جانی چاہیے کہ انگریزی، فرانسیسی، عربی، ترکی، فارسی اور دوسری غیر زبانوں میں بات چیت کی قابلیت بہم پہنچائیں، لیکن تعلیم کا ذریعہ ہماری اپنی قومی زبان ہونی چاہیے۔

(د) میں فنی علوم کا ماہر نہیں ہوں مگر اردو اور دوسری زبانوں میں علمی اصطلاحات وضع کرنے پر کچھ مضامین و کتب مطالعہ کر چکا ہوں۔ اجازت ہو تو گزارش کروں گا کہ اردو میں نئے لفظ بناتے وقت اپنی قومی زبان اور بولیوں کے ذخیروں سے کام لینے کے علاوہ ہمیں عربی، فارسی بلکہ ہندی وسائل سے بھی بے تکلف کام لینا چاہیے اور ایسی بین الاقوامی اصطلاحیں بھی جو ساری دنیا میں بولی جاتی ہیں قبول کر لینی چاہئیں کہ یہ ہمارے لیے کارآمد ہوں گی۔ تعلیم کے اعلیٰ مدارج میں سائنس پڑھتے وقت قدرتی طور پر ہمیں انگریزی یا یورپی اصطلاحات سے واقفیت ہو جائے گی، لیکن ابتدائی مدارج میں اپنے طلبہ پر بہت سی بین الاقوامی اصطلاحوں کا بار ڈالنے کی ضرورت نہیں ہے۔

(ہ) ہمارے بہت سے اہل وطن اپنی قومی زبان سے اچھی طرح واقف نہیں ہیں اور اس لیے انہیں اس کے وسیع اور پرتجمل ادب، اس کے رد و قبول کی قابلیت اور بڑھنے کی صلاحیتوں کی بھی خبر نہیں۔ یہ حقیقت ان کے دل نشین کی جانی چاہیے اور تحریک و ترغیب کے ساتھ مدد بھی دینی چاہیے کہ وہ یہ علم حاصل کریں۔ اب تک لغت اور معلومات عامہ کی جو کتابیں شائع ہو چکی ہیں، ان کے علاوہ مزید کتب و رسائل تصنیف کرنے کی ضرورت ہے جن سے مختلف طبقات کے افراد کو زبان سیکھنے میں سہولت ہو اور وہ اسے صحت و صفائی سے بولنے اور لکھنے کے قابل ہو جائیں۔

شرح دستخط:
میاں بشیر احمد
(سفیر پاکستان در ترکی)

انقرہ
۱۲ جون ۱۹۵۱ء

ضمیمہ الف

۱ - ثانوی اور جامعی تعلیم کے مختلف مدارج میں سائنس اور فنون کی تعلیم کس زبان میں دی جاتی ہے ۔

۲ - اگر یہ ذریعۂ تعلیم ترکی ہے، تو علمی اصطلاحات کس زبان سے لی گئی ہیں۔ ترکی سے یا کسی یورپی زبان سے ؟ ترکی سے لی گئی ہیں تو الفاظ کے مادے پورے ترکی ہیں یا جزوی طور پر ؟ کیا اصطلاحات کا وہ حصہ جسے "بین الاقوامی" کہا جاتا ہے، یورپی زبانوں سے لیا گیا ہے اگر بین الاقوامی اصطلاحات کسی یورپی زبان کے مصادر سے بنی ہیں تو کس حد تک انہیں (ترکی) زبان میں جذب کیا گیا ہے ؟ لفظ بین الاقوامی سے غلط فہمی پیدا ہوتی ہے لہذا "بین الاقوامی اصطلاحات" کی نوعیت واضح ہونی چاہیے۔ یہ بھی صحیح طور سے معلوم کیا جائے کہ کن علوم و فنون میں بین الاقوامی اصطلاحات اختیار کی گئیں ہیں۔ اگر کل یا ضروری اصطلاحات کا ماخذ ترکی ہے تو ان کے وضع کرنے کا کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے ؟

ضمیمہ ب

سوال نمبر ۱ - ترکی میں ابتدائی، ثانوی اور جامعی تعلیم فنون اور سائنس کے مضامین میں کس زبان یا کن زبانوں کے ذریعہ دی جاتی ہے ؟

سوال نمبر ۲ - اگر تعلیم ترکی زبان کے ذریعہ دی جاتی ہے تو اصطلاحات علمیہ کا ماخذ ترکی ہے یا دوسری مغربی زبانیں ؟ اگر ترکی زبان ماخذ ہے تو کیا اصطلاحات کلیۃً ترکی ہیں یا جزوی طور پر ؟

سوال نمبر ۳ - اگر کل یا بیشتر اصطلاحات ترکی ہیں تو ان کے وضع کرنے میں کیا طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس کی تشریح میں یادداشت یا رسالہ ہو سکے تو بہم پہنچایا جائے۔

سوال نمبر ۴ - ترکی یا دوسری زبانوں میں اصطلاحات کی فہرست درکار ہے جس میں انگریزی یا جرمن یا فرانسیسی مترادفات ان کے مقابل درج ہوں۔

سوال نمبر ۵ - (الف) بین الاقوامی اصطلاحات کی نوعیت کیا ہے ؟

(ب) یہ کس زبان سے یا کن زبانوں سے آئی ہیں

(ج) کن علوم و فنون میں انہیں اختیار کیا گیا ہے

(د) یہ (ترکی زبان میں) کس حد تک

(ہ) مختلف مضامین میں الگ الگ اور مجموعی طور پر ان کے تناسب کا سرسری اندازہ کیا ہوگا۔

سوال نمبر ۶ - اگر کچھ مدت پہلے عربی فارسی، اصطلاحیں مروج تھیں تو آیا تو وہ بہم پہنچ سکتی ہیں ؟

APPENDIX C.

TFKNIK LUGAT (Inglizce - Turkce)

[T = has its equivalent in Turkish I = Same as International Term. T* = from Arabic or Persian root.]

Abampere (I)	Absolute (I & T*)	Absolute Zero (T*)	
Absorption meter (T)	Accelator (I)	Accessories (T*)	
Accountant (T*)	Accumulator (I)	Acid (I)	
Acetylene (I)			
Blackboard (T*)	Bladder (T)	Boiler (I)	
Bomb (I & T)	Bromide (I)		
Cabin (T* & I)	Cable eye (I & T)	Calcium (I)	
Chrome (I)	Chlorate (I)	Condensation (T* & I)	
Conduction (T)	Clock (T*)	Clock maker (T*)	
Clinometer (T)	Cleaner (T)	Circuit (T*)	
Clamp (T)			
Direct current (T)	Distribution (T)	Engine (I)	Energy (I)
Field meter (T)	Film (I & T)		
Gramophone (I)	Gradient (T)	Glider (T)	
Hartley oscillator (I)		Honeycomb coil (T)	
Index (T*)	Irradiction (T)	Isosceles (T)	Iron (T)
Ironoxide			
Law of conservation of energy (I & T*)		Lithography (T & I)	
Mobanle (I)	Modulation (T)		
Parasite (I)	Paraffin (I & T*)	Perpendicular (T)	
Perspective (T* & I)	Plane (T)	Parallel (T* & I)	
Reverberation (T)			
Saturation (T)	Solenoid (I)	Soda (I)	
Substructure (T)	Suction (T)	Transformer (T & I)	
Velocity (T)	Wireless (T)	Y-connection (I & T)	
Z-Axis(T)	Zero (T*)	Zone (T*)	

APPENDIX E [Continued]

Important publications of the Turk Dil Kurumu.

1. Soz Derleme Dergisi C. I. 2. 3. 4.
   Works on collection of words (see page 8 of Note) (Vols. 4)
2. Divanu Lugat-it-Turk Tercemesi C. I. 2. 3.
   Dictionary of Turkish Words found in literature. (3 Vols)
3. Divanu Lugat-it-Turk Tipkı basim Ti.
   Photo copies of Turkish Literary Dictionary.
4. Divanu Lugat-it-Turk Dizini.
   Index to words in old Turkish literature.
5. Ettuhfet-uz-Sekiyye.
   Study on Turkish language.
6. Kadi Burhanettin Divani Tipkibasimı.
   Photo copy of Kadi Burhanettin's Divan.
7. Kutadgu Bilik-Viyana, Fergama and Egyptian copies (3 Vols)
8. Kutadgu Bilik-I. Metin.
   Kutadgu Bilik—Text.
9. Muyessiret-ul-Ulum
   Muyessiret-ul-Ulum of Bergamali Kadri.
10. Muhakemet-ul-Lugateyn.
    Studies by Ali Sirr Navai.
11. Seyhi Divani. (دیوان شیخی)
    Seyhi Devani and words of Turkish extraction in it.
12. Taniklariyle Tarama Sozlugu (2 cilt)
    Dictionary of unknown Turkish words culled from Turkish literature. (see page 8 of note)
13. Turk Dilinde Gelisme ve Sadelesme Safhaları.
    Periods of progress and simplification of the Turkish language.
14. Turk Dil Bilgısi.
    Studies in Turkish Grammar.
15. Yusuf ve Zelika. (یوسف زلیخا)
16. Orta Ogretim Terimlerı (Takim Halinde)

Terms in Astronomy, Biology, Zoology, Geology, Physics, Methematics and Chemistry used in Secondary and Lyceums.

(اردو بحیثیت ذریعۂ تعلیم سائنس از ڈاکٹر مولوی عبدالحق انجمن ترقی اردو کراچی ۱۹۵۱ ص ۱۳ تا ۱۴)

اردو زندہ زبان ہے۔ اردو بحیثیت ایک زبان کمالی ترین ترقی کا
امکان رکھتی ہے۔ اردو توسیع پذیر ہے۔ اس کی اشاعت روز افزوں
ہے اس کی زبان اور ادب میں ہمیشہ ترمیم و اصلاح ہوتی رہتی ہے۔
چونکہ ہم سب اردو کے حامی ہیں اور دل سے اس کی ترقی چاہتے ہیں۔
اس لیے یہ دیکھ بھال ہمارا فرض ہے کہ زبان کے کس شعبہ یا شق میں اصلاح و
ترقی کی ضرورت ہے اور موانع جو ترقی کے مزاحم ہوں انہیں دور کرنا۔
(پنڈت برجموہن دتاتریہ صاحب کیفی)

APPENDIX D.

TERIMLER KILAVUZU (Guide to Terms.)

[T = Turkish I = International T* = Arabic or Persian root.]

Absolute velocity (T*)	Accumulator (I)	Acetylene (I)
Altruism (T)	Algebra (T*)	Analysis (T & I)
Angle (T)	Atom (T)	
Bacteriology (I)	Bay (T)	Belladonia (T & I)
Carbon (T)	Cancer (T)	Category (T & I)
Caustic (T)	Columbine (T)	Conductor (T)
Crystal (T*)	Diaphragm (I)	Diogonal (T)
Distillation (T)		
Emotion (T*)	Election (T)	Electricity (I)
Fixism (T)	Fusion (T)	Fraction (T*)
Formula (I)	Granule (T)	Generator (T)
Hectolitre (I)	Hypertrophy (T)	
Individualism (T)	Insoluble (T)	Infiltration (T)
Isomorphons (T)		
Jungle (I)	Kinetic (I)	
Larva (T)	Local (T)	
Majority (T)	Metabolism (I)	Metaphysics (I & T)
Neuresthenia (T & I)	Oligarchy (T & I)	
Pectoral Fin (T)	Pendulum (T)	Polytechnic (I)
Protochordata (T)	Quadrangale (T)	Quotient (T)
Rohodophyceae (T)		
Satellite (T)		
Telegraphy (I)		
Utilitarianism (T*)		
Vitalism (T & I)		
Xerophyte (T)		
Zenith (T)	Zero (T*)	Zodiac (I)

APPENDIX E.

PUBLICATIONS OF THE TURK DIL KURUMU.

Series	Books	Subject
A/I	14 Books, 7 out of print.	On work to be done with regard to the language.
A/II	12 Books, 5 out of print.	Reports of six congresses on the language.
A/III	25 Books, 23 out of print.	Studies on languages.
B/I	7 Books, 1 out of print.	Turkish - Osmanli and spelling guides.
B/II	18 Books, 6 out of print.	On various terms.
C/I	17 Books, 4 out of print.	Researches on Turkish language.
C/II	31 Books, 3 out of print.	On various publications.
C/III	8 Books.	Various dictionaries.
D	31 Books, 9 out of print.	Various works on the Turkish language.
E/I	3 Books, All out of print.	Etimology and morphology of the Turkish Language.
E/II	6 Books.	Studies and notes on the language.
E/III	10 Books, all out of print.	Studies on comparisons to other languages.
F/I	33 vols. vols 6-7-31-32. out of print.	Turkish language.
F/II	36 vols. vols. 1-3 and 1-2-3-4-5 S/3 out of print.	Turkish language.
F/III	6 Books.	Bibliography of the Turkish language.

ڈاکٹر وقار احمد رضوی

زبان کا اصولی اور نفسیاتی شعور

زبان ایک حادثاتی چیز ہے اس پر ماحول کی تبدیلی اور وقت کے تغیر و تبدل کے گہرے اثرات پڑتے ہیں۔ چونکہ فطری طور پر زبان کا رشتہ عام سماجی زندگی سے جڑا ہوتا ہے اس لیے زبان کی پیدائش اور ارتقاء میں سب سے بڑا دخل سماجی رجحانات اور وقت کے تقاضوں کا ہوتا ہے۔ وقت کے تقاضوں سے متاثر ہو کر ہی تہذیب و ثقافت زندگی کا نیا لباس پہنتی ہے۔ زبانیں بھی سماج کے مطالبوں اور وقت کے تقاضوں سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں اور یہ بات غیر صرفی زبانوں میں عام طور پر پائی جاتی ہے کیونکہ اُن میں موسم کے اثرات قبول کرنے کی بڑی اچھی صلاحیت ہوتی ہے۔ اس لیے نہیں کہ فصلِ دلبری میں ساقیٔ پیمان شکن بدل جاتا ہے بلکہ اس لیے بھی کہ جب آئینِ چمن بدلتا ہے تو شاخِ گل بھی اپنا پیرہن تبدیل کر دیتی ہے۔ وقت کے مزاج کو سمجھنا اور اس کے تقاضوں سے ہم آہنگی پیدا کرنا، احساس شکست نہیں بلکہ زبان اور کلچر کے تحفظ و بقا کی ضمانت ہے اور ظاہر ہے اگر ہم نے موسم کے معنوی مزاج کا احساسِ تام حاصل نہیں کیا تو اس میں وقت کی غلط اندیشی سے زیادہ فرد کے نقصِ ادراک کو دخل ہوگا جو زندگی سوز تو ہے لیکن زندگی ساز نہیں۔

اب وقت کا ظرفِ بیان یقیناً بقدرِ شوق نہیں اور زبان و بیان کی وسعتوں کے لیے ایسی پہنائیوں کی ضرورت ہے جو تہذیب کی متحدہ قدروں کے لیے ایک سازگار ماحول پیدا کر سکیں۔ فصلِ گل میں چند کلیوں پر قناعت کر لینا خود گلچین کی تنگیٔ داماں کی دلیل ہے اس کو موسمِ بہار یا باغبان کی تنگ ظرفی سے کیا علاقہ۔ چنانچہ یہ بات بہت حد تک درست ہے کہ آج کے قومی تقاضوں کے پیشِ نظر اردو، سندھی، پنجابی، بلوچی، پشتو سب زبانوں کو ایک دوسرے سے قریب لانے کی ضرورت ہے۔ میں یہ بات صرف اس لیے نہیں کہہ رہا کہ یہ وقت کی آواز ہے یا ہوا کے رخ اور دریا کے بہاؤ کو روکنا ظلمتِ فکر و دماغ سے کم نہیں بلکہ اس لیے بھی کہ یہ سب زبانیں ایک ہی ماں کی حقیقی بیٹیاں ہیں۔ سب کا رسم الخط تقریباً ایک ہے، سب پر عربی اور فارسی کے اثرات ہیں۔ جس طرح دو تمدنوں کے ملنے سے ایک تیسرا تمدن ظہور پذیر ہوتا ہے اسی طرح مختلف زبانوں کے اختلاط سے ایک نئی زبان وجود میں آتی ہے اور برصغیر میں اسی کا نام اردو ہے۔

یہ ایک لسانیاتی اصول ہے کہ مختلف زبانیں بولنے والے باشندوں کے باہمی اختلاط سے نئی زبان کا آغاز ہوتا ہے۔ اردو اسلامی تہذیب کی نشانی ہے کیونکہ یہ عربی، فارسی، سندھی، پنجابی، بلوچی اور پشتو کے درمیان ایک معقول اور موثر رابطہ ہے اور اس تنے کی شاخ ہے جس کی دوسری شاخیں سندھی، پنجابی، بلوچی اور پشتو ہیں۔ بہر کیف ہو سکتا ہے کہ اب سے

پچاس سال یا ایک صدی بعد یہ ایک اسلامی لسانی تحریک بولی سے مستقل زبان کی شکل اختیار کرے جو اپنی ظاہری اور باطنی ہیئت وصورت میں ہمارے قومی کلچر، سماجی آداب وروایات ملک گیر قومی یکجہتی، یک رنگی اور تعلیمی وملی وحدت کا ذریعہ ہو سکے لب ولہجہ میں پھر بھی فرق باقی رہے گا یہ کچھ تعجب کی بات نہیں خود عربی میں عدنانی سلسلے کے اصولی قبائل ربیعہ اور قبائل قحطانی میں بنوطے کے علاوہ خضاعہ، لغت یمن اور آل حمیر کے لہجے اہل قریش سے مختلف ہیں، لیکن پھر بھی قوت ناطقہ کی پذیرائی سے آوازوں کی نمائندگی اور ساخت و پرداخت میں بہت حد تک قومی وحدت پائی جائے گی۔ وقت کے معنوی مزاج کو سمجھ کر ثقافتی جہد حیات کا رخ متعین کرنا زندہ اور بیدار قوموں کا شیوہ ہے۔ زندگی کے ہر نئے ماحول کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں اور انہی تقاضوں کی بنیاد پر تاریخ کے نئے باب کا آغاز ہوتا ہے۔ سماجی نظام حیات میں زندگی کی رمق، ذیلی اور ضمنی حیثیت سے نمو نہیں پاتی۔ بلکہ بلاواسطہ تعینات کی حدوں میں اپنی جگہ پالینا یا اپنا مقام پیدا کرنا زندگی کا اہم فرض ہے۔ وقت کے معنوی مزاج کے محرکات تعمیری اور تخلیقی صلاحیتوں کے مالک ہوا کرتے ہیں اور وہ تہذیب وثقافت، کلچر اور بول چال پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ علمائے لسانیات نے نشوو زبان کے لیے جو نظریات پیش کیے ہیں۔ اُن میں "بو بو تھیوری" کا بنیادی رجحان انہیں محرکات سے وابستہ ہے اور اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ انسان میں مختلف جذبات پیدا ہوتے ہیں اور ان مختلف جذبات کا اظہار طبعی طور پر مختلف آوازوں کے ذریعے ہوتا ہے۔ ان آوازوں کا ذہن اور جذبے سے گہرا تعلق ہے۔ ذہن اور جذبہ اگر مفلوج ہو تو آوازیں بھی مفلوج ہوتی ہیں۔ لیکن اگر ذہن بدلا ہوا، تہذیبی اور ارتقائی ہو تو لب و ذہن کی جنبش الفاظ کو نئی زندگی، نیا ذوق اور نیا مزاج عطا کرتی ہے اور یہیں سے ایک نئی تہذیب یا کیفیت سے جس قسم کی چوٹ انسانی دماغ پر پڑتی ہے اس سے اسی قسم کی آوازوں کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔ یہی وجہ کہ زبان کی تشکیل میں الہام اور داخلیت سے زیادہ اسباب طبعی کو دخل ہوتا ہے اور کسی زبان کی نشوونما فرد کی حیات منفرد سے نہیں بلکہ اس زبان کی تاریخ، نوع انسانی کی نوعی زندگی سے منسلک ہوتی ہے اور اس نوعی زندگی میں صحیح منزل کا پتہ لگا لینا ہی وقت کے معنوی مزاج سے تعمیری ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔

نوعی زندگی نے انسان کے اخلاق و عادات، کردار وعمل اور تہذیب وثقافت ہی کو نہیں بدلا بلکہ بول چال اور زبان پر بھی اثر کیا ہے۔ چنانچہ لغاتِ سامیہ میں بابلی زبان کی ابتدا اگرچہ ۳۰۰۰ ق۔م مانی جاتی ہے لیکن اکادیوں، سمیریوں (تورانی النسل قومیں) اور عیلامیوں کے تسلط پر بابلی زبان بیرونی لسانی اثرات سے محفوظ نہ رہ سکی۔ خود عرب سامیہ کی بابل پر حکومتیں رہیں جس کی وجہ سے بابلی میں بیشتر الفاظ عربی کے نظر آتے ہیں اور اسی وجہ سے عربی کو بابلی سے قدیم تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن عربی خود جب گھر سے نکلی تو ممالک غیر کی زبانوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکی چنانچہ اندلس کی عربی، حجاز کی عربی سے مختلف تھی۔

اس پوری بحث سے میرا مطلب یہ ہے کہ خارجی عوامل اور داخلی تہذیبی تحریکات سے مقامی تہذیب وزبان متاثر ضرور ہوتی ہے۔ گو زد میں بعض قدریں خس وخاشاک میں دب کر رہ جاتی ہیں لیکن بعد میں پھر ایک ایسا وقت بھی آتا ہے جب وقت کا معنوی مزاج ان کو ابھرنے کا موقع دیتا ہے۔ چنانچہ ژند کی زبان جاماسپ، گشتاسپ اور اسفند یار کی سرپرستی میں مدتوں زینت خلوت وانجمن رہی لیکن جب سکندر نے ایران پر حملہ کیا تو ایران کا ہزاروں برس کا یہ نشان مٹ گیا۔ ژند کی کتاب مقدس کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر فنا کے گھاٹ اتار اگیا اور ژند کی زبان جو اصل فارسی تھی وقتی اثرات سے مفلوج ہو کر رہ گئی۔ پھر جب ساسانیوں نے

[illegible] میں ملک حاصل کیا تو دوبارہ زبان و تہذیب کا قدیمی اقبال بلند ہوا اور اہل ایران کو پرانی روایات، دینی عظمت پارینہ کے نقوش کو پھر سے اجاگر کرنے کا موقع ملا۔ آج سے تقریباً ڈھائی ہزار قبل، مگدھ دیس سے بودھ کی تعلیمات کا پرچار پالی زبان میں ہوا تھا۔ عوام و خواص پر نئے مذہب کی 'الوہیت' خلوص اور صداقت کا اتنا گہرا اثر پڑا کہ پالی نے بولی سے ایک مستقل زبان کی شکل اختیار کرلی۔ لوگ پالی زبان کو دیوبانی ماننے لگے اور تھوڑے ہی عرصے میں یہ زبان علوم و فنون کا خزینہ بن گئی۔ برہمنوں کی ذہنی، علمی اور تعلیمی شکست سے سنسکرت دب کررہ گئی لیکن اس سے تقریباً پندرہ سو سال بعد شنکراچاریہ کے دم سے برہمنوں کا ستارۂ عروج پھر طلوع ہوا اور سنسکرت کا دوبارہ احیاء کیا گیا۔

وہ بھی وقت کے معنوی مزاج کا تقاضا تھا اور یہ بھی وقت کا نفسیاتی تلازمہ۔

○

مقتدرہ کی زیرِ طبع کُتب

- دفتری ترکیبات و محاورات اور فقرات کی لغت
- اصطلاحات مساحت
- کشاف تنقیدی اصطلاحات
- جامع الامثال (جلد اول)
- انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار
- فارسی اصطلاحات سازی (کتابیات)
- کشاف اصطلاحات کتاب داری
- پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد دوم)
- وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام
- وفاقی اور صوبائی اداروں اور محکموں کے نام
- کتابیات قواعد اردو
- کشاف اصطلاحات سیاسیات

اُردو ہے جس کا نام

سرور انبالوی

کس درجہ پُربہار فضا گلستاں کی ہے
ہر گُل کے لب پہ داستاں اُردو زباں کی ہے

مہکے ہیں اِس سے کوچہ و بازارانِ دلنوں
یہ بُوئے خوش گوار تو باغِ جناں کی ہے

پنجابی ہو کہ سندھی، بلوچی، پٹھان ہو
اُلفت ہر اِک کے سینہ میں اُردو زباں کی ہے

اردو زبان قوم کی پہچان بن گئی
بُنیاد اس زبان پہ لُطفِ بیاں کی ہے!

کتنا بڑا اخراجِ عقیدت ہے یہ سرورؔ
کیا خوش نما یہ بات "فصیح البیاں" کی ہے

"اُردو ہے جس کا نام ہمیں جانتے ہیں داغؔ
سارے جہاں میں دھوم ہماری زباں کی ہے"

نفیسہ اعظم

جناب آفتاب احمد خان سے ملاقات

انسانی معاشرے میں میل ملاقات کی جس قدر اہمیت ہے اتنی شاید کسی اور سماجی رویّے کی نہیں۔ ملاقات سے انسان جہاں ایک دوسرے سے شناسائی حاصل کرتا ہے وہیں سیکھنے کا عمل بھی جاری رہتا ہے۔ ایک انسان پر دوسرے کا تاثر دو چیزوں سے قائم ہوتا ہے، تہذیب اور طریقۂ ابلاغ یعنی گفتگو کا فن، بات چیت کا طریقہ۔

پچھلے دنوں "اخبارِ اردو" کے انٹرویو کے سلسلے میں سیکرٹری دفاع جناب آفتاب احمد خان سے ملاقات کا وقت لیا ــــ مقتدرہ قومی زبان کے دفتر سے تقریباً پونے دو بجے نکلی۔ آفتاب احمد خان صاحب سے اس سے قبل کوئی ملاقات نہ تھی۔ یہاں ان کے بارے میں بہت اچھے اور معقول افراد سے بہت عمدہ باتیں سنی تھیں، مثلاً یہی کہ ایک قابل انسان ہیں، اشعار میں گفتگو کرتے ہیں بلکہ اکثر اوقات فیصلے بھی اشعار ہی میں کرتے ہیں، جو بات کہتے ہیں بے ساختہ اور باوزن کہتے ہیں۔ جہاں علمی و ادبی حلقوں اور سرکاری شعبوں نے ان کی ذہنی کاوشوں سے استفادہ کیا وہیں پہلوان ایسوسی ایشن کی صدارت بھی ان کی پہلودار شخصیت سے مستفید ہوئی۔

اتنا سب کچھ جاننے کے بعد بھی ذہن میں ان کی شخصیت کا کوئی واضح خاکہ ابھر نہیں رہا تھا۔ سارے راستے یہی سوچتی رہی کہ امتحان کس کا ہوگا؟ اور ان سے ملاقات کے بعد پتہ چلا کہ امتحان تو راقم الحروف کا تھا۔

آفتاب احمد خان کی پُر مغز اور فکر انگیز گفتگو انٹرویو کی شکل میں نذرِ قارئین ہے۔

س ۔ آپ کا میدانِ شغف کیا ہے؟

ج ۔ گو کہ میں شاعر نہیں، مگر شعر سے عشق ہے بلکہ واقعی اس سے بہت زیادہ لگاؤ ہے۔ میری زندگی کے بہترین دوست شعراء کے دیوان ہیں۔ غالب اور حافظ خاص طور سے پسند ہیں۔

س ۔ بہت خوب! ۔ مگر کہاں شعر کی نزاکتیں اور کہاں فنِ پہلوانی کے داؤ پیچ۔ ان دونوں کا آپس میں کیا ربط ہے؟

ج ۔ (زوردار قہقہے کے ساتھ) بھئی دیکھیے زندگی جو ہے......

س ۔ کیا پہلوانی ہے؟

ج ۔ (اسی مخصوص ہنسی کے ساتھ) زندگی کی مختلف جہات ہوتی ہیں اور ان سب میں توازن رکھنا بے حد ضروری ہے۔ پہلوانی کا اپنا مقام ہے، شعری نزاکتوں کا اپنا حسن ہے۔ پھر پیشہ وارانہ طور پر میرا تعلق اقتصادیات سے رہا ہے لیکن سے

ہر رنگ میں بہار کا اثبات چاہیے

س ۔ آپ نے اپنے شعبے کے لیے کچھ اُردو اصطلاحات وضع کی ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ ارشاد کیجیے گا؟

ج ۔ اصطلاحات فوج کی ضروریات کے مطابق ہیں ہمارے ہاں جو لوگ تربیت کے لیے آتے ہیں ان میں سے ظاہر ہے بہت سے افراد انگریزی زبان سے کما حقہٗ آشنا نہیں ہوتے اسی لیے شروع سے ہمارے ہاں کوشش کی جا رہی ہے کہ قومی زبان کو زیادہ سے زیادہ فروغ دیا جائے۔ چنانچہ افواجِ پاکستان کے مختلف شعبوں کی انگریزی تکنیکی اصطلاحات کا ترجمہ ضروری ہے۔ ہماری پالیسی یہ رہی ہے کہ یہ ترجمہ بے حد مشکل نہ ہو اور بہت زیادہ معرّب اور مفرّس بھی نہ ہو، ہمیں اس میں خاصی کامیابی ہوئی ہے۔

س ۔ کیا اسے لوگوں نے قبول کر لیا ہے؟

ج ۔ جی ہاں! شروع شروع میں تھوڑی سی دقت ہوئی جس کی وجہ یہ تھی کہ لوگوں کے ذہنوں پر انگریزی کا غلبہ تھا جس کی وجہ سے اردو کے الفاظ نئے اور نامانوس سے لگے۔ مگر آہستہ آہستہ وہی الفاظ مانوس ہوتے چلے گئے۔ جب ایک دفعہ عادت پڑ جائے گی اور کام کاج میں الفاظ رواں ہو جائیں گے پھر کوئی دقت نہیں رہے گی۔

س ۔ آپ کے خیال میں کیا انگریزی کا غلبہ ابھی قائم ہے؟

ج ۔ اب کم ہوتا جا رہا ہے، ایک عبوری دور ہے۔ آبرکوچک کے مختلف علاقوں میں بنگلہ دیش میں دو سو برس قبل پلاسی کی لڑائی کے بعد سے ۱۹۴۷ء تک انگریزی ہی کا تسلط رہا اور یہ غلبہ ہر لحاظ سے ثقافتی زندگی، علمی اقدار، زندگی کی اقدار پر رہا۔ ان کے اصول و ضوابط خود ان لوگوں نے مقرر کیے اور چونکہ حکمران طبقہ تھا اور آپ کو زندگی کے ہر شعبہ میں آگے بڑھنے کے لیے انگریزی زبان کا جاننا ضروری تھا اور انگریزی آداب سے واقفیت، انگریزی ادب سے شناسائی ایک مستحسن امر سمجھا جاتا تھا اس لیے لوگ اس طرف چل پڑے۔

س ۔ کیا اس وقت اپنی زبان، اپنی ثقافت، اپنے طرزِ زندگی کا تصور نہیں تھا؟

ج ۔ تھا! ۔ بالکل تھا! اس لیے اُس دورِ تسلط میں بھی لوگوں نے کوشش کی کہ اپنی زبان کو برقرار رکھا جائے، اپنی روایات کی پاسداری کی جائے، اپنی ثقافت کو اجاگر کیا جائے لیکن چونکہ سیاسی آزادی نہیں تھی اس وجہ سے بھرپور طریقے سے یہ بات ممکن نہ ہو سکی۔ میں یہ نہیں کہتا انگریزی زبان، انگریزوں کے تعلق سے یا مغرب سے جو ہمارا رابطہ تھا اس سے ہمیں کوئی فائدہ نہیں پہنچا۔ ہم تو من حیث المسلمین تمام دنیا کے انسانوں کو ایک سمجھتے ہیں۔ لیکن اپنی زبان کی طرف سے جو ایک بے توجہی اور احساسِ کہتری پیدا ہو چلا تھا وہ اب آہستہ آہستہ ختم ہو رہا ہے۔ بہتر تو یہی ہوتا کہ آزادی کے فوراً بعد ایک مقررہ مدت میں انگریزی کی جگہ اردو لانے کی تبدیلی وقوع پذیر ہو جاتی مگر بدقسمتی سے ملکی حالات کچھ ایسے رہے کہ اہم ترین چیز کھٹائی میں پڑی رہی۔

س ۔ کیا اب قومی اتفاق ہو گیا ہے؟

ج ۔ بالکل! جہاں تک قومی یک جہتی اور قومی تشخّص، قومی ثقافتی لسانی ورثے کا سوال ہے اس کے متعلق نہ کسی قسم کا شبہ ہے اور نہ کوئی اختلافِ رائے ہی موجود ہے، جہاں تک اردو کو قومی زبان ماننے کا سوال ہے اس پر تو دو آرا ہیں ہی نہیں۔

س ۔ آپ عرب ممالک میں بھی رہے ہیں وہاں اردو کی کیا حیثیت ہے؟

ج ۔ وہاں اُردو بہت مقبول ہے اور بعض علاقے جیسے ابوظہبی میں غالباً سب سے زیادہ جو زبان بولی جاتی ہے وہ اردو ہے، اگرچہ عربی قومی زبان ہے، بے حد فصیح و بلیغ ہے اس کی اپنی ہی خوبیاں ہیں مگر اردو کی مقبولیت اپنی جگہ ہے۔

س ۔ نفاذِ اُردو کی مخالفت کہاں پر ہے؟

ج ۔ مخالفت تو نہیں ہے میں یہ سمجھتا ہوں کہ

بعض حلقوں میں تھوڑی بہت ہے تو بھی اور تساہل ہے اور
پچیس تیس برس سے انگریزی کا استعمال ایک عادت بن گئی ہے
دوسری بات یہ ہے کہ اگر کوئی محاورہ لکھنؤ یا دہلی کی مستند
زبان سے ہم آہنگ نہیں تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ چیز غلط
ہے ، زبان ایک زندہ چیز ہے ، اس علاقے کی مٹی ہے ، رہن
سہن کے طریقے ہیں اور ان سب کا زبان کو آئینہ دار ہونا
ہے اور اردو زبان انہی چیزوں میں بڑھے گی۔ ترقی کرے گی۔

س ۔ چند لمحے قبل آپ نے رفتار تیز کرنے کی بات کی
تھی یہ رفتار کس طرح تیز کی جا سکتی ہے ؟

ج ۔ مرحلہ وار پروگرام کے تحت ۔ اگر اس کی
باقاعدہ منصوبہ بندی نہ کی گئی تو کام سست روی سے انجام پذیر
ہوگا۔ شروع میں لوگوں کو اپنے اندازِ فکر کو بدلنے میں ذہنی کاوش
ضرور کرنا پڑے گی اور جب یہ ہو جائے گا تو مسئلہ خود بخود
حل ہو جائے گا۔ لیکن اس میں تنگ دلی نہیں ہونا چاہیے۔ اردو
کو اپنانے کا یہ مقصد نہیں ہے کہ انگریزی زبان سے تعلق ہی توڑ
لیا جائے انگریزی کا اپنا ایک مقام ہے ، بین الاقوامی رابطے کی
زبان ہے ، اس کے علم و ادب کے بہت سے گوشے ہیں۔ یوں کہہ
لیجیے کہ کھلے دریچوں میں اردو کی ترقی ہو تاکہ اس کا نکھار
اور تازگی بڑھتی چلی جائے رہی بات قومی زبان کی تو اس کا اپنا
مقام ہے اور جس طرح اس کو قومی زندگی میں رائج ہونا چاہیے
وہ ہوگا آپ یہی دیکھتے ہیں کہ مجلسِ شوریٰ میں تقاریر ، سوالات
سب اردو میں ہوتے ہیں اور کسی کو کوئی دقت محسوس نہیں ہوتی
بلکہ انگریزی میں کوئی سوال اٹھایا جاتا ہے یا تقریر کی جاتی ہے
تو وہ عجیب سی لگتی ہے۔ پھر اردو اخبارات کی اشاعت انگریزی
اخبارات کے مقابلہ میں بدرجہا زیادہ ہے۔ زبان کو اپنانے
کے لیے ایک فراخدلانہ رویہ رکھنا چاہیے اور پھر قومی زبان میں
خود اتنی جان ہے کہ ایک مخالف ماحول میں بھی پنپتی رہی ہے

س ۔ علاقائی الفاظ جو زبان کو نکھار دے رہے ہیں
ان کے بارے میں آپ کا نقطۂ نظر کیا ہے ؟

ج ۔ میرا خیال ہے یہ بہت اچھی بات ہے۔ اردو
تو تھی ہی عسکری لشکری زبان۔ مختلف زبانوں کے جاننے والے
فوجی ایک مستقر پر جمع ہوئے تھے اور وہاں سے اس زبان
کا تخلیقی عمل شروع ہوا۔ اس میں برج بھاشا آئی ، فارسی
کے الفاظ آئے ، بہت سی مقامی زبانوں کے الفاظ شامل ہوئے
جب یہ دکن پہنچی تو وہاں بھی بہت سے اضافے ہوئے اردو کی
یہی بڑائی ہے۔ زبان کوئی بھی ہو۔ زندگی کی عکاسی کرتی
ہے اور چونکہ ہمارے ہاں مختلف علاقوں کی مقامی ثقافتیں ہیں
لوگوں کے رہن سہن کے طریقے ہیں ، مقامی زبانوں کے الفاظ
ہیں ، یہ الفاظ اردو میں بڑی عمدگی سے سما سکتے ہیں۔ انگریزی
زبان نے اسی طرح ترقی کی تھی۔ انگریزی زبان میں کئی سو الفاظ
ایسے ہیں جو برکوچک کی زبانوں ہی سے لیے گئے ہیں اور وہ
اس کا حصہ بن چکے ہیں۔ زبان کے مقابلے میں بند دروازے
نہیں چلیں گے۔

س ۔ ایک اطلاع کے مطابق یہاں تقریباً تیس
فیصد دفتری کام اردو میں شروع کر دیا گیا ہے اس میں کوئی
دقت تو نہیں ہوئی ؟ ۔ کیا آپ اس سے مطمئن ہیں ؟

ج ۔ نہیں۔ کوئی مشکل نہیں اور مجھے خاصا اطمینان
ہے کہ کام سہولت سے رواں ہے !

س ۔ کب تک آپ کے ادارے میں اردو کا مکمل
نفاذ ہو جائے گا ؟

ج ۔ بس دیکھیے انشاء اللہ دو چار برس میں ہم
پوری طرح دفتری اردو کو اپنا لیں گے۔

س ۔ ترجمے کے لیے کیا ضروری ہے کہ سکہ بند لفظ
ہی لیا جائے یا ترجمے کے بعد استناد پر بھی غور کیا جاتا ہے ؟

ج ۔ ابلاغ میں کسی قسم کا ابہام نہیں ہونا چاہیے
سرکاری کاموں میں بڑا ضروری ہوتا ہے کہ جو میں کہوں آپ

اس سے وہی مراد لیں۔ چنانچہ اصطلاحات کو واضح ہونا چاہیے
س ۔ ہماری زبان کے بعض الفاظ سننے میں ذہن
پر گراں گزرتے ہیں۔ اس کا حل کیا ہے؟
ج ۔ آخر انگریزی کے الفاظ گراں کیوں نہیں
گزرتے؟ صرف اس وجہ سے کہ کثرتِ استعمال سے کان ان
کے عادی ہو چکے ہیں، ذہن انہیں قبول کر چکا ہے۔ اب شوریٰ
کے اجلاس کی کارروائی، مختلف سرکاری تقریبات کی رپورٹیں،
اخبارات، ریڈیو، ٹیلی ویژن کے ذریعے ہم تک پہنچیں گی اور
پہنچتی رہتی ہیں ان کی وجہ سے خود ہی آہستہ آہستہ سازگار
ماحول پیدا ہو رہا ہے اور اب تو وہ مرحلہ آگیا ہے کہ اُردو
کی ترقی خود بخود ہوگی۔ بس رفتار تیز کرنے کی ضرورت ہے۔

علاقائی زبانیں

انگریزوں نے ایک اور چال چلی تھی۔ انہوں نے ہندوستان
کی بعض صوبائی زبانوں کو اردو زبان کے حریف کے طور پر
پروان چڑھایا۔ دونوں کے درمیان رشک و رقابت کے جذبات
بھڑکائے۔ اس رقابت کے باعث اس صوبہ کے مسلمان اردو کے
وسیع دینی ادب پیدا نہ کرسکے۔ بلکہ ان علاقائی زبانوں پر ہندوؤں
کا غلبہ ہوگیا اور انہوں نے اپنے تصورات سے ان زبانوں کو
پر کردیا۔ اس وجہ سے ان علاقائی زبانوں کے بولنے والے مسلمانوں
کی اسلامی قومیت تشکیل نہ پاسکی۔ ان کی اسلامی ذہنیت کی
آبیاری میں نقص رہ گیا ہے پختہ اسلامی مزاج ان کے اندر پیدا
نہ ہوسکا۔ بنگالی اور سندھی زبانیں اس کی واضح مثالیں ہیں
حتیٰ کہ بر قول چیٹر جی (۱۸۴۸ء - ۱۹۰۸ء) نے قیام لاہور کے
زمانہ میں پنجابی کو بھی اُردو کا حریف بنانے کی کوشش کی تھی[۱]

سید محمد سلیم مسلمان اور مغربی تعلیم - ص ۱۸۹

اُردو کوئی صرفی زبان تو ہے نہیں کہ مادوں
سے کلمے بنائے جائیں یہ اپنے اجزائے ترکیبی کی
زبان سے پکار پکار کر کہہ رہی ہے۔ ع
زہر خرمنے خوشۂ یافتم
یہ خوشہ چینی اب بھی ناگزیر ہے اور
اس کا قول بڑھ سکتا ہے بشرطیکہ ہم اعتدال اور
سلیقہ سے کام لیں۔ اس بارے میں سلیقہ کی تعریف
تشریح طلب ہوگی۔ یہ کام ڈیڑھ صدی کے قریب
زمانہ گذرا سید انشا کر گئے۔ فرمایا ہے :-
"واضح رہے کہ ہر لفظ جو اُردو میں مشہور
ہوگیا عربی ہو یا فارسی، ترکی ہو یا سریانی، پنجابی
ہو یا پوربی، از روئے اصل غلط ہو یا صحیح
وہ لفظ اردو کا لفظ ہے۔ اگر اصل کے مطابق ہو تو
بھی صحیح ہے اور اگر اصل کے خلاف مستعمل ہے تو بھی
صحیح ہے۔ اس کی صحت اور غلطی اردو میں اس کے
استعمال پر منحصر ہے کیونکہ جو اردو کے خلاف ہے
غلط ہے خواہ وہ اصل زبان میں صحیح ہو اور جو
اُردو کے موافق ہے خواہ وہ اصل میں صحیح نہ بھی
ہو صحیح ہے (دریائے لطافت صفحہ ۲۴۱)
متاخرین نے طلسم لسان کے اس اسم اعظم کو بھلا کر
اُردو کو غیر زبانوں کا کنوڈا کر دیا۔ فرماتے ہیں عرصہ عربی
میں مدت کے معنی میں نہیں آتا اس لیے اس معنی میں لانا
غلط۔ ارشاد ہوتا ہے۔ فارسی میں از خود رفتہ تھا۔ آپ
کا خود رفتہ ہونا صحیح نہیں وغیرہ وغیرہ۔ یہ ماخذ پرستی
ہی نہیں بلکہ وہ جبر و استبداد ہے جس کے مرتکب ادبی
"سخت جان" لسانیات اور ادبیات میں ہر کہیں اور
ہمیشہ ہوا کرتے ہیں۔ (پنڈت برجموہن دتاتریہ - کیفی)

مجیب الرحمان مفتی

ہدایات معتمدی

۳۶۔ ایک ڈویژن میں لکھی گئی کیفیات جو کسی دوسری ڈویژن میں بھیجی جائیں وہ سیکرٹیریٹ سے باہر کسی افسر کو نہیں بھیجی جائیں گی جب تک کہ اُس ڈویژن کی عام یا خصوصی اجازت حاصل نہ کرلی جائے جس سے وہ تعلق رکھتی ہیں۔

۳۷۔ جہاں کہیں کیفیات کو سیکرٹیریٹ سے باہر کسی افسر کو بھیجنے کی عام منظوری موجود ہو تو ایسی منظوری کا اطلاق (الا یہ کہ مراسلت وزارت تجارت کی طرف سے نائب صدر، ادارۂ ترقیٔ برآمدات کے نام یا کابینہ ڈویژن کی طرف سے ناظم۔ سررشتۂ خبررسانی۔ ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو۔ کے نام ہو) ایسے معاملات پر نہیں ہوگا جہاں کا غذات "بصیغہ راز" یا "خفیہ" نشان زدہ ہوں۔ نیز کسی طور بھی اُن معاملات پر نہیں ہوگا جہاں کیفیات اس افسر کے نام جاتی ہوں جو اُن سے ذاتی طور پر متاثر ہوتا ہو یا جن میں اس کا منصبی چلن زیرِ غور ہو۔

۳۸۔ ہدایت نمبر ۳۷ میں مندرج شرائط کے تابع رہتے ہوئے یہ فرض کر لیا جائے گا کہ ہر ڈویژن نے اپنی کیفیات منسلکہ "و" میں شامل افسران کو ہر معاملہ میں صراحت کردہ وزارت/ڈویژن کی طرف سے بھیجنے کی عام منظوری دے دی ہے۔

۳۹۔ اپنی متعلقہ بالادست وزارت/ڈویژن کی نگرانی سے مشروط رہتے ہوئے ہر وہ افسر جس کو ہدایات ۳۶ تا ۳۸ کے تحت کسی دوسری ڈویژن سے کیفیات بھیجی جائیں وہ خود اُس ڈویژن سے غیر سرکاری مراسلت کرسکتا ہے۔ نیز ہدایت نمبر ۴۰ کے مندرجات کے تابع رہتے ہوئے مندرجہ ذیل افسران کسی بھی ڈویژن سے مراسلت کر سکتے ہیں:

۱۔ ناظم سررشتۂ خبررسانی (ڈائریکٹر انٹیلی جنس بیورو)

۲۔ ناظم اعلیٰ۔ وفاقی ایجنسی برائے تحقیقات (ڈائریکٹر جنرل فیڈرل انوسٹی گیشن ایجنسی)

۳۔ ناظم اعلیٰ۔ ڈاکخانہ جات (ڈائریکٹر جنرل۔ پوسٹ آفسز)

۴۔ ناظم اعلیٰ۔ تار و ٹیلیفون (ڈائریکٹر جنرل۔ ٹیلیگراف و ٹیلی فون)

۵۔ محاسب اعلیٰ۔ پاکستان (آڈیٹر جنرل آف پاکستان)

٭ ۴۰۔ حکومت پاکستان کا کوئی ماتحت افسر اپنی بالادست وزارت کی وساطت کے علاوہ وزارت قانون سے غیر سرکاری مراسلت نہیں کرے گا۔ تاہم کوئی "محکمہ" اپنی اصل وزارت کو باخبر رکھ کر وزارت قانون سے غیر سرکاری مراسلت اس

٭ متبادل بطابق او اینڈ ایم ڈویژن کی دفتری یادداشت نمبر ۱/۶/۸۱۔ مینل مورخہ ۹-۶-۸۱

شرط پر کرسکتا ہے کہ اصل وزارت چاہے تو وزارت قانون سے وہ مراسلہ واپس لے سکتی ہے۔

۴۱۔ بری - بحری اور فضائی افواج کے صدر دفاتر (ہیڈ کوارٹر)، پاکستان کی سامان حرب کی فیکٹریوں کی مجلس (پاکستان آرڈیننس فیکٹریز بورڈ) اور اعلیٰ انتظامی افسر کا ادارہ (چیف ایڈمنسٹریٹو آفیسر کا ادارہ) حکومتِ پاکستان کی کسی بھی وزارت/ڈویژن کو غیر سرکاری مراسلہ بھیج سکتے ہیں (سوائے وزارت قانون کے) اور اس کے برعکس بھی ہوسکتا ہے۔ یہ مراسلت خالصتاً اُن محکمانہ معاملات کے متعلق ہوگی جن پر حکومتِ پاکستان کی وزارتِ دفاع کے احکامات کی ضرورت نہیں۔ ایسی مراسلت اُن معاملات کے رسمی یا معمولی کے نکات کے ضمن میں ہوسکتی ہے جن پر حکومتِ پاکستان کے احکامات کی بالآخر ضرورت پڑسکتی ہے لیکن جو تادم کسی ٹھوس تجویز کی حد تک نہیں پہنچے

۴۲۔ قواعد کار، میں دیئے گئے ضابطے کے مطابق اٹارنی جنرل سے مشورہ لیا جائے گا۔

۴۳۔ متعلقہ ڈویژن اور سربراہان محکمہ کو وفاقی پبلک سروس کمیشن کے ہنگامی قانون مجریہ ۱۹۷۷ (۱۹۷۷ کا نمبر ۴۵) بشمول وفاقی پبلک سروس کمیشن (فرائض) کے قواعد مجریہ ۱۹۷۸ کے تحت اور سول ملازمین (تقرری، ترقی اور تبدیلی) کے قواعد مجریہ ۱۹۷۳ کے مندرجات کے مطابق وفاقی پبلک سروس کمیشن سے گریڈ ۱۹ کی اسامیوں کے اُن معاملات میں براہ راست مراسلت کرسکتے جہاں وہ ان تقرریوں کے مجاز ہیں۔ یہ مراسلت معتمد (سیکرٹری) پبلک سروس کمیشن کے نام سرکاری مراسلہ کی صورت میں ہوگی اور اس کے ہمراہ تمام متعلقہ کاغذات یا اُن کی نقول ہوں گی۔ اس موضوع پر تفصیلی طریق کار ان ہدایات کے منسلکہ "ب" میں دیا گیا ہے۔

۴۴۔ وزارت مالیات یا کوئی دوسری ڈویژن محاسب اعلیٰ پاکستان (آڈیٹر جنرل۔ پاکستان) سے سرکاری مراسلے یا یادداشت کی شکل میں مراسلت کرے گی جس کے ساتھ تمام متعلقہ کاغذات یا اُنکی نقول بھیجی جائیں گی۔ وزارت مالیات اگر ضروری خیال کرے تو محاسب اعلیٰ کے ساتھ اُن معاملات پر غیر سرکاری مراسلت کرسکتی ہے جو خالصتاً محاسب اعلیٰ اور وزارت مالیات سے تعلق رکھتے ہیں مثلاً پاکستان آڈٹ اینڈ اکاؤنٹ سروس یا طریقہ حسابداری کے متعلق امور۔

سربراہان محکمہ سے آمدہ مراسلت

۴۵۔ سربراہ محکمہ کی طرف سے آنے والی تجاویز عام طور پر جامع بالذات مراسلے کی شکل میں ہوں گی۔ جن میں معاملہ کے حقائق، فیصلہ طلب نکات اور سربراہ محکمہ کی اپنی واضح سفارشات شامل ہوں گی۔

۴۶۔ اپنی تجاویز کے فنی طور پر صائب ہونے کا سربراہ محکمہ خود ذمہ دار ہوگا اور اصولی طور پر متعلقہ ڈویژن ان کا فنی تجزیہ نہیں کرے گی۔

۴۷۔ یہ دیکھنا سربراہ محکمہ کا فرض ہوگا کہ صرف ایسے معاملات ڈویژن کو پیش کیے جائیں جن پر وہ خود احکامات صادر کرنے کا مجاز نہیں ہے۔ اگر ڈویژن میں ایسا کوئی معاملہ موصول ہوجاتا ہے جس پر سربراہ محکمہ خود فیصلہ دینے کا اختیار رکھتا ہے تو یہ بغیر کسی تجزیہ کے اُسے واپس بھیج دیا جائیگا۔

۴۸۔ سربراہ محکمہ کے دستخط سے وزارت/ڈویژن کو بھیجے جانے والا معاملہ بڑے محکمے کی صورت میں معتمد (سیکرٹری) یا شریک معتمد (جائنٹ سیکرٹری) کے سامنے اور چھوٹے محکمے کی صورت میں جس کا سربراہ تقریباً نائب معتمد (ڈپٹی سیکرٹری) کا ہم مرتبہ ہو، نائب معتمد کے سامنے پیش کردیا جائے گا۔ متعلقہ افسر اس امر کا جائزہ لے گا کہ کیا وہ اس پر اپنے آپ احکام صادر کرسکتا ہے۔ اگر یہ خیال ہو کہ سابقہ کاغذات کی ضرورت ہوگی یا نچلی سطح پر معائنہ کی ضرورت ہے تو اس کے مطابق ہدایات دی جائیں گی۔ تاہم ایسے معاملات کے دوران معائنہ یا اُن پر تبصرہ کرتے وقت شائستہ زبان

استعمال کی جائے گی۔

تمام معاملات میں اجرا سے قبل جوابات متعلقہ افسر کو دکھانے چاہئیں جس کے لیے عام طور پر جواب اپنے دستخط سے بھیجنا مناسب ہوگا۔ تاہم اگر کوئی نچلے درجے کا افسر جواب پر دستخط کرتا ہے تو ضروری ہے کہ جس سطح پر فیصلہ کیا گیا ہو اس کا اظہار مندرجہ ذیل الفاظ کے اضافے سے کیا جائے:

"اس کا اجرا معتمد / شریک معتمد / نائب معتمد جیسی بھی صورت ہو کی منظوری سے ہو رہا ہے"

اس طریقے کا اطلاق اُن احکامات اور دوسری قانونی دستاویزات پر نہیں ہوتا جن کی تشکیل و تعمیل "قواعد کار" کے پیراگراف (۲)، کے مندرجات کے تحت کی جائے۔

تشریح: اسی ہدایت کے پہلے پیرے میں ترکیب "تقریباً نائب معتمد کا ہم مرتبہ" سے مراد ملحقہ محکمہ میں صغیر یا اعلیٰ انتظامی گریڈ کا افسر اور غیر ممالک میں پاکستانی سفارت خانوں میں معتمد اول (فرسٹ سیکرٹری) یا قونصلر ہوگا۔

○

"ہماری ساری تازگی تو غیر ملکی زبان چوس لیتی ہے، ہمارے اندر تجسس اور اشتیاق کیسے باقی رہے جب تک غیر زبان کے ذریعے تعلیم حاصل کرنا ہمارے مقدر میں لکھا ہے۔ ایک آدھ علم ہی اچھی طرح جان لیں سمجھیے بڑا قلعہ ڈھایا۔ اگر واقعی کبھی ہم ایمانداری سے اپنے اندر مبلغ علم کا جائزہ لینے بیٹھیں تو اپنے ذہنی افلاس کا نظارہ دیکھ کر بجلی کا تار چھو لینے کو دل چاہے گا"

محمد حسن عسکری

جھلکیاں۔ ص ۸۵ - ۸۷

عاصی کرنالی

گلدستۂ اردو زباں

جس کو ہم اردو زباں کہتے ہیں اک گلدستہ ہے
ہر گُلِ خوش رنگ اِس کے انگ سے وابستہ ہے

حُسن و خوبی، زیب و رعنائی کا مظہر یہ زباں
فصلِ گُل کا عطر، رنگ و بو کا جوہر یہ زباں

اس میں شامل پرتگالی اور انگریزی کے پھول
گلشنِ ترکی کے پھول اور باغِ ایرانی کے پھول

اِس میں گلزارِ عرب کے لالہ ہائے دل کُشا
اِس میں کشمیری چنبیلی، اِس میں ہندی موتیا

اِس میں سندھی گلستاں کے جلوہ ہائے نسترن
اِس میں بلوچی زباں کے ارغواں جلوہ فگن

اِس میں سرحدی فضاؤں کے پلے سرو و چنار
گلشنِ پنجاب کے گل ہائے ریحاں کی بہار

اِن زبانوں اور اردو میں نہیں کوئی تضاد
ربطِ معنی سے ہے تازہ یہ گلستانِ مُراد

انڈین ریلوے اور اردو

شمال مشرقی ریلوے کے جنرل مینجر مسٹر ڈی سری رام نے ایک بیان میں بتایا کہ اردو میں ریلوے ٹائم ٹیبل ابتداً صرف دو سو کی تعداد میں چھپوایا گیا تھا لیکن اب اس کی مانگ کو دیکھ کر چار ہزار کی تعداد میں چھپوایا گیا ہے۔ اردو میں ریلوے ٹائم ٹیبل کی مانگ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے۔

مسٹر ڈی سری رام نے یہ بھی کہا کہ ریلوے لائبریریوں میں اردو کی کتابیں، رسالے اور اخبارات فراہم کرنے کے لیے بھی احکام جاری کیے جائیں گے۔

انھوں نے یہ بھی کہا کہ اہم اسٹیشنوں کے نام بھی اردو میں لکھوائے جا چکے ہیں اور مزید نام لکھوائے جائیں گے۔ نیز یہ مسئلہ بھی زیرِ غور ہے کہ ریلوے کے ٹکٹوں پر اسٹیشنوں کے نام اور کرایہ اردو میں بھی درج کیا جائے۔

اردو گزٹ

مدھیہ پردیش کی حکومت کئی سال سے اردو میں گزٹ شائع کر رہی ہے لیکن اس کی اشاعت کی رفتار کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۹۷۷ء اور ۱۹۷۸ء کے گزٹ کے کئی شمارے ۱۹۸۴ء کے وسط میں طبع ہو کر شائع ہوئے ہیں۔ اس تاخیر نے ایک مفید چیز کو غیر مفید بنا دیا ہے۔

اردو خوش نویسی کے تربیتی مراکز

ہندوستان کے مختلف علاقوں میں اردو کی مقبولیت میں برابر اضافہ ہو رہا ہے اور اردو تحریک روز بروز زور پکڑ رہی ہے۔ اس بات کو حکومت نے بھی محسوس کر لیا ہے۔ چنانچہ حکومت نے مختلف قسم کے مسائل سے نمٹنے کے لیے اساتذہ کے تربیتی مراکز، اردو تعلیم بالغان کے مراکز، اردو اسکول، عام اسکولوں میں اردو کی تدریس کا انتظام، خوش نویسی اور کتابت سکھانے کے مراکز کے قیام میں دلچسپی لینا شروع کر دی ہے چنانچہ مختلف صوبوں اور اردو اقلیت کے اہم مراکز میں اس کے انتظامات کیے ہیں۔ انجمن ترقی اردو (ہند)، جامعہ ملیہ اسلامیہ دہلی، ہمدرد (وقف) دہلی وغیرہ نے پہلے ہی ان مسائل کی طرف توجہ کی ہے۔ خوش نویسی اور کتابت سکھانے کے لیے ۳۰ سے زیادہ مراکز نہ صرف مردوں کے لیے بلکہ بعض خواتین کے لیے بھی قائم ہوئے ہیں۔ بعض مراکز میں کتابت سیکھنے والوں کو ڈیڑھ سو روپیہ ماہانہ تک وظیفہ بھی دیا جاتا ہے۔

اُردو مشیر کا تقرر

اتر پردیش کے وزیر اعلیٰ نے صوبے میں اردو کی تدریس کے کام کی نگرانی اور بہتری پیدا کرنے کے لیے فی الفور ایک اردو مشیر کے تقرر کا حکم جاری کیا ہے۔ اردو مشیر

کا تعلق براہِ راست وزارتِ تعلیم سے ہوگا اور سیکرٹری تعلیمات کے ماتحت اپنے فرائض انجام دے گا۔

اردو تعلیمی بورڈ کا قیام

یوپی میں اردو تحریک برابر زور پکڑتی جا رہی اور اب تک جو اردو تعلیمی مسائل پیدا ہو چکے ہیں، آئندہ ان مسائل میں مزید اضافہ ہوگا۔ اس صورتِ حال کے پیشِ نظر یوپی کی حکومت نے اردو تعلیمی بورڈ کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ تاکہ اردو کے تعلیمی مسائل سے بروقت اور صحیح طور پر نمٹا جا سکے۔

بہار پبلک سروس کمیشن میں اردو ذریعہ امتحان

وزیر اعلیٰ بہار جناب شیکھر سنگھ نے ایجوکیشن کمشنر کو ہدایت کی ہے کہ بہار پبلک سروس کمیشن کے امتحانات میں اردو ذریعہ امتحان کی اجازت کے متعلق ضروری احکام جاری کرنے کا انتظام کریں۔

پندرہ لسانی لغت

انٹرنیشنل لنگوانسٹی ٹیوٹ حیدرآباد پندرہ زبانوں کے مشترکہ الفاظ کی ایک فرہنگ تیار کر رہا ہے۔ یہ پندرہ وہ زبانیں ہیں جنہیں ہندوستان کے دستور میں قومی زبانوں کا درجہ دیا گیا ہے۔ انسٹی ٹیوٹ کے صدر مسٹر وائی رام چندر راؤ نے بتایا کہ چند زبانوں کے پانچ ہزار مشترک الفاظ کی نشاندھی کی جا چکی ہے ان میں آسامی، کشمیری، سندھی، ملیالم وغیرہ زبانیں بھی شامل ہیں اس لغت کی تکمیل سے زبانوں کے تقابلی مطالعے کا ایک اہم موضوع سامنے آئے گا۔

یجروید کا اردو ترجمہ

ہندوؤں کی مذہبی کتابوں ویدوں میں سے یجروید کے پہلے حصے کا ترجمہ اردو شائع ہو گیا۔ یہ ترجمہ جناب آشو رام آریہ نے کیا ہے۔ اس کا دوسرا حصہ تیار ہو رہا ہے۔ رگ وید کا ترجمہ زیرِ طبع ہے۔ "اتھروید" اور "سام وید" کے اردو تراجم بھی اس سال کے اختتام تک شائع ہو جانے کی توقع ہے۔

اعزازات

۱۹۸۴ء میں یومِ آزادی کے موقع پر قاضی محمد اطہر مبارک پوری اور پروفیسر سید مقبول احمد کو عربی میں اور ڈاکٹر محمد ولی الحق انصاری اور پروفیسر کے این قریشی کو فارسی میں علمی کام پر صدرِ جمہوریہ ہند کے اعزازات سے نوازا گیا ہے

اکرتی شری پرسکار کمیٹی کی جانب سے روزنامہ قومی آواز دہلی کو بہترین اردو اخبار ایوارڈ دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ پی۔ ٹی۔ آئی کے خصوصی نمائندے جناب شکیل احمد کو ایوارڈ دیا گیا۔

انجمن ترقی اردو ہند کے صدر اور مشہور محقق غالب جناب مالک رام کو ان کی ادبی خدمات کے اعتراف کے طور پر "فخرِ غالب" کے انعام سے نوازا گیا ہے۔

مشہور محقق پروفیسر جگن ناتھ آزاد صدر شعبہ اردو کو جموں اینڈ کشمیر یونیورسٹی کی جانب سے امریٹس فیلوشپ کا اعزاز دیا گیا ہے۔ جگن ناتھ آزاد نے علامہ اقبال پر اردو اور انگریزی میں دس کتابیں لکھی ہیں نظم و نثر میں ان کی ۲۵ کتابیں اس کے علاوہ ہیں۔ علامہ اقبال ان کا خاص موضوع ہے۔ وہ علامہ مرحوم کے فکر و فن پر امریکہ، کناڈا، مشرقِ وسطیٰ، برطانیہ، روس، نیپال اور برما کی یونیورسٹیوں اور علمی و ادبی اداروں میں لیکچر دے چکے ہیں۔

۱۹۸۳ء کا سنسکرتی ایوارڈ جن پندرہ حضرات کو ملا ان میں اردو ادب کا انعام قمر احسن کو دیا گیا ہے اور سماجی و ثقافتی ترقی میں غیر معمولی کامیابی کے لیے قمر النساء کو اعزاز کا تمغہ

سمجھا گیا ہے۔

اردو اکیڈمی آندھرا پردیش) جانب سے مخدوم ادبی ایوارڈ روزنامہ رہنمائے دکن کے ایڈیٹر سید وقار الدین کو پیش کیا گیا ہے۔ اس تقریب کے مہمانِ خصوصی آندھرا پردیش ہائی کورٹ کے مسٹر جسٹس سردار علی خان تھے۔ ان کے بیان کے مطابق مخدوم ادبی ایوارڈ اُردو دنیا کا سب سے بڑا ادبی ایوارڈ ہے۔

۱۹۸۳ء میں اردو اکیڈمی کی جانب سے ادب میں جن حضرات کو انعام کا مستحق سمجھا گیا ہے ان کی تفصیل یہ ہے (اہلِ علم کے ناموں کے آگے قوسین میں ان کی تخلیقات و تصنیفات کے نام درج ہیں) :

۱۔ ناول، افسانہ، ڈرامہ، خاکہ :۔ ڈاکٹر صغرا مہدی (راگ بھوپالی) رفعت سروش (نقوشِ رفتہ) دیوندر اسر (کینوس کا صحرا) اور مل راج درما (کابوس)

۲۔ تنقید و تحقیق :۔ ڈاکٹر قمر رئیس (رتن ناتھ سرشار) پروفیسر عنوان چشتی (معنویت کی تلاش) ڈاکٹر سید فرحت حسین (خواجہ غلام السیدین۔ حیات و کارنامے) امیر حسن نورانی (اردو نثر کے سرچشمے)

۳۔ شاعری :۔ مخمور سعیدی (بانسوں کے جنگل سے گزرتی ہوا) ڈاکٹر محمد یعقوب (آسمانی خطوط)

۴۔ آرٹ :۔ عبید الغنی ربّیوں (آرٹ اور اس کی تدریس)

۵۔ بچوں کا ادب :۔ ڈاکٹر مظفر حنفی (نیلا ہیرا) ڈاکٹر افتخار بیگم صدیقی (بڑوں کا بچپن)

۶۔ ان کے علاوہ اردو کے مندرجہ ذیل ناشروں کو ان کی معیاری مطبوعات ۱۹۸۳ء کے لیے دو دو ہزار کے انعام کا مستحق قرار دیا گیا ہے (الف) ایجوکیشنل پبلشنگ ہاؤس۔ کوچہ پنڈت۔ دہلی (ب) ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دریا گنج۔ نئی دہلی

بہار اردو اکیڈمی کی جانب سے ۱۹۸۳ء کی مطبوعات پر ساٹھ انعامات کا اعلان کیا گیا ہے۔ ان انعامات میں تحقیق کے لیے قاضی عبدالودود انعام اور تخلیق کے لیے اختر اورینوی ایوارڈ تین تین ہزار روپے کے ہیں۔ ان کے علاوہ چار انعام دو دو ہزار روپے کے، ۲۳ انعام ایک ایک ہزار روپے کے، اکیس ۲۱ انعام پانچ پانچ سو روپے اور دس خصوصی انعام پانچ پانچ سو روپے کے ہیں۔

جن کتابوں پر یہ انعامات دیے گئے ہیں ان میں تحقیق، تنقید، تدوین، شاعری، افسانہ، انشائیہ، سفرنامہ، طنزیہ، تذکرہ، خاکہ، تصوف، سوانح، تاریخ، شکاریات، حیوانیات، طب، بچوں کی نظمیں، بچوں کی کہانیاں شامل ہیں۔ ساٹھ انعام پانے والوں میں ۶، ۷ اردو کے غیر مسلم ادیب اور اہلِ قلم بھی شامل ہیں۔

نہرو ایوارڈ

۱۹۸۴ء کا سوویت ہند نہرو ایوارڈ ڈاکٹر صابر صدیقی کو ان کی کتاب "دیکھنا تقریر کی لذت" پر دیا گیا ہے۔ یہ انعام ایک سرٹیفکیٹ، ایک تمغے اور تین ہزار روپے نقد پر مشتمل ہے۔

اتر پردیش اردو اکیڈمی کے نئے ممبر

یوپی کی حکومت نے اتر پردیش اُردو اکیڈمی کی جنرل کونسل کی تین خالی نشستوں پر جناب رشید حسن خان (شاہجہانپوری) جناب ناظم جعفری (بہرائچ) اور جناب شوکت سلطان (اعظم گڑھ) کو اکیڈمی کا ممبر مقرر کیا ہے۔

> "اُردو زبان ہی پاکستان کی بنا کا باعث ہوئی یہ زبان ہماری زندگی کا جزو اور تہذیب و قومیت کی بنیاد ہے"
> بابائے اردو مولوی عبدالحق - پاکستان میں اردو کا المیہ ص ۷۰

نصیرار اعظم

اپنی بات

مقتدرۂ قومی زبان کی سرگرمیاں

۵ / مئی کو ریڈیو پاکستان کی تربیتی اکادمی کے ڈائریکٹر جناب اشرف انصاری کی سربراہی میں پندرہ تربیت پانے والے نائب پروڈیوسرز کے ایک وفد نے مقتدرہ قومی زبان کے دفتر کا دورہ کیا، ڈائریکٹر اور پروڈیوسرز نے مقتدرہ کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی سے ایک طویل انٹرویو لیا۔ جس میں مقتدرہ کے قیام کا مقصد، کارکردگی، مسائل، نفاذ اردو کا طریقِ کار، دفاتر میں قومی زبان کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ کی نفسیاتی وجوہ، مقتدرہ کی شائع کردہ کتب اور کتابچوں کے بارے میں تفصیلات، آئندہ کا لائحہ عمل جیسے موضوعات کو صدر نشین نے وضاحت سے بیان کیا۔

---

۶ / مئی کو چین کے "بیجنگ لینگویجز انسٹی ٹیوٹ" کے ایک چار رکنی وفد نے مقتدرہ قومی زبان کے دفتر کا دورہ کیا۔ وفد کی سربراہ مادام وانگ ژنگ تھیں جبکہ اراکین میں جناب دو ہونگ، جناب سانگ یونگ اور مادام پن ژامنگ شامل تھیں۔ مقتدرہ کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی اور ہیئتِ حاکمہ اور مجلسِ منتظمہ کے رکن بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد صاحب نے مقتدرہ قومی زبان کے قیام کا مقصد، تاریخی پس منظر اور قومی زبان کی اہمیت کے حوالے سے مہمانوں کو بالتفصیل بتایا۔

ادارے کی کارکردگی کو سراہتے ہوئے وفد کی سربراہ مادام وانگ ژنگ نے اس امر کا اعتراف کیا کہ مقتدرہ قومی زبان جو فرائض سر انجام دے رہی ہے وہ مشکل ہونے کے ساتھ ساتھ قوم کی شناخت کے حوالے سے بہت اہم بھی ہے۔ انہوں نے بیجنگ انسٹی ٹیوٹ آف لینگویجز کے بارے میں تفصیلات بتاتے ہوئے انکشاف کیا کہ ادارے میں ۹۲ ممالک کے افراد چینی زبان کی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ چین میں ذریعۂ تعلیم کے ایک سوال کے جواب میں انہوں نے بتایا کہ چین میں ذریعہ تعلیم چینی زبان ہی ہے اور سائنسی علوم کو اپنی ضرورت کے پیشِ نظر ترجمہ کر لیا جاتا ہے۔ جدید تحقیقات کو چینی طالب علموں تک پہنچانے کے لیے باقاعدہ مترجم موجود ہیں جو ہر نئی تحقیق کو غیر ملکی زبان سے چینی زبان میں ترجمہ کر دیتے ہیں۔

---

۱۲ / مئی کو مقتدرہ قومی زبان کے زیرِ اہتمام املاء اور رموزِ اوقاف کے موضوع پر سیمینار کے انعقاد کے لیے ایک مشاورتی کمیٹی کا اجلاس ہوا۔ کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ اردو میں املاء اور رموزِ اوقاف کے طریقۂ کار میں یکسانیت پیدا کرنے اور اس کی ترویج کے لیے سہ روزہ سیمینار جون میں راولپنڈی میں منعقد کیا جائے گا۔ اس سیمینار میں پاکستان کے تمام صوبوں سے ماہرینِ لسانیات اور مفکرین شرکت کریں گے۔ املاء اور رموزِ اوقاف سے متعلق تمام اہم پہلوؤں پر مندوبین اظہارِ خیال کریں گے۔ مشاورتی کمیٹی کے اجلاس کی صدارت ادارہ تحقیقاتِ اسلامیہ کے سربراہ جناب شیر محمد زمان نے کی۔ مقتدرۂ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی کے علاوہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے کراچی سے، جناب مظفر علی سید نے پشاور سے، ڈاکٹر گوہر نوشاہی اور جناب اعجاز راہی نے مشاورتی کمیٹی کے اجلاس میں شرکت کی۔

درپن درپن

مترجم : شان الحق حقی

ناشر : مکتبہ اسلوب۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۱۱۹
کراچی نمبر ۔ ۱۸

صفحات : ۲۳۱

قیمت : -/۴۵ روپے

عہد حاضر میں نوعیت اور مقدار دونوں لحاظ سے قوموں کے درمیان باہم اخذ و استفادہ میں بڑی تیزی سے اضافہ ہوا ہے علمی و تہذیبی سطح پر اس باہمی استفادے میں فنِ ترجمہ نے بھرپور کردار ادا کیا ہے۔ اقوام متحدہ ممالک کی جانب سے مہیا کردہ اطلاعات کے مطابق ۱۹۷۸ء کے دوران میں ۵۷٫۱۵۸ کتابوں کے تراجم شائع ہوئے تھے۔ دنیا کی دوسری ترقی یافتہ زبانوں کی طرح اُردو کا دامن بھی عالمی ادب، سائنس، فنون لطیفہ اور سماجیات کے تراجم سے مالا مال ہے۔ نثری کتابوں کے نثر میں تو ترجمے ہوتے ہی رہتے ہیں۔ اقلیم سخن کے حکمرانوں نے ہزاروں اشعار پر مشتمل منظوم کتب کو اردو نظم میں منتقل کیا ہے۔ نظم کا نظم میں ترجمہ کرنا ایک مشکل کام ہے مگر زبان و بیان پر قدرت رکھنے والے اس مہم میں سرخرو رہے ہیں۔

منظوم تراجم کے سلسلے کی تازہ ترین کاوش "درپن درپن" پیشِ نظر ہے۔ جناب شان الحق حقی کے اولین مجموعۂ کلام "تارِ پیراہن" میں منظوم ترجمے کا نمونہ موجود تھا۔ اب انہوں نے مشرق و مغرب کے منتخب شہ پاروں کو اردو نظم کا جامہ پہنایا ہے۔ ان شہ پاروں میں جہاں انگریزی، چینی، ترکی، جرمن اور ہسپانوی زبانوں کی نمائندگی ہے وہیں پاکستان کی علاقائی زبانیں بھی شامل ہیں۔

جناب ڈاکٹر وحید قریشی نے زیرِ نظر تراجم کے بارے میں لکھا ہے کہ جناب حقی نے "اردو کو تخلیقی ترجمے سے روشناس کرایا ہے، ایسا ترجمہ جو بذاتِ خود تخلیق کے درجے پر فائز نظر آئے اس قسم کا ترجمہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔ یہ کام وہی شخص انجام دے سکتا ہے جو ان دونوں زبانوں پر ماہرانہ قدرت رکھتا ہو جن کے درمیان ترجمہ مقصود ہے۔" جناب حقی جہاں ترجمے میں مختلف زبانوں کے اسلوب بیان اور شعراء کے متنوع احساسات و جذبات کو اردو میں منتقل کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں وہیں یہ بھی واضح ہو گیا ہے کہ اردو میں وہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے جس سے کوئی زبان، زبانوں کی برادری میں اہم مقام حاصل کرتی ہے۔

گیٹ اپ کے اعتبار سے مکتبہ اسلوب کی یہ پیشکش بھی حسب سابق خوبصورت اور جاذبِ نظر ہے۔ (اختر راہی)

ہماری مطبوعات

(دار التصنیف)

(۱) افکار و اذکار - مرتب ہلال احمد زبیری
۳۰/ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابواللیث صدیقی
۶۰/ روپے

(۳) اُردو رسم الخط - سیّد محمّد سلیم
مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

(۴) جدید اُردو ٹائپ کاری - سیّد عرفان علی یوسف
سستا ایڈیشن ۴ روپے، قیمت ۱۰ روپے

(۵) کتابیاتِ قانون، عطش دُرانی
قیمت: -/۴۰، مجلد: ۵۵ روپے

(۶) اُردو اصطلاحات سازی، ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری۔
قیمت: ۳۰ روپے - مجلد: ۵۰ روپے

(۷) لینگویج پالیسی آف انڈیا (انگریزی)، مختار زمن
قیمت: مجلد -/۵۰، غیر مجلد -/۳۰ روپے

(۸) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اوّل) محمود الحسن
قیمت -/۴۰ روپے - مجلد -/۵۹ روپے

(۹) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اوّل) [illegible]
قیمت -/۳۶ روپے - مجلد -/۵۶ روپے

(دار الترجمہ)

(۱) مختصر اصطلاحاتِ دفتری - قیمت ۱۰ روپے۔
(صرف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۲) اصطلاحاتِ ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت: ۱۵ روپے، مجلد: ۳۰ روپے

(۳) اصطلاحاتِ موسمیات - سرفراز شاہد
قیمت: ۱۵ روپے مجلد: ۳۰ روپے

(۴) اصطلاحاتِ ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحاتِ ریاضی کراچی)
قیمت - مجلد: ۶۰ روپے - غیر مجلد: ۲۷ روپے

(۵) دفتری مراسلت (انگریزی - اُردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی۔
قیمت - مجلد: ۴۰ روپے
غیر مجلد: ۲۰ روپے - سستا ایڈیشن: ۸ روپے

(۶) سائنسی و تکنیکی اصطلاحات،
مرتب مجلس اصطلاحات وفاقی وزارت تعلیم
قیمت: مجلد -/۴۵ روپے، غیر مجلد -/۲۵ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان - مکان نمبر ۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - ایف ۸/۱ - اسلام آباد

بہ اشتراک

(۱) فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم اول ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے

(۲) فرہنگ اسماء العلوم - محمد طارق محمود (بہ اشتراک جامعہ کراچی) ۱۹ روپے

(۳) فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ - زین صدیقی (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے / قسم اول ۴۱ روپے

(۴) فرہنگ اصطلاحات برقیات - طارق محمود بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۴۰ روپے مجلد: ۵۰ روپے

(۵) تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ: سید محمد احمد سعد بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ: - شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ - جامعہ کراچی - کراچی

مقاصد

⊙ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

⊙ اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کر کے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

⊙ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

⊙ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰۱ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر ایف ۸/۱ - اسلام آباد

فون: ۱۵۳۳۸۲ / ۱۵۲۲۱۰ ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

جلد ۴ — جولائی [illegible]ء — شمارہ: ۷

ڈاکٹر وحید قریشی

مدیر مسئول

شریف کنجاہی

مدیر اعزازی

اختر راہی

نائب مدیر اعزازی

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد

فہرست

قیمت: ایک روپیہ
سالانہ: دس روپے

معروضات

وزارت اطلاعات و نشریات کو اولیت حاصل ہے کہ اس نے مقتدرہ قومی زبان کی طرف نفاذِ اردو کے سلسلے میں اپنا دستِ تعاون بڑھایا اور ہماری حوصلہ افزائی کی اس پر ہم اظہارِ ممنونیت بھی کئی بار کر چکے ہیں۔ لیکن ایک بات کی طرف توجہ دلانے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ شعبہ نشریات کی جانب سے فنکاروں کو ارسال کیے جانے والے معاہدات ابھی تک انگریزی زبان ہی میں چل رہے ہیں جن کے مندرجات سے اکثر فنکار ناواقف رہتے ہیں۔ یقیناً یہ دانستہ یوں نہیں ہو رہا۔ بہر حال یہ سطریں محض یاد دہانی کے طور پر ہی تحریر کی گئی ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ دیگر وزارتیں بھی ان الفاظ کی روح میں جھانکتے ہوئے اس اہم قومی فریضے کی طرف توجہ فرمائیں گی۔ مقتدرہ کی خدمات ان کے لیے بھی حاضر ہیں۔

ڈاکٹر گوہر نوشاہی

قطر خلیجی ریاستوں میں سے ایک چھوٹی سی ریاست ہے جس کی
ی اور سرکاری زبان اگرچہ عربی ہے لیکن اس کی آبادی کا غالب
ہ اردو بولنے یا سمجھنے والوں پر مشتمل ہے ان میں زیادہ تر وہ
ے شامل ہیں جو پاکستان یا ہندوستان سے ملازمتوں کے
لسلے میں یہاں آئے ہیں قطر میں یوں تو بے شمار غیر ملکی قومیتیں
اد ہیں مثلاً انگریز، فرانسیسی، امریکی، مصری، سوڈانی، فلسطینی،
انی، ایرانی، صومالی، انڈونیشی وغیرہ لیکن پاکستان اور ہندوستانی
باشندوں کے مقابلے میں ان کی تعداد اس قدر کم ہے کہ قابل توجہ
ں کیونکہ قطر کی کل آبادی کا ایک تہائی سے زائد حصہ پاکستانی اور
روستانی باشندوں پر مشتمل ہے اور ان میں بھی پاکستانیوں کی تعداد
ہند کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے جہاں تک اردو بولنے
ر سمجھنے کا تعلق ہے اس میں اہل پاکستان و ہند کے ساتھ دوسری
یں بھی شریک ہیں۔ مثال کے طور پر تمام ایرانی باشندے کسی حد
اردو بول سکتے ہیں لیکن مکمل طور پر سمجھ سکتے ہیں۔ ان کے علاوہ
اہلِ قطر جنہوں نے دیگر ممالک مثلاً ہندوستان، پاکستان وغیرہ
سلمان لڑکیوں سے شادیاں کی ہیں یا سال ہا سال سے اہلِ پاک
ند کے ساتھ معاشرتی میل جول رکھتے ہیں، صاف ستھری اردو
تے ہیں۔ ان تمام حالات کے مدِ نظر قطر میں سرکاری سطح پر بھی اردو
سلیم کر لیا گیا ہے چنانچہ آبادی کے لحاظ سے نجی سطح پر اردو کو
ںمیں رائج زبانوں میں دوسرا اور سرکاری سطح پر تیسرا درجہ حاصل
ہے۔ سرکاری سطح پر اولیت عربی کو دی جاتی ہے کہ اس ملک کی
قومی زبان ہے دوسرے درجے پر انگریزی آتی ہے کہ اسے
بین الاقوامی زبان مانا جاتا ہے اور تیسری پوزیشن اردو کو حاصل
ہے کہ اس کے بولنے اور سمجھنے والوں کی تعداد دوسری زبانوں کے
مقابلے میں سب سے زیادہ ہے۔

قطر کے دارالحکومت دوحہ کے کونے کونے میں اردو کا رواج
اس ملک میں اردو کی بالادستی کو ظاہر کرتا ہے۔ دکانوں پر عربی
اور انگریزی کے ساتھ اردو میں لکھے ہوئے سائن بورڈ، بنکوں،
پارکوں اور ہسپتالوں میں اردو میں لکھے ہوئے تختہ ہائے اعلانات،
کوچہ و بازار سے بلند ہوتی ہوئی پاکستانی موسیقی کی دھنیں اور اردو
گانے اس بات کا واضح ثبوت ہیں کہ قطر خلیجی ممالک میں اردو
کا ایک اہم مرکز ہے۔

قطر میں فروغِ اردو کا سہرا خاص طور پر اُن اداروں کے
سر ہے جنہیں قطر میں مقیم پاکستانی برادری کی سرپرستی حاصل ہے۔
ان میں سرِ فہرست پاکستانی سکول / کالج دوحہ کا نام ہے جسے کئی
سال سے پاکستانی سفارت خانے کی سرپرستی حاصل ہے۔ اس
درس گاہ میں پاکستانی طلبہ اور طالبات کو کے جی سے ایف اے
تک تعلیم دی جاتی ہے طلبا اور طالبات کے الگ الگ شعبے ہیں اور
زیرِ تعلیم طلبہ و طالبات کی مجموعی تعداد دو ہزار سے متجاوز ہے۔
اس درس گاہ میں ذریعہ تعلیم اردو ہے اور انتظامیہ نے کوشش

کی ہے کہ تدریسی شعبے میں قابل ترین اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں چنانچہ شعبہ اردو سے پچھلے سال تک دو پی ایچ ڈی اور پانچ ایم اے کی اعلیٰ تعلیم کے حامل اساتذہ وابستہ تھے۔ پاکستان سکول / کالج کا معیار بلند کرنے اور خلیج میں اسے ایک مقامی درسگاہ بنانے کے سلسلے میں قطر میں مقیم سفیر پاکستان جنرل جہانزیب ارباب کی کوششیں قابل ستائش ہیں۔ انہی کے ایما پر ۱۹۸۳ء میں پاکستان سکول / کالج سے ایک علمی و ادبی مجلے "سفینہ" کا اجرا ہوا ہے۔ جس میں ڈیڑھ سو کے قریب اردو صفحات ہیں۔ اس مجلے کے اجراء اور معیار کا تصور راقم الحروف نے پیش کیا تھا چنانچہ مدیر اعلیٰ کے فرائض بھی میرے سپرد تھے، حصہ اردو میں میرے ساتھ ڈاکٹر ممتاز گوہر، جناب انیس اعظمی، جناب عنایت الحق خٹک اور جناب عشرت پرویز بطور مدیر شامل تھے۔ اس مجلے میں سکول اور کالج کے طلبہ و طالبات کی تحریریں اور اساتذہ کی علمی کاوشیں شائع ہوتی ہیں۔ "سفینہ" سال میں ایک بار شائع ہوتا ہے اور اب تک اس کے دو شمارے چھپ چکے ہیں۔

سفینہ کے پہلے شمارے کے لیے انٹرویو دیتے ہوئے سفیر پاکستان جنرل جہانزیب ارباب نے کہا تھا:

"اردو ہماری قومی زبان ہے اور ہمارے سب بچوں کو اس پر عبور حاصل ہونا چاہیے، ذریعہ تعلیم کے طور پر بھی جہاں تک ممکن ہو سکے اسے اپنانا چاہیے۔"

پاکستان کالج میں طلبہ و طالبات کو علمی، ادبی اور معاون نصابی سرگرمیوں کے مواقع میسر ہیں دونوں شعبوں میں بزم ادب موجود ہے۔ شعبۂ طالبات میں بزم ادب کی سرگرمیاں تو پورے دوحہ کی توجہ کا مرکز ہوتی ہیں جنوری ۱۹۸۵ء تک بزم ادب کی نگران ڈاکٹر ممتاز گوہر تھیں جنہوں نے اردو میں تقریری مقابلے، مباحثے اور ذہنی آزمائش کے مقابلے منعقد کرائے ان تمام سرگرمیوں کی روداد مجلہ "یاران وطن" (اسلام آباد) میں شائع ہوتی رہی ہے۔ پاکستان سکول / کالج کے علاوہ اردو زبان و ادب کے فروغ کے لیے چند ادبی اور ثقافتی ادارے بھی قطر میں برسر عمل ہیں جن کا تذکرہ دلچسپی سے خالی نہ ہوگا۔ ان میں مندرجہ ذیل تنظیمیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

(۱) پاکستان کلچرل کونسل
(۲) پاک یوتھ سوسائٹی
(۳) بزم اردو قطر

پاکستان کلچرل کونسل ۱۹۸۳ء میں قائم ہوئی۔ اس کے عہدے داروں اور بنیادی ارکان میں ایسے لوگ شامل ہیں جن میں سے ہر ایک نہ صرف پاکستان کے ادب و ثقافت سے والہانہ محبت رکھتا ہے بلکہ اپنے اپنے موضوع پر تعلیمی امتیاز میں بھی قابل توجہ ہے۔ مثال کے طور پر پاکستان کلچرل کونسل کے صدر جناب مجید قریشی ممتاز پاکستانیوں میں سے ہیں۔ تعمیرات اور تزئین سازی سے متعلق ایک معیاری فرم کے حصہ دار اور مینجنگ ڈائریکٹر ہیں۔ فنون لطیفہ کے مختلف شعبوں شاعری، موسیقی اور مصوری سے خاص شغف رکھتے ہیں۔ اہل علم کی قدردانی اور اہل ہنر کی سرپرستی میں انہیں شہرت حاصل ہے، پاکستان کلچرل کونسل کے قیام سے پہلے ادبی اور ثقافتی محفلوں کا اہتمام اپنے گھر پر کرتے تھے۔ مطالعہ کتاب کا شوق ہے اردو اور انگریزی مطبوعات کی ایک عمدہ لائبریری گھر پر ہے۔ پاکستان کلچرل کونسل قطر کی خوش نصیبی ہے کہ اسے عبدالمجید قریشی جیسے صاحب ذوق کی سرپرستی حاصل ہے۔

پاکستان کلچرل کونسل کے دیگر قابل ذکر اراکین میں قطر فشائش کمپنی کے جنرل منیجر چوہدری محمد سلیم چیمہ اور قطر یونیورسٹی میں زرعی شعبہ کے پروفیسر اور حکومت قطر کے ٹیکنیکل ایڈوائزر ڈاکٹر عبدالباسط کے نام قابل ذکر ہیں۔ یہ دونوں حضرات اپنے علمی مقام اور اردو سے گہری وابستگی کے سبب قطر میں مقیم پاکستانی برادری میں مقبول ہیں۔

پاکستان کلچرل کونسل کے اہم کاموں میں قائداعظم، اقبال اور تحریک پاکستان کے موضوع پر تقاریر کا اہتمام شامل ہے۔ کونسل کی

تمام کارروائی اردو زبان میں ہوتی ہے۔ کونسل میں ایک معتمد ادبی کا عہدہ موجود ہے۔

چند ماہ ہوئے پاکستان کلچرل کونسل کی زیرِ نگرانی ایک نئی ادبی تنظیم معرضِ وجود میں آئی تھی جس کا نام "پاک بزمِ ادب" رکھا گیا تھا۔ اس کے اغراض و مقاصد مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیے گئے ہیں:

"ادبی سرگرمیاں مثلاً ادبی محافل کا اہتمام، عربی اور دیگر زبانوں کی معروف کتب کا اُردو میں ترجمہ، اُردو کی معروف تصانیف کا عربی اور دیگر بین الاقوامی زبانوں میں ترجمہ، عربی کے معروف شعراء کے کلام کا اُردو میں ترجمہ، اردو کے ممتاز مصنفین کی تحریروں کا عربی میں ترجمہ، اردو لائبریری اور اردو کلاسوں کا اہتمام، قطر ریڈیو اور ٹیلیویژن سے اردو پروگراموں کی نشریات کا اہتمام۔"

پاک یوتھ سوسائٹی نوجوان ادیبوں اور شاعروں کی ادبی تنظیم ہے، اس کے زیرِ اہتمام مختلف تقریبات اور مشاعروں کا انعقاد ہوتا ہے۔ اس تنظیم کی فعال شخصیتیں جناب رشید نیاز اور جناب ممتاز راشد ہیں، دونوں بہت اچھے ادیب اور شاعر ہیں۔ دوحہ کی ادبی اور خاص طور پر شعری محفلوں میں پاک یوتھ سوسائٹی سے وابستہ نوجوان شاعروں کی شمولیت پروگراموں میں جان ڈال دیتی ہے۔

بزمِ اردو قطر پاکستان اور بھارت کے ملے جلے اردو ادیبوں کی تنظیم ہے۔ اور زیادہ تر مشاعروں کا اہتمام کرتی ہے۔ اس کے صدر قطر کے اردو نواز بزرگ ڈاکٹر عبد القوی اور نائب صدر جناب برخیا بوتراب ہیں جو اپنے کلاسیکی شعری مزاج کے باعث سرِدلعزیز ہیں۔

قطر کے اردو شاعروں اور ادیبوں کی صف میں جناب اسلم میر، جناب برخیا بوتر ابی، جناب شبیر صحرائی، جناب رشید نیاز، جناب ممتاز راشد، جناب عنایت الحق خٹک، جناب قاضی فراز، جناب ظفر اقبال کھوکھر، جناب گوہر نواب گوہر اور مزاحیہ شاعر جناب صبا شیخانی قابلِ ذکر ہیں۔ بزمِ اردو قطر کے مشاعروں کی روداد کو "صحرا کی ٹھنڈی شامیں" کے عنوان سے جناب ممتاز راشد نے مرتب کیا ہے۔ اس مجموعے کی حال ہی میں اشاعت ہوئی ہے۔

نئی مطبوعات

۱۔ فارسی اور اصطلاحات سازی (کتابیات)
حصہ اول و دوم
سید عارف نوشاہی
ڈاکٹر مہر نور محمد
مجلد ۵۸ غیر مجلد ۴۲ روپے

۲۔ دفتری ترکیبات و فقرات
مجیب الرحمٰن مفتی

۳۔ پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (کتابیات)
(جلد دوم)
ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری
مجلد ۴۸ غیر مجلد ۳۶ روپے

۴۔ وفاقی اور صوبائی اداروں اور محکموں کے نام
مجلس استناد

۵۔ عربی اصطلاحات سازی (کتابیات)
محمد طاہر منصوری

عطش درانی

دفتر مترجم السنۂ شرقیہ (بمبئی)

بمبئی میں مترجم السنہ شرقیہ کا دفتر (اورینٹیل ٹرانسلیٹرز آفس) انیسویں صدی کے آغاز سے لے کر آزادی کے بعد تک کام کرتا رہا۔ مگر اس کا زیادہ تر کام ۱۹۴۷ء سے پہلے نمایاں رہا۔ اس میں بلند پایہ ادیب، مترجمین اور رہنما کام کرتے رہے۔

انیسویں صدی کے آغاز سے ایسٹ انڈیا کمپنی کی اپنی ضرورت ہندوستانی زبانوں کی ترقی کا باعث بننا شروع ہوگئی۔ بمبئی میں جو اٹھارویں صدی میں برطانوی مقبوضات کا دوسرا بڑا شہر تھا، ایسٹ انڈیا کمپنی میں ایسے افسروں کا تقرر عمل میں آیا جو گجراتی، مرہٹی، فارسی، ہندستانی (اردو) اور دوسری زبانوں اور بولیوں کا انگریزی ترجمہ گورنر کو پیش کر سکیں۔ چونکہ فارسی ابھی ہندوستان کی دفتری اور عدالتی زبان تھی، اس لیے پولیٹیکل شعبے کے ساتھ ہی فارسی شعبہ بھی قائم کیا گیا تھا۔ اس شعبے کا انچارج ڈپٹی سیکرٹری اور مترجم کہلاتا تھا۔ بعد ازاں اس عہدے کا نام مترجم السنہ الشرقیہ اور پھر مترجم السنہ شرقیہ برائے گورنر کہلایا۔ ابتدا میں یورپی مستشرقین کا تقرر عمل میں آتا رہا۔ ۱۸۵۴ء سے مقامی افراد مترجم مقرر ہونے لگے۔

بمبئی کی مقامی مطبوعات کے اندراجات کے لیے ایک رپورٹر کا تقرر بھی عمل میں آتا تھا۔ اور یہ عہدہ سوار ڈی پی آئی پونا کے دفتر میں کام کرتا تھا۔ مرزا عباس علی بیگ کے دور میں یہ دونوں عہدے ایک ہی عہدے مترجم السنہ شرقیہ "اورینٹیل ٹرانسلیٹر" میں مدغم ہوگئے، پہلا مثالی مترجم ونایک واسودیو تھا۔ وہ فروری ۱۸۵۴ء سے جنوری ۱۸۷۹ء تک پورے پچیس برس تک اس پر فائز رہا۔ اس کا پیشرو جنرل کینیڈی تھا۔ وہ شعبۂ فارسی کا بھی سربراہ تھا۔ اس کی ماہانہ تنخواہ دو ہزار روپے تھی۔ اس کی وفات پر یہ تنخواہ ۱۵۰۰ روپے اور ۱۸۵۴ء میں ۷۵۰ روپے ماہوار کر دی گئی۔ اس کے بعد ایک آئی سی ایس ڈپٹی سیکرٹری کا تقرر عمل میں آیا تھا جسے ۱۵۰۰ روپے ماہوار تنخواہ دی جاتی تھی۔ جنرل کینیڈی کا کام یہ ہوتا تھا کہ وہ حکومت ہند کے احکام کو مرہٹی اور گجراتی میں ترجمہ کرے اور سول اینڈ ملٹری کے امتحانات کی کمیٹی کی سربراہی کرے۔

ذیل میں ہم جنرل کینیڈی کے ایک انگریزی شذرے کا اردو ترجمہ درج کر رہے ہیں جو "نوطرز مرصع" مطبوعہ بمبئی ۱۸۴۶ء کے سرورق پر شائع ہوا تھا۔ جس سے اندازہ ہوگا کہ جنرل کینیڈی "نوطرز مرصع" بخوبی پڑھ سکتا تھا اور اس کے بارے میں تنقیدی اظہار خیال کی صلاحیت بھی رکھتا تھا۔

> "میں تصدیق کرتا ہوں کہ میں نے ہندستانی میں اس کتاب "نوطرز مرصع" کو دیکھا ہے۔ جو شاہ روم فرخندہ سیر کے قصوں پر مشتمل ہے میرے نزدیک یہ ایک موزوں اور صحیح اسلوب میں لکھی گئی ہے اور اس وقت کی ہندستانی کتابوں کی

مانگ کو پورا کرتی ہے۔ اور اس زبان کو محیط ہے
میجر کینیڈی۔ بمبئی ۳ فروری ۱۸۴۶ء"

شروع میں مترجم السنہ شرقیہ کا عملہ بہت کم تھا۔ اس میں ایک معاون (سو روپے ماہوار)، ایک مرہٹی پنڈت (۴۰ روپے ماہوار) ایک گجراتی پنڈت (۴۰ روپے ماہوار) مقامی ادیب (۲۵ روپے ماہوار اور چھ قاصد (۶ روپے ماہوار فی کس)۔ ترجمے کا زیادہ تر کام باہر سے کرایا جاتا تھا۔ مثلاً گجراتی ترجمہ ہائی کورٹ کے عملہ سے کرایا جاتا تھا مرہٹی ترجمہ عموماً میجر کینیڈی کیا کرتا تھا۔ دیگر ترجموں کے لیے مختلف مترجمین سے معاوضے پر کام کرایا جاتا تھا۔ ہندوستانی / اردو ترجمہ صوبہ سرحد سے کرایا جاتا تھا۔

دفتر کے کاموں کی حدود کچھ یوں تھیں:

۱۔ صوبائی بل اور قوانین کا ترجمہ کرنا
۲۔ ہندوستان کے بل اور قوانین کا ترجمہ کرنا۔
۳۔ گورنر کے احکام اور قواعد کا ترجمہ کرنا۔
۴۔ سیکرٹریٹ کے مختلف محکموں کے کاغذات، درخواستوں اور اپیلوں کا ترجمہ کرنا۔
۵۔ ضلعی حکام تک ان قواعد و ضوابط کے تراجم کی نقول بھجوانا۔
۶۔ شعبۂ فارسی کا کنٹرول سنبھالنا خصوصاً مقامی زبانوں کے تراجم کے سلسلے میں۔
۷۔ گورنر کے لیے ترجمانی۔
۸۔ محکمہ جاتی اور لسانی امتحانات کے معتمد کے فرائض انجام دینا۔
۹۔ مقامی حکام کو سہولت مہیا کرنا، جب وہ بمبئی تشریف لائیں۔
۱۰۔ سرکاری توشہ خانہ کی دیکھ بھال کرنا۔
۱۱۔ دربار اور دوسری ریاستی تقریبات میں پروٹوکول شعبے کی معاونت کرنا۔
۱۲۔ السنہ شرقیہ سے متعلق متفرق کام انجام دینا۔
۱۳۔ انگریزی سے نابلد مقامی حکام اور حکومت کے نمائندوں کے مابین ترجمانی کی خدمات انجام دینا۔
۱۴۔ مقامی صحافت کے خلاصے حکومت کو پیش کرنا اور مقامی صحافت پر نظر رکھنا۔
۱۵۔ سرکاری تقریبات میں شامل ہونے والے ہندوستانیوں کے سماجی مرتبے سے حکام کو آگاہ کرنا۔
۱۶۔ ملاقات کے خواہش مندوں کی اہلیت کی بابت گورنر کو مطلع کرنا۔

ان کے علاوہ پہلے مترجم نے ۱۸۶۷ء میں بحریہ کی اصطلاحات کا ترجمہ بھی شائع کیا۔

مترجم کا دفتر مختلف النوع خدمات انجام دیتا رہا جن میں سرکاری تقریبات کا اہتمام بھی شامل تھا۔ تاہم ان میں زبان سے متعلق چند ایک کام یہ تھے۔ ۱۸۶۶ء میں بھونگر کے ٹھاکر سے سرہنری فریرنے دربار میں ہندوستانی (اردو) میں خطاب کیا۔ ۱۸۶۸ء میں منشی عزت اللہ کو ایک جرمن پروفیسر کا ترجمان مقرر کیا گیا۔ ۱۸۸۴ء میں حیدر آباد کے نواب شمس الامرا بمبئی تشریف لائے اس دفتر نے ان کے لیے بھی خدمات انجام دیں۔ ۱۸۷۶ء میں آغا خان کو خطاب "HIS HIGHNESS" دینے کے لیے دفتر مترجم سے رابطہ قائم کیا گیا۔

مترجم کا بنیادی کام چونکہ ترجمے کی خدمات ہی انجام دینا تھا۔ اس لیے ۱۸۸۳ء میں حکومت ہند نے حکومت بمبئی کو ایک مراسلہ بھیجا، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہندوستانی (اردو) کو ہندوستان کی قومی زبان تسلیم کر لیا گیا تھا۔ اس میں ہدایت کی گئی تھی کہ "ترجمہ آسان اور سادہ زبان میں ہو اور ایسے ثقیل عربی، فارسی، سنسکرت اور انگریزی کی اصطلاحیں اور الفاظ استعمال نہ کیے جائیں جو عام استعمال میں نہیں آتے۔ البتہ قواعد و ضوابط کا ترجمہ لفظ بلفظ کیا جائے۔ ایسے ترجمے قانون کا علم رکھنے

والوں سے کرائے جائیں۔"

جنرل کینیڈی کے بعد پہلا ہندوستانی مترجم ونایک واسو دیو ایک معمولی استاد تھا۔ جو الفنسٹن انسٹی ٹیوشن میں ۸۰/- روپے ماہوار پر ملازم تھا۔ مترجم کی حیثیت سے اس نے ۲۵ سال گزارے۔ اسے خصوصی طور پر ۱۰۰۰/- روپے ماہوار تنخواہ دی جاتی تھی۔ لیکن اس کے بعد یہ تنخواہ ۷۵۰/- روپے ماہوار کر دی گئی۔ اسے ۶۰۰/- روپے سالانہ پنشن دی گئی وہ ہندوستانی فارسی اور عربی کا عالم تھا۔ ۱۸۷۷ء کے دہلی دربار میں وہ سرکاری وفد کے سربراہ کے طور پر بھیجا گیا تھا۔

ان دونوں مترجم کا عملہ کرسیوں اور میزوں پر نہیں بیٹھتا تھا بلکہ گدوں اور تکیوں کے سہارے منشیوں کے انداز میں بیٹھا کرتا تھا۔ سیاہی چوس کی جگہ ریت استعمال کی جاتی تھی۔

ونایک کے بعد شنکر پنڈورانگ پنڈت کا تقرر بطور مترجم ۷ رجنوری ۱۸۷۹ء میں عمل میں آیا۔ اسے ۷۵۰-۵۰-۱۰۰۰/- روپے کا پیمانۂ تنخواہ دیا گیا۔ اس سے پہلے یہ شخص اپنے گاؤں میں منشی ہوا کرتا تھا۔ جس کی تنخواہ ۲/- روپے ماہوار تھی اس نے بمبئی یونیورسٹی سے ایم اے کیا اور ۱۸ برس بطور منشی حسابات رہنے کے بعد دکن کالج پونا میں انگریزی سنسکرت اور لاطینی کا پروفیسر رہا۔ وہ عربی اور ہندوستانی کا عالم بھی تھا۔

پہلے مسلمان مترجم مرزا عباس علی بیگ تھے ان کا تقرر ۸ رجون ۱۸۹۲ء کو عمل میں آیا، انکی تنخواہ ۸۰۰/- روپے ماہوار مقرر ہوئی۔ لیکن ایک وقت آیا کہ انہوں نے بطور احتجاج ۵۱۲/- روپے تنخواہ وصول کی۔ وہ ایک بلند پایہ مترجم تھے۔ ان کے والد برطانوی فوج کے عہدیدار تھے، مرزا عباس علی بیگ نے ملازمت کا آغاز خصوصی تعلیمی انسپکٹر کی حیثیت سے کیا وہ بمبئی پریذیڈنسی کے گیارہ اضلاع میں مسلمانوں کے سکولوں کا معائنہ کیا کرتے تھے۔

۱۸۹۶ء میں ان کی خدمات جنجیرہ ریاست کے دیوان (سیکرٹری جنرل) کی حیثیت سے مستعار لی گئیں۔ ۱۸۹۳ء میں انہیں بمبئی کا پریذیڈنسی مجسٹریٹ بنایا گیا اور اسی سال وہ مترجم السنۂ شرقیہ مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۶ء میں انہیں بطور دیوان، جونا گڑھ ریاست میں بھیج دیا گیا۔ اس سال انہیں ابراہیم رحمت اللہ نے اورینٹل کلب کی طرف سے سپاسنامہ پیش کیا اور ان کی خدمات کو سراہا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں انہیں سی ایس آئی قرار دیا گیا اور اسی سال گلاسگو یونیورسٹی نے انہیں ایل ایل ڈی کی اعزازی ڈگری دی۔ وہ واحد مترجم تھے جو اپنے دفتر میں چار پہیوں والی بگھی میں آتے تھے۔

۱۹۰۶ء میں معروف ادیب سید شمس اللہ قادری کا تقرر عمل میں آیا۔ وہ پہلے مسلمان گریجویٹ تھے، جنہوں نے گجرات آرٹ کالج سے ۱۸۸۶ء میں بی اے کیا۔ وہ بمبئی کی سول سروس کے پہلے مسلمان رکن تھے۔ انہوں نے گجرات میں مسلم ایجوکیشن کی بنیاد رکھی۔ انہیں "بابائے تعلیم مسلمانان" سمجھا جاتا تھا۔ لارڈ ہیملٹن نے انہیں مترجم کی حیثیت سے منتخب کیا۔ ونایک اور مرزا عباس علی بیگ کے بعد وہی سب سے زیادہ مدت تک اس عہدے پر فائز رہے۔ ۱۹۰۱ء میں انہیں کورونیشن میڈل دیا گیا۔ اور ۱۹۳۱ء میں "فرسٹ کلاس سردار" بنائے گئے۔ ۱۹۳۸ء میں ان کا انتقال ہوگیا۔

سید شمس اللہ قادری کے بعد یہ روایت بن گئی کہ مترجم السنہ کا تقرر پانچ سال کے لیے کیا جاتا تھا۔ ان کے بعد ایڈروس اور بھرڑوچا نے کچھ عرصے کے لیے یہ عہدہ سنبھالا اور بالآخر ایم کے شیخ مترجم السنہ مقرر ہوئے انہوں نے نظر ثانی کے لیے باریک بینی اور احتیاط کا رویہ اختیار کیا۔ پانچ سال بعد انہیں خیرپور (ریاست) کا دیوان مقرر کیا گیا۔ اس دوران میں انہوں نے مسلمانوں کی تعلیم کے لیے بہت کام کیا تھا۔ ۱۹۱۸ء میں سورت میں ہونے والی آل انڈیا ایجوکیشنل کانفرنس انہی کی مرہونِ منت تھی۔ انہوں نے سر ابراہیم ہارون جعفر کے ساتھ بھی صوبائی تعلیمی کانفرنس کی کامیابی کے لیے کام کیا۔ ان کے بعد

شیخ یعقوب وزیر مترجم مقرر ہوئے۔

اگلے مترجم سید منیر الدین مولوی تھے۔ وہ دکن کالج کے پروفیسر سراج الدین کے بیٹے تھے۔ اردو کے اعلیٰ پایے کے مترجم تھے اور اکثر اردو ترجمہ خود انجام دیا کرتے تھے۔ چنانچہ ان کے دور میں اردو مترجم اعلیٰ کا عمل دخل بڑھ گیا۔ ان کے کھیے ریاست میں بطور منتظم چلے جانے کے بعد عبدالقادر محمود الحسن کا تقرر بطور مترجم السنہ عمل میں آیا۔ وہ شکارپور (سندھ) سے آئے تھے اور آصف جاہ نظام الملک (پہلے نظام دکن) کی نسل میں سے تھے۔ جو امیر الامرا غازی الدین فیروز جنگ دوم سے چلی تھی۔ ان کے پوتے نواب بہاالدین خان، کلہوڑہ ریاست میں برطانوی سفیر بن کر گئے تھے۔ کلہوڑہ کے حکمرانوں نے انہیں کنڈیارو کا علاقہ بطور جاگیر دے دیا۔ یہیں عبدالقادر نے پرورش پائی۔ پانچ سال بطور مترجم گزارنے کے بعد وہ ۱۹۳۵ء میں جوناگڑھ ریاست میں نائب دیوان مقرر ہوگئے۔ ان کے بعد جے ای سنجانا مترجم السنہ مقرر ہوئے وہ یہاں تیس سال سے معاون تھے لیکن صرف ایک سال تک مترجم رہے۔ ان کے بعد گویا نابغہ روزگار مترجمین کا دور ختم ہوگیا۔ ۱۹۳۸ء میں ان کی جگہ جے اپیع دیو کا تقرر عمل میں آیا مگر وہ استے قد کاٹھ کا مترجم ثابت نہ ہوسکا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ مترجم السنہ شرقیہ کا دفتر سازشوں کا شکار ہوگیا۔ مترجم کے ماتحت دوسرے اور تیسرے درجے کے مترجمین میں مرزا حیرت جی کے نریمان، گجی کر، ایس این ستھلانے، سی ڈی پنڈیا، چمن لال ہری لال سیٹلواد، مہادیو ڈیسائی، ڈی سی واتح میکر، عبداللہ احمد، پی ایم وادو، ڈاکٹر ہمدانی، اے ایم باکزا اور زیڈ اے برنی اہم نام ہیں۔ ان میں سے مرزا حیرت، واتح میکر، عبداللہ احمد باکزا اور برنی، شعبہ اردو سے منسلک رہے۔

سر ارنسٹ ہاٹسن (ہوم ممبر بمبئی) نے پہلی بار یہ حکم جاری کیا تھا کہ ناموں کے ہجے معیاری بنائے جائیں خصوصاً مقامی ناموں کے ہجے زیر بحث آئے۔ مثلاً محمد کے لیے "MUHAMMAD" کے ہجے معیار قرار دیے گئے اور ان ناموں کی ایک "سول لسٹ" شائع کی گئی۔

اخبارِ اُردو کے نام

(نواب مشتاق احمد خان
فخر منزل
۱۰۸ - ڈی ماڈل ٹاؤن
لاہور - ۱۴
۲۷ اپریل ۱۹۸۵ء

" اردو کے نفاذ کی تحریک میں مجھے ہمیشہ سے دلچسپی رہی ہے چنانچہ میں نے حیدر آباد (دکن) میں اپنے محکمے (ریلوے) کا کام اردو میں چلایا اور بہت حد تک پنجاب روڈ ٹرانسپورٹ کے کام کو بھی اردو میں ڈھالنے کی کوشش کی تھی۔ آپ کا ماہنامہ اخبار اردو میں بہت دلچسپی سے پڑھتا ہوں۔ یہ خط میں محکمہ حساب سے متعلق چند اصطلاحوں کے ضمن میں لکھ رہا ہوں جو حیدر آباد میں برسوں سے رائج ہیں۔

(۱) اکاؤنٹنٹ جنرل - صدر محاسب
(۲) ڈپٹی اکاؤنٹنٹ جنرل - نائب صدر محاسب
(۳) اسسٹنٹ اکاؤنٹنٹ جنرل - مددگار محاسب
(۴) آڈٹ - تنقیح
(۵) آڈیٹر - تنقیح ساز

حالیہ انتخابات میں بہت سی انگریزی اصطلاحات بلا جواز استعمال ہوتی رہی ہیں۔ التماس ہے کہ کم از کم مندرجہ ذیل اصطلاحوں کو اردو میں ڈھالنے کے کام کا آغاز فرمایے۔

۱- بوتھ
۲- الیکشن کمیشن

اور انتخابات سے متعلق اسی قسم کی اور اصطلاحیں"

اختر راہی

شیکسپیئر کے اُردو تراجم

ولیم شیکسپیئر (۱۵۶۴ء - ۱۶۱۶ء) انگریزی زبان کا عظیم شاعر اور ڈرامہ نگار ہے۔ اُس نے اپنے ڈراموں میں انسانی جذبات کی اس خوبصورتی سے تصویر کشی کی ہے کہ صدیوں کی گردش اس کے نقشِ دوام کو نہیں مٹا سکی تقریباً ہر قابلِ ذکر زبان میں شیکسپیئر کی تخلیقات کے ترجمے ہو چکے ہیں۔ اس کے ڈرامے ملک ملک میں سٹیج کیے جا رہے ہیں اور ان پر مبنی خوب سے خوب تر فلمیں بنائی جا رہی ہیں۔ اردو کے سرمایۂ ادب میں ہزاروں تراجم کے ساتھ شیکسپیئر کے تراجم کا ایک معقول ذخیرہ ملتا ہے۔

ولیم شیکسپیئر سے ۳ کتب یادگار ہیں۔ ۱۹۳۹ء میں میر حسن ایم۔اے نے مغربی تصانیف کے تراجم کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا تھا:

> "اُردو میں اس وقت شیکسپیئر کے ۱۹ ڈراموں کے ترجمے موجود ہیں۔ ان میں سے بعض ڈرامے مثلاً کامیڈی آف ایررز اور مرچنٹ آف وینس ایسے ہیں جن کے ترجمے تین تین چار چار مترجمین نے مختلف اوقات میں علیحدہ علیحدہ شائع کیے[1]۔"

۱۹۳۹ء کے بعد بھی مسلسل ترجمے ہوتے رہے اور ۱۹۶۲ء میں ڈاکٹر عبدالعلیم نامی نے اطلاع دی کہ:

> "اس وقت شیکسپیئر کے ۳۷ ڈراموں میں سے ۲۲ ڈراموں کے انسٹھ اُردو ترجمے پیش نظر ہیں[2]۔"

ڈاکٹر نامی کی تحقیقی کتاب کے بعد بھی تراجم شائع ہوتے رہے اور اب ان کی تعداد میں ۴۵ مزید تراجم کا اضافہ ہو چکا ہے۔

برصغیر میں تھیٹر اور ڈرامہ نگاری کے فن کا آغاز انگریزوں کی آمد سے ہوا۔ انہوں نے یہاں ڈرامے سٹیج کیے اور بمبئی میں انیسویں صدی کی ابتدا میں بمبئی تھیٹر کے نام سے ایک عمارت بھی بن گئی۔ اس تھیٹر میں پہلا کھیل ۱۸۰۶ء میں کھیلا گیا اس تھیٹر سے بمبئی کی پارسی آبادی نے اثرات قبول کیے۔ نوجوان طلبہ نے ڈراموں میں حصہ لینا شروع کیا اور انگریزی ڈراموں کے حوالے سے گجراتی اور اردو میں ڈرامے لکھنے اور سٹیج کرنے کی روایت کا آغاز ہوا چنانچہ انیسویں صدی کے وسط میں ڈرامے سٹیج کرنے والوں کے منظم گروہ موجود تھے اور ان کے لیے ڈرامے لکھے جا رہے تھے۔

شیکسپیئر کی تخلیقات اردو میں کب منتقل ہونا شروع ہوئیں؟ موجودہ تحقیق کے مطابق ۱۷۹۶ء میں جان گل کرسٹ نے شیکسپیئر کے دو اقتباسات کو اردو کا جامہ پہنایا۔ اُس کا مقصود ان تراجم سے نہ تو شیکسپیئر کو اردو دان آبادی سے متعارف

---

[1] مغربی تصانیف کے اردو تراجم ص: ۱۴۱

[2] اردو تھیٹر جلد اول ص:

کراتا تھا اور نہ اس کی فنی بلندی اور ادبی مقام پر زور دیتا تھا۔
۱۷۹۶ء میں جان گل کرسٹ نے "ہندوستانی زبان کے قواعد"
(A GRAMMER OF THE HINDOOSTANEE LANGUAGE)
میں اپنے ہم وطنوں کو اردو زبان سے روشناس کرانے کے لیے "شاہ ہنری ہشتم" اور "ہیملٹ" سے دو اقتباسات اور ان کا ترجمہ دیا۔

شیکسپیئر کی مستقل تخلیقات میں سے ۱۸۷۱ء میں PERICLES کا نثری ترجمہ "داد دریا" کے نام سے ہوا۔ یہ ترجمہ دادا بھائی پٹیل نے کرایا تھا۔ مترجم کون تھا؟ وثوق سے کچھ نہیں کہا جا سکتا مگر دادا بھائی اور نوشیروان جی مہربان جی آرام کے روابط اور دوسرے تراجم کو دیکھتے ہوئے اسے بھی آرام کی جانب منسوب کیا گیا ہے۔ آرام کے دوسرے تراجم میں "مرچنٹ آف وینس" کا ترجمہ "جواں بخت" بھی شامل ہے۔

اگر Pericles کے ترجمے کو آرام کی کاوش سمجھا جائے تو آرام ہی کو اولیت حاصل ہے جس نے سب سے پہلے شیکسپیئر کو اردو دنیا سے متعارف کرایا۔ اور اگر Pericles کو اس کی تالیف نہ سمجھا جائے تو مرچنٹ آف وینس کے حوالے سے اُسے اولیت حاصل رہے گی۔

تھیٹر کے آغاز سے اب تک شیکسپیئر کے تراجم کو مقبولیت حاصل رہی ہے۔ تھیٹر کے بعد فلموں کا دور آیا تو یہاں بھی شیکسپیئر کی پہلے جیسی مقبولیت قائم رہی۔ ریڈیو اور ٹیلی وژن نے اس سلسلے کو مزید آگے بڑھایا ہے۔

مترجمین نے بعض اوقات کرداروں کے نام بدل دیے۔ کبھی پلاٹ اور مکالموں کا بڑا حصہ قائم رکھتے ہوئے اپنی طرف سے اضافے کر دیے اور کبھی تلخیص سے کام لیا۔ مختصراً کہا جا سکتا ہے کہ برصغیر اور انگلستان کے ماحول میں جو فرق ہے اس کے پیش نظر اصل اور تراجم میں بھی فرق نظر آتا ہے۔ ذیل میں شیکسپیئر کے مترجمین اور ان کی کاوشوں کے بارے میں جو معلومات حاصل ہو سکی ہیں، یکجا پیش کی جا رہی ہیں۔

* AS YOU LIKE IT

۱۔ احسان اللہ — قصۂ مرغوب الطبع (۱۸۹۰ء)

۲۔ چرن داس — دلپذیر (۱۹۰۱ء)

۳۔ پنڈت نرائن پرشاد بے تاب دہلوی — جو آپ پسند کریں۔
[ماہنامہ شیکسپیئر (بمبئی) میں ۰۷-۱۹۰۶ء میں شائع ہوا]

۴۔ ولایت حسین — پسند خاطر
لکھنؤ۔ اشاعت العلوم (۱۹۲۶ء)
ص۔ ۱۴۰

۵۔ راجہ رشید احمد — عالم محبت (۱۹۲۸ء)

۶۔ سعید الحق عاشق دسنوی — من کی چاہ

* The Comedy of Errors

۱۔ احسان اللہ — بھول چوک (۱۸۹۰ء)

۲۔ مرزا نظیر بیگ نظیر اکبر آبادی — بھول بھلیاں (۱۸۹۶ء)

۳۔ فیروز شاہ خان — بھول بھلیاں (۱۸۹۶ء)

۴۔ محمد افضل خان — بھول بھلیاں
لاہور۔ چمن داس (۱۹۱۰ء)
ص۔ ۲۸

۵۔ پنڈت بے تاب — گورکھ دھندا
(۱۹۱۱ء) یہ ڈرامہ پہلی بار الفریڈ ناٹک منڈلی نے بریڈلا ہال لاہور میں سٹیج کیا تھا۔

۶- عبدالکریم - بھول بھلیاں
(۱۹۱۳ء)
۷- گنیشر داس گوہر - گورکھ دھندا
(۱۹۲۱ء)
۸- لالہ سیتا رام الہ آبادی- بھول بھلیاں
۹- افسوں شاہجہانپوری- ربط و ضبط عرف
بھول بھلیاں

* Romeo and Juliet

۱- احسان اللہ - رومیو جولیٹ
(۱۸۹۰ء)
۲- منشی جوالا پرشاد برق سیتا پوری -
معشوقہ فرنگ عرف گلنار فیروز
لکھنؤ- مطبع منشی نولکشور
(۱۸۹۶ء)
۳- شیر خان - گلنار فیروز
(۱۸۹۶ء)
۴- میر مہدی حسن خان احسن لکھنوی - بزم فانی
عرف گلنار فیروز
(۱۸۹۸ء)
۵- مرزا نظیر بیگ نظیر اکبر آبادی - رومیو جولیٹ
عرف عشق فیروز لقا گلنار پیر
(فروری ۱۹۰۴ء)
۶- محمد افضل ہمدم - بزم فانی عرف گلنار فیروز
(۱۹۰۷ء)
۷- جی- ایل سیٹھی - گلنار فیروز
(۱۹۰۹ء)
۸- امراؤ سنگھ - رومیو جولیٹ
آگرہ - مطبع الہی (۱۹۱۲ء)
ص - ۳۲

۹- غنی بدایونی - بزم فانی عرف دھوکا دھڑی
۱۰- عنایت اللہ دہلوی- رومیو جولیٹ
۱۱- عبداللطیف شاد - تاجدار جوگن
(۱۹۲۲ء)
۱۲- عزیز احمد - رومیو جولیٹ
کراچی- انجمن ترقی اردو پاکستان
(۱۹۶۱ء)-
۱۳- — رومیو جولیٹ

* The Merchant of Venice

۱- نذر محمد بن فتح علی- تاجر وینس
بمبئی (۱۸۸۴ء)
۲- بابو بالیشور پرشاد بی- اے - وینس کا سوداگر
(۱۸۸۷ء)
۳- — - چاندشاہ سود خور
(۱۸۹۵ء)
۴- عاشق حسین - دی مرچنٹ آف وینس
(۱۸۹۶ء)
۵- میر مہدی حسن احسن لکھنوی - دل فروش
(۱۹۰۰ء)
۶- اکبر علی خان افسوں شاہجہانپوری - دل فروش
عرف یہودی سوداگر
۷- نظیر اکبر آبادی- آئینۂ دلفروش
۸- گوہر رامپوری - عشق قاسم و شیریں عرف دلفروش

* Julius Caesar

۱- سید تفضل حسین - جولیس سیزر
حیدر آباد دکن- اختر دکن
پریس (۱۹۲۳ء)
۲- عنایت اللہ دہلوی- جولیس سیزر

۳ ۔ شمشاد حسین صدیقی ۔ جولیس سیزر
۴ ۔ سید فیض الحسن فیضی ۔ جولیس سیزر
لاہور ۔ مکتبہ کاروان

Hamlet *

۱ ۔ احسان اللہ ۔ شہزادہ ہیملٹ
(۱۸۹۰ء)
۲ ۔ امراؤ علی لکھنوی ۔ جہانگیر
(۱۸۹۵ء)
۳ ۔ افضل خان ۔ ہیملٹ
(۱۹۰۲ء)
۴ ۔ نظیر اکبر آبادی ۔ کھیل ہیملٹ نوایجاد عرف واقعہ جہانگیر ناشاد
آگرہ (۱۹۰۴ء)
۵ ۔ میر مہدی حسن احسن لکھنوی ۔ خون ناحق عرف مار آستین
امرتسر ۔ گھنیا لال اینڈ برادرز
(۱۹۱۷ء) ۔ ص ۷۴
۶ ۔ عابد نواز جنگ ۔ ہیملٹ
سہ ماہی اُردو (دہلی) بابت جنوری ۱۹۳۹ء میں "شیکسپیر کے چند بند کا ترجمہ" کے زیرِ عنوان کچھ حصہ شائع ہوا تھا۔ ترجمہ نظم معریٰ میں ہے۔
۷ ۔ امتیاز علی بی۔ اے ۔ ہیملٹ
۸ ۔ فراق گورکھپوری ۔ ہیملٹ
۹ ۔ سید عبدالباقی ۔ ہیملٹ

[غیر مطبوعہ]

۱۰ ۔ تلسی داس دت شیدا ۔ خون ناحق عرف ہیملٹ
لاہور ۔ دیا سنگھ پبلشرز
(۱۹۱۲ء) ص ۲۲

Othelo

۱ ۔ احسان اللہ ۔ اوتھیلو
(۱۸۹۰ء)
۲ ۔ احمد حسین خان ۔ جعفر
(۱۸۹۵ء)
۳ ۔ منشی جوالا پرشاد برق سیتاپوری ۔ آتھیلو
(۱۸۹۶ء)
۴ ۔ میر مہدی حسن احسن لکھنوی ۔ شہیدِ وفا
(۱۸۹۸ء)
۵ ۔ دیناناتھ فتح آبادی ۔ مارِ آستین
(۱۹۰۴ء)
۶ ۔ گوپال گوئل ۔ اوتھیلو
(۱۹۱۱ء)
۷ ۔ نظر دہلوی ۔ شیر دل
(۱۹۱۸ء)
۸ ۔ سجاد حسین جوہر بنارسی ۔ اوتھیلو عرف چنچل خود آئینہ
۹ ۔ نازاں دہلوی ۔ وہمی جنگی
۱۰ ۔ حامد عزیز مدنی ۔ اوتھیلو [نظم معریٰ]
سہ ماہی غالب (کراچی) بابت جنوری و اپریل ۱۹۷۵ء کی دو اشاعتوں میں کچھ حصے شائع ہوئے تھے۔
۱۱ ۔ مفتی اشتیاق حسن عثمانی ۔ اوتھیلو
۱۲ ۔ سید قاسم محمود ۔ اوتھیلو
لاہور ۔ کلاسیک
۱۳ ۔ سجاد ظہیر ۔ آتھیلو
دہلی ۔ ساہتیہ اکادمی (۱۹۶۸ء)
ص ۔ ۱۶۸

* Macbeth

۱۔ سہراب جی پستن جی کانگا۔ ظالم ایران
حیدرآباد دکن

۲۔ آغا حشر کاشمیری۔ فریب ہستی
(۱۹۰۸ء)

۳۔ عنایت اللہ دہلوی۔ میکبتھ
سالنامہ ساقی (۱۹۳۸ء)
میں شائع ہوا۔

۴۔ سید قاسم محمود۔ میکبتھ

* Antony and Cleopatra

۱۔ منشی انوار الدین مخلص۔ کالی ناگن عرف زن مرید

۲۔ ایم۔ ایچ حیران شکوہ آبادی۔ کرشمۂ شباب عرف
مار آستین

۳۔ عنایت اللہ دہلوی۔ انتونی اور کلیو پترہ
دہلی۔ ساقی بک ڈپو (س۔ن)
ص ۲۱۶

۴۔ شان الحق حقی۔ انطونی اور کلیو پترا
کراچی۔ انجمن ترقی اردو پاکستان
(۱۹۸۴ء)

* Richard III

۱۔ پنڈت نرائن پرشاد بے تاب دہلوی۔ رچرڈ سوم
بمبئی۔ ترقی پریس (۱۹۰۷ء)
ص ۱۵۰

۲۔ آغا حشر۔ صید ہوس
(۱۹۰۶ء)

ڈاکٹر عبدالعلیم نامی کی رائے یہ ہے
کہ آغا حشر نے کنگ جان اور رچرڈ
سوم کے اشتراک سے یہ ترجمہ کیا تھا۔

۳۔ کیقباد بستن جی۔ کنگ رچرڈ

(۱۹۰۷ء)

* Titus and Ronicus

۱۔ عبداللطیف شاد۔ جنونِ وفا
(۱۹۰۰ء)

* LOVE'S Labourslost

۱۔ محمد سلیمان۔ یاروں کی محنت برباد
(۱۸۹۹ء)

* The Taming of the Shrew

۱۔ ــــ ــ ہٹیلی دلہن

۲۔ احسان اللہ۔ بدمزاج کا سر کرنا

* A Midsummer Night's Dream

۱۔ احسان اللہ۔ موسم گرما کا خواب
(۱۸۹۰ء)

۲۔ امیر احمد علوی۔ خواب پریشاں
اودھ پنچ اخبار میں ۱۷ اگست
تا ۲۲ نومبر ۱۹۰۰ء میں شائع ہوا
لکھنؤ (۱۹۴۳ء)

۳۔ محمد اظہر علی آزاد کاکوروی۔ جام الفت
گورکھپور (۱۹۰۳ء)

۴۔ صوفی غلام مصطفیٰ تبسم۔ ساون رین کا سپنا

* King John

۱۔ ــ ــ داؤ پیچ
(۱۹۰۲ء)

* Much Ado About Nothing

۱۔ احسان اللہ۔ ذرا سے کام کا اتنا طومار
(۱۸۹۰ء)

۲۔ لالہ سیتا رام۔ جام الفت
(۱۹۰۶ء)

۳۔ فانی بدایونی نے بھی ترجمہ کیا تھا۔

* Henry V

۱۔ سید تفضل حسین ۔ تسخیر فرانس
ماہنامہ الناظر (لکھنؤ) بابت
جولائی تا دسمبر ۱۹۱۳ء میں شائع ہوا
لکھنؤ۔ الناظر بک ڈپو (۱۹۱۴ء) ص ۹۶

۲۔ سعید الحق عاشق دسنوی ۔ ہنری پنجم

* Twelfth Night

۱۔ غنی بدایونی ۔ بھول بھلیاں
۲۔ سعید الحق عاشق دسنوی ۔ خوش انجام
دہلی (س۔ن) ۔ ص ۱۰۰
۳۔ شریف احمد شہاب ۔ "بارہویں رات" یا "جو آپ چاہیں"
کراچی (۱۹۵۵ء)

* Measure for Measure

۱۔ احسان اللہ ۔ جیسے کو تیسا
(۱۸۹۰ء)
۲۔ آغا حشر ۔ شہید ناز عرف اچھوتا دامن
(۱۹۰۲ء)

* All is Well That Ends Well

۱۔ احسان اللہ ۔ انجام بخیر تو سب کچھ بخیر
(۱۸۹۰ء)
۲۔ ۔ ۔ حسن آرا
(۱۹۰۰ء)

* King Lear

۱۔ لالہ ستیارام ۔ اردو شیکسپیر عرف اردو ترجمہ کنگ لیئر
لکھنؤ (۱۸۹۹ء)
۲۔ غنی بدایونی ۔ سفید خون
۳۔ مراد علی لکھنوی ۔ ہارا جیتا یا ہار جیت
(۱۹۰۵ء)
۴۔ آغا حشر ۔ سفید خون
(۱۹۰۷ء)
۵۔ بابو شیام سندر لال برق سیتاپوری ۔ شاہ لیئر
(۱۹۲۱ء)
۶۔ عنایت اللہ دہلوی ۔ شاہ لیئر
ماہنامہ ساقی (دہلی) کے سالنامہ
(۱۹۳۹ء) میں چھپا۔

* Cymbeline

۱۔ ۔ ظلم نارروا
(۱۸۹۹ء)
۲۔ محمد عبد العزیز ۔ سمبلائن
(۱۸۹۳ء)
۳۔ مصطفیٰ اسید علی ۔ میٹھا زہر
(۱۹۰۱ء)
۴۔ پنڈت بے تاب دہلوی ۔ میٹھا زہر عرف فریب محبت
۵۔ لالہ دینا ناتھ ۔ آئینۂ عصمت
لاہور ۔ حکیم رام کشن (۱۹۱۴ء)
ص ۳۷

* The Winter's Tale

۱۔ آغا حشر ۔ مرید شک
دہلی (۱۹۰۰ء)
۲۔ مرزا تقی حسین ۔ وہم و گمان
۳۔ غنی بدایونی ۔ زہری ناگن عرف داغ جگر

* The Tempest

۱۔ بے تاب دہلوی ۔ خداداد
(۱۸۹۰ء)
۲۔ شفیع الدین خان مرادآبادی ۔ تیز نگاہ
(۱۸۹۷ء)

* Pericles

۱۔ ۔ دادو دریا

(۱۸۷۱ء)

* Henry IV

۱۔ وقار احمد سید ۔ ہنری چہارم

مذکورہ بالا مستقل تراجم کے علاوہ بعض مترجمین اور شعراء نے مخصوص اقتباسات کے ترجمے کیے ہیں۔

تیج رام نے ۱۸۹۹ء میں "گلزارِ شیکسپیئر" کے نام سے ایک مجموعہ مرتب کیا تھا۔ اسی طرح سردار جعفری نے "شیکسپیئر کی کہانیاں" کا ترجمہ کیا جو شیکسپیئر کے ڈراموں کی افسانوی تشکیل پر مبنی کتاب کا ترجمہ ہے۔ اسی طرح احمد حسین خان نے "آبشار" کے نام سے شیکسپیئر کے سولہ (۱۶) شاہکاروں کا ترجمہ کیا۔

ادارہ پنجاب بک ڈپو۔ لاہور نے بچوں کے لیے شیکسپیئر کے ڈراموں پر مبنی کتابچوں کا ایک سیٹ شائع کیا تھا۔

مصطفیٰ زیدی نے ہیملٹ کے ایک اقتباس کا ترجمہ کیا جو اُن کے مجموعۂ کلام "موج میری صدف صدف" میں شامل ہے اسی طرح تلوک چند محروم نے کچھ ڈراموں کے اہم حصوں کا منظوم ترجمہ نکاتِ شیکسپیئر کے نام سے کیا۔

—— ○ ——

[اِس مقالے کی ترتیب میں حسبِ ذیل کتب اور مقالات سے مدد لی گئی ہے۔

سلیم الدین قریشی — فہرست کتب اردو (ضمیمہ فہرست کتب بلوم ہارٹ) انڈیا آفس لندن (۱۹۸۲)

ط۔ انصاری — کتاب شناسی دہلی (۱۹۸۳ء)

ڈاکٹر عبدالعلیم نامی — اردو تھیٹر جلد اوّل۔ انجمن ترقی اردو پاکستان۔ کراچی (۱۹۶۲ء)
جلد دوم۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی (۱۹۶۲ء)
جلد سوم۔ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی (۱۹۶۲ء)

میر حسن ایم۔ اے — مغربی تصانیف کے اردو تراجم حیدر آباد دکن (۱۹۶۱ء)

The National Bibliography of
Indian Literature 1901-1953
Vol. IV.
B.S.Kesa Wan
دہلی (۱۹۷۶ء)

خاطر غزنوی — سہ ماہی اردو نامہ (کراچی) شمارہ ۱۷

عشرت رحمانی — ماہنامہ سیارہ ڈائجسٹ (لاہور)

اصطلاح سازی

"اصطلاح سازی بہر حال ضروری ہے۔ نئے خیالات کے لیے نئے الفاظ لینے ہوں گے، ہاں حالی کے بنائے ہوئے اصول کے مطابق اس معاملے میں احتیاط سے کام لینا ہو گا۔ نئے الفاظ نئے ذہن کی تشکیل کرتے ہیں۔ اردو کو جدید ذہن سے ہم آہنگ کرنے کے لیے جدید اصطلاحیں بنائے بغیر چارہ نہیں۔ مگر کوئی جدید چیز بالکل جدید نہیں ہوتی۔ یہ کسی پرانی اور بھولی بسری روایت کی تجدید، توسیع یا ترمیم ہوتی ہے اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے سارے خزانے کو کھنگالیں، پیشہ وروں کی اصطلاحات سے مدد لیں اور نئی چیزوں، نئے خیالات، نئے لفظوں کو حسبِ ضرورت اختیار کریں۔

نظر اور نظریے
آل احمد سرور
ص ۲۷۰ - ۲۷۱

نفیر اعظم

ڈاکٹر محمد حسنؒ سے ایک ملاقات

اُردو زبان کا بیج اسی خطے میں پڑا تھا جہاں آج پاکستان
ر ہندوستان قائم ہیں۔ اس کی آبیاری بھی یہیں ہوئی۔ یہ
ئی نویلی زبان بہت کم عرصے میں عوام کے ذہنوں میں، رویوں
ں، تہذیب میں رچ بس گئی۔ پاکستان کی تو قومی زبان اردو
ے لیکن ہندوستان میں بولی جانے والی ان گنت زبانوں میں ملکی
طح پر آئینی حیثیت رکھنے والی زبانوں میں سے ایک زبان ہے۔
ی لیے دونوں جگہ صورتِ حال مختلف ہے پچھلے دنوں جواہر لعل
نیورسٹی دہلی کے "سینٹر آف انڈین لینگویجز" کے صدر، ماہنامہ
عصرِی ادب" کے مدیر" اردو کے استاد اور کل ہند اردو تنظیم
ساتذہ کے صدر معروف تنقید نگار جناب ڈاکٹر محمد حسن نجی دورے
پاکستان تشریف لائے۔ ان سے پاکستان اور ہندوستان میں
دو اور اردو سے متعلق بعض امور پر گفتگو ہوئی جو اخبارِ اُردو
قارئین کے لیے دلچسپی کا باعث ہوگی۔

س:۔ جواہر لعل یونیورسٹی کب قائم ہوئی؟

ج:۔ جواہر لعل یونیورسٹی ۱۹۷۳ء میں قائم ہوئی۔ یوں
دہلی میں تین یونیورسٹیاں ہیں۔ جہاں ایم۔ اے، ایم فل اور
ایچ ڈی کی تعلیم دی جاتی ہے۔ دوسری دو یونیورسٹیاں
لی یونیورسٹی اور جامعہ ملیہ ہیں، لیکن جواہر لعل یونیورسٹی میں
ن شعبے ایسے ہیں جو دوسری جامعات میں نہیں ہیں۔ ہماری
نیورسٹی میں ایک سینٹر آف انڈین لینگویجز" کا مشترک شعبہ
قائم ہے جہاں ہندی اور اردو کی تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ تعلیم
ایم اے تا پی ایچ ڈی کی سطح پر ہوتی ہے۔ جیسا کہ ابھی عرض کیا
کہ دوسری یونیورسٹیوں سے ہماری درسگاہ تھوڑی سی منفرد
ہے، اس اعتبار سے بھی کہ یہاں پر پوسٹ گریجویٹ سطح پر
داخلے کے لیے باقاعدہ زبانی اور تحریری امتحان ہوتا ہے اور
انہی امتحانات کے نتائج میں ہم دس طلبہ ایم۔ اے کے لیے اور
دس طلبہ ایم فل کے لیے منتخب کرتے ہیں۔ داخل ہونے والے طلبہ کو
فی کس ۱۷۵ روپے ماہوار وظیفہ ملتا ہے۔

س:۔ کیا ایم فل کے طالب علموں کے وظیفے کی رقم بھی یہی
ہے؟

ج:۔ ایم۔ فل میں سب کو وظیفے نہیں دیے جاتے لیکن چند
طالب علم جو ایم۔ فل میں کامیاب ہو کر پی ایچ ڈی کے لیے رجسٹریشن
کرواتے ہیں۔ انہیں سات سو تا ایک ہزار روپے ماہوار وظیفہ
ملتا ہے۔

س:۔ آپ کے ہاں غیر ملکی طلبہ بھی تعلیم حاصل کرنے آتے ہیں؟

ج:۔ اعلیٰ تعلیم کے لیے آتے ہیں مگر بہت کم جن میں روسی،
فرانسیسی اور کبھی کبھار برطانوی طالب علم ہوتے ہیں۔

س:۔ تحقیق کے موضوعات عموماً کس قسم کے ہوتے ہیں؟

ج:۔ ہماری کوشش یہ ہوتی ہے کہ جن موضوعات پر
دوسری جامعات میں تحقیق ہو رہی ہے۔ ہم انہیں نہ دوہرائیں

چنانچہ ہم نے تحقیق کا دائرۂ کار تین سمتوں میں متعین کر دیا ہے:۔

(۱) تقابلی ادب

(۲) ادبی سماجیات

(۳) ہندوستان کی دوسری زبانوں کے ادب اور اردو ادب کا تقابلی مطالعہ

س:۔ اب تک کسی اہم موضوع پر ڈاکٹریٹ کی ڈگری دی جا چکی ہے؟

ج:۔ اردو طباعت کی تاریخ پر اور ڈرامے پر پی ایچ ڈی کی ڈگری دی جا چکی ہے۔

س:۔ کتنے طالب علموں کو ڈاکٹریٹ اور ایم فل کی ڈگریاں دی جا چکی ہیں؟

ج:۔ اب تک ہمارے ہاں دس طالب علموں کو ڈاکٹریٹ اور بیس کو ایم فل کی ڈگریاں دی جا چکی ہیں۔ یہ ڈگریاں سماجی علوم کی مدد سے اردو کے مطالعے کے تحت مختلف موضوعات پر دی گئی ہیں۔

س:۔ اس کے باوجود کہ پاکستان اور ہندوستان دونوں جگہ اردو پر کام ہو رہا ہے مگر کبھی کبھی رکاوٹ کا احساس کیوں ہوتا ہے؟

ج:۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ادب اور ہماری زبان میں ابھی تک جدید لب و لہجہ پوری طرح نہیں ابھرا ہے۔

س:۔ آپ نے جدید آہنگ کی بات کی ہے اردو زبان میں جدید لب و لہجہ اور نئے خیالات کس طرح آ سکتے ہیں؟

ج:۔ جدید آہنگ اس وقت آ سکتا ہے جب جدید علوم پر بھی طبع زاد لکھا جائے، صرف ترجمہ وہ کام نہیں کر سکتا جس کی فی الوقت اردو کو ضرورت ہے۔ یہاں ایک چھوٹی سی مثال دوں گا۔ گجرات میں جدید علوم پر متعلقہ علوم کے ماہرین سے لکھوایا جاتا ہے اور پھر اس کی تلخیص کر کے بہت کم قیمت پر فروخت کر دیا جاتا ہے۔

س:۔ یعنی جدت کے ساتھ ساتھ فروخت کے پہلو پر بھی نظر میں رکھنا ضروری ہیں؟

ج:۔ جی ہاں! معاشی حالات، عام آدمی کی قوت خرید، پڑھنے والے کی ذہنی سطح اور سب سے بڑھ کر اردو کو زندگی کے عام تقاضوں سے ہم آہنگ کرنا۔

س:۔ کیا ہندوستان میں جدید علوم کو اردو کا لبادہ پہنا کے لیے اسکا کی ہے؟

ج:۔ نہیں۔ یہ بات نہیں۔ اس ضمن میں ترقی اردو بو کام کر رہا ہے لیکن ایک مسئلہ یہ بھی ہے کہ ہمارے ملک میں ماہرین ہیں وہ خاصے نمایاں ہیں۔ وہ دوسرے امور میں اس قدر معروف ہو جاتے ہیں کہ ہماری ضرورت کا مزید کام نہیں کر سکتے۔ دوسری بات یہ کہ اردو میں لکھنے کے لیے جتنی ترغیبات کی ضرورت ہے وہ موجود نہیں ہیں مثلاً یہی کہ ہمارے ہاں لکھنے والوں کو معاوضہ بہت کم دیا جاتا ہے۔ اردو کے لیے جو مجموعی فضا ہونی چاہیے وہ نہیں بن پاتی۔

س:۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اردو زبان میں اس قدر وسعت ہے کہ وہ جدید لب و لہجہ اختیار کر سکتی ہے؟

ج:۔ بالکل ہے۔ زبانوں میں وسعت تو ہوتی ہے اختیار کرنے کی بات ہے۔ سرسید کی مثال لیجیے، سرسید جو نثر لکھ رہے تھے اس میں اہمیت خیالات اور جدید تصو کی تھی اور انہوں نے اس زمانے میں جدیدیت کو وسعت د جب فسانۂ عجائب لکھا جا رہا تھا۔ اب ان دونوں کا مقابلہ کر سکتی ہیں۔ اردو فسانۂ عجائب کی بھی تھی اور اردو سرسید بھی لکھ رہے تھے لیکن سوال یہ ہے کہ نیا آہنگ یا جدت ا زبان کو کس نے بخشی؟

س:۔ ہندوستان میں مجموعی طور پر اردو کی کیا حالت

ج:۔ ہندوستان جیسا کہ آپ کو معلوم ہے بہت بڑا ہے۔ سواسی لحاظ سے ہر جگہ اردو کے حالات مختلف ہیں۔ جگہ بہت خراب ہیں، بعض جگہ بہت اچھے ہیں، جبکہ بعض جگہ

تھے مگر اب بہتر ہو رہے ہیں۔ ہندی کے ساتھ ساتھ دوسری سرکاری زبان اردو کو بھی مان لیا گیا ہے۔

س :۔ کن علاقوں میں اردو کی حالت بہتر ہے اور کن علاقوں میں ابتر ہے؟

ج :۔ جنوبی ہندوستان اور مہاراشٹر کے علاقوں میں اردو کے مسائل کم ہیں اور اردو میڈیم اسکول کافی تعداد میں موجود ہیں۔ جن علاقوں میں سب سے زیادہ اردو کی حالت خراب ہے وہ شمالی ہندوستان ہے۔ خصوصاً یوپی میں، وجہ یہ نہیں کہ لوگ اردو پڑھنا نہیں چاہتے بلکہ اس کے لیے مناسب انتظام نہیں کیا گیا۔ یہی حالت مدھیہ پردیش اور پنجاب میں ہے۔ یوپی میں تحریک جاری ہے کہ اردو کو دوسری سرکاری زبان بنایا جائے یہ ایک جمہوری جدوجہد ہے، مقاصد کے حصول میں گو کچھ وقت لگے گا لیکن کام ہو جائے گا۔ یہ چیز البتہ قابلِ توجہ ہے کہ پچھلے سینتیس برسوں میں اردو کے لیے جو نفرت تھی وہ کم ہو چکی ہے۔ اردو کا مستقبل کیا ہوگا، یہ اردو والوں پر منحصر ہے۔

س :۔ اردو کی ہندوستان میں کیا آئینی حیثیت ہے۔ اس کے بارے میں کچھ بتائیے۔ کیا یہ حیثیت صرف تحریری ہے یا اس پر عمل بھی ہوتا ہے؟

ج :۔ ہندوستان نے یہ طے کر دیا ہے کہ اعلیٰ ترین تعلیم ہندوستانی زبانوں میں ہوگی اور آئین کی رو سے سولہ زبانوں کو ملکی سطح پر تسلیم کیا گیا ہے جن میں اردو بھی شامل ہے۔ اردو کی ترقی اور ترویج کے لیے حکومت نے ایک کروڑ روپیہ دیا تھا اور اس رقم سے "بیورو فار دی پروموشن آف اردو" قائم کیا گیا ہے جو حکومت ہند کا ادارہ ہے۔

س :۔ ہندوستان میں اردو اکیڈمیاں بھی قائم ہیں ان کا تعلق مرکز سے ہے یا صوبوں سے، ان کے ذمے کیا امور ہیں؟

ج :۔ ہمارے ہاں دس صوبوں میں اردو اکیڈمیاں قائم ہیں جو صوبائی سطح پر کام کر رہی ہیں۔ یہ اکیڈمیاں خطاطی اور کتابت کے مراکز چلاتی ہیں، معذور ادیبوں کو امداد دیتی ہیں، مسودات شائع کرواتی ہیں، ٹیچرز ٹریننگ کے مراکز چلا رہی ہیں۔ کشمیر سے لے کر کرناٹک (میسور) تک یہ اکیڈمیاں پھیلی ہوئی ہیں۔

س :۔ ہندی آپ کے ہاں سرکاری زبان ہے، اس کے لیے کوئی سرکاری ادارہ قائم ہے؟

ج :۔ جی ہاں "سنٹرل ہندی ڈائریکٹوریٹ" اس کا نام ہے، اس کے ذمے دفاتر میں ہندی کے مسائل پر قابو پانا غیر ہندی علاقوں میں ہندی کی ترویج کے اقدامات، اساتذہ کی تربیت جیسے اہم امور ہیں جو یہ ادارہ انجام دے رہا ہے۔

س :۔ ہندی ٹائپ کی کیا صورت ہے؟

ج :۔ دفاتر میں ہندی ٹائپ رائٹر ہی چلتا ہے۔ جو ہندوستان میں بنایا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ہندی ٹیلی پرنٹر بھی کام کر رہے ہیں۔

س :۔ آپ پاکستان آتے رہتے ہیں سرکاری دوروں پر بھی اور نجی دوروں پر بھی۔ ہمارے ہاں اردو کی ترویج کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

ج :۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ ایک مسئلہ ہے۔ تقریباً وہی جو ہندوستان میں بھی ہے اردو زبان کا دوسری زبانوں سے ربط' اردو نے ابھی تک بولیوں سے یا مقامی زبانوں سے اتنا قریب کا رشتہ قائم نہیں کیا، جتنا ہونا چاہیے۔ لیکن چونکہ اس پر کام ہو رہا ہے، اس لیے امکانات روشن ہیں۔ آپ کے ہاں بھی اردو رابطے کی زبان ہے، قومی اہمیت کی حامل ہے اس کو مزید مؤثر بنانے کی ضرورت ہے اور اس میں تاثیر اسی صورت میں پیدا ہو سکتی ہے جب اردو میں جدت پیدا ہو جائے۔ لیکن ان ایک دو مسائل سے قطع نظر پاکستان میں اردو پر جو کام ہو رہا ہے، سرکاری سطح پر بھی اور عوامی سطح پر بھی، وہ بہت اچھا ہے۔ میری خواہش ہے کہ یہ کام تیز تر ہو جائے۔

س :۔ چند برس قبل آپ بہ حیثیت صدر، تنظیم اساتذہ اردو کا ایک وفد لے کر پاکستان آئے تھے۔ صدر مملکت سے بھی آپ کی ملاقات ہوئی تھی۔ صدر صاحب سے اردو کے بارے میں کیا گفتگو

ہوئی ؟

ج :- صدر پاکستان نے برعنایت ہم سے ایک طویل ملاقات کی تھی اور ملاقات کے بعد پرتکلف عشائیہ بھی دیا تھا۔ چار گھنٹے کی اس ملاقات کے دوران میں ہم نے ایک طویل یادداشت صدر پاکستان کو پیش کی جس کی اہم باتیں میں آپ کو بتا دیتا ہوں

(۱) اردو کی علمی وادبی کتب جو پاکستان میں شائع ہوتی ہیں، وہ ہندوستان میں موجود پاکستانی سفارت خانے میں سہولت سے دستیاب ہوں۔ اور ہندوستانی کتابیں یہاں پر موجود ہمارے سفارتخانے میں آسانی سے مل جائیں، اس سے ایک تو کرنسی کا مسئلہ حل ہوجائے گا اور دوسرے اہل علم ایک دوسرے کے ملک کی کتابوں سے استفادہ بھی کر سکیں گے۔

(۲) اردو کے اساتذہ اور طلبہ کا باہمی تبادلہ

(۳) پاکستان میں اردو کے اداروں مثلاً مقتدرہ قومی زبان اور ہندوستان کے اداروں میں باہمی تعاون۔

(۴) اردو ٹیلی پرنٹر اور ٹائپ رائٹر کی پاکستان سے برآمد

صدرِ پاکستان نے ہماری تمام تجاویز بڑی دلچسپی سے سنی تھیں اور کہا تھا کہ حتی الامکان انہیں پورا کرنے کی کوشش کی جائے گی

س ۔ اس سلسلہ میں کچھ پیش رفت ہوئی ؟

ج :۔ ہم نے یہ تجاویز اپنی وزارت کو بھیج دی ہیں اور اس وقت پاکستان سے واپسی پر میں نے وزیراعظم ہند کو بھی اس ملاقات کا حال بتادیا تھا۔

س:۔ اردو ادب میں علامتی تحریروں اور نثری نظم کے باب میں آپ کا کیا رد عمل ہے ؟

ج :۔ نثری نظم کا مقصد یہ ہے کہ ادب غزل کے تسلط سے آزاد ہو۔ وہ شاعر کو اس کا موقع دیتی ہے کہ وہ اپنے جذبے کی توانائی سے ہی شعریت پیدا کرے۔ اعلیٰ ترین شاعری کی پہچان کبھی بھی ردیف اور قافیہ نہیں رہی، بلکہ یہ رہی کہ نثر میں نظم ہو یعنی جو خیال آپ ادا کرنا چاہتے ہیں وہ لفظوں میں رچا بسا ہو۔ اگر جذبے کی توانائی اور لطافت کو جوں کا توں بیان کرنے پر شاعر قادر نہیں ہے تو نثری نظام پھسپھسی ہو کر رہ جائے گی اور اسی چیز کو قافیہ و ردیف کے ساتھ پیش کردیا جائے تو کام چل جائے گا۔ چنانچہ اس اعتبار سے نثری نظم مشکل ترین صنف ہے۔ شاعری اس چیز کا نام ہے جو ردیف اور قافیے سے آزاد ہو۔ وہ کلام جس میں نئی جہتوں، توانا حسیات، بھرپور ابلاغ کو سمویا جائے، وہی اچھی شاعری ہے اور نثری نظم اگر یہ نہیں کر سکتی تو اسے خود بخود رد کردیا جائے گا۔ اس پر فضول قسم کی بحثیں کرنا لاحاصل ہے۔ رہی بات علامتی تحریروں کی یا علامتی افسانے کی، میں نہیں سمجھتا کہ علامتیں اردو ادب میں موجود نہ تھیں۔ اگر کوئی ادیب علامتی پیرائے کو استعمال کرتے ہوئے ہم کو جمالیاتی بصیرت سے روشناس کرا سکتا ہے تو وہ چیز قابلِ قبول ہوگی۔ قاری کو ایک نئی جمالیاتی کیفیت چاہیے اگر وہ آپ علامت کے ذریعہ دے سکتے ہیں تو بہت خوب !

س :۔ علامتی افسانے اور نثری نظم کا سیلاب سا آیا ہوا ہے اور اس پر ہر لکھنے والے کا یہ مطالبہ بھی ہے کہ اسے تسلیم کیا جائے۔

ج :۔ یہ ایک بڑا خطرہ ہے۔ جب ادب کو فیشن کے طور پر استعمال کیا جانے لگے اور پھر قاری سے یہ بھی مطالبہ ہو کہ اس کی تحریر کو محض اس لیے اچھا مانا جائے کہ وہ نثری نظم ہے یا علامتی افسانہ ہے۔ یہ دونوں ہی مطالبے غلط ہیں۔ علامت شاعر یا ادیب کا عجزِ بیان نہیں ہونا چاہیے بلکہ اس کی قوت اور توانائی ہونی چاہیے۔

س:۔ ہندوستان میں نئے لکھنے والے کیا لکھ رہے ہیں ؟

ج :۔ نئے لوگوں میں مجھے یوں لگتا ہے، چاہے ہندوستان کے ہوں یا پاکستان کے، نئے خیالات، نئے احساس فکر کی کمی ہے، لوگ چبائے ہوئے نوالے کو چبا رہے ہے۔ حسن عسکری نے جب ادب میں جمود کا نعرہ لگایا تھا تو اس وقت جمود اتنا نہ تھا جتنا آج ہے۔ آج کا مصنف مختلف کرتبوں سے اپنے قاری کو بہلا رہا

ہے۔ مجھے تو ایک طرح کے گرھن کا احساس ہو رہا ہے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ عارضی وقفہ ہو۔ مگر خاصے دنوں سے یہ احساس ہے کہ ہمارے نئے لکھنے والوں کے پاس کہنے کو کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ان کے تجربے اور احساسات پھیکے لگتے ہیں۔

س :۔ بنجر پن کی یہ کیفیت کیوں ہے؟

ج :۔ دونوں جگہوں پر اس کی وجوہ مختلف ہیں، ایک تو یہ لگتا ہے کہ جدید فکر سے، معقولات سے ہم آنکھیں چرا رہے ہیں پھر اتفاق سے اردو کو ہم نے جدید زبان بنایا نہیں، اردو والا ابھی تک ایک پرانے ذہن سے ہی سوچ رہا ہے۔ جدید لہجہ ہمارے ادب اور ہماری زبان میں پوری طرح ابھرا نہیں ہے۔ ہم انگریزی کے ذریعے جدید ادب سے واقف ہوئے تھے اور وہ بھی اب زوال پذیر ہے۔ پھر جن عالمگیر تحریکوں سے ہمارا رشتہ قائم ہوا اور جن کی وجہ سے ہمارے ادب اور اردو زبان میں نیا لہجہ ملے ہوا وہ رشتہ بھی ٹوٹ گیا ہے۔ پھر اس کے علاوہ ہم نے کچھ تقلید کی روش اختیار کی اور چونکہ یہ ادھ کچری تقلید ہے اس لیے نقصان ہوا۔ ہم نے وجودیت کی ادھوری تقلید کی۔ اس کو بغیر سمجھے اس کا رشتہ مابعد الطبیعات سے ملا دیا۔

س :۔ آپ کے ہاں ادبی رسائل کی اشاعت کس قدر ہے؟

ج :۔ ادبی رسائل کی تعداد بہت زیادہ ہے اور وہ رسائل جو حکومت یا اکیڈمیوں سے وابستہ ہیں، پابندی سے نکل رہے ہیں ان کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے، لیکن ایسے رسائل جو آزاد اپنے طور پر شائع کر رہے ہیں۔ ان کی اشاعت بہت کم ہے۔

س :۔ ادبی رسائل کون کون سے ہیں؟

ج :۔ "آجکل" دہلی سے نکل رہا ہے۔ نیا دور، شیرازہ، تعمیر، نوائے ادب ایک تحقیقی رسالہ ہے جو انجمن اسلام اردو ریسرچ انسٹی ٹیوٹ بمبئی سے شائع ہوتا ہے۔ "زبان و ادب" پٹنہ سے نکلتا ہے" "امکان" بمبئی سے اردو اکیڈمی شائع کرتی ہے۔ اس کے علاوہ "برھان" دہلی سے" "شاعر" بمبئی سے اور "آہنگ" گیا سے چھپتے ہیں۔

س :۔ اخبار و رسائل نکالنے کی کیا شرائط ہیں؟

ج :۔ کوئی شرط نہیں۔ جو چاہے اپنا رسالہ نکال سکتا ہے بس مقامی عدالت سے تحریری اجازت لینا پڑتی ہے۔

اُردو زباں ہماری

— حمید اللہ خان ضیاؔ اسلامپوری —

گلزار بے خزاں ہے اردو زباں ہماری
نیرنگِ دِستاں ہے اردو زباں ہماری

علم و ادب کے گوہر ہیں بے شمار اس میں
اک گنج شائیگاں ہے اردو زباں ہماری

شعر و سخن کی دنیا گرم سفر جہاں ہے
واں میر کارواں ہے اردو زباں ہماری

بول اس کے میٹھے میٹھے انداز تیکھا تیکھا
خوش گو ہے خوش بیاں ہے اردو زباں ہماری

نثر اس کی خوشنما ہے نظم اس کی دلربا ہے
علم و ادب کی جاں ہے اردو زباں ہماری

دنیا کی محفلوں میں شہرہ ہے عام اس کا
جاؤ جہاں وہاں ہے اردو زباں ہماری

میرے وطن میں گھر گھر چرچا ضیاؔ ہے اس کا
وحدت کا اک نشاں ہے اردو زباں ہماری

مجیب الرحمان مفتی

وفاقی اور صوبائی حکومتوں کے درمیان مراسلت کا نپٹانا

۴۸ (۹) صوبائی اور وفاقی حکومتوں کے مابین مراسلت کے جائزے اور تصفیے کے لیے متعلقہ افسروں کا درج ذیل تقابلی مرتبہ رہنما اصول کا کام دے گا:۔

صوبائی حکومت	وفاقی حکومت
شریک معتمد (جائنٹ سیکرٹری) یا اضافی معتمد (ایڈیشنل سیکرٹری)	نائب معتمد (ڈپٹی سیکرٹری)
معتمد (سیکرٹری) / اضافی معتمد اعلیٰ (ایڈیشنل چیف سیکرٹری)	شریک معتمد (جائنٹ سیکرٹری)
معتمد اعلیٰ (چیف سیکرٹری)	معتمد (سیکرٹری)

غیر ملکی حکومتوں سے مراسلت

۴۹ ۔ حکومتِ پاکستان اور غیر ملکی حکومتوں کے درمیان ذریعہ مکاتبت وہی ہوگا جو وزارتِ امور خارجہ مقرر کرے گی۔ اس موضوع پر موجودہ ہدایات منسلکہ 'ج' میں دی ہوئی ہیں۔

انسدادِ تاخیر

۵۰ ۔ ہر افسر صیغہ (سیکشن افسر) ہر ماہ تمام غیر تصفیہ شدہ معاملات کا ایک گوشوارہ تیار کرکے اُس افسر یا افسران کو پیش کرے گا جن کے متعلق معتمد (سیکرٹری) نے حکم دیا ہو۔

۵۱ ۔ معمول کے انداز میں یاددہانیوں کا حسب ذیل طریقہ اختیار کیا جائے گا۔

پہلی یاددہانی مناسب وقفے کے بعد ایک غیر سرکاری کیفیت یا باقاعدہ یادداشت کی صورت میں بھیجی جائے گی۔ اس کے بعد اگر ضروری ہوا تو دوسری یاددہانی افسر متعلقہ یا نائب معتمد (ڈپٹی سیکرٹری) کی طرف سے غیر سرکاری مراسلے کی صورت میں ہوگی اگر اس پر بھی جواب نہ ملے تو شریک معتمد (جائنٹ سیکرٹری)، اضافی معتمد (ایڈیشنل سیکرٹری) یا معتمد (سیکرٹری) معاملے کو اونچی سطح پر اٹھائیں گے۔ تحریری یاددہانیوں کے ساتھ ساتھ فون پر یاددلانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا جائے گا۔ یاددہانی کے غیر سرکاری مراسلوں کا جواب ہم مرتبہ افسران دیں گے۔

۵۲ ۔ صوبائی حکومتوں سے آنے والی مراسلت پر فوری توجہ دی جائے گی۔ اگر کسی مراسلے کا فیصلہ ایک ماہ سے زیادہ عرصے تک نہ ہو تو اُسے تاخیر کی وجوہات کے ساتھ معتمد (سیکرٹری) کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

متفرقات

معائنہ

ا ۵۳ - (ا) نائب معتمدین (ڈپٹی سیکرٹری صاحبان) اپنے صیغوں (سیکشنوں) کی کارکردگی کا چھ ماہ میں ایک مرتبہ جائزہ لیں گے اور اعلیٰ افسران یعنی کم سے کم شریک معتمد کے درجے کے افسران اس قسم کا معائنہ سال میں ایک مرتبہ کریں گے۔ معائنے کے دوران مندرجہ ذیل امور کی طرف خصوصی توجہ دی جائے گی:-

۲ "قواعد کار"۔ ہدایاتِ معتمدی"۔ احکام قائمہ اور دفتری ہدایات کی پابندی۔

حفاظتی انتظامات

عام دفتری انتظامات

سرکاری املاک اور ساز و سامان کا مناسب استعمال اور دیکھ بھال

(ب) معائنہ کرنے والے افسر کو ایک باقاعدہ رپورٹ معائنہ اپنے افسر بالا کو پیش کرنی چاہیے۔ سالانہ معائنوں کی صورت میں یہ رپورٹ لازماً معتمد (سیکرٹری) یا تحویل دار اضافی معتمد (ایڈیشنل سیکرٹری) کو پیش کی جائے گی۔

رہنمائے معائنہ منسلکہ 'د' پر موجود ہے۔

اجلاس (میٹنگ)

۵۴ - (ا)۔ معتمد (یا تحویل دار اضافی/شریک معتمد) کو کوشش کرنا چاہیے کہ وزارت/ڈویژن کے تمام افسروں اور محکموں کے سربراہوں کا ایک اجلاس ہر مہینے یا کم از کم ہر تین ماہ میں ایک مرتبہ بلایا جائے جس میں مندرجہ ذیل امور پر بحث کی جائے۔

غیر تصفیہ شدہ اہم معاملات

خاص مسائل جن پر عام اظہار خیال یا تبادلہ خیال کی ضرورت ہو۔

عمومی دلچسپی کے مسائل جن کا پوری ڈویژن سے تعلق ہو۔

(ب) نائب معتمدین کو چاہیے کہ وہ افسران صیغہ (سیکشن افسروں) کے ساتھ وقفوں وقفوں سے اجلاس منعقد کرتے رہیں۔

۵۵ - تمام اجلاس کاروباری انداز میں منعقد ہوں گے۔ مختصر روداد قلمبند کی جائے گی۔ جس میں صرف اہم نکات جو زیرِ غور آئے اور مختصر فیصلے درج کیے جائیں گے۔ خصوصی درخواست کے بغیر انفرادی رائے کا اندراج نہیں کیا جائے گا۔

حفاظتی انتظامات اور خفیہ دستاویزات کی غور و پرداخت

۵۶ - حفاظتی ہدایات کی سختی سے پابندی کی جاتے گی

۵۷ - "خفیہ" یا "صیغۂ راز" کے کاغذات کی باقاعدہ درجہ بندی کی جائے گی اور ان کی خبر گیری "سرکاری محکموں میں خفیہ مواد کی حفاظت" نامی کتابچے میں درج ہدایات کے مطابق کی جائے گی۔

دستاویزات کی اشاعت

۵۸ - جریدہ (گزٹ) میں اشاعت کے لیے بھیجے جانے والے تمام کاغذات پر معتمد (سیکرٹری) خود یا اس کا نامزد افسر دستخط کرے گا۔ جریدہ میں اشاعت کے لیے کاغذات پر دستخط کے

ا متن کی تبدیلی اسٹیبلشمنٹ ڈویژن کی دفتری یادداشت نمبر ۷۲/۳/۸-م- مورخہ ۱۵ نومبر ۱۹۷۵ء کے ذریعے عمل میں آئی۔

۲ ترمیم بموجب او اینڈ ایم ڈویژن نمبر ۸۱/۸/۱ - دستور العمل۔ مورخہ ۲۲ جولائی ۱۹۸۱ء

مجاز افسران اپنے عہدے کے حوالے سے دستخط کریں گے نہ کہ "برائے معتمد"

۵۹ ۔ جو دستاویزات معمول کے مطابق جریدہ (گزٹ) میں شائع ہوتی ہیں یا جنکی اس طرح اشاعت قانون کے تحت ضروری ہے اُن کے علاوہ کوئی دوسری دستاویزات پورے غور و خوض کے بغیر اور جس وزارت یا ڈویژن سے معاملہ تعلق رکھتا ہے اس کے معتمد (سیکرٹری) کی منظوری کے بغیر شائع نہیں کی جائیں گی۔

۶۰ ۔ عام حالات میں سرکاری دفاتر کے درمیان ہونے والی کوئی مراسلت بھیجنے والے کی طرف سے اُس وقت تک شائع نہیں کی جائے گی جب تک کہ مراسل الیہ نے اُسے وصول نہ کر لیا ہو۔ جہاں حالات کے تحت اس سے پہلے اشاعت ناگزیر ہو وہاں مرسل الیہ کو بذریعہ تار یا ٹیلیفون پر اطلاع دے دی جائے گی۔

۶۱ ۔ کوئی سرکاری عہدے دار کسی حالت میں بھی ایسی دستاویزات کی تشہیر نہیں کرے گا جن سے کسی افسر اعلیٰ کے خلاف ذم کا پہلو نکلتا ہو۔ نہ ہی اخبارات کو کسی افسر اعلیٰ کے احکام یا عمل کے خلاف رائے زنی کے لیے مواد فراہم کرے گا۔

۶۲ ۔ حکومت پاکستان اور کسی صوبائی حکومت کے درمیان کسی ایسی مراسلت کی اشاعت سے گریز کیا جائے گا جس میں اختلاف رائے کا اظہار ہوتا ہو۔

۶۳ ۔ ایسے شخصی معاملات میں جو کسی صوبائی حکومت اور حکومت پاکستان کے درمیان مراسلت کا موضوع رہے ہوں فیصلہ دینے والا افسر مجاز ہر معاملے میں صراحتاً درج کرے گا کہ:

(ا) آیا صرف فیصلے کا لب لباب ہی متعلقہ افسر کو بتایا جائے ۔ یا

(ب) اس کے علاوہ اُن وجوہات کی تفصیل جن پر فیصلہ مبنی ہے یا خط و کتابت کا کوئی حصہ بھی اور ایسی صورت میں یہ بھی کہ کون سا حصہ متعلقہ افسر کو مہیا کیا جائے۔

وزارتِ قانون سے مشورہ

عام

۶۴ ۔ وزارت قانون سے اُن تمام معاملات کے بآ میں مشورہ لیا جائے گا جن میں قانونی مسائل شامل ہوں۔

استغاثہ

۶۵ ۔ جب کسی فوجداری استغاثے سے حکومت پاکہ کا تعلق ہو تو معاملہ وزارت قانون کو بھیجا جائے گا۔

۶۶ ۔ وزارت قانون سے مشورہ لیے بغیر کوئی استغ دائر نہیں کیا جائے گا اور متعلقہ وزارت میں حکومت کو معا بھیجے بغیر وزارت قانون کے دیے ہوئے مشورے سے کسی ا میں روگردانی کرتے ہوئے کوئی استغاثہ دائر یا دائر کردہ استغا واپس نہیں لیا جائے گا۔

تفصیلی دفتری طریقہ کار

۶۷ ۔ تفصیلی دفتری طریقہ کار کے سلسلے میں ڈویژنز ر، میں دی گئی ہدایات سے رہنمائی حاصل کریں گی۔

انتقالِ پُرملال

ماہرِ تعلیم، محقق اور ڈرامے کے نامور نقاد ڈاکٹر محمد اسلم قریشی ۸ رجون ۸۵ء کو وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُون

مرحوم مقتدرہ کے کرم فرماؤں میں سے تھے۔ مقتدرہ قومی زبان کو ان کا ایک ترجمہ "اعلیٰ تعلیم میں اردو کی حیثیت" اور ایک کتاب "اصطلاحاتِ ڈرامہ" شائع کرنے کا اعزاز حاصل ہے۔ مرحوم نے دوسرے علمی کاموں میں بھی مقتدرہ سے تعاون کیا ۔ ادارہ لواحقین کے غم میں برابر کا شریک ہے
خدا مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگا کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

۲۸ مئی کو اردو کے محقق اور اسکالر ڈاکٹر گوپی چند نارنگ پاکستان نیشنل سنٹر کے ڈائریکٹر جنرل جناب منیر احمد شیخ کے ہمراہ مقتدرہ قومی زبان کے دفتر تشریف لائے۔ صدر نشین مقتدرہ قومی زبان نے معزز مہمان کو مقتدرہ قومی زبان کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔ نیز پاکستان میں اردو زبان پر تحقیقی امور سے آگاہ کیا۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے ہندوستان میں اردو کے تحقیقی کام اور اردو سے متعلق ہندوستان میں کام کرنے والی اردو اکادمیوں کے دائرۂ کار کے بارے میں تفصیلات بتائیں۔

۲۹ مئی کو مقتدرہ قومی زبان کی مجلس برائے سائنسی علامات و دیگر امور" کا تیسرا اجلاس دس بجے دن مقتدرہ کے دفتر میں ڈاکٹر رضی الدین صدیقی صاحب کے زیر صدارت منعقد ہوا۔ سائنسی موضوعات اور ریاضی سے متعلق اساتذہ کو ایک سوال نامہ بھیجا گیا تھا جس میں ان سے اعداد، ترقیمات، گنتی، مساوات اور علامات کے بارے میں رائے پوچھی گئی تھی یہ جوابات رپورٹ کی صورت میں مرتب کرکے اجلاس میں پیش کیے گئے جس پر تبادلۂ خیال کرکے متبادل تجاویز دی گئیں۔ یہ رپورٹ اور کمیٹی کی رپورٹ ہیئت حاکمہ کے آئندہ اجلاس میں پیش ہوگی۔

اجلاس میں بریگیڈیئر گلزار احمد، پروفیسر پریشان خٹک اور ڈاکٹر نذیر رومانی نے شرکت کی۔

۲۹ مئی کو ذیلی مجلس رابطہ ادارہ جات قومی زبان کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس میں زیر تکمیل منصوبوں کی رفتار کار کا جائزہ لیا گیا اور کئی نئے اہم منصوبوں کی منظوری دی گئی۔ نئے منصوبوں کے تحت جامعہ کراچی کے شعبۂ تصنیف و تالیف، بہاء الدین زکریا یونیورسٹی ملتان، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور، پنجابی ادبی بورڈ لاہور اور اردو اکادمی لاہور کے تعاون سے سیاسیات، تاریخ ادب انگریزی، معاشیات، طبعیات، کیمیا، اصلاحات فلسفہ اور دوسرے کئی اہم مضامین کی کتابوں، فرہنگوں اور اصطلاحات کی تدوین و اشاعت اور تراجم کے منصوبے منظور کیے گئے۔

اجلاس کی صدارت پروفیسر پریشان خٹک نے کی شرکاء میں ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر اسلم فرخی، سید محمد اظفر، اشفاق احمد اور قدرت اللہ شہاب شامل تھے۔

۳۰ جون کو ٹوکیو یونیورسٹی جاپان کے اردو کے پروفیسر سوزوکی کی ایک شاگرد آنسہ سی پاموتو تشریف لائیں۔ صدر نشین مقتدرہ قومی زبان نے مقتدرہ قومی زبان کے مقاصد، کارکردگی اور دائرہ کار کے بارے میں انہیں تفصیلات سے آگاہ کیا۔ آنسہ سی پاموتو نے ڈاکٹر وحید قریشی کے ساتھ جاپان میں اردو کے بارے میں تبادلۂ خیال کیا اور اہم معلومات مہیا فرمائیں۔

تعارف وتبصرہ

● مولانا ظفر علی خان بحیثیت صحافی
مصنف :۔ ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی
ناشر : مکتبہ اسلوب۔ پوسٹ بکس نمبر ۲۱۱۹،
کراچی - ۱۸
قیمت : ۴۵/- روپے
صفحات : ۲۵۶

مولانا ظفر علی خان (م ۱۹۵۶ء) کی شخصیت کے کئی پہلو تھے۔ وہ بیک وقت قادر الکلام شاعر، کامیاب مترجم، بے باک سیاسی راہنما اور نڈر صحافی تھے۔ ڈاکٹر نظیر حسنین زیدی صاحب نے زیرِ نظر کتاب میں ان کی شخصیت کے موخر الذکر پہلو پر قلم اٹھایا ہے۔ جنابِ زیدی نے برصغیر میں اردو صحافت کے ارتقاء کے پس منظر میں مولانا ظفر علی خان کی ادارت میں شائع ہونے والے رسائل۔ دکن ریویو، پنجاب ریویو، ستارۂ صبح اور روزنامہ زمیندار کا مطالعہ کیا ہے۔ مولانا ظفر علی خان کی پچاس سالہ صحافتی زندگی کا بھرپور جائزہ ایک مشکل کام ہے اور ایک محقق کی مشکلات میں اس لحاظ سے مزید اضافہ ہو چکا ہے کہ روزنامہ زمیندار کی مکمل فائل دستبردِ زمانہ سے محفوظ نہ رہ سکے، تاہم جنابِ زیدی نے متفرق پرچوں کا کھوج لگا کر مولانا کی صحافتی زندگی کی کامیاب تصویر کشی کی ہے۔ انہوں نے مولانا ظفر علی خان کے تحریر کردہ جو اداریے یا اقتباسات نقل کیے ہیں ان پر ایک نظر ڈالنے سے یہ واضح ہوتا ہے کہ مولانا کے سیاسی رجحانات میں تبدیلیاں آتی رہی ہیں مگر اسلام سے اُن کی محبت میں کبھی کمی نہیں آنے پائی۔ "ستارۂ صبح" کے ایک اداریے میں لکھتے ہیں:

"اسلام کو ہم دنیا کی تہذیب کے اجزائے مہمہ کا ایک رکنِ اعظم تصوّر کرتے ہیں اور عالم میں اسے سرفراز و بلند دیکھنا چاہتے ہیں۔ وہ شخص جو رسول اللہ کے دینِ مبین کا دشمن ہو ہمارا دشمن ہے۔"

مولانا ظفر علی خان نے اردو صحافت کو کیا دیا؟ جنابِ زیدی نے نقد و جرح سے گریز کیا ہے البتہ ایک دیانتدار محقق کی حیثیت سے واقعات و حقائق پیش کر دیے ہیں۔

مولانا ظفر علی خان کی زندگی اور کارناموں پر چند گنی چنی کتابیں ملتی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اِن میں ایک وقیع اور قابلِ ذکر اضافہ ہے۔ کتاب سفید کاغذ پر مناسب کتابت میں چھپی ہے اور دو رنگوں میں سادہ اور پرکشش گرد پوش سے مزین ہے۔

● مجلّہ الراعین ۸۴-۱۹۸۳ء (اخوت نمبر)
مدیرِ اعلیٰ : میاں محمد سعید
ناشر : مرکزی تنظیم ارائیاں (رجسٹرڈ) ۳-دادا گارڈن جمال الدین افغانی روڈ، شرف آباد
کراچی - ۵
صفحات : ۳۱۴
قیمت : درج نہیں

مرکزی تنظیم ارائیاں کے زیرِ نظر مجلّے میں علمی و دینی مضامین کے ساتھ ارائیں برادری کی تاریخ اور اس کی بعض اہم شخصیات کے بارے میں معلوماتی تحریریں شامل ہیں، برصغیر پاک و ہند میں ارائیں برادری کی تنظیم کے سلسلے میں جو کوششیں ہوتی رہی ہیں ان کی جھلک بھی موجود ہے۔

مجلّے میں خواتین اور بچوں کے لیے الگ حصے بھی مخصوص کیے گئے ہیں۔ مجلّہ نہ صرف برادری کے افراد کے لیے دلچسپی کا باعث ہے بلکہ عام قاری بھی اس سے مستفید ہو سکتا ہے۔ مدیرِ اعلیٰ میاں محمد سعید کی یہ کاوش قابلِ قدر ہے۔

(اختر راہی)

اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط   اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط

اِنتقالِ پُرملال

ملک کے معروف مزاح نگار اور مقتدرہ قومی زبان کے قلمی معاون مجیب الرحمٰن مفتی صاحب کی ۴ر جولائی کو ناگہانی وفات پر یہ ادارہ گہرے رنج اور افسوس کا اظہار کرتا ہے۔ مرحوم نفاذِ اردو کے سلسلے میں بڑے سرگرم تھے اور مقتدرہ کی مجلسِ استناد کے فعال رکن تھے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوارِ رحمت میں جگہ دے اور پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا کرے۔

اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط   اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط

اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط

اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط

اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط

اِنّا للہ و اِنّا الیہ رَاجعون ط

ہماری مطبوعات

(دارالترجمہ)

(۱) افکار و افکار - مرتب بلال احمد زبیری
۳۰/ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
۶۰/ روپے

(۳) اردو رسم الخط - سید محمد سلیم
مجلد -/۲۰ روپے غیر مجلد -/۱۵ روپے

(۴) جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف
سستا ایڈیشن ۴ روپے، قیمت ۱۰ روپے

(۵) کتابیات قانون، عطش درانی
قیمت: ۴۰/- مجلد: ۵۷ روپے

(۶) اردو اصطلاحات سازی، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری۔
قیمت: ۳۰ روپے - مجلد: ۵۰ روپے

(۷) لینگویج پالیسی آف انڈیا (انگریزی)، مختار زمن
قیمت: مجلد -/۵۰ غیر مجلد -/۳۰ روپے

(۸) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) محمود الحسن
قیمت -/۴۰ روپے - مجلد -/۵۴ روپے

(۹) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) [illegible]
قیمت -/۳۶ روپے - مجلد -/۵۶ روپے

(۱) مختصر اصطلاحات دفتری - قیمت ۱۰ روپے۔
(صرف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۲) اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت: ۱۵ روپے، مجلد: ۳۰ روپے

(۳) اصطلاحات موسیقیات - سرفراز شاہد
قیمت: ۱۵ روپے مجلد: ۳۰ روپے

(۴) اصطلاحات ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحات ریاضی کراچی)
قیمت - مجلد: ۶۰ روپے - غیر مجلد: ۲۷ روپے

(۵) دفتری مراسلت (انگریزی - اردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی۔
غیر مجلد: ۲۰ سستا ایڈیشن: ۸ قیمت - مجلد: ۴۰ روپے

(۶) سائنسی و تکنیکی اصطلاحات مرتب مجلس اصطلاحات وفاقی وزارت تعلیم
قیمت: مجلد -/۴۵ روپے غیر مجلد -/۲۵ روپے

(۷) اصطلاحات حسابداری و محاسبی مسعود احمد حبیبہ
مجلد ریکسین ۲۵ پیپر بیک ۱۰ سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۸) انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار
جیلانی کامران
مجلد ۸۵ غیر مجلد ۶۵ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان - مکان نمبر ۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - ایف ۸/۱ - اسلام آباد

بہ اشتراک

۱. فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم اول ۶۰ روپے / قسم دوم ۵۵ روپے
۲. فرہنگ اسماء العلوم - محمد طارق محمود (بہ اشتراک جامعہ کراچی) ۱۹ روپے
۳. فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ - زین صدیقی (بہ اشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے / قسم اول ۳۸ روپے
۴. فرہنگ اصطلاحات برقیات - طارق محمود بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۴۰ روپے مجلد: ۵۰ روپے
۵. تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ: سید محمد احمد سعید بہ اشتراک جامعہ کراچی - قیمت: ۶۰ روپے مجلد ۸۵ روپے

ملنے کا پتہ: شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی - کراچی

رجسٹریشن نمبر آر ۶۲

مقاصد

◉ مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے

◉ اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کرکے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔

◉ قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔

◉ مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر الف ۸/۱ - اسلام آباد

فون: ۸۵۳۳۸۲/ ۸۵۲۲۸۰/ ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

فہرست

قیمت: ایک روپیہ
سالانہ: دس روپے

معروضات

موجودہ شمارے میں مرکزی اردو بورڈ (موجودہ اردو سائنس بورڈ) کا آئینی ڈھانچہ قارئین کی نظر سے گزرے گا۔ یہ بورڈ ۱۹۶۲ء میں نیشنل ایجوکیشن کمیشن کی سفارشات پر وجود پذیر ہوا تھا۔ مقتدرہ کے قیام کے بعد مرکزی اردو بورڈ کا دائرہ کار بدل کر اسے اردو سائنس بورڈ بنا دیا گیا اور اس طرح مقاصد میں اعادہ و تکرار سے اجتناب کی صورت نکل آئی۔ اس وقت سے اب تک اور بھی بہت سے ادارے قائم ہو چکے ہیں۔ جن کا اغراض اور مقاصد کے لحاظ سے باہم مختلف ہوتا تو قدرتی امر تھا لیکن ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ قواعد و ضوابط اور آئین بھی ایک دوسرے سے ہم آہنگ نہیں ہیں۔ ہمارا یہ مخلصانہ خیال ہے کہ ایسے تمام اداروں کے آزاد اور بابگل ہونے کی صورت ایک ہونی چاہیے۔ جبر و اختیار انسانی معاشرے کی ایک مسلمہ حقیقت ہے لیکن انتظامی امور میں اس کی ترتیب و تقسیم ایسی ہونی چاہیے کہ کسی ادارے کو کسی ادارے پر رشک و رقابت کی نظر سے دیکھنے کی ضرورت محسوس نہ ہو اور سب قدم ملا کر چلتے ہوئے نظر آئیں۔ آئین اور قواعد و ضوابط بلا شبہ انتظامیہ کا ذہین طبقہ ہی بناتا ہے اور اس کے سامنے امکانی حد تک اداروں کی خوش آہنگی ہی ہوا کرتی ہے، لیکن مرورِ وقت کے ساتھ اور حالات میں بعض تبدیلیوں کے باعث کہیں نہ کہیں ترمیم و تنسیخ کی ضرورت پڑنے لگتی ہے۔ اس ضرورت کا احساس اداروں میں کام کرنے والوں کو سب سے پہلے ہوتا ہے۔ ہم نے دوسرے اسی قسم کے اداروں کے آئین و ضوابط کے ترجمے بھی اخبارِ اردو میں شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے تاکہ سب کے مطالعے سے بعد میں کسی ہم آہنگ و ہم اسلوب آئین، [illegible] نے میں آسانی ہو سکے۔

انوار احمد زئی

اسلامی تہذیب اور اردو زبان

زبان اور تہذیب ایک دوسرے کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر چلتی ہیں ان کے باہم قریبی تعلق کا عالم یہ ہے کہ بعض ماہرین عمرانیات تو زبان کو تہذیب کا حصہ بتاتے ہیں اور بعض ایک کو دوسرے کا مددگار۔ لیکن بہرصورت یہ امر مسلمہ ہے کہ اکثر تہذیب شائستہ مزاجی اور مہذب اصولوں کی ضامن ہوتی ہے تو زبان اس کا آئینہ۔ جس طرح تہذیب و ثقافت کی واضح تعریف کرنا مشکل کام ہے اسی طرح تہذیب و زبان کے تعلق کے درمیان خط کھینچ کر انہیں الگ الگ کرنا بھی مشکل کام ہے۔ لیکن اسلامی تہذیب اور اردو زبان جیسے موضوع کے اندر جو تہذیب اور زبان کا تعلق ہے اس پر عمومی انداز میں بات کرنا اس لیے اور بھی مشکل ہے کہ اسلامی تہذیب بجائے خود ایک ہمہ گیر اور آفاقی حیثیت کی حامل اصطلاح ہے جس میں اردو جیسی بہت سی بڑی زبانیں اپنے اپنے علاقوں اور خطوں کی ترجمان کی صورت ایک ہی صف میں ایستادہ نظر آتی ہیں چنانچہ ضروری، سوجا تا ہے کہ ہم اسلامی تہذیب کے حوالے سے اردو زبان کی خدمات یا ان کے باہم ارتباط کا تذکرہ کرنے سے پہلے کسی عام تہذیب اور عام زبان کی نسبت سے تھوڑی سی گفتگو کرلیں۔

تہذیب کی تعریف کرنا بے حد دشوار کام ہے جس طرح ہم کسی ایک لفظ کے معنی لغت میں دیکھ کر اپنی تشفی کر لیتے ہیں اور ہمارا ادراک اس لفظ کی صورت گری اور تمثیل کاری میں ہماری مدد کرتا ہے۔ اسی طرح تہذیب کے معنی دیکھنے سے ہمیں لغت کے ذریعے اس لفظ یا اصطلاح کے پس پردہ کارفرما معنی و حقائق کا جو عالم بسیط جلوہ آرا ہے اس کا صحیح ادراک یا اس کی مناسب تفہیم نہیں ہوسکتی۔ یہی وجہ ہے کہ

Culture, A Critical Review of Concept and Definition

میں یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ ۱۹۵۲ء میں علم الانسان کے دو امریکی ماہرین نے مل کر علم الانسان کے ادبیات کا جائزہ لیا اور تقریباً چھ سو کتابیں مطالعہ کیں اور یہ رپورٹ پیش کی کہ ان میں سے آدھی سے زیادہ کتابوں میں کلچر کا لفظ ہی استعمال نہیں ہوا ہے اور بقیہ کتابوں میں کلچر کی کوئی واضح تعریف نہیں کی گئی ہے پھر بھی اسی اصطلاح کا جو مُرادی مطلب ہے اس کی روشنی میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی خاص خطۂ زمین میں بسنے والے افراد جو مغربی تعریف کی روشنی میں قوم کا درجہ رکھتے ہیں ان کی طرز معاشرت رہن سہن، لباس و زبان، عقائد و نظریات، رسم و رواج، قومی ایام و تہوار اور اخلاقی معیار کے ملے جلے انداز کے اظہار کو اس خطے کی تہذیب کہہ سکتے ہیں۔ یہ تہذیب ہر چند کہ اپنے مظاہر سے پہچانی جاتی ہے مگر نسلوں کے درمیان اس کے آثار و اثرات کی ترسیل اور اخلاقیات کی تعلیم کی غرض سے جو چیز Preservation of Communication کا کام انجام

دیتی ہے وہ زبان ہی ہو سکتی ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ یونان کی تہذیب کے امین اگر یونان کے آثار و باقیات ہیں تو اُسی اہمیت کی حامل ان کی زبان بھی ہے۔ جس کے بغیر نہ تو یونان کے فلسفہ کو دیگر زبانوں میں منتقل کیا جاسکتا تھا اور نہ ان نظریات کی روشنی میں اس عظیم تہذیب کے اساسی نکات کو کھا جاسکتا ہے گریہ بات یونان کی تہذیب، قدیم مصر کی تہذیب اور بابل و نینوا کی تہذیبوں کے ساتھ ساتھ جدید دور کی ان اقوام کی تہذیب کے لیے بھی کہی جاسکتی ہے جو اپنے اپنے خطوں میں آج بھی منفرد مقام رکھتی ہیں اور اس سے باہر نہ تو ان کی اہمیت ہے اور نہ کہانیوں قصوں سے زیادہ ان کے چرچے۔ لیکن جب ہم اسلامی تہذیب کا تذکرہ کرتے ہیں تو گویا ایسی ہر قسم کی حد بندی کی نفی کرتے چلے جاتے ہیں جو خطۂ زمین سے وابستہ رہ کر اپنا تشخص رکھتی ہے۔ اس کا بنیادی سبب یہ ہے کہ اسلامی تہذیب نہ تو کسی ایک علاقے کی تہذیب کا نام ہے اور نہ اس میں کسی ایک عہد کی عکاسی ہوتی ہے بلکہ اس تہذیب کی اساس اللہ کے اس ابدی، آخری اور اکمل پیغام پر استوار ہے جو پورے عالم انسانیت کی بہبود و رہنمائی کے لیے ارسال فرمایا گیا اور جس کی روشنی میں تاریخ کائنات ازل سے اس پیغام کی آمد تک کے دو واضح عہدوں میں تقسیم ہوگئی جسے عرف عام میں زمانۂ جاہلیت اور دورِ آگہی یا دورِ تہذیب و تمدن کہا جا سکتا ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ ایسی عالمگیر اور آفاقی تہذیب میں کسی ایسی زبان کے لیے کیا گنجائش ہے جو بہر صورت جنوبی ایشیا کے ایک خاص خطہ سے عبارت ہو اور اس علاقے کے لوگوں کے دلوں کی ترجمانی کا فریضہ ادا کر سکتی ہو۔

لیکن اس منزل تک آنے سے پہلے تھوڑا سا اور اردگرد کے ماحول کا جائزہ ضروری ہو جاتا ہے۔ جس طرح مغرب کے تصور کے مطابق کسی ایک خطہ زمین میں کسی ایک طرزِ حکومت کے تابع رہ کر کسی ایک اقتدارِ اعلیٰ کو تسلیم کرتے ہوئے رہنے والی آبادی کو قوم کہا جاتا ہے اور یہ اپنے کل میں مزید چھوٹی چھوٹی اکائیوں کو تسلیم کرتی ہے، اس طرح کا کوئی تصورِ قومیت اسلام میں روا نہیں ہے۔ بلکہ یہ اس نوعیت کی رنگ و نسل کی تمیز اور خطۂ زمین کے امتیازات کی نفی کرتے ہوئے پورے عالم اسلام کو ملت کی اکائی میں پرو دیتا ہے اور ان کے درمیان ہر قسم کا فرق صرف ایک قدر کے باعث ختم ہو جاتا ہے۔ اور وہ عقیدے کی قدر اور ایمان کی پہچان ہوتی ہے۔ جس طرح اقبال نے کہا کہ

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی نہ ایرانی نہ افغانی

دیکھیے اچانک اردو کا ایک شعر اور علامہ اقبال کی کاوش سے میری مشکل بڑی حد تک آسان ہوگئی اور اسلامی تہذیب سے اردو زبان کا رشتہ قائم ہوگیا کہ یہاں بھی زبان اسی عالمگیر تہذیب کی ترجمان نظر آتی ہے

چنانچہ جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلام میں قومیت کی کوئی گنجائش نہیں ہے تو پھر اس میں تہذیب کی بھی اس محدود تعریف کے لیے کوئی جگہ نہیں رہتی جس کی اساس مغربی طرز کی قومیت پر قائم ہوتی ہے اس لیے ہمیں اسلامی تہذیب کی اصطلاح کے لیے عمومی تہذیب کی تعریف سے ذرا بلند ہو کر گفتگو کرنا پڑے گی اور یہ طے کرنا پڑے گا کہ بابل، نینوا، مصر و یونان، موہن جودڑو اور ہڑپہ، ٹیکسلا اور ایلورا کے تہذیبی آثار میں جہاں جہاں زمانی و مکانی حد بندیاں ہیں انہیں ڈھا کر اسلامی تہذیب پر بحث کرنا مناسب ہو گا۔ ان مکانی قیود میں جہاں لباس و معاشرت رسم و رواج اور رہن سہن کے انداز و آداب آ جاتے ہیں وہیں زبان کی رکاوٹ بھی دور ہو جاتی ہے اور پتہ یہ چلتا ہے کہ اسلامی تہذیب کی پہچان صرف لباس و زبان کے حوالے سے نہیں ہو سکتی بلکہ اس کا تشخص وہ نظریاتی چارٹر ہے جسے رسول محترم ﷺ نے اپنے خطبۂ آخر میں اس طرح بیان فرمایا کہ خداوند قدوس کا فرمانِ قرآنی واضح ہو گیا اس طرح حکم خدا و ندی اور اسوۂ حسنہ دو ایسے منابع ہیں جن سے اسلامی تہذیب کی پہچان ہوتی ہے۔ اب چونکہ یہ تہذیب ہر زمانے اور ہر علاقے کے لیے ہے اس لیے اس میں اوامر و نواہی کی تخصیص کے سوا کوئی اور امتیاز نہیں ہے۔

اور اس کے لیے لباس و زبان کا فرق رکاوٹ نہیں بن سکتا۔
بلکہ جہاں تک زبان کا تعلق ہے اس کا خطہ وار فرق اسلامی تہذیب
کا خود بخود حصہ بن جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جیسے جیسے اسلام
خطۂ عرب کی حدود پار کرکے دنیا کے دیگر علاقوں میں پھیلا ویسے ویسے
وہاں کے لوگوں نے اس آفاقی و ابدی پیغام کو مقامی زبان میں منتقل
کرکے عام لوگوں کی بصیرت کا ذریعہ بنایا اور یوں بہت جلد
قرآن پاک کی تفاسیر سے لے کر احادیث کے تراجم اور اسلامی تاریخ
کے حقائق تک ہر چیز اُس خطے کی زبان میں منتقل ہوتی چلی گئی جہاں
اسلام کی روشنی پھیلی تھی اور یہ اس لیے بھی ہوا کہ اسلام کے نام
لیواؤں نے حکم ربی پر عمل کرتے ہوئے نہ صرف خود کو اس حکمت کا تابع بنایا
بلکہ تبلیغ کو اپنی زندگیوں کا اہم ترین شغل قرار دے کر اکناف و اطراف
میں اسلام کی روشنی پھیلا دی۔ بقول اقبال:

دشت تو دشت ہے دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

اس اصول کے تحت جب اسلام باب الاسلام کے راستے
اس خطۂ زمین تک پہنچا تو عربی زبان سے مقامی زبان میں اور پھر
صدیوں کا سفر طے کرتے ہوئے اس زبان میں اس تہذیب کی نشانیاں
محفوظ ہوتی چلی گئیں جو مقامی اور غیر مقامی لوگوں کے برسہا برس
کے ارتباط اور متعدد زبانوں کے باہم اشتراک سے تشکیل ہوئی تھی
اور جسے ریختہ، برج بھاشا وغیرہ کے ناموں سے گزر کر اردو کا
مقبول عام نام نصیب ہوا تھا۔

چنانچہ اس مقام پر میں سید احتشام حسین کے الفاظ سے استفادہ
چاہوں گا۔ جو فرماتے ہیں کہ

"ہندوستان سے عربوں کا تعلق قدیم تھا۔ لیکن اس
میں تہذیبی لین دین نرالے نام اختلاط سے پیدا ہو رہا تھا۔
پراکرتوں کا ارتقا بھی اسی ہندوستانیت کے نشوونما کا
ایک حصہ ہے"

سید احتشام حسین صاحب اتنا اشارہ کرکے لطیف پیرائے میں
اس طرف چلے جاتے ہیں جہاں اُن جیسے نظریہ رکھنے والے شخص کو
جانا بھی چاہیے اور اس طرح وہ اردو زبان کو مسلمانوں اور ان
کے ہم وطنوں کی ملی جلی ہندوستانی تہذیب کی علامت قرار دیتے
ہیں۔ مگر ایسا کرتے وقت وہ غالباً شعوری طور پر اس حقیقت کو
نظر انداز کر دیتے ہیں کہ یکساں زبان بولنے کے باوجود ہندوستان
میں دو قومیں آباد تھیں اور اسی لیے دو قومی نظریے کی بنیاد پر مسلمانوں
نے اپنا الگ ملک لینے کا عزم کیا اور وہ کامیاب رہے۔ یہی سبب
تھا کہ سر سید جیسا دوراندیش شخص پہلے اِن دو قوموں کو ایک دیش
کی دو آنکھیں قرار دے رہا تھا مگر بعد میں ان کے جداگانہ سماجی
تشخص اور نظریاتی پہچان کو بنیاد بنا کر ایک دوسرے میں ضم نہ
ہوسکنے کے تصور کا برملا اعتراف بھی کرتا تھا۔ پھر تاریخ نے یہ
ثابت کر دیا کہ فورٹ ولیم کالج کے قیام اور آزادی کے زمانے میں
نعروں کی گونج کے ساتھ ہی ہندوستانی تہذیب میں دو جدا جدا رسم الخط
سے عبارت دو زبانوں کا تصور بتدریج مستحکم ہونے لگا اور ان
میں سے دوسری زبان یعنی اردو کی سرپرستی کا سہرا مسلمانوں
کے سر بندھا جس کی بنیاد پر پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان
نے برملا کہا کہ اردو مسلمانوں کی زبان ہے اور پھر بانیٔ پاکستان حضرت
قائد اعظم محمد علی جناح نے اردو ہی کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا۔

یہاں یہ نازک بات پیش نظر رکھنی ہوگی کہ عمرانیات کے
علماء زبان کو محض ربط ضبط و ترسیلِ تفکر کا ذریعہ سمجھ کر اُسے خطے سے
وابستہ کر دیتے ہیں اور کسی تہذیب کی علامت بتاتے ہیں۔ لیکن
اسلامی تہذیب کی جو اساس اوپر بیان کی گئی ہے اُسے خاطر خواہ
اہمیت دینے کے بعد یہ نظریہ باطل ہو جاتا ہے اس لیے ہندوستان
میں ہر چند کہ اردو زبان میں پنڈت دیا شنکر نسیم، پنڈت رتن ناتھ
سرشار، برج نرائن چکبست اور دورِ جدید میں پریم چند کرشن چندر،
رگھو پتی سہائے فراق گورکھپوری راجندر سنگھ بیدی اور کنہیا لال
کپور جیسے لیکھک پیدا ہوئے مگر اُسے جو تشخص حاصل ہوا وہ مسلمان
لکھنے والوں سے اور خصوصاً ان کی ایسی تحریروں سے جن میں اسلامی
تعلیمات اور تہذیب کا پرتو نمایاں تھا۔ میں یہ نہیں کہتا کہ اس طرح
اردو زبان سے غیر مسلم شاعروں اور ادیبوں کے نام خارج کر دیے

جانے چاہییں۔ زبانوں کے ساتھ نہ ایسا سلوک مناسب ہوتا ہے اور نہ فطری [illegible] ہے۔اردو یقیناً اپنی تاثیر کے سبب سے غیر مسلموں کے لیے بھی توجہ کا باعث رہی ہے لیکن یہاں یہ تسلیم نہ کرنا بجائے خود ناانصافی کی دلیل بنے گا کہ اردو نے اسلامی تہذیب کے لیے ہندوستان کے خطے میں پاکستان کی تشکیل سے قبل عموماً اور قیامِ پاکستان کے بعد اس ملک میں خصوصاً تاریخ ساز کام کیا ہے۔

اس طرح حضرت امیر خسروؒ کی کاوشوں سے لے کر خواجہ الطاف حسین حالیؔ کی مسدس تک خود بخود اس زبان کا ایک رُخ متعین ہو جاتا ہے۔ اسی طرح نثر میں ڈپٹی نذیر احمد کے اصلاحی ناولوں سے جو بجائے خود اسلامی معاشرت و تہذیب کا زندہ جاوید نمونے ہیں، عبدالحلیم شرر کی تحریروں تک اردو زبان پورے معاشرے میں ایک نوع کی فضا استوار کرتی نظر آتی ہے۔ پھر جہاں نظیر اکبر آبادی کی عوامی نظموں، شبلی نعمانی کی سیرت نگاری، علامہ سید سلیمان ندوی کی تاریخ نگاری، سر سید کی اخلاقی تحریک، مولانا ظفر علی خان، حضرت احمد رضا بریلوی کی نعتوں، محسن کاکوروی کے سرمست اور خود علامہ اقبالؒ کی دینی نظموں سے ثابت ہو جاتا ہے کہ اردو نے کس طرح اس خطے کے تعلیم یافتہ طبقے کو خصوصاً اسلامی تہذیب و تمدن اور مسلم تاریخ سے نہ صرف آشنا کیا بلکہ ایک ایسی فضا کو بھی تشکیل دیا جس سے نوجوانوں میں اپنی تاریخ سے محبت، مشاہیر سے لگاؤ اور اکابرین سے عشق پیدا ہوا اور جس کی حدت اور شدت سے سرشار ہو کر وہ بھی کوچۂ قربانی میں سر بکف نکل پڑے۔

اس بات کو زیادہ بہتر انداز میں سمجھنے کے لیے اُردو زبان کے عہد بہ عہد ارتقا کی تاریخ کا مطالعہ نہ صرف دلچسپ ہوگا بلکہ اس سے متعلق بھی۔ تاہم طوالت کے خوف سے اس کا تفصیلی جائزہ لینے کی بجائے صرف اشارہ کرنا کافی سمجھتا ہوں اور اتنا عرض کر دینے پر اکتفا کرتا ہوں کہ گو اس زبان کی عمر [illegible] دیگر زبانوں کی نسبت زیادہ نہیں ہے، لیکن کسی کو بھی اس حقیقت کے اعتراف میں کوئی کلام نہ ہوگا کہ آج ان دشواریوں کے باوجود جن کا اشارہ اوپر کیا گیا اردو کو نہ صرف بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے بلکہ اس نے موجود علمی، تاریخی، دینی اور معاشرتی سرمایے کو احساسِ تفاخر کے ساتھ ادبِ عالیہ میں شمار کیا جا سکتا ہے اس کا بنیادی سبب ایک تو زبان کی کشش اور منفرد ساخت ہے اور دوسری وجہ اس زبان کے بولنے والوں کا اسلامی تہذیب سے گہرا رشتہ ہے۔

اُردو کی فریاد

جعفر بلوچ

اک زمانے میں میرا مرکز تھے
لکھنؤ اور شاہ جہاں آباد
اب وطن پاک سرزمیں ہے مرا
میرا ہر حرف اب ہے پاک نہاد
میرے محسن تھے قائدِ اعظمؒ
تھے وہ میرے فروغ سے دلشاد
اپنی قومی زبان اُردو ہے
بارہا آپ نے کیا ارشاد
ہو گئے میرے درپئے آزار
جن کو حاصل ہوا مجھی سے مفاد
دیکھ کر یہ سلوک اپنوں کا
مجھ کو بے ساختہ یہ آیا یاد
"ہر کس از دستِ غیر نالہ کند
سعدی از دستِ خویشتن فریاد"

[illegible] ۲۸ جون ۱۹۸۵ء

ڈاکٹر مجید بیدار

لاہور میں مطبوعہ اُردو ڈرامے

(آغاز تا ۱۹۴۷ء)

دُنیا میں انسان کے وجود اور اس کی حرکات و سکنات کے جائزے سے کردار کی حیثیت سے متحرک ہے۔ لیکن جہاں تک کرداروں کی فطرت اور اُن کے مقصدِ زندگی کا تعلق ہے۔ یہ کہنا دشوار ہے کہ دنیا میں کوئی بھی انسان ڈرامے کے کردار کی طرح سوچے سمجھے پلاٹ کے مطابق زندگی نہیں گزارتا بلکہ اُسے خود اپنی زندگی گزارنے کے لیے ہزاروں پلاٹ ترتیب دینے ہوتے ہیں اور ان ہی پلاٹس میں سے کسی ایک دلچسپ پلاٹ کو کرداروں اور مکالموں سے مربوط کرکے بیان، عمل، تصادم اور انجام میں ڈھال دینا درحقیقت فنِ ڈرامہ ہے۔

اردو زبان اور ادب میں ڈرامے کے فن کی روایت سنسکرت ناٹکوں کے ترجمے اور تھیٹر کمپنیوں سے وابستہ منشیوں کی خیالی تک بندیوں سے ہوئی۔ تخلیقی ذہانت کے پس منظر میں اردو ڈرامے کی تحریر ابتدائی دور میں مفقود رہی۔ حتیٰ کہ یہ سلسلہ بیسویں صدی کے ابتدائی ربع تک جاری رہا۔ اس کے علاوہ تھیٹر کمپنیوں سے منشیوں کے مسودے ڈرامہ اسٹیج ہونے تک اہمیت رکھتے تھے اور ان کی اشاعت کی طرف کوئی توجہ نہیں دی جاتی تھی۔ بعض منشیوں کے ڈرامے شائع ہوئے لیکن ان کا شمار نہ ہونے کے برابر ہے۔ اُس دور میں ڈرامہ تحریر کرنے کا مقصد ہی اُسے سٹیج پر پیش کرنا ہوتا تھا لیکن بعد میں تعلیم پسند ادیبوں نے ڈرامے کی تحریر کے ساتھ اس کی اشاعت پر توجہ دی جس کی وجہ سے کافی "کتابی ڈرامے" عالمِ وجود میں آگئے لیکن انہیں اسٹیج ہونے کی سعادت نصیب نہ ہو سکی تاہم کثیر تعداد میں ایسے ڈرامے بھی دیکھے گئے ہیں جو کتابی شکل میں شائع ہونے کے باوجود اسٹیج پر پیش کیے جانے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان تمام خوبیوں اور خصوصیتوں کے باوجود اردو میں ڈرامے کی صنف ترقی کے منازل طے کرنا تو کجا معیاری ڈرامہ تک نہیں کر سکی۔

عام طور پر یہ تصور کیا جاتا ہے کہ اردو زبان میں ڈرامہ نگاروں کی تعداد نہ ہونے کے برابر ہے اور یہ فن اسی قحط الرجال کی وجہ سے ترقی نہ کر سکا۔ اس غلط فہمی کی وجہ کتب خانوں میں موجود "کتابی ڈراموں" کی فہرست سے لاعلمی ہے۔ آزادی سے پہلے تک کتابوں کی اشاعت کے لیے لاہور کو ملک گیر شہرت حاصل تھی۔ آزادی کے بعد مختلف شہروں میں طباعت کی سہولتیں مہیا ہو جانے کی وجہ سے اُس شہرت میں کمی واقع ہو گئی۔ لاہور کو یہ افضلیت حاصل ہے کہ یہاں کے مطبعوں میں ہر علم و فن کی کتابیں شائع کی گئیں اور ابھی تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ مختلف کتب خانوں میں محفوظ ڈراموں اور اردو کتب کی فہرستوں سے استفادہ کے بعد پاکستان سے شائع ہونے والے اردو ڈراموں کو سنہ واری اساس پر ترتیب دے کر پیش

کیا جارہا ہے تاکہ اندازہ ہوسکے کہ آزادی سے قبل تک پاکستان سے کتنے ڈرامے شائع ہوچکے تھے - اس فہرست میں صرف دستیاب شدہ ڈراموں کو شامل کیا جارہا ہے اسی لیے تحقیقی نقطہ نظر سے یہ فہرست حتمی نہیں قرار دی جاسکتی بلکہ اس میں مزید اضافہ ممکن ہے - اس نامکمل فہرست کا مقصد یہ ہے کہ شائع شدہ اردو ڈراموں کے پورے ذخیرے کو یکجا کر لیا جائے چونکہ ابھی تک کسی ادارے نے ایسی ترتیب کا اہتمام نہیں کیا اور محققین کے لیے ایسی فہرستیں اہمیت کی حامل ہوتی ہیں اس کے علاوہ عام قاری کی معلومات میں بھی اضافہ کرتی ہیں اسی لیے بعض اندراجات ثانوی ماخذوں سے درج کیے گئے ہیں :-

۱- آبِ ابلیس (کھیل عفریت) — مطبوعہ ۱۹۰۲ء
بھائی دریا سنگھ اینڈ سنس نے ۱۹۰۲ء میں لاہور سے شائع کیا۔
ص ۱۰۴

۲- رام لیلا ناٹک (جلد اول) — مطبوعہ ۱۹۰۷ء
محمد افضل خان ہمدم نے مطبع فیض عام لاہور سے شائع کیا۔
ص ۱۰۰

۳- داؤ پیچ — مطبوعہ ۱۹۰۷ء
محمد افضل خان ہمدم نے حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۶۸

۴- ناٹک بزم فانی — مطبوعہ ۱۹۰۷ء
محمد افضل خان ہمدم نے مطبع فیض عام لاہور سے شائع کیا۔
ص ۶۴

۵- ظلم وحشی — مطبوعہ ۱۹۰۸ء
بھائی دریا سنگھ اینڈ سنس نے حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا
ص ۸۴

۶- دھوپ چھاؤں — مطبوعہ ۱۹۰۹ء
ایم ایس بھاٹیہ نے ہندوستان اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۹۲

۷- صید ہوس — مطبوعہ ۱۹۰۹ء
ایم ایس جوہر نے سیوک مشین پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۷۲

۸- ناکامیٔ عشاق (منصور و موہنا) — مطبوعہ ۱۹۰۹ء
معزالدین احمد معراج نے خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا
ص ۷۴

۹- مہا بھارت — مطبوعہ ۱۹۱۰ء
پنڈت ہرگوبند نے فیض عام پریس لاہور سے شائع کیا
ص ۱۲۸

۱۰- امرت — مطبوعہ ۱۹۱۱ء
ایم-ایس جوہر نے حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۶۴

۱۱- گلِ انصاف — مطبوعہ ۱۹۱۲ء
حبیب اللہ شاہ حبیب جلالپوری نے افسانہ ایجنسی لاہور سے شائع کیا۔

۱۲- انمول موتی — مطبوعہ ۱۹۱۴ء

تاریخی کتب خانہ لاہور نے مرتب کرکے نولکشور اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۸۶

۱۳۔ شکنتلا ناٹک (گم شدہ انگوٹھی) مطبوعہ ۱۹۱۵ء
اکسیر سیالکوٹی مترجم نے پنجاب نیشنل اسٹیم پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۱۱۴

۱۴۔ ظفر کی موت (ترجمہ از مارس میٹرلنک) مطبوعہ ۱۹۲۳ء
نور الٰہی محمد عمر مترجمین نے کریمی پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۷۴

۱۵۔ اندھی دنیا مطبوعہ ۱۹۳۷ء
نسیم چغتائی نے نامی پریس لاہور سے شائع کیا۔
ص ۱۲۵

۱۶۔ روحِ سیاست مطبوعہ ۱۹۳۲ء
نور الٰہی محمد مترجمین نے اردو بک سٹال لاہور سے شائع کیا۔
ص ۱۰۴

۱۷۔ جاہ و جلال مطبوعہ ۱۹۴۰ء
(ترجمہ از کتاب کیرل چیک) غلام مصطفیٰ تبسم صوفی (مترجم) نے گورنمنٹ کالج ڈرامیٹک کلب لاہور سے شائع کیا۔
ص ۱۵۹

۱۸۔ سات کھیل مطبوعہ ۱۹۴۶ء
راجندر سنگھ بیدی نے سنگم پبلشرز لمیٹڈ لاہور سے شائع کیا۔
ص ۲۴۳

سنِ طباعت کے بغیر چند مطبوعہ اردو ڈراموں کی فہرست ذیل میں درج کی جارہی ہے۔

۱۹۔ دلیر دل شیر — از محمد افضل خان ہمدم مطبع فیض عام لاہور۔
ص ۹۱

۲۰۔ لنک تارا — از محمد افضل خان ہمدم راجپوت گزٹ مشین پریس لاہور
ص ۴۳

۲۱۔ ست بادی راجہ ہریش چندر — از محمد افضل خان ہمدم پنجاب فرینڈس کمپنی لاہور
ص ۷۲

۲۲۔ خوبیٔ قسمت — از محمد افضل خاں ہمدم مطبع فیض عام لاہور۔
ص ۸۰

۲۳۔ بھول بھلیاں — بھائی دربار سنگھ اینڈ سنز اخبار اسٹیم پریس لاہور

۲۴۔ فتح جنگ — از ایم۔ ایس جوہر حمیدیہ اسٹیم پریس لاہور۔
ص ۸۴

۲۵۔ کربلا — از منشی پریم چند لاجپت رائے اینڈ سنز لاہور
ص ۲۱۴

۲۶۔ علاء الدین — از پیارا محمد آریہ اسٹیم پریس لاہور
ص ۸۸

۲۷۔ مالن کی بیٹی — از ریاض الدین احمد دہلوی آریہ اسٹیم پریس لاہور
ص ۸۰

۲۸۔ زہری سانپ — از ریاض الدین احمد دہلوی رام داس اینڈ سنز لاہور
ص ۸۱

۲۹۔ کنگ لیر (سفید خون) از سردار محمد ہندوستان اسٹیم پریس لاہور ص ۸۸

۳۰۔ گلِ روزینہ (الفت کا نگینہ) از سید عباس علی ہندوستان اسٹیم پریس لاہور ص ۸۱

۳۱۔ خاندانِ ایڈنیس (خونِ دلربا) از گوہر علی خان گوہر رامپوری مولچند اینڈ کمپنی۔ لاہور ص ۸۳

۳۲۔ روپ متی اور باز بہادر از محشر عابدی عالمگیر بک ڈپو۔ لاہور ص ۱۳۶

۳۳۔ نور کی پتلی (باتصویر) از مولا بخش ہمدم جے ایس سنت سنگھ اینڈ سنس لاہور۔ ص ۷۸

۳۴۔ مارآستیں (ہملٹ) از مہدی حسن خاں احسن لکھنوی حمیدیہ پریس۔ لاہور۔ ص ۸۰

۳۵۔ سرفروش از نرائن سنگھ خادم التعلیم اسٹیم پریس لاہور ص ۶۰

۳۶۔ چند ڈرامے از نور الٰہی و محمد عمر کریمی پریس لاہور ص ۱۲۸

۳۷۔ اسیرِ حرص از پنڈت گوبند فیض عام پریس لاہور ص ۵۲

۳۸۔ سندر مینا وتی ناٹک از پنڈت ہرگوبند نولکشور گیس پریس لاہور ص ۷۱

۳۹۔ شیریں و فرہاد داغِ حسرت از حکیم نظامی آریہ اسٹیم پریس لاہور ص ۵۰

اس ترتیب کے دوران پاکستان کے کتب خانوں کی فہرستوں کی عدم دستیابی کی وجہ سے استفادہ نہیں کیا سکا۔ پاکستانی ادیب اور محققین اس جانب توجہ دے کر ادب کی ہر صنف اور دیگر علوم و فنون پر موجود کتابوں کی فہرست کی ترتیب میں دلچسپی لیں تو مستقبل کے محققین کے لیے تمام تر سہولتیں دستیاب ہو جائیں گی اور ادب کے قاری کو بھی مختصر وقت میں ہر فن پر کتابوں کی تفصیل اور ان کے عنوانات کے اعتبار سے مواد دستیاب ہو جائے گا۔

فیض اور قومی زبان

یہاں (پاکستان)، دو سو برس پہلے اردو کے بہت سے ادیب پیدا ہوئے جن کی تحریریں کچھ دستیاب ہوتی ہیں اور کچھ دستیاب نہیں ہوتیں۔۔۔ چونکہ دربار دلی میں تھا اس لیے زیادہ نامور ادیب اور شعرا دلی میں پیدا ہوئے۔ لیکن درباری شعراء اور ادیبوں کے علاوہ صوفیا، علماء، مورخوں، فقیہوں اور مبلغوں نے جو دینوی کتابیں گمنامی میں رہ کر لکھیں وہ اردو میں تھیں اور یہ سب لوگ اسی خطے میں پیدا ہوئے اور اسی خطے میں انہوں نے زبان کو فروغ دیا۔ اس کے بعد جب انگریز آئے تو اردو کو اس کے اپنے وطن میں زوال ہوا۔ اردو زبان کا صحیح فروغ اور ترقی اسی علاقہ میں ہوئی جس کو ہم آج پاکستان کہتے ہیں۔ اس لیے اردو زبان ہماری تہذیبی روایت سے الگ چیز نہیں ہے بلکہ اس کا اہم جزو ہے۔

(اردو ادب ۸۳
ص ۳۵۳-۳۵۴)

نفیسہ اعظم

ڈاکٹر قمر واحد سے ایک ملاقات

انسان کے منہ سے نکلا ہوا ہر لفظ، اٹھنے والا ہر قدم
ضطراری یا غیر اضطراری طور پر ظہور پذیر ہونے والی ہر حرکت ذہن
ں اٹھنے والا ہر خیال ماضی کے نقیب ہیں۔ ماضی جو تاریخ کے ادوا
حصہ بن جاتا ہے، تاریخ جو ہمیں بیتے ہوئے کل کے بارے میں معلومات
راہم کرتی ہے۔ ہر قوم کا ایک ماضی ہوتا ہے، ایک تاریخ ہوتی ہے
نسانی رویوں، تہذیب، تخریب و تعمیر کی بنیاد پر قائم یہ تاریخ کسی قوم
ا سرمایہ ہوتی ہے۔ مسلمانوں کا بھی ایک ماضی تھا، ایک ماضی ہے اور
وگا۔ اسی نے مسلمانوں کی سنہری تاریخ کو جنم دیا۔ ہمارا آج کل ہماری
ارتخ میں تیزی سے ڈھلتا چلا جا رہا ہے۔ سندھ یونیورسٹی کی پروفیسر
اکٹر قمر واحد نے بھی تاریخ اسلام کا گہری نظر سے مطالعہ کیا۔ پھر انہوں
نے تاریخ کو سمجھنے کے لیے علم الانسانیات کے بحرِ زخار کی شناوری کی
ہ عہد ماضی کے مسلمانوں کے رویوں کی مدد سے عصرِ حاضر کے مسلمانوں کی سوچ
ذبات، احساسات اور تہذیب کو جانچنے کی کوشش کر رہی تھیں،
یرے سامنے بیٹھی بول رہی تھیں اور میرا پورا وجود ان کے لفظوں
کے حصار میں تھا۔ دورانِ گفتگو جب انہوں نے یہ بتایا کہ انہوں نے
مریکہ میں امریکن انڈینز پر تحقیق کی تو میں چونک پڑی۔ ی کی
کوئی خاص وجہ؟" میں نے پوچھا۔ "ہاں"۔ چند لمحوں کے توقف
کے بعد وہ گویا ہوئیں۔ "بات یہ ہے کہ مجھے اس چیز سے ہمیشہ دلچسپ
رہی ہے کہ مختلف زبانیں بولنے والوں اور مختلف تہذیبی تاریخ رکھنے
والوں کے آپس میں روابط کس طرح نمو پاتے ہیں۔ مختلف تاریخی اور
تہذیبی عوامل کس طرح ان پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ میں چونکہ پاکستان
سے تعلق رکھتی تھی جہاں کئی زبانیں ہیں اس لیے مجھے اس موضوع کا
خیال آیا۔ جب میں امریکہ پہنچی تو میں نے وہاں بھی مختلف طبقوں کو
دیکھا۔ میں نے سوچا کہ آخر کون سی چیز ہے جس نے انہیں آپس میں ملائے
رکھا ہے اور کون سی چیزیں ہیں جو ان کے درمیان علیحدگی کی دیوار بنتی
ہیں۔" "گویا آپ انسانی نفسیات میں درک رکھتی ہیں۔؟" میں نے
پوچھا۔ "میرے خیال میں علم الانسانیات کے مطالعے میں علم نفسیات
پڑھنا بھی بے حد ضروری ہے اس سے ہم انسان کی مختلف حالتوں کو
بہتر طور پر جانچ سکتے ہیں بلکہ میں تو یہ کہوں گی کہ نفسیات کے ساتھ
عمرانیات بھی ضروری ہے۔ عمرانیات، نفسیات اور علم الانسانیات
تینوں ہی سماجی علوم ہیں، تینوں کا تعلق معاشرے سے ہے ان کو پڑھنے
سے انسانی کردار کو سمجھنا آسان ہے"۔ انہوں نے کہا: "آپ نے انسانی
کردار کا ذکر کیا۔ یہ بتایئے قومی سطح پر ہمارا کردار کیا ہے؟" میں نے
پوچھا۔ "قومی سطح پر سب سے پہلے تو ہم عام سے انسان ہیں۔ وہی
انسانی سکھ دکھ کے تانے بانے، وہی چھوٹی چھوٹی خواہشات اور جذبات۔
لیکن جب ہم من حیث القوم اپنے کردار کی بات کرتے ہیں تو ہمارا
کردار اسلامی ہے، یعنی ہم سب سے پہلے مسلمان ہیں پھر کچھ اور،
یہ اسلام ہی تھا جس وجہ سے آج ہم ایک آزاد مملکت میں سانس
لے رہے ہیں۔ یہ اسلامی تعلیمات ہیں جنہوں نے آج ہمیں اپنا وقار
دیا ہے"۔ انہوں نے کہا اور اٹھ کر میز پر رکھی چائے بنانے میں

مصروف ہوئیں۔

" ہماری ہاں عام افراد کو خواندہ بنانے کی مہم بھی تو چلی ہے، سندھ میں کس حد تک لوگ تعلیم کی طرف راغب ہیں؟" میں نے پوچھا، "اسکیم تو بہت اچھی ہے لیکن اتنی زیادہ کامیاب نہیں ہو رہی" قریب آکر بیٹھتے ہوئے بولیں۔" اس کی وجہ؟" ۔ میں نے چائے کی پیالی ہاتھ میں لیتے ہوئے پوچھا۔ " دیکھیے اس قسم کی خواندگی کی اسکیم بنانے والوں کو چاہیے کہ وہ جہاں جہاں اپنے مراکز قائم کر رہے ہیں اس خطے کی طبعی ضرورت کا خیال بھی رکھیں مثلاً گوٹھوں دیہاتوں میں ایک خاص موسم ہوتا ہے جب بچے سے بوڑھے تک سب لوگ کام میں لگ جاتے ہیں اور اس وقت یہ مراکز خالی پڑے رہتے ہیں۔ کچھ موسم ایسے ہوتے ہیں جب لوگوں کو وقت مل جاتا ہے یقیناً ایسے موسم ہی میں یہ مراکز چل سکتے ہیں۔" یہ بتایئے کہ سندھ میں سرکاری اور نجی اسکولوں کی صورت حال کیا ہے؟ " سندھ میں جو نجی اسکول تھے وہ بہت اچھے طریقے پر چل رہے تھے کیونکہ ایک تو یہ تھا کہ کمرشل بنیادوں پر قائم تھے دوسرے یہ کہ مسابقت کا جذبہ بھی تھا۔ لیکن جب ان اسکولوں کو قومیایا گیا تو ان کا معیار گرنے لگا۔ اس وقت سرکاری پرائمری اور مڈل اسکولوں کی حالت کچھ اچھی نہیں ہے۔ انہوں نے بتایا" ہاں،۔ وہاں پر ذریعہ تعلیم کون سی زبان ہے؟ میں نے پوچھا۔ ہمارے ہاں سندھی اور اردو میں تعلیم دی جاتی ہے۔ یہ پڑھنے والے پر منحصر ہے کہ وہ کون سی زبان میں تعلیم حاصل کرنا چاہتا ہے۔ کسی پر کوئی جبر نہیں۔" وہ چائے کی پیالی ایک طرف رکھتے ہوئے بولیں" انگریزی؟" میں نے ان کی تقلید کرتے ہوئے پوچھا۔" انگریزی بحیثیت ایک مضمون کے پڑھائی جاتی ہے، چھٹی جماعت سے دسویں تک اس کے بعد یہ طالب علم کی مرضی ہے کہ انگریزی کو جاری رکھے یا چھوڑ دے" انہوں نے کہا" اساتذہ کے کیا حالات ہیں؟" ۔ میں نے ان کی روشن آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔" اساتذہ ۔ سرکاری اسکولوں میں اساتذہ اور طالب العلم دونوں ہی ایک اہم مسئلہ میں گھرے ہوئے ہیں، یعنی طلبا کی کثیر تعداد ہے اور اساتذہ کی تعداد قلیل۔ جو لوگ تدریس کی طرف آتے ہیں وہ طبعی طور پر استاد نہیں ہوتے یعنی جب کوئی دوسرا کام نہیں ملتا تو سفارش کے ذریعے یا سرٹیفکیٹ کورس کی مدد سے استاد بن جاتے ہیں۔ اب اگر آپ انہیں اساتذہ میں سے کسی سے یہ کہیں کہ میں تم کو تھانے میں ایس ایچ۔ او لگوا دوں گی۔ آپ یقین کیجیے کہ وہ اسی وقت اسکول کو خیرباد کہنے کے لیے تیار ہو جائے گا۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس وقت گریڈ ۱۴ میں ہیں اور اگر انہیں کسی اور ادارے میں گریڈ ۷ میں بھیجنے کو کہا جائے تو وہ کسی طور نہیں جائیں گے۔ مگر ان لوگوں کی تعداد بے حد کم ہے۔" انہوں نے کرسی پر پہلو بدلتے ہوئے کہا۔" تو اس کا کوئی حل ہے؟ میں نے پوچھا۔" اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ اساتذہ کو معاشی طور پر مستحکم کیا جائے اور وہ اپنے تربیتی اداروں سے جب تک مطلوبہ سند حاصل نہ کرلیں تب تک اسے اسکول میں پڑھانے کی اجازت نہ دی جائے پھر اساتذہ کے تربیتی اداروں کے نصاب جدید دور کی تدریس سے ہم آہنگ کیے جائیں۔ انہوں نے تجویز پیش کی " گاؤں گوٹھوں میں اسکول کی کیا حالت ہے؟" " کئی گوٹھوں میں اسکول موجود ہیں جبکہ بعض میں نہیں ہیں۔ کئی جگہ تو یہ بھی ہے کہ چار پانچ دیہات کے لیے ایک اسکول ہے۔ قریب قریب کے دیہات سے بچے آکر داخل ہوتے ہیں۔" وہ بولیں یہ اسکول کتنے میل کی مسافت پر قائم ہے؟" میں نے پھر پوچھا۔" تقریباً پانچ میل سے بچوں کو پیدل چل کر آنا پڑتا ہے" انہوں نے ایک لمبی سانس لیتے ہوئے کہا۔" لڑکیوں کے لیے بھی کوئی سکول ہے؟" میں نے پوچھا۔" لڑکیوں کے لیے اتنے زیادہ اسکول نہیں ہیں۔ گورنمنٹ نے جو کمیونٹی سینٹر کی اسکیم چلائی ہے اس کے تحت تھوڑی بہت لڑکیاں تعلیم حاصل کرلیتی ہیں وہ بھی بس اس حد تک کہ لکھنا پڑھنا آجائے" " اچھا یہ بتایئے کہ پچھلے دس برس میں سندھ میں کس قسم کا ادب تخلیق ہوا ہے؟" اسکولوں کی حالت زار سے میں نے ایک دم ادب کی طرف رجوع کیا۔" اس میں ایک تو تفریحی ادب ہے۔ افسانے، ہلکی پھلکی کہانیاں، اس کے ساتھ ساتھ کچھ ایسا ادب بھی تخلیق ہوا ہے جو معیاری ہے پھر ادب کا ایک حصہ ایسا بھی ہے جو موجودہ حالات میں پیدا ہونے والی مایوسی کی عکاسی کرتا ہے۔ اس کے علاوہ گزشتہ چھ سات

ماہ میں سندھ کے کچھ علاقوں میں مخصوص غیر ملکی نظریات کا پرچار کرنے والی کتابیں بھی آئی ہیں، ایسی کتابیں جو خاص طور سے کمیونسٹ نظریات کی تبلیغ کرتی ہیں۔" ڈاکٹر صاحبہ نے مطلع کیا" ادب میں خواتین نے کیا کردار انجام دیا ہے؟" میرا لہجہ کچھ دھیما پڑ گیا۔ "ہمارے ہاں ادب میں بہت سی خواتین لکھتی رہی ہیں جن میں نور شاہین تھیں، ان کی شاعری کا دور اوائل ۵۱ء سے شروع ہوتا ہے۔ آج کے دور میں تقریباً ۳۰ کے قریب شاعرات موجود ہیں جو بہت اچھے شعر کہہ رہی ہیں۔ نثر نگاروں میں ثمیرا زریں تھیں جن کو سندھی افسانے کی خاتون اول کہا جاتا ہے۔ انہوں نے عورت کی نفسیات پر بہترین کہانیاں لکھیں۔ ان کی کئی کتابیں چھپ چکی ہیں اس کے بعد مہتاب محبوب ہیں، بیگم زینت چنا تھیں۔ جنہوں نے اچھی کہانیاں لکھیں اور ایک رسالہ "ماروی" بھی نکالا جو کئی سال تک چلتا رہا۔ اس کے علاوہ تنویر جونیجو، خیر النساء جعفری"۔ ان کی دبنگ آواز رک گئی اور میں نے موقعے سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایک سوال اور جڑ دیا۔ "کیا ان کی کہانیوں کے ترجمے نہیں ہوتے؟" "نہیں۔" ان کی دبنگ آواز بھی کچھ کمزور سی پڑ گئی تھی۔ "سندھ یونیورسٹی میں اردو کے کتنے طالب علم ہیں؟" میں نے پھر سے شعبۂ تعلیم کی طرف رجوع کیا۔ "بہت کم۔ دس یا بارہ!" انہوں نے بتایا۔ "اور اساتذہ؟" میرا لہجہ لپکا۔ "آٹھ عدد!" ان کے الفاظ مسکرائے۔ "یعنی دس بارہ طلباء پر آٹھ اساتذہ؟ کمال ہے"۔ اس لمحہ بہت دیر سے ذہن میں گھومنے والا سوال میرے لبوں پر مچل اٹھا۔ "ڈاکٹر صاحبہ آپ نے ڈاکٹریٹ کیا ہے، بہت پڑھی لکھی خاتون ہیں۔ آپ نے کیوں اسکول میں تدریس کا پیشہ نہیں چنا؟" "میں جب ڈاکٹریٹ کرنے گئی تھی اس وقت ایک اسکول کی ہیڈ مسٹریس تھی اور جب واپس آئی تو یونیورسٹی سے اسی اسکول میں واپسی کا کہا تو یونیورسٹی والوں نے مجھے وہاں جانے نہ دیا اور کہا کہ آپ اتنا پڑھ لکھ کر پھر واپس اسکول جائیں گی"؟ میں اب آپ سے ایک آخری سوال کروں گی۔ وہ یہ کہ قومی زبان کے فروغ میں ہم مزید کیا اقدامات کر سکتے ہیں؟" میں نے اپنا سامان سمیٹتے ہوئے پوچھا۔ "اس سلسلے میں میرا ذاتی خیال ہے کہ بہتر تو یہ ہوگا کہ مقتدرہ ایک سروے کروائے جس میں لوگ سوالنامے لے کر گاؤں، دیہات اور شہروں تک جائیں اس میں طلباء، دانشور، اساتذہ، گھریلو خواتین، عام کاروباری لوگوں سے اس ضمن میں سوالات کریں مثلاً یہی کہ ان سے پوچھا جائے کہ انہوں نے کس حد تک اردو کو اپنی بول چال یا جذبات کی ترجمانی کا ذریعہ بنایا ہے؟ ٹیلی ویژن اور ریڈیو پر اردو کے ایسے کون کون سے پروگرام ہیں جو انہیں پسند ہیں اور وہ باقاعدگی سے دیکھتے یا سنتے ہیں۔ کس قسم کی اردو کی کتابیں پڑھتے ہیں؟ کہاں پر اردو کو سمجھ نہیں سکتے اور اس سے کنارہ کشی کرتے ہیں اور کیوں؟۔ اس طرح ہر طبقۂ فکر کے بارے میں معلومات حاصل ہو جائیں گی اور اس طرح ایک ہدف بھی مل جائے گا کہ کس سمت مقتدرہ کو زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے!"

اور یوں اس آخری سوال کے ساتھ ڈاکٹر قمر واحد کے ساتھ گزارے دو گھنٹے اپنے اختتام کو پہنچے۔

نئی مطبوعات

فارسی اصطلاحات سازی (کتابیات)

حصہ اول و دوم

سید عارف نوشاہی

ڈاکٹر مہر نور محمد

مجلد ۵۸ غیر مجلد ۴۲ روپے

۲۔ دفتری ترکیبات و فقرات کی لغت

مجیب الرحمٰن مفتی

مجلد ۴۸ غیر مجلد ۳۶ روپے

۳۔ وفاقی اور صوبائی اداروں اور محکموں کے نام

مجلس استناد

۴۔ عربی اصطلاحات سازی (کتابیات)

محمد طاہر منصوری

مترجم:
عبدالمالک عرفانی

مرکزی اُردو بورڈ لاہور (قراردادِ تاسیس)

MINISTRY OF EDUCATION AND
SCIENTIFIC RESEARCH

Rawalpindi, the 24th May 1962

RESOLUTION

Subject: Establishment of Central Board for the Development of Urdu.

S.R.O 594(K)/62:

In pursuance of the recommendations of the Commission on National Education, the President is pleased to establish the Central Board for the Development of Urdu. The Primary function of the Board will be to promote national values and develop Urdu to the level at which it can become the effective media of instruction at the higher state of education.

2. Functions: The aims and objects of the Central Board for the Development of Urdu shall be:-

(a) To broadbase Urdu in such a way that it becomes the common language of West Pakistan both in its written and spoken forms.

(b) To remove the existing deficiencies in Urdu Particularly in the field of Natural

وزارتِ تعلیم و سائنسی تحقیق

راولپنڈی، ۲۴ / مئی ۱۹۶۲ء

قرارداد

عنوان: اُردو کی ترقی کے لیے مرکزی بورڈ کا قیام

ایس۔آر۔او۔ ۵۹۴ (کے) / ۶۲

کمیشن برائے قومی تعلیم کی سفارشات کے تتبع میں ترقیٔ اردو کے لیے صدر ایک مرکزی بورڈ قائم کرتے ہوئے مسرت محسوس کرتے ہیں۔ بورڈ کا بنیادی فریضہ قومی اقدار کے فروغ اور اس سطح تک اردو کی ترقی ہوگا جہاں پر یہ تعلیم کے اعلیٰ مدارج میں مؤثر ذریعہ بن سکے۔

۲۔ فرائض: مرکزی بورڈ برائے ترقی اردو کے اغراض و مقاصد یہ ہوں گے۔

(ا) اردو کی اس انداز سے بنیادی توسیع کہ یہ تحریر اور بول چال دونوں صورتوں میں مغربی پاکستان کی عام مشترکہ زبان بن جائے۔

(ب) اردو میں موجودہ خامیوں کو دور کرنا، خاص طور پر قدرتی اور

and Social Sciences as well as in technologies, in order that it becomes the medium of instruction at the higher level.

عمرانی علوم بشمول تکنیکی میدانوں میں تاکہ یہ اعلیٰ سطح پر ذریعۂ تعلیم ہو جائے۔

(c) To coordinate the work of other organizations engaged in promoting literary and scientific efforts in Urdu.

(ج) اردو میں ادب اور سائنسی کوششوں کے فروغ میں مصروف دوسری تنظیموں کے کام کو مربوط کرنا۔

3. IMPLEMENTATION OF OBJECTS:-

۳۔ مقاصد کو روبہ عمل لانا۔

The Board will undertake various measures and projects on its own and in collaboration with other agencies to achieve its objects. It may also entrust a project or projects to other competent individuals or organizations. Some of the projects are indicated below to serve as illustration:-

بورڈ اپنے اغراض و مقاصد کے حصول کے لیے خود اپنے طور پر اور دوسرے اداروں کے تعاون سے مختلف اقدامات اور منصوبہ جات کا بیڑہ اٹھائے گا۔ یہ بورڈ ایک یا ایک سے زائد منصوبے اس امر کی اہلیت رکھنے والے دیگر افراد اور تنظیموں کے سپرد کر سکتا ہے۔ وضاحت کے لیے چند منصوبوں کی نشاندہی حسب ذیل ہے۔

(i) To prepare glossaries of such words, idioms and proverbs from the regional languages as can smoothly be introduced into Urdu through textbooks, radio broadcasts, film dialogues and all other possible methods. This will require a good deal of field survey and pre-testing of new vocabulary before it is actually given currency.

(i) علاقائی زبانوں کے ایسے الفاظ، محاورات اور ضرب الامثال کی فرہنگ تیار کرنا جنہیں نصابی کتابوں، ریڈیو نشریات، فلمی مکالموں اور دوسرے ممکنہ طریقوں سے بسہولت اردو میں متعارف کرایا جا سکتا ہے۔ اس نئے ذخیرۂ الفاظ کے عملی طور پر عام استعمال سے پہلے اس کا وسیع علاقائی جائزہ اور آزمائش مطلوب ہوگی۔

(ii) To compile bilingual dictionaries of Urdu in relation to regional languages of West Pakistan.

(ii) مغربی پاکستان کی علاقائی زبانوں کے تعلق سے اردو کی دو زبانی لغاتوں کی تدوین۔

(iii) To compile and publish lists of words, idioms and proverbs common

(iii) اردو اور علاقائی زبانوں میں مشترک الفاظ، محاورات

between Urdu and regional languages.

اور ضرب الامثال کی فہرستیں تیار کرنا اور شائع کرنا۔

(iv) To encourage publications of series of bilingual booklets for children and new literates containing the Urdu text and its translation in local languages keeping them as near to each other as possible. This will help in increasing the comprehension of Urdu by those who do not understand it fully, and at the same time help the Urdu-knowing people in the understanding of local languages.

(۱۷) بچوں اور نئے خواندہ افراد کے لیے دو زبانوں کی ایسی کتابوں کی حوصلہ افزائی کرنا، جن میں اردو متن اور اس کے مقامی زبان میں ترجمہ کو ممکنہ حد تک ایک دوسرے کے قریب رکھا گیا ہو۔ اس سے اردو زبان کو پورے طور پر نہ سمجھنے والوں کو اردو سمجھنے میں اور اس کے ساتھ ساتھ اردو جاننے والے لوگوں کو مقامی زبان سمجھنے میں مدد ملے گی۔

(v) To help in the publication of suitable reading materials, in easy Urdu, for children and new readers on various subjects, including children encyclopedia, books of knowledge etc. This activity will fill in a great gap in Urdu literature as far as the requirements of new readers are concerned.

(۷) بچوں اور نئے خواندہ افراد کے لیے مختلف مضامین پر آسان اردو میں مناسب مطالعاتی مواد بشمول بچوں کے لیے دائرۃ المعارف اور معلوماتی کتب کی اشاعت میں مدد دینا۔ یہ اقدام اردو لٹریچر اور نئے قارئین کی ضروریات کی حد تک ایک بہت بڑے خلا کو پُر کرے گا۔

relation to the aim at (b) above:

مندرجہ بالا مقصد (ب) کے تعلق سے۔

(i) To assess the existing fund of literature in Urdu in relation to requirements of the various stages of education in such fields as Natural and Social Science, Humanities etc.

(۱) جہاں تک قدرتی اور عمرانی علوم اور علوم انسانی جیسے میدانوں میں تعلیم کے مختلف مراحل کی ضروریات کا تعلق ہے، اردو میں موجودہ لٹریچر کے ذخیرہ کی جانچ۔

(ii) To prepare a graded plan for the removal of deficiencies in

(۱۱) اردو لٹریچر میں خامیوں کو دور کرنے کے لیے ایک مرحلہ وار منصوبہ کی تیاری

Urdu literature and execute it in cooperation with other agencies engaged in advancement of Urdu.

اور اُسے اردو کی ترقی میں مصروف دوسرے اداروں کے تعاون سے روبعمل لانا۔

(iii) To popularise type-printing in Urdu for all purposes and to this end help in the standardisation of typewriter machines and typefaces in Urdu.

(iii) جملہ مقاصد کے لیے اردو میں ٹائپ کی طباعت کو ہر دلعزیز بنانا اور اس مقصد کے لیے اردو کی ٹائپ مشینوں اور ٹائپ کے کلیدی تختوں اور حروف کی شکلوں کی معیار بندی میں مدد کرنا۔

(iv) To ensure suitable literature including advanced treatises on the various branches of sciences as well as reference work ditionaries,bibliographies, cyclopedias,etc. are produced in Ur[illegible] to serve the needs of the higher education as well as of the general reading public.

(iv) مناسب لٹریچر کی تیاری کو یقینی بنانا، جس میں علوم کی مختلف شاخوں کے بارے میں اعلیٰ علمی مقالات کے علاوہ اردو میں حوالہ جاتی کاموں، لغت کی کتابوں، سوانح حیات، دائرۃ المعارف وغیرہ کی تیاری شامل ہے تاکہ اعلیٰ تعلیم نیز عام قارئین کی ضروریات

4. CONSTITUTION: The Board shall have the following Constitution:

۴۔ بورڈ کی تشکیل/ترکیب حسب ذیل طور پر ہوگی۔

PATRON:

سرپرست

The President of Pakistan shall be the patron of the Board.

صدرِ پاکستان بورڈ کے سرپرست ہوں گے۔

GOVERNING BODY:

ہیئت حاکمہ

(i) The control and administration of the Board shall be vested in a Governing Body, to be appointed by the Government of Pakistan. The Governing Body shall be composed of the following:-

(i) بورڈ کی نگرانی اور نظم و نسق کا اختیار ہیئتِ حاکمہ کے پاس ہوگا، جسے حکومت پاکستان مقرر کرے گی۔ ہیئتِ حاکمہ مندرجہ ذیل پر مشتمل ہوگی۔

1. Chairman to be nominated by the Government of Pakistan.

۱۔ صدر نشین، جسے حکومت پاکستان مقرر کرے گی۔

2-13. 12 members to be nominated by the Government of Pakistan.

۲-۱۳۔ بارہ اراکین حکومتِ پاکستان کی طرف سے نامزد کیے جائیں گے۔

14-16.3 Editors of the Board.

۱۴-۱۶۔ تین اراکین بورڈ کے مدیران ہوں گے۔

17. A representative of the Ministry of Education and Scientific Research.

18. Director of the Board (Member:Secretary)

(ii) The terms of office of the nominated members of the Board shall be three years, provided that the retiring members shall be eligible for re-appointment.

(iii) The Governing Body may delegate one or more of its functions to a Committee or an Officer of the Board.

EXECUTIVE COMMITTEE:

(i) There shall be an Executive Committee of the Board consisting of the following:-

(1) Chairman of the Board.

2-7. Six Members of the Governing Body nominated by the Government.

8. Director of the Board.

(ii) It will serve as the executive organ of the Governing Body.

CONSULTATIVE COMMITTEES

The Board shall set up such Consultative Committees as it may think necessary for the achievement of its objectives. In particular it liaision shall establish the departments of Educations. Board of Intermediate and Secondary Education and the Universities.

5. OFFICERS: (a) The Board shall have a Director, who will be appointed by the Board with the approval of the Patron on such terms and conditions as may be determined by the appointing

۱۷- وزارت تعلیم و سائنسی تحقیق کا ایک نمائندہ

۱۸- بورڈ کا ڈائریکٹر (رکن۔ معتمد یعنی سیکرٹری)

ا) بورڈ کے نامزد کردہ اراکین کی میعاد رکنیت
ال ہوگی البتہ سبکدوش ہونے والے اراکین دوبارہ نامزدگی
ں ہوں گے۔

ا) ہیت حاکمہ کوئی ایک یا ایک سے زائد اختیارات
ں بورڈ کی کسی کمیٹی یا افسر کو تفویض کر سکتی ہے۔

مشاورتی کمیٹیاں

ا) بورڈ کی ایک انتظامیہ کمیٹی ہوگی جو مندرجہ ذیل
مل ہوگی۔

۱- بورڈ کے صدر نشین۔

۲-۷- ہیت حاکمہ کے چار اراکین جو حکومت کی طرف سے نامزد کیے جائیں گے۔

ر- بورڈ کے ڈائریکٹر (رکن/ معتمد یعنی سیکرٹری)

ا، انتظامیہ کمیٹی کو ہیئت حاکمہ کے ایک انتظامی
ی حیثیت حاصل ہوگی۔

مشاورتی کمیٹی

یسی مشاورتی کمیٹیاں قائم کرے گا جو اپنے مقاصد کے حصول کے
روری متصور ہوں، خصوصاً بورڈ محکمہ تعلیم، بورڈ آف
ڈیٹ و ثانوی تعلیم اور یونیورسٹیوں/جامعات کے ساتھ
قائم کرے گا۔

۔ افسران:

و) بورڈ کا ایک ڈائریکٹر ہوگا، جسے بورڈ کی طرف
رپرست کی منظوری سے ایسی شرائط پر جو تقرر کرنے
قتدرہ متعین کرے گی مقرر کیا جائے گا۔

authority.. The first appointment will be made by the Government with the approval of the patron.

پہلی تقرری حکومت کی جانب سے سرپرست کی منظوری کے ساتھ ہوگی۔

The Director shall be the Drawing and Disbursing Officer of the Board.

ڈائریکٹر بورڈ کا "برآمدگی و ادائیگی" افسر ہوگا۔

(b) The Board shall have three Editors who will be appointed by the Board with the approval of the patron on such terms and conditions as may be determined by the appointing authority. The first appointment will be made by the Government with the approval of the Patron.

(ب) بورڈ کے تین ایڈیٹر ہوں گے، جنہیں سرپرست کی منظوری سے بورڈ کی طرف سے ان شرائط پر جو تقرر کرنے والی مقتدرہ متعین کرے گی، مقرر کیا جائے گا۔ پہلا تقرر سرپرست کی منظوری سے حکومت کی طرف سے ہوگا۔

6. Location: The Board shall be located at Lahore. The funds of the Board shall consist of grant in aid from the [illegible]vernment of Pakistan and such other income as may accrue to it from donation and other sources. The Board shall submit Government and annual statement of its accounts duly audited by registered auditors.

۶۔ مقام وقوع - بورڈ لاہور میں واقع ہوگا۔

۷۔ مالیات: بورڈ کے مالی وسائل حکومت کی طرف سے امدادی عطیہ اور دوسری آمدنی جو عطیات و دیگر ذرائع سے حاصل ہو پر مشتمل ہوں گے۔ بورڈ حکومت کو رجسٹرڈ پڑتال کنندگان کی طرف سے پڑتال کردہ اپنے حسابات کا سالانہ بیانیہ/جدول پیش کیا کرے گا۔

(Dy. No.518-SE&SR/62).

[نمبر ۵۱۸ - ایس ای و ایس آر/ ۶۲]

THAT the Resolution be published in the Gazette of Pakistan.

یہ قرارداد سرکاری جریدہ پاکستان میں شائع ہوگی اور

THAT a copy of the Resolution be communicated each to:-

قرارداد کی نقول مندرجہ ذیل میں سے ہر ایک کو بھیجی جائیں گی۔

Chief Secretaries of the Provincial Governments Lahore/Dacca, Secretaries, Education Departments of the Provincial Governments, Lahore/Dacca, Director of Public Instructions of the Provincial Governments, Lahore/Dacca.
Vice Chancellor, University (i) Peshawar, Peshawar (ii) Punjab, Lahore (III) Sind, Hyderabad (iv) Karachi, Karachi (v) Dacca, Dacca (vi) Rajshaji, Rajshahi,

معتمدانِ اعلیٰ (چیف سیکریٹریاں)، صوبجات، لاہور، ڈھاکا

معتمدانِ اعلیٰ (چیف سیکریٹریان)، صوبائی محکمہ ہائے تعلیم لاہور/ڈھاکا

ڈائریکٹر صاحبان (ناظمان)، صوبائی محکمہ ہائے تعلیماتِ عامہ لاہور/ڈھاکا

وائس چانسلر صاحبان جامعات (۱)، پشاور، پشاور (۲)، پنجاب، لاہور (۳)، سندھ، حیدرآباد (۴) کراچی، کراچی (۵)، ڈھاکا، ڈھاکا (۶) راجشاہی، راجشاہی۔

Chairman of the Boards of Intermediate and Secondary Education, (i) Peshawar, (ii) Lahore (iii) Hyderabad (iv) Karachi and (v) Dacca.

the Ministries and Divisions of the Government of Pakistan including President's Secretariat (Division)/(Establishment (Division) and the Intelligence Bureau, President's Secretariat (Public) Central Public Service Commission Karachi. Planning Commission Karachi.

TO BE PUBLISHED IN PART-IV OF GAZETTE OF PAKISTAN

Government of Pakistan
Ministry of Education

Islamabad. March, 27, 1982.

RESOLUTION

No. 2-9/81-Q.A.C-LB-I. This Ministry's Resolution D.518-SESR/62 dated the 26th May, 1962 read with subsequent Resolutions issued from time to time, has been decided to be revised as under, namely.-

2(a) The Central Board for the Development of Urdu has been re-named as the "Board for Promotion of Science in Urdu" hereinafter referred to as the : Board".

(b) The functions of the Board are re-defined as under:-

(i) to remove the existing deficiencies in Urdu particularly in the field of natural and social sciences as well as in technologies in order that it can become the medium of instruction also at the higher levels of education:

صدر نشینان متوسط و ثانوی تعلیمی بورڈ
(۱) پشاور (۲) لاہور (۳) سندھ حیدرآباد (۴) کراچی (۵)
ڈھاکہ۔

وفاقی وزارتوں اور ڈویژنوں (بشمول صدارتی سیکرٹریٹ
ڈویژن) / (عملہ ڈویژن) و انٹیلی جنس بیورو،

صدارتی سیکریٹریٹ (عوامی)
سرکاری ملازمت کا وفاقی کمیشن، کراچی و منصوبہ بندی
کمیشن کراچی

جریدہ پاکستان کے حصہ چہارم میں شائع کرنے کے لیے

حکومت پاکستان
وزارت تعلیم
اسلام آباد ۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء

قرارداد

نمبر ۲-۹/۸۱- کیو-اے-سی-ایل بی-آئی -
وزارت ہٰذا قرارداد نمبر ڈی-۵۱۸-ایس ای ایس آر
۶۲ مورخہ ۲۶ مئی ۱۹۶۲ء، مع مابعد قراردادیں وقتاً
فوقتاً جاری شدہ کی حسب ذیل طور پر نظرثانی کرنے کا فیصلہ کیا
گیا ہے۔

۲- (۱) مرکزی بورڈ ترقی اردو کا نام بدل کر "اردو
سائنس بورڈ" رکھ دیا گیا ہے، جو مابعد ازیں "بورڈ"
کے نام سے مذکور ہوگا۔

(ب) بورڈ کے فرائض کی تعین و تعریف حسب ذیل
طریقے سے کی جاتی ہے۔

(۱) اردو میں موجودہ خامیوں کو دور کرنا خصوصاً
طبعی اور معاشرتی علوم نیز تکنیکی علوم کے میدان
میں تاکہ یہ تعلیم کی اعلیٰ سطحوں پر ذریعہ تعلیم بن
سکے۔

(ii) to prepare standard dictionaries of Scientific and Technical terms for use by all the individuals and the institutions when translation of such books is attempted in Urdu or writing of original books is proposed to be undertaken;

(ii) سائنسی و تکنیکی اصطلاحات کی معیاری لغت کی کتابیں تیار کرنا، جنہیں وہ تمام افراد اور ادارے اس وقت استعمال کر سکیں جب وہ ایسی کتابوں کے اردو ترجمے کی کوشش کریں یا اردو میں اصل کتابیں لکھنے کے کام کا آغاز تجویز ہو

(iii) to coordinate the work of other organizations engaged in promoting scientific and technical knowledge in Urdu.

(iii) اردو میں سائنسی اور تکنیکی علم کے فروغ میں مصروف دیگر تنظیموں کے کام کو مربوط کرنا۔

3. There shall be a Director of the Board who shall be appointed by the Minister for Education on such terms and conditions as determined by him from time to time.

۳۔ بورڈ کا ایک ڈائریکٹر ہوگا جسے وزیر تعلیم ایسی شرائط پر مقرر کرے گا جو اس کی طرف سے وقتاً فوقتاً متعین کی جایا کریں گی۔

4. There shall be a Secretary/Administrative Officer to perform the Administrative duties as well as supervise the financial matters. He shall be appointed by the Governing Body in prescribed manner.

۴۔ ایک معتمد (سیکرٹری) / ناظم ہوگا جو تنظیمی فرائض انجام دے گا، نیز مالی معاملات کی نگرانی کرے گا۔ اُسے ہیئت حاکمہ مقررہ طریقے پر تعینات کرے گی۔

5. (a) The affairs of the Board shall be governed by a body with following revised composition namely:.

۵۔ (الف) بورڈ کے معاملات درج ذیل نظر ثانی شدہ ترکیب کے مطابق تشکیل شدہ ایک ہیئت کی طرف سے انجام دیے جائیں گے۔

1. Minister for Education — Chairman
2. A Scholar of repute to be appointed by the Federal Government. — Vice-Chairman
3. A representative of Ministry of Education — Member
4. A representative of the University Grants Commission. — do
5. A representative of the National Language Authority. — do

۱۔ وزیر تعلیم — صدر نشین
۲۔ وفاقی حکومت کی طرف سے مقرر شدہ ایک شہرت یافتہ عالم — نائب صدر نشین
۳۔ وزارتِ تعلیم کا نمائندہ — رکن
۴۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کا ایک نمائندہ — رکن
۵۔ مقتدرہ قومی زبان کا ایک نمائندہ — رکن

6. Chief Editor, Urdu Dictionary Board, Karachi. Member

7&8. Two representatives of the professional organizations working for the promotion of scientific knowledge in Urdu. do.

9 10. Two scholars to be appointed by the Federal Government. do.

11. Director of the Board. do Secretary

(b) (i) Each member other than the ex-officio, shall hold office for a period of 3 years. In case any nominated person ceases to be member of the Governing Body the office fell so vacant will be filled in by another person for the un-expired period of the term of 3 years.

(ii) Nominated members shall be eligible for re appointment after expiry of their previous term.

6. The Board shall have Executive Committee headed by the Vice-Chairman of the Board. The Executive Committee will have the composition functions and other terms as determined by the Governing Body.

7. The existing officers and staff working in the service of the Board whether on regular, contractual or honorary capacity, shall continue to hold their respective positions on terms and conditions of service and governed by the rules and regulations as they would have been in the absence of this revised Resolution.

8. The Board shall continue to work according to the Rules

۶۔ مدیر اعلیٰ اردو لغت بورڈ کراچی رکن

۷-۸۔ اردو میں سائنسی علوم کے فروغ کے لیے کام کرنے والی پیشہ ورانہ تنظیموں کے دو نمائندے اراکین

۹-۱۰۔ وفاقی حکومت کی جانب سے مقرر کیے جانے والے دو عالم (اسکالر) اراکین

۱۱۔ بورڈ کا ڈائریکٹر رکن / معتمد یعنی سیکرٹری

(ب) (i) اراکین بربنائے عہدہ کے علاوہ دیگر ہر رکن تین سال تک عہدہ/ رکنیت پر قائم رہے گا۔ کسی نامزد رکن کے ہیئت حاکمہ کا رکن نہ رہنے کی صورت میں رکنیت کا عہدہ خالی ہو جائے تو تین سال میں سے باقی ماندہ مدت کے لیے کسی دوسرے شخص کو رکن مقرر کیا جائے گا۔

(ii) نامزد اراکین اپنی سابقہ مدت رکنیت ختم ہونے پر دوبارہ رکن بننے کے اہل ہوں گے۔

۶۔ بورڈ کی ایک انتظامیہ کمیٹی ہوگی جس کا سربراہ بورڈ کا نائب صدر نشین ہوگا۔ انتظامیہ کمیٹی کی ترکیب، فرائض اور دوسری شرائط ہیئت حاکمہ کی طرف سے متعین ہوں گی۔

۷۔ موجودہ افسران و ملازمین، جو بورڈ کی ملازمت میں کام کر رہے ہیں، خواہ وہ باقاعدہ ہوں یا معاہدہ پر تعینات ہوں یا اعزازی طور پر کام کر رہے ہوں، اپنی متعلقہ موجودہ صورت ملازمت میں انہی شرائط پر برقرار رہیں گے جو قرارداد ہذا نظر ثانی شدہ کی عدم موجودگی میں ہوتیں۔

۸۔ بورڈ اپنے پہلے کے تیار کردہ ضوابط کار کے مطابق

of Business already framed by it subject to appropriate modifications in respect of matters repugnant to what has been notified in this Resolution.

9. (i) The funds of the Board shall comprise grants-in-aid received by it from the Government together with income of the Board through proceeds of its publications and any other money received by it in the form of donations etc. The funds will continue to be operated as they would have been in the absence of this revised Resolutions and also maintained in a manner as prescribed by the Government from time to time.

(ii) The funds will be audited by the Auditor General of Pakistan pending which the Board may get its accounts audited commercially.

10. Employees of the Urdu Science promotion Board shall be deemed to be Public Servants within the provision of Section 21 of the Pakistan Penal Code (Act XLV of 1860).

11. This shall come into force at once.

کام کرتا رہے گا، تاہم قرار داد ہذا میں جن امور کا اعلان کیا گیا ہے اُن سے اختلاف پر سابقہ ضوابطِ کار میں مناسب تبدیلیاں کی جائیں گی۔

۹ - (i) بورڈ کے مالی وسائل حکومت سے وصول ہونے والے امدادی عطیات پر مشتمل ہوں گے۔ اس کے ساتھ بورڈ کی مطبوعات کی فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی اور دیگر عطیات وغیرہ کے ذریعے وصول ہونے والی رقوم اس میں شامل ہوں گی۔ ان مالی وسائل کو اس طرح استعمال کیا جائے گا جس طرح انہیں نظرِ ثانی شدہ قرارداد ہذا کی عدم موجودگی میں استعمال کیا جاتا۔ نیز حکومت کی طرف سے وقتاً فوقتاً مقرر کیے جانے والے طریق کار کے مطابق حسابات رکھے جائیں گے۔

(ii) مالی وسائل کے حسابات کی جانچ پڑتال محاسب اعلیٰ پاکستان (آڈیٹر جنرل پاکستان) کی طرف سے کی جائے گی۔ جب تک یہ جانچ پڑتال نہ ہو بورڈ حسابات کی پڑتال اجارتاً طور پر کرا سکے گا۔

۱۰ - اردو سائنسی ترقی بورڈ کے ملازمین تعزیراتِ پاکستان (ایکٹ ۴۵ سن ۱۸۶۰ء) کی دفعہ ۲۱ کے مطابق سرکاری ملازم متصور ہوں گے۔

۱۱ - یہ قرارداد فوری طور پر نافذ العمل ہوگی۔

قومی سرمایہ

(رباعیات)

مرور انبالوی

گلشن پہ مرے ابرِ کرم چھایا ہے
اُردو سے وطن اپنا گراں مایہ ہے
توقیر زمانہ میں ہے اس سے اپنی
اُردو تو مری "قوم کا سرمایہ" ہے

ہے لائقِ صد فخر زبانِ اُردو
ملت کا نشاں جانو نشانِ اُردو
سینچا ہے اسے اپنے لہو سے ہم نے
رنگین ہوا کتنا بیانِ اُردو

نصیر ار اعظم

اپنی بات

مقتدرہ قومی زبان کی سرگرمیاں

۱۶ جون کو ملک کے نامور محقق، دانشور ادیب اور شاعر جناب مشفق خواجہ مقتدرہ قومی زبان میں تشریف لائے۔ وہ کچھ دیر صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی کے ساتھ رہے اور قومی زبان کے نفاذ میں درپیش رکاوٹوں کے سلسلے میں گفتگو کی۔

۱۷ جون کو صدر نشین مقتدرہ نے پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ انہوں نے مقتدرہ قومی زبان کی کارکردگی اور اس کے مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ مقتدرہ کا قیام کابینہ ڈویژن کی جانب سے ۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو عمل میں لایا گیا۔ اس کے پہلے صدر نشین ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی تھے۔ ۲۱ جنوری ۱۹۸۱ء کو ان کا انتقال ہوگیا اور اس کے دو سال بعد صدر مملکت نے موجودہ صدر نشین کا تقرر فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ مقتدرہ اس وقت مختلف موضوعات پر کئی درجن سے زائد کتب اور تحقیقی مقالوں کی اشاعت کا اہتمام کر چکا ہے تقریباً دو درجن کتب اصطلاحات اور معیار بندی کے تدوین مختلف مراحل سے گزر رہی ہیں۔ اس سلسلے میں مقتدرہ نے ہمیشہ اس بات پر زور دیا ہے کہ پاکستان کی دیگر زبانوں کی حیثیت کو ان کے دائرہ کار میں تسلیم کر کے اور انہیں ترقی دے کر ہی اردو کے کام کو آگے بڑھایا جا سکتا ہے۔ ایک سوال کے جواب میں انہوں نے کہا کہ ملک میں انگریزی صحافت کا مستقبل اچھا مگر محدود ہے، انہوں نے کہا کہ ملک میں طبقاتی امتیاز اردو کی ترویج پر اثر انداز ہوا ہے۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے بتایا کہ ذرائع ابلاغ کی تکنیکی اصطلاحات کو بھی اردو کے قالب میں ڈھالا جا رہا ہے اور ایک دستی کتاب بھی زیر اشاعت ہے۔

۲۳ جون تا ۲۵ جون مقتدرہ قومی زبان کے زیر اہتمام راولپنڈی میں "املا اور رموز اوقاف کے مسائل" کے عنوان سے ایک سیمینار منعقد ہوا۔ افتتاحی اجلاس کی صدارت وفاقی وزیر تعلیم جناب محمد یٰسین خان وٹو نے کی۔ اختتامی اجلاس کی صدارت جناب ڈاکٹر سید عبداللہ نے فرمائی اور مہمان خصوصی بیگم ثاقبہ رحیم الدین خان تھیں۔ سیمینار کے پانچ طویل اجلاس ہوئے۔

پہلا اجلاس پروفیسر پریشان خٹک کی صدارت میں ہوا۔ اس اجلاس کے ناظم جناب طاہر منصوری (معاون) تھے، جبکہ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری نے "اردو املا کے چند اہم مسائل" اور جناب سردار محمد خان نے "اردو کی املا اور اصلاح کی کوششیں اور تجاویز" کے عنوان سے مقالے پڑھے۔ مقالوں پر بحث کرنے والوں میں ڈاکٹر شمس الدین صدیقی اور پروفیسر احسان اکبر تھے۔

دوسرے اجلاس کی صدارت ڈاکٹر شیر محمد زمان صاحب نے کی۔ ناظم کے فرائض جناب عطش درانی (معاون) نے سرانجام دیے جناب مظفر علی سید نے "حرف و صوت کا رشتہ" اور ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے "اردو میں عربی و فارسی الفاظ کا املا" کے عنوان سے مقالے پیش کیے۔ باحثین میں جناب رشید امجد اور جناب سئرلین کنجاہی شامل تھے۔

تیسرے اجلاس کی صدارت بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد نے کی۔ ناظم جناب انعام الحق جاوید (معاون) تھے۔ اس اجلاس میں پروفیسر خلیل صدیقی نے "اردو کا املائی نظام" کے عنوان سے اور ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی نے "اردو میں انگریزی رموز اوقاف کا استعمال" کے عنوان سے مقالے پیش کیے۔ باحثین میں ڈاکٹر خواجہ محمد زکریا اور علی حیدر ملک تھے۔

چوتھا اجلاس ڈاکٹر خالد سعید بٹ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ ناظم ڈاکٹر گوہر نوشاہی (معاون) تھے۔ مقالہ نگاروں میں ڈاکٹر ممتاز منگلوری نے "رموز اوقاف کا استعمال" جناب محمد احسن خان نے "اردو میں رموزِ اوقاف کا استعمال۔ اصلاح کی تجاویز" اور ڈاکٹر سہیل بخاری نے "اردو املا کے مسائل" کے عنوان سے مقالے پیش کیے۔ باحثین میں ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار اور مجیب الرحمٰن مفتی شامل تھے۔

پانچویں اجلاس کی صدارت ڈاکٹر سید محمد عبداللہ نے کی۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ناظم تھے۔ اجلاس میں تمام مقالہ نگاروں، باحثین اور ناظمین نے شرکت کی۔ اجلاس میں متعدد سفارشات مرتب کی گئیں۔

اختتامی اجلاس شام پانچ بجے منعقد ہوا۔ جس میں سفارشات کی منظوری دی گئی۔ اجلاس کے بعد مقتدرہ کی جانب سے ایک عشائیے کا اہتمام بھی کیا گیا۔

۲۹ جون کو راولپنڈی میں "قومی زبان کی ترقی میں صوبوں کا حصہ" کے عنوان سے ایک سیمینار ہوا۔ صدارت جناب اقبال احمد خان وفاقی وزیر عدل و انصاف و پارلیمانی امور نے کی۔ مہمان خصوصی اکادمی ادبیات کے صدر نشین ڈاکٹر شفیق الرحمٰن تھے۔ سیمینار میں سرحد سے جناب رضا ہمدانی، بلوچستان سے ڈاکٹر انعام الحق کوثر، پنجاب سے ڈاکٹر انور سدید اور سندھ سے غلام ربانی آگرو نے صوبوں کے حوالے سے قومی زبان کی ترقی پر مقالے پیش کیے۔

۴ جولائی کو سندھ یونیورسٹی کی پروفیسر اور علم اللسانیات کی ماہر ڈاکٹر قمر واحد نے جو چند روزہ دورے پر اسلام آباد تشریف لائی تھیں مقتدرہ قومی زبان کے ایک ظہرانے میں شرکت کی۔ انہوں نے ڈاکٹر وحید قریشی کے ساتھ لسانی معاملات پر تبادلۂ خیال کیا۔ ڈاکٹر قمر واحد نے مقتدرہ قومی زبان کے معتمد جناب الحاج ارشد قریشی اور معاونین اعجاز راہی، ڈاکٹر گوہر نوشاہی، انعام الحق جاوید اور اخبار اردو کے مدیر (اعزازی) جناب شریف کنجاہی سے بھی ملاقات کی اور باہمی دلچسپی کے امور پر گفتگو کی۔

ایک نادر مجموعۂ مکاتیب

اردو کے معروف محقق محمد اکرام چغتائی کو اردو اور فارسی مکاتیب کا ایک اہم مجموعہ دستیاب ہوا ہے۔ یہ تمام مکاتیب ۱۸۴۶ء اور ۱۸۵۶ء کے درمیانی عرصے میں لکھے گئے تھے۔ مکتوب نگاروں میں مولانا مملوک العلی نانوتوی، مولانا محمد احسن نانوتوی، مولانا ذوالفقار علی دیوبندی، مولانا مظہر نانوتوی اور مولوی کریم الدین پانی پتی جیسی شخصیات شامل ہیں۔ جناب محمد اکرام چغتائی نے حواشی کے ساتھ یہ مجموعۂ مکاتیب مرتب کر دیا ہے۔ اس کی دو اقساط انجمن ترقی اردو پاکستان کے سہ ماہی مجلہ اردو (کراچی) میں شائع ہو چکی ہیں۔

"تاریخ تصوف۔ تالیف علامہ اقبال"

اقبالیات سے دلچسپی رکھنے والوں کے لیے جناب صابر کلوروی کا نام غیر معروف نہیں۔ انہوں نے "یادِ اقبال" کے نام سے چند سال پہلے ایک کتاب مرتب کی تھی۔ انہوں نے حال ہی میں علامہ کی ایک گمشدہ غیر مطبوعہ کتاب "تاریخ تصوف" دریافت کی ہے۔ علامہ کے مکاتیب سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب انہوں نے ۱۹۱۶ء میں لکھنا شروع کی تھی لیکن اسے مکمل نہ کر سکے۔

جنابِ صابر کلوروی نے مناسب حواشی کے ساتھ "تاریخ تصوف" مرتب کی ہے اور مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے

نفاذِ اردو کی کوششیں

ن ح

اخباری اطلاعات کے مطابق کیبنٹ ڈویژن نے تمام سرکاری دفاتر، وزارتوں اور محکموں کو ہدایت کی ہے کہ سرکاری فائلوں پر کیفیت اور ہدایات اردو میں لکھی جائیں اور تمام سرکاری کاغذات، ناموں کی تختیوں، مراسلوں اور نشانوں کو فوری طور پر اردو میں منتقل کر دیا جائے۔

سرکاری دفاتر کو کیبنٹ ڈویژن کی جانب سے جاری کیا جانے والا یہ حکم بلا شبہ بڑی اہمیت رکھتا ہے اور اگر اس پر پوری طرح عملدرآمد کو یقینی بنا دیا جائے تو اردو دفتری زبان کی حیثیت سے رائج ہو سکتی ہے۔ جبکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ جب تک اردو کو دفتری زبان کی حیثیت سے رائج نہیں کیا جاتا اسے قومی زبان کا شایانِ شان مقام نہیں مل سکتا۔

سرکاری دفاتر کو کیبنٹ ڈویژن کے اس حکم سے اس خوش آئند حقیقت کی عکاسی ہوتی ہے کہ اردو کو بتدریج اس کا مقام دینے کا کام سست روی ہی سے سہی لیکن جاری ہے اور اس طرح یہ امید کی جا سکتی ہے کہ جلد یا بدیر اس زبان کو اس کا جائز مقام مل جائے گا لیکن جہاں تک اردو کو قومی زبان کے طور پر رائج کرنے کے لیے اب تک کی پیش رفت کا تعلق ہے تو متعلقہ اربابِ اختیار اور اردو کو اس کا جائز مقام دینے کے ذمہ دار حکام بھی اس بات کا اعتراف ضرور کریں گے کہ اس سمت پیش رفت بہت ہی سست ہے اور ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کام کی رفتار ممکنہ حد تک تیز کی جائے یہ صحیح ہے کہ صدیوں سے مسلط ایک غیر ملکی زبان کو راتوں رات دیس سے نکالا نہیں جا سکتا اور اس سے اپنا رشتہ توڑنے میں خاصا وقت لگے گا لیکن غلامی کی اس یادگار کو تادیر سینے سے لگائے رکھنا بھی قومی حمیت کے قطعی منافی ہے۔

ہمارے خیال میں اردو کو ہر شعبۂ حیات میں قومی زبان کے طور پر رائج کرنے کے لیے جہاں اسے دفتری زبان کے طور پر اختیار کرنا بہت ہی ضروری ہے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ مقابلے کے تمام امتحانات اردو میں لیے جانے کا انتظام کیا جائے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اس طریقے سے اردو کو اعلیٰ ترین سطح پر اختیار کیا جائے گا اور اس طرح نچلی سطح پر اس کو رائج کرنے میں کوئی بڑی رکاوٹ یا دشواری پیش نہیں آئے گی۔

ہمیں توقع ہے کہ قومی زبان کے نفاذ کے ذمہ دار حکام اور اربابِ اختیار اس سلسلے میں اپنے اختیارات اور اثر و رسوخ کو بروئے کار لائیں گے۔

اداریہ روزنامہ حریت کراچی ۲ اپریل ۱۹۸۵ء

ہماری مطبوعات

(۱) افکار و اذکار ۔ مرتب ہلال احمد زبیری
۳۰/ روپے

(۲) اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ ۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی
۶۰/ روپے

(۳) اُردو رسم الخط ۔ سید محمد سلیم
مجلد ۲۰/ روپے غیر مجلد ۱۵/ روپے

(۴) جدید اُردو ٹائپ کاری ۔ سید عرفان علی یوسف
سستا ایڈیشن ۴ روپے، قیمت ۱۰ روپے

(۵) کتابیاتِ قانون، عطش دُرانی
قیمت : ۴۰/ ، مجلد : ۵۵ روپے

(۶) اُردو اصطلاحات سازی، ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری۔
قیمت : ۳۰ روپے ۔ مجلد : ۵۰ روپے

(۷) لینگویج پالیسی آف انڈیا (انگریزی)، مختار زمن
قیمت : مجلد ۵۰/ ، غیر مجلد ۳۰/ روپے

(۸) پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) محمود الحسن
قیمت ۴۰/ روپے ۔ مجلد ۵۹/ روپے

(۹) کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) ...
قیمت ۳۶/ روپے ۔ مجلد ۵۶/ روپے

(۱) مختصر اصطلاحات دفتری ۔ قیمت ۱۰ روپے ۔
(صرف دفاتر کے لیے) سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۲) اصطلاحاتِ ڈراما ۔ ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت : ۱۵ روپے، مجلد : ۳۰ روپے

(۳) اصطلاحاتِ موسیقیات ۔ سرفراز شاہد
قیمت : ۱۵ روپے مجلد : ۳۰ روپے

(۴) اصطلاحاتِ ریاضی (ذیلی مجلس اصطلاحات ریاضی کراچی)
قیمت ۔ مجلد : ۴۰ روپے ۔ غیر مجلد : ۲۷ روپے

(۵) دفتری مراسلت (انگریزی ۔ اردو)
ترجمہ و ترتیب ڈاکٹر صدیق خان شبلی
غیر مجلد : ۲۰ سستا ایڈیشن ۸ قیمت ۔ مجلد : ۳۰ روپے

(۶) سائنسی و تکنیکی اصطلاحات مرتب مجلس اصطلاحات وفاقی ...
قیمت : مجلد ۵۰ روپے غیر مجلد ۲۵ روپے

(۷) اصطلاحات حسابداری و محاسبی مسعود احمد حسیمہ
مجلد ریکسین ۲۵ پیپر بیک ۱۰ سستا ایڈیشن ۵ روپے

(۸) انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار
جیلانی کامران
مجلد ۸۵ غیر مجلد ۶۵ روپے

ملنے کا پتہ

مقتدرہ قومی زبان ۔ مکان نمبر ۱۰ ۔ گلی نمبر ۳۲ ۔ ایف ۸/۱ ۔ اسلام آباد

دیگر اشاعتیں

(۱) فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون (باشتراک جامعہ کراچی) قسم اول ۶۰ روپے ، قسم دوم ۵۵ روپے
(باشتراک جامعہ کراچی) ۹۰ روپے

(۲) فرہنگ جامع العلوم ۔ محمد طارق محمود

(۳) فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ ۔ زین صدیقی (باشتراک جامعہ کراچی) قسم دوم ۳۰ روپے، قسم اول ۴۱ روپے

(۴) فرہنگ اصطلاحات برقیات ۔ طارق محمود باشتراک جامعہ کراچی ۔ قیمت ۴۰ روپے مجلد : ۵۰ روپے

(۵) تعارف اخلاقیات (ولیم للی) ترجمہ سید محمد احمد سعید باشتراک جامعہ کراچی ۔ قیمت : ۶۰ روپے مجلد ۱۵ روپے

ملنے کا پتہ :- شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی ۔ کراچی

مقتدرہ قومی زبان

مقاصد

- مقتدرہ کے سامنے قومی زبان کی حیثیت سے اردو کی ہمہ جہت ترقی، توسیع اور قومی زندگی کے تمام سرکاری اور نجی شعبوں میں اس کے عمل و نفاذ کا ایک عظیم الشان نصب العین ہے
- اس کی کوشش ہے کہ قومی زبان کے نفاذ اور ترویج میں حائل موانع اور مشکلات کو دور کرکے قومی ترقی اور قومی یکجہتی کی راہ ہموار کی جائے۔
- قومی زندگی کے ہر شعبے میں، جہاں جہاں انگریزی زبان کا عمل دخل ہے اس کی خواہش ہے کہ اُردو کو جلد از جلد رائج کیا جائے۔
- مقتدرہ کو ان کاموں میں قوم کے حساس اور باشعور طبقے کا تعاون ہمیشہ درکار رہے گا۔

مقتدرہ قومی زبان
مکان نمبر ۸-۱۰۰ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر ایف ۸/۱ - اسلام آباد
فون: ۱۵۳۳۸۳/۱۵۲۲۱۰، ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

ڈاکٹر وحید قریشی

مدیر مسئول

شریف کنجاہی

مدیر اعزازی

اختر راہی

نائب مدیر اعزازی

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد

گزشتہ شمارے میں ہم نے اس طرف اشارہ کیا تھا کہ سائنسی اور غیر سائنسی علم کی ترقی و ترویج کی ذمہ داری حکومت کی طرف سے متعدد خود مختار اداروں کو سونپی ہوئی ہیں لیکن ان میں ہم آہنگی نہیں ہے۔ اس لیے تکرار اور توارد کی بعض ایسی مثالیں اور صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں جن کے باعث نہ صرف یہ کہ ان کو دی گئی مالی امداد مختلف اداروں میں بعض اوقات ایک ہی مد میں صرف ہو جاتی ہے اور اسراف کے زمرے میں آجاتی ہیں بلکہ بعض منصوبے تشنۂ تکمیل بھی رہ جاتے ہیں۔ لیکن تشنگی تکمیل کا ایک باعث بعض اداروں میں یہ بھی ہے کہ آزادی عمل میں بھی سب ادارے ایک سطح پر نہیں ہیں اور موضوعات کے ایک معیار کے باوجود ان کے دائرۂ ہائے اختیار متفاوت ہیں۔ ہمارے خیال میں ان اداروں کے اس طبعی سقم کو بھی دور کرنے کی ضرورت ہے جیسے ظاہر ہے کہ معاشرے کے کسی بھی سقم کی طرح دانستہ مزاج کا حصہ نہیں بنایا گیا بلکہ مختلف اوقات میں مختلف اداروں کے وجود پذیر ہونے کے باعث ایسا ہوجانا بعید نہیں پھر حسن و قبح یا صواب ونا صواب کا پتہ عموماً اداروں کے عمل میں آنے سے ہی چلتا ہے۔ اور اسی لیے ترمیمات کا دروازہ کھلا رکھا جاتا ہے۔ اگست کے شمارے میں ہم نے مرکزی سائنس بورڈ (سابقہ مرکزی اردو بورڈ) کے قواعد وضوابط تفصیلاً درج کر دیے تھے اور قارئین کی نگاہوں سے وہ گزر چکے ہوں گے۔ اس شمارے میں ہم مقتدرہ قومی زبان کی قرارداد پیش کر رہے ہیں تاکہ دونوں اداروں کا تقابلی مطالعہ کیا جاسکے۔

معروضات

محمد طاہر منصوری

دمشق کا ادارۂ قومی زبان

المجمع العلمی العربی

۱۹۱۸ء میں پہلی جنگِ عظیم کے دوران میں جب شام خلافتِ عثمانیہ سے علیحدہ ہوا تو یہاں عرب قومیت کی ایک تحریک بھرپور تشخص کے ساتھ سامنے آ چکی تھی۔ جس کا اولین مقصد عربی تہذیب و ثقافت کا احیا تھا۔ اس تحریک کے علمبرداروں نے اس بات کی شدت سے ضرورت محسوس کی کہ سرکاری دفاتر میں مروج غیر عربی الفاظ و اصطلاحات کی جگہ خالص عربی اصطلاحات رائج کی جائیں نیز جدید علوم و فنون کو عربی میں منتقل کر کے تعلیم گاہوں میں ان کی تعلیم و تدریس کا اہتمام کیا جائے۔

اس ضرورت کے پیشِ نظر نئی عرب حکومت نے نومبر ۱۹۱۸ء میں مختلف انتظامی علمی اور فنی ادارے قائم کیے۔ ان میں سب سے اہم شعبۂ "تصنیف و تالیف و ترجمہ" تھا۔ اس شعبہ کا بنیادی کام دفاتر میں عربی اصطلاحات کے نفاذ کا جائزہ لینا اور سرکاری ملازمین کو روزمرہ کے دفتری کاروبار میں استعمال کے لیے ضروری مواد فراہم کرنا تھا۔

مارچ ۱۹۱۹ء میں حکومت نے "شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ کو تعلیمی امور کے محکمے "دیوان المعارف" میں ضم کر کے جناب محمد کرد علی کو اس کا سربراہ مقرر کر دیا۔ دیوان کا کام تعلیم و تربیت سے متعلق مختلف معاملات کی انجام دہی کے علاوہ ترجمہ و تالیف کے امور کی نگرانی بھی تھا۔ عربی میں لکھی گئی تمام سائنسی و علمی کتب اشاعت سے قبل دیوان کو بھیجی جاتی تھیں جو تصحیح و تنقیح کے بعد ان کی طباعت کی اجازت دیتا تھا۔ علاوہ ازیں اس کے پاس مختلف اداروں کی طرف سے ترکی زبان میں تحریر قواعد و ضوابط بھی آتے تھے جن کے عربی تراجم فراہم کرنا اس کے فرائض کا حصہ تھا۔ اپنے قیام کے ابتدائی دور ہی میں دیوان نے تعلیمی، مالیاتی اور دیگر اہم شعبوں سے متعلق مختلف قواعد و ضوابط کو عربی میں ترجمہ کر لیا تھا۔ احمد تیمور پاشا کا ایک علمی مقالہ جو مختلف عہدوں اور القاب پر مشتمل تھا، کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس کے علاوہ ۱۹۱۶ء میں برپا ہونے والے عرب انقلاب کو بقائے دوام بخشنے کے لیے دیوان المعارف نے فیصلہ کیا کہ جدوجہد سے انقلاب تک کے تمام واقعات کی ایک مبسوط تاریخ مرتب کی جائے چنانچہ کئی برسوں کی شبانہ روز محنت کے بعد دیوان المعارف نے انقلاب کی ایک وقیع دستاویز تیار کی۔

کام کی وسعت اور پھیلاؤ کے پیشِ نظر جون ۱۹۱۹ء میں حکومت نے عربی کی ترویج اور نفاذ کے کام کو تیز تر کرنے کی غرض سے دیوان المعارف کو دو شعبوں میں تقسیم کر دیا، پہلے شعبے کو عام تعلیمی امور سپرد کیے گئے جبکہ دوسرے شعبے کو عربی زبان کی ترویج و اشاعت سے متعلق مختلف معاملات کی نگرانی کا کام سونپا گیا۔ موخر الذکر شعبے کو بعد میں "المجمع العلمی العربی" کے نام دے دیا گیا۔ اس طرح جون ۱۹۱۹ء میں اس ادارے کا باقاعدہ قیام عمل میں آ گیا۔

ادارے کے اغراض و مقاصد میں عربی زبان کی عصری ضروریات کو پورا کرنا، اس کے قدیم مخطوطات کا احیاء، یورپی زبانوں سے سائنس اور ٹیکنالوجی کے ذخیرے کو عربی میں منتقل کرنا نیز مختلف علمی و ادبی موضوعات پر کتب کی تالیف اور اشاعت شامل ہے۔

اپنے انتظامی ڈھانچے کے لحاظ سے ادارہ دو شعبوں پر مشتمل ہے۔
ایک شعبہ لسانی و ادبی امور انجام دیتا ہے۔ دوسرا شعبہ سائنسی و فنی معاملات
سے متعلق ہے۔ اس میں مختلف میدانوں کے فنی ماہرین شریک ہیں۔ یہ
ماہرین مختلف علوم و فنون کی علمی اصطلاحات وضع کرتے ہیں اور پہلے سے
موجود اصطلاحات کی معیار بندی بھی کرتے ہیں۔

دفاتر میں عربی کا نفاذ

۱۹۱۶ء میں عرب انقلاب کے بعد حکومت کو جن مشکلات اور
مسائل کا سامنا کرنا پڑا ان میں ایک بڑا مسئلہ یہ تھا کہ دفتری کاروبار
ایک طویل عرصے سے ترکی زبان میں تھا۔ اس کی بنا پر دفتری معاملات
کو عربی میں چلانا ملازمین کے لیے خاصا دشوار ثابت ہو رہا تھا۔ مجمع
نے مسئلے کی شدت کو محسوس کیا اور سرکاری ملازمین کے لیے دفتری زبان
کے مختلف تجدیدی کورسوں کا اہتمام کیا جن کے ذریعے عربی زبان میں
کیفیت نویسی، مسودہ نویسی اور مراسلت کی تربیت دی جاتی تھی۔

۲۔ عرب حکومت کے قیام کے بعد جب مختلف محکمے اور شعبے وجود
میں آئے تو ان کے سربراہوں نے یہ بات شدت سے محسوس کی کہ
عربی زبان کو اس کا اصل مقام دینے کے لیے ضروری ہے کہ دفتری
زبان سے عجمی الفاظ و کلمات کو نکال کر ان کی جگہ عربی کلمات کو اختیار
کیا جائے، چنانچہ انہوں نے اس مقصد کے لیے مجمع سے رجوع کیا۔
مجمع نے دفاتر و محکمہ جات کی اس ضرورت کو پورا کرنے کے لیے ایک جامع
پروگرام ترتیب دیا۔ تمام سرکاری محکموں اور تعلیمی اداروں کو خطوط
روانہ کیے جن میں ان سے کہا گیا تھا کہ وہ مطلوبہ الفاظ و اصطلاحات
کی فہرست ارسال کریں تاکہ مجمع ترجمے اور وضع اصطلاحات کے ذریعے
ان کی ضروریات کو پورا کر سکے۔ ہر محکمے سے یہ بھی کہا گیا تھا کہ وہ اپنا
ایک نمائندہ جو متعلقہ اصطلاحات یا قواعد و ضوابط سے مکمل واقفیت
رکھتا ہو مجمع کی کارروائی میں شرکت کے لیے بھیجے جو ترجمے یا وضع اصطلاح
کے عمل میں مجمع کی مناسب طریقے سے راہنمائی کرے اور ہر لفظ کا صحیح
مفہوم متعین کرنے میں مدد دے۔ سرکاری دفاتر جن میں صدارتی سیکرٹریٹ،
وزارتِ تعلیم، وزارتِ داخلہ، وزارتِ صحت، زرعی بنک، پولیس اور
بلدیہ شامل تھے، نے مجمع کی اس آواز پر لبیک کہا اور مطلوبہ اصطلاحات
کی فہرستیں ارسال کرنا شروع کر دیں۔ بہت جلد مجمع کے پاس اصطلاحات
اور قواعد و ضوابط کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا جن پر متعدد
طویل اجلاسوں میں غور و خوض کیا گیا۔ اور اداروں کی طرف سے تجویز
کردہ الفاظ و اصطلاحات کا ایک بڑا حصہ بعینہٖ قبول کر لیا گیا۔ باقی میں
حسبِ ضرورت جزوی یا کلی تبدیلیاں کی گئیں یا ترجمہ کیا گیا۔

۳۔ دفاتر میں عربی اصطلاحات کے نفاذ کے لیے مجمع نے اس بات
کی ضرورت بھی محسوس کی کہ نئی انتظامی و دفتری اصطلاحات کی تشکیل ان
قدیم عربی کتب سے استفادہ کیے بغیر ممکن نہیں جو انتظامی ملکی تنازعات کے
تصفیوں اور ریاستی معاملات کو چلانے کے مختلف طریقوں کے بارے
میں ماضی میں مرتب کی گئیں تھیں۔ مثال کے طور پر امام ابو یوسف کی
"کتاب الخراج" ہے جس میں ریاست کے نظامِ محاصل پر گفتگو کی گئی ہے
مالیات اور ٹیکسوں سے متعلق اصطلاحات وضع کرنے کے لیے مجمع نے
اس کتاب سے بڑا استفادہ کیا۔ کتاب الخراج کے علاوہ مقدمہ ابن خلدون،
الماوردی کی "الاحکام السلطانیہ"، ابن ابی الربیع کی "سلوک المالک
فی تدبیر الممالک"، دفاتر کے قوانین پر ابن مماتی کی "قوانین الدواوین"
اور خوارزمی کی "مفاتیح العلوم" کو بھی مجمع نے اپنے پیش نظر رکھا اور
ان سے اصطلاحات سازی میں اکتساب کیا۔

لغات کے علاوہ جن کتابوں کا اُوپر ذکر کیا گیا ہے ان میں نظم
مملکت، دفاتر اور فوج وغیرہ سے متعلق اصطلاحات کا خاصا ذخیرہ
ملتا ہے۔ مجمع نے ان سے استفادہ کر کے عسکری اور شہری محکموں کے
لیے متعدد اصطلاحات وضع کیں۔

۴۔ مجمع کا یہ خیال تھا کہ محض اصطلاحات وضع کر لینا اور انہیں شائع
کر دینا ہی کافی نہیں بلکہ وضع کردہ اصطلاحات کو مقبولِ عام بنانا بھی
ضروری ہے تاکہ انہیں سرکاری دفاتر اختیار کریں اور اخبارات استعمال
میں لائیں۔ مجمع نے وضع اصطلاحات کے عمل میں لفظ کا امکانِ قبولیت
اور اس کی اصطلاح بننے کی صلاحیت کو بنیادی اہمیت دی، چنانچہ
پہلے مرحلے پر رائج العام غیر عربی الفاظ بھی قبول کر لیے گئے لیکن ایسے
الفاظ کو ترجیحات کی ترتیب میں دوسرے درجے پر رکھا گیا۔ پہلا لفظ

فصیح عربی کا لیا گیا - اس کے ساتھ ہی غیر عربی لفظ لکھ دیا گیا ۔ ایسے الفاظ کو قوسین میں درج کیا گیا مثلاً "حاشیہ" (در کنار)

۵ ۔ مجمع نے سرکاری محکموں اور دفاتر کے نام وضع کرنے میں نہایت انوکھی اور دلچسپ حکمت عملی اختیار کی ۔

بہت زیادہ درجہ بندیوں کو اختیار کرنے کی بجائے اس نے محکموں اور شعبوں کو ان کے روایتی دائرہ عمل اور وسعت کار کے لحاظ سے چار یا پانچ بنیادی اکائیوں میں تقسیم کر دیا۔ ان میں سب سے اونچی اکائی کو "دائرہ" کا نام دیا گیا جسے اردو میں وزارت یا محکمے کا مترادف قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً دائرۃ المعارف، دائرۃ الاوقاف وغیرہ دوسرے نمبر پر "دیوان" کو اختیار کیا گیا، یہ دائرے کے اندر ایک نسبتاً چھوٹی اکائی ہے، اسے شعبے اور صیغے کے مساوی قرار دیا جا سکتا ہے۔ اسی قسم کے مختلف دیوان یا شعبے "دیوان الرسائل" "دیوان النفوس" "دیوان الخراج" وغیرہ ہیں۔ شعبے یا صیغے کے اندر ٹائپ کاری، روزنامچہ نویسی، مراسلت نگاری وغیرہ سے متعلق برانچ کو "قلم" کا نام دیا گیا جیسے "قلم المحاسبات" "قلم المراسلات" وغیرہ۔ ان کے علاوہ بورڈ کے معنوں میں "مجلس" اور کمیٹی کے معنوں میں "لجنہ" کے الفاظ بھی اختیار کیے گئے ۔

۶۔ دفاتر اور سرکاری اداروں میں عربی کی ترویج کے ضمن میں مجمع نے بعض قوانین قواعد و ضوابط اور دستاویزات کا ترجمہ کیا اور بعض کی لغوی و اصطلاحی اعتبار سے اصلاح کی۔ ان قوانین میں ابتدائی تعلیم، صحت عامہ اور مالیات کے قواعد شامل ہیں ۔

تعلیمی اداروں میں عربی

جامعات اور مدارس میں بھی عربی کے فروغ پر توجہ مبذول کی گئی اور تعلیمی اداروں سے مختلف میدانوں کے ماہرین کی خدمات حاصل کیں ۔ وزارت تعلیم نے اس ضمن میں مجمع کی بھرپور معاونت کی اور فنی و لسانی ماہرین کی خدمات مجمع کے سپرد کر دیں ۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ دمشق کے میڈیکل انسٹیٹیوٹ اور لا انسٹی ٹیوٹ نے پہلے ہی سے متعلقہ موضوعات پر خاصا کام کر رکھا تھا۔ مجمع نے اس کام پر بھی نظر ثانی کی۔ طب اور قانون کے میدان میں وضع اصطلاحات اور تعریب کے کام کو آگے بڑھایا۔ مجمع نے ان دو موضوعات پر ہی اکتفا نہ کیا بلکہ دیگر علوم و فنون کی سینکڑوں اصطلاحات کو بھی عربی آہنگ بخشا۔

ابتدائی و ثانوی مدارس کو مستند سائنسی و فنی کتب کی فراہمی کے لیے مجمع نے ایک کمیٹی تشکیل دی جس کا کام پہلے سے موجود سائنسی کتب کا جائزہ لینا اور طبیعیات، ریاضیات، زراعت وغیرہ کے ماہرین سے ان کی توثیق کرانا تھا نیز اپنی نگرانی میں ماہرین سے اس نوعیت کی کتابیں لکھوانا تھا۔

درسی کتب کی زبان و بیان کے اعتبار سے جانچ پڑتال مجمع کے اساسی فرائض کا حصہ تھی چنانچہ کسی کتاب کی اشاعت یا نصاب میں اس کی شمولیت اس وقت تک نہ ہو سکتی تھی جب تک مجمع زبان اور موضوع کے اعتبار سے اس کی توثیق نہ کر دیتا تھا۔

مجمع درسی رسائل و مجلات کی بھی لغوی اعتبار سے پڑتال کرتا تھا اس کے علاوہ مجمع کے ارکان اور ماہرین جامعات اور ثانوی مدارس میں ادبی و لغوی موضوعات پر لیکچر دیتے تھے۔ مجمع نے درسی و ثانوی کتب کی لسانی صحت کا بھی جائزہ لیا اور ان کی تنقیح کی ۔

۱۹۲۳ء میں شامی حکومت نے عربی علوم اور زبان کے فروغ کے لیے مجمع کے تجویز کردہ ایک منصوبے کی منظوری دی جس کے ذریعے طلبا کو عربی میں تحریر و خطابت اور تالیف و ترجمہ سے روشناس کرانا تھا۔ مجمع نے اس منصوبے کا نصاب وضع کیا۔ اس کے ماہرین کالجوں میں جا کر نحو و صرف اور عربی علوم پر طلبا کو لیکچر دیتے تھے۔

عربی میں تصنیف و تالیف کی حوصلہ افزائی کے لیے مجمع کی طرف سے سالانہ انعامات دیے جاتے ہیں، انعام کے استحقاق کا فیصلہ مجمع اور وزارت تعلیم کی طرف سے مشترکہ طور پر کیا جاتا ہے، یہ انعام ہر سال کسی اچھی تالیف یا ترجمے پر دیا جاتا ہے۔

عوامی سطح پر فروغ عربی

عربی کے فروغ کے لیے مجمع نے اپنی توجہ دفاتر و جامعات پر ہی مرکوز نہیں رکھی بلکہ عوام کی ذہنی سطح بلند کرنے اور ان کے شعور کو

بیدار کرنے کے لیے بھی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مجمع کا وسیع آڈیٹوریم جسے "قاعۃ المحاضرات" کہا جاتا ہے، شعور و آگہی کی نوادر فصیح و شستہ عربی کے فروغ کے لیے پورے عالم عرب میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے۔ یہاں علم و دانش کے سوتے پھوٹتے ہیں اور فکر و نظر کے دھارے بہتے ہیں، قومی شعور اور ملی تشخص کو پروان چڑھایا جاتا ہے اور خرد افروزی کے اس قافلے کی قیادت عربی زبان کرتی ہے۔ اس آڈیٹوریم میں جون ۱۹۲۱ء سے علمی خطبات اور مذاکروں کا سلسلہ جاری ہے۔ مشہور جاہلی شاعر طرفہ بن العبد کے معلقہ پر جب پہلا مذاکرہ یہاں منعقد ہوا تو سامعین کے اشتیاق اور دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ ہال میں تل دھرنے کو جگہ نہ رہی تھی اس کے بعد اس ہال میں توسیع کی گئی۔ ابتدا میں یہ لیکچر ۱۵ روز میں ایک دفعہ ہوتے تھے بعد میں لوگوں کے شدید اصرار پر انہیں ہفتہ وار کر دیا گیا۔ مقالے یا لیکچر کا موضوع ایک کمیٹی تجویز کرتی ہے جبکہ ایک دوسری کمیٹی مقالے کی زبان کو جانچتی ہے۔ ابتدا میں یہ خطبے ادبی و لغوی موضوعات پر دیے جاتے تھے لیکن رفتہ رفتہ ان کا دائرہ پھیلتا گیا اور مباحث میں وسعت پیدا ہوتی گئی اب یہ لسانیات، قواعد زبان اور شخصیات سے لے کر معاشرتی و سماجی مسائل اور دین و شریعت تک تمام موضوعات پر محیط ہوتے ہیں۔ موضوعات کی نیرنگی اور تنوع کے باوجود جو چیز ان سب مقالات و خطبات میں مشترک نظر آتی ہے وہ ان کی لسانی صحت ہے۔ یہ لیکچر مجمع کے رسالے میں چھپتے رہے ہیں۔ ان میں سے بعض کتابی شکل میں بھی شائع کیے گئے ہیں۔ لسانیات کے علاوہ دوسرے موضوعات پر لیکچروں اور مذاکروں کا انعقاد بالعموم لسانی اکادمیوں اور اداروں کے حیطۂ کار کا حصہ نہیں سمجھا جاتا تاہم ان کے منطقی جواز یا عدم جواز کے بارے میں، اہل علم متضاد آراء رکھتے ہیں۔ ایک گروہ کا خیال ہے کہ مجمع کو اپنے مذاکروں اور خطبوں کو زبان و ادب پر ہی مرکوز رکھنا چاہیے کیونکہ وہ ایک لسانی اکادمی ہے اور اس کا فطری دائرۂ کار زبان و ادب کی نشو و نما اور جدید اصطلاحات کے ذریعے اس کے دامن کو وسعت دینا ہے۔ دوسرے گروہ کا خیال ہے کہ چونکہ مجمع کی تاسیس کی غایت عام علمی شعور کی بیداری ہے لہذا اس کا دائرۂ عمل محدود نہیں ہونا چاہیے۔ مجمع خود اول الذکر نقطۂ نظر کا حامی ہے

لیکن ابتدا میں اسے یہ ضرورت دو وجوہ کی بنا پر پیش آئی اولاً وزارت تعلیم کی طرف سے اس امر پر یہ ذمہ داری عائد کی گئی تھی، ثانیاً اسے تمام علمی و ادبی، صحافتی و عوامی حلقوں سے اپنا تشخص منوانا تھا۔ بعد میں رفتہ رفتہ لیکچروں کی تعداد کم ہوتی چلی گئی۔

کانفرنسیں اور تقریبات

مذکورہ بالا میعادی مذاکروں کے علاوہ مجمع نے بعض نہایت اہم موضوعات پر کانفرنسیں اور تقریبات بھی منعقد کی ہیں۔ ان میں سب سے اہم شہرہ آفاق عرب شاعر المتنبی کی ہزار سالہ برسی تھی۔ یہ تقریب ایک ہفتہ جاری رہی۔ اسی طرح ابو العلا معری کا ہزار سالہ جشن ولادت بھی منایا گیا۔ اس کی تقریبات دمشق کے علاوہ حمص، حماۃ، حلب اور لاذقیہ میں بھی منعقد ہوئیں۔ اس کے علاوہ مختلف شعراء کی وفات پر بھی اُن کی یاد میں تقریبات ہوتی رہیں، جن میں مرحومین کی ادبی خدمات کو سراہا گیا۔ الشیخ طاہر الجزائری، احمد کمال پاشا مصری، محمود شکری آلوسی، مصطفیٰ لطفی المنفلوطی، امیر الشعراء، احمد شوقی اور محمد رشید رضا کی وفات پر ایسی تقریبات منعقد ہوئیں۔

اصلاح زبان

جون ۱۹۲۱ء میں مجمع نے اپنے ۹۸ ویں اجلاس میں ایک انتہائی اہم مسئلے پر غور و خوض کیا یہ مسئلہ اخبارات و رسائل اور کتب میں رائج العام لسانی اغلاط کا تھا۔ اس ضمن میں مجمع نے فیصلہ کیا کہ اپنے مجلے اور بعض اخبارات میں مقالات کا ایک سلسلہ شروع کیا جائے جن میں اس قسم کی اغلاط کی نشاندہی کی جائے۔ اس مقصد کے لیے پہلے مرحلے پر اخبارات سے ایسے الفاظ کی ایک فہرست مرتب کی گئی جن پر مختلف اجلاسوں میں غور و خوض کیا گیا اور رائج العام غلط ترکیبات کی متبادل درست ترکیبات اپنی توثیق کے ساتھ مجمع نے اپنے رسالے میں چھاپ دیں اخبارات میں یہ سلسلہ "سہو قلم سے" کے عنوان سے نقل ہوتا رہا۔ مجلۃ المجمع میں اس موضوع پر تقریباً ۳۰ مضامین چھپے۔

لغوی استفسارات

مجمع کے پاس عربی یا معرب الفاظ کی نحوی صحت اور مختلف فنی اصطلاحات کے مترادفات کے بارے میں استفسارات آتے رہتے ہیں۔ مثال کے طور پر ابتدا میں مجمع سے رائج العام چند الفاظ سیکارۃ (سیگار)، بسکویت (بسکٹ) اور شکولاتہ (چاکلیٹ) کے بارے میں پوچھا گیا کہ کیا ان الفاظ کو بعینہٖ عربی میں قبول کیا جا سکتا ہے۔

مجمع نے اس استفسار اور اس سے ملتے جلتے دیگر استفسارات کا جواب دینے کے لیے چند بنیادی قواعد وضع کیے۔

اولاً: اگر لفظ ایسا ہے جو عربوں کے ہاں پہلے سے ہی معروف ہے یا زیرِ نظر لفظ سے ملتا جلتا کوئی لفظ ان کے ہاں موجود ہے تو اسی کو اختیار کیا جائے۔ ثانیاً: اگر لفظ جدید ہے اور عربوں کے لیے نامانوس بھی، نیز ان کے ذخیرۂ الفاظ میں اس سے ملتا جلتا کوئی اور کلمہ بھی نہیں ہے تو اسے عربی حروف اور اوزان میں ڈھالنے کی کوشش کی جائے گی۔ اگر عربی میں اسماء کے حروف اوزان میں سے کسی پر پورا اترتا ہو تو اسے بعینہٖ قبول کر لیا جائے، بصورت دیگر اس کے بعض حروف اور اعراب میں معمولی تغیر کے ذریعے اسے عربی کے قالب میں اس طور پر ڈھال لیا جائے کہ وہ نطق میں زیادہ دشوار نہ رہے۔

اس قاعدے کے بموجب "البسکویت" اور "الشکولاتہ" کا تجزیہ کیا گیا تو یہ بات سامنے آئی کہ "البسکویت" اور "الشکولاتہ" ایسے الفاظ ہیں جن کے براہِ راست مترادفات عربی کے قدیم ادبی ورثے میں موجود نہیں لہٰذا مذکورہ بالا قاعدے کی روشنی میں انکی تعریب کی جائے۔ "البسکویت" کو فعول کے وزن پر "بسکوت" رکھا گیا جبکہ "شکولاتہ" کو فعولات کے وزن پر "شکولات" (فتوحات کی طرح) تجویز کیا گیا۔

مطبوعات

مجمع نے ۱۹۱۹ء میں اپنے قیام سے لے کر اب تک سینکڑوں مقالات اور کتابیں شائع کی ہیں چونکہ مجمع کے مقاصد تاسیس میں عربوں کی تاریخ، تہذیب اور علوم کا تحقیقی مطالعہ بھی شامل ہے، لہٰذا مجمع نے عربوں کے علوم و فنون اور تہذیب و ثقافت پر کتب کا ایک بڑا حصہ شائع کیا ہے۔ قاعۃ المحاضرات میں کی جانے والی تقاریر اور پڑھے جانے والے مقالات کو بھی کتابی شکل دی گئی۔

اس کے علاوہ مجمع نے مختلف علوم و فنون کی کتب اور لغات بھی ترتیب دی ہیں کتابی شکل اختیار کرنے سے پہلے یہ اصطلاحات مجمع کے مجلے میں شائع ہوتی ہیں اور ان پر آراء لی جاتی ہیں۔ مجمع کے مجلے کے مختلف شماروں میں جو فنی اصطلاحات شائع ہوتی رہی ہیں ان میں سے بعض یہ ہیں۔

جلد	سال	موضوع
جلد ۲ ،	۱۹۲۲ء	نظام قضا، زکوٰۃ اور حج سے متعلق عربی الفاظ
جلد ۱۰	۱۹۳۰ء	طبی اور طبیعی علوم کی اصطلاحات کا ایک جائزہ
جلد ۱۶	۱۹۴۱ء	نئی قدرتی اشیاء کے لیے عربی نام
جلد ۱۸	۱۹۴۲ء	مشہور نباتات کے نام
جلد ۲۲	۱۹۴۸ء	جلدی امراض کی اصطلاحات
جلد ۲۳	۱۹۴۸ء	عربی لغات میں سریانی الفاظ
جلد ۲۴	۱۹۴۹ء	عربی لغات میں نباتات و حیوانات کے نام
جلد ۲۵	۱۹۵۰ء	اصطلاحات ارضیات
جلد ۲۶	۱۹۵۱ء	امراضیات کی اصطلاحات
جلد ۲۸	۱۹۵۳ء	سائنسی اصطلاحات کی تعریب
جلد ۳۳ تا ۵۵		طبی اصطلاحات

ان میں بیشتر کو بعد میں کتابی شکل میں شائع کر دیا گیا۔ مجمع کی چند مقبول لغات یہ ہیں۔

۱) معجم المصطلحات الحدیثیة (حدیث کی اصطلاحات کی لغت)
۲) معجم العلوم الطبیة (طبی علوم کی لغت)
۳) معجم المصطلحات الاثریة (آثارِ قدیمہ کی اصطلاحات کی لغت)
۴) المعجم العسکری (عسکریات کی لغت)
۵) معجم مصطلحات امراض الجلد (جلدی بیماریوں کی اصطلاحات)
۶) فنون الصناعات الدمشقیة القدیمة (دمشق کی قدیم صنعتیں اور فنون

ان کے علاوہ جو کتب مجمع نے شائع کیں ان میں سے چند یہ ہیں ۔

۱۔ معاضرات المجمع
۲۔ کتاب جامع التواریخ
۳۔ بحر العوام فیما اصاب فیہ العوام
۴۔ المھرجان الالفی لابی العلاء المعری
۵۔ تاریخ حکماء الاسلام
۶۔ کتاب الاشربہ
۷۔ الدارس فی تاریخ المدارس
۸۔ دیوان علی بن جھمہ
۹۔ مخطوطہ دمشق
۱۰۔ فضائل الشام و دمشق

مجمع یہ زیرِ نگرانی ایک علمی و تحقیقی رسالہ "مجلۃ المجمع العلمی العربی" شائع ہوتا ہے ۔ اس کا مقصد ادارے کی مختلف النوع سرگرمیوں سے قارئین کو متعارف کرانا اور عرب ممالک اور دیگر سائنسی و لسانی اکادمیوں سے رابطے کا کام سرانجام دینا ہے ۔

مجمع نے کئی مخطوطات شائع کیے ہیں خود اس کی اپنی لائبریری میں ۱۲ ہزار کے لگ بھگ مخطوطات کا ذخیرہ ہے ۔

حرفِ شکایت

وفاقی وزیرِ تعلیم جناب محمد یٰسین خان وٹو نے ایک انٹرویو میں یہ اعلان تو کیا ہے کہ وہ انگریزی ذریعہ تعلیم کے متوازی نظام کے بارے میں ماہرینِ تعلیم، عوامی نمائندوں اور طلبہ کے والدین کی آرا معلوم کر رہے ہیں اور جلد ہی کسی واضح نتیجہ پر پہنچ جائیں گے، لیکن ساتھ ہی اپنی طرف سے یہ فیصلہ بھی صادر کر دیا ہے کہ جو والدین اپنے بچوں کو انگریزی ذریعہ تعلیم کے اداروں میں پڑھانا چاہتے ہیں انہیں حکماً اس سے روک دینا کس طرح مناسب ہوگا؟ اس ضمن میں انہوں نے اپنی ذاتی رائے اس طرح ظاہر کی کہ اردو وبلاشبہ ہماری قومی زبان ہے لیکن ہمیں انگریزی کی بھی ضرورت ہے جو ایک اہم بین الاقوامی زبان ہے اور سائنس وفن کی خاطر ہمیں اس پر دسترس حاصل کرنی چاہیے۔ وفاقی وزیر تعلیم کا یہ استدلال اس غلط مفروضے پر قائم ہے کہ اردو کو ذریعہ تعلیم بنانے کے حامی انگریزی کی بطور زبان اور مضمون تعلیم کے بھی مخالف ہیں۔ مزید برآں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ۸۹-۱۹۸۸ء تک میٹرک میں صرف اردو کو ذریعۂ امتحان بنانے کی سفارش ملک بھر کے ماہرینِ تعلیم کی ایک کانفرنس نے پیش کی تھی اور اس کے مطابق فیصلے کو (۱۹۸۳ء میں انحراف کے باوجود) ابھی تک "قومی تعلیمی پالیسی" ہی قرار دیا جاتا ہے، جب خاموشی اور رازداری کے ساتھ وفاقی وزارت تعلیم نے "غیر ملکی امتحانات کی تیاری" کرانے والے تعلیمی اداروں کو اس سے مستثنیٰ کر دیا تھا اور ان سب سکولوں نے بھی دوبارہ انگریزی ذریعہ تعلیم کا سلسلہ بحال کر دیا تھا جنہوں نے تین چار سال تک قومی تعلیمی پالیسی کے مطابق اردو کو ذریعہ تعلیم کے طور پر اختیار کر لیا تھا۔

ظاہر ہے کہ جو قومی تعلیمی پالیسی ملک بھر کے ماہرینِ تعلیم کی کانفرنس میں بحث و غور کے بعد متفقہ سفارش کے تحت وضع کی گئی تھی۔ عوامی نمائندوں اور طلبہ کے والدین سے رابطہ اور ان کی رائے معلوم کرنے کا اہتمام کس طرح جائز قرار دیا جا سکتا ہے؟ انگریزی کی بطور زبان تعلیم کا کوئی بھی مخالف نہیں، بلکہ عام اور بنیادی مطالبہ تو یہ ہے کہ سرکاری سکولوں اور کالجوں میں اس کی تعلیم و تدریس کا معیار بہتر بنایا جائے۔ مروجہ انگریزی ذریعہ تعلیم تو صرف خواص کی خواہش کا نتیجہ ہے اور اس کے مضمرات نہ صرف عام لوگوں سے یکساں انصاف اور زندگی میں سب کو مساوی مواقع بہم پہنچانے کے بنیادی اصول اور تقاضے کے منافی ہیں، بلکہ ۱۹۸۳ء میں انحراف و استثنا کا دروازہ کھول کر وفاقی وزارتِ تعلیم کے کارفرماؤں نے "ایک ملک دو نظام تعلیم" کی اس دیرینہ اور وسیع قباحت کو بھی نئی زندگی عطا کر دی ہے، جسے ختم کرنے کے لیے "قومی تعلیمی پالیسی" بنانے کا ذکر ایک کارنامے اور بہت بڑی قومی خدمت کے طور پر کیا جاتا ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی ۸ اگست ۱۹۸۵ء)

مسعود احمد بیمہ

"اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان ریونیوز" کا اردو ترجمہ

جب ہمارے دفتر میں نفاذِ اردو کا آغاز ہوا تو سب سے پہلے اکاؤنٹنٹ جنرل (ACCOUNTANT GENERAL) کے لیے موزوں اردو مترادفات تلاش کرنے کا مسئلہ پیش آیا۔ اس کے لیے حسبِ ذیل اردو مترادفات ہمارے زیرِ غور آئے :

ناظم حسابات	مجلس زبان دفتری کی لغت قاموس الاصطلاحات
ناظم اعلیٰ حسابات	(دفتری اردو - علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی)
محاسب اعلیٰ	(فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون - مقتدرہ قومی زبان)
صدر محاسب	(انگریزی اردو لغت بابائے اردو مولوی عبدالحق)
منیب اعلیٰ / منیم اعلیٰ	(کتابستان ڈکشنری)
میر محاسب	(علمی اردو لغت)
میر بخشی	(فیروز اللغات)
محتسب اعلیٰ	(پاپولر ڈکشنری)
حسابدار اعلیٰ	(حسابدار کی مناسبت سے)

بڑے غور و فکر کے بعد "ناظم اعلیٰ حسابات" کی اصطلاح اختیار کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مقتدرہ قومی زبان کا دفتر کہیں کراچی میں تھا۔

کچھ عرصے بعد علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے وفاقی حکومت کے افسران کے لیے دفتری اردو کے نصاب کا اجرا کیا تو اس میں بھی اکاؤنٹنٹ جنرل کے لیے ناظم اعلیٰ حسابات کی اصطلاح برقرار رکھی گئی جس نے ہمارے فیصلے پر مہرِ توثیق ثبت کر دی۔ لیکن اِدھر کچھ دنوں سے بعض حلقے اکاؤنٹنٹ جنرل کو حسابدارِ اعلیٰ لکھنے اور کہنے پر زور دے رہے ہیں۔ اس سلسلے میں عرض ہے کہ ناظم اعلیٰ حسابات کی اصطلاح اختیار کرنے سے قبل "حسابدار اعلیٰ" کی اصطلاح پر بھی غور کیا گیا تھا لیکن اس اصطلاح کو (CHIEF ACCOUNTANT) کے لیے مخصوص کیا گیا تھا اور (SENIOR ACCOUNTANT) کے لیے حسابدار کبیر کی اصطلاح وضع کی گئی تھی۔

وفاقی حکومت میں اکاؤنٹنٹ جنرل کو حسبِ ذیل فرائض سرانجام دینے پڑتے ہیں :۔

۱۔ وفاقی حکومت کے اخراجات و وصولیات کا حساب رکھنا

۲۔ وفاقی وزارتوں / ڈویژنوں / محکموں / ماتحت دفتروں کے اخراجات کا محاسبہ کرنا

۳۔ صدر مقام پر واقع وفاقی محکموں کے افسران اور عملے کی تنخواہوں اور الاؤنسوں کے بلوں کا پیشگی محاسبہ کرنے کے بعد چیکوں کے ذریعے ادائیگی کرنا۔

۴۔ مجلسِ حساباتِ عامہ (پی اے سی) کے اجلاسوں میں محاسب اعلیٰ پاکستان کی فعال معاونت کرنا۔

۶۔ وفاقی میزانیہ کی تیاری میں وزارتِ مالیات کی مدد کرنا۔
۱۰۔ بیرونی امداد کے استعمال کا محاسبہ کرنا۔
۷۔ محاسب اعلیٰ پاکستان کی سالانہ رپورٹ کی تدوین، طباعت و اشاعت۔
۸۔ حسابات مدبندی اور حسابات مالیات کی تدوین، طباعت و اشاعت۔
۹۔ (FEDERAL TREASURY) وفاقی خزانہ کے کام کی نگرانی کرنا

فرائض کی محولا بالا طویل فہرست کے پیشِ نظر اکاؤنٹنٹ جنرل کے لیے ناظم اعلیٰ حسابات کی اصطلاح ہی مناسب و موزوں معلوم ہوتی ہے ناظم کے ایک معنی "موتیوں کو ایک لڑی میں پرونے والا" بھی ہیں۔ اکاؤنٹنٹ جنرل بھی اپنے ان رنگارنگ فرائض کو ایک لڑی میں پرو رہا ہے اور اس کی حیثیت پیشہ ورانہ سے زیادہ انتظامی ہوتی ہے لہٰذا یہ اصطلاح ہر لحاظ سے اکاؤنٹنٹ جنرل کے مطالب کا احاطہ کرتی ہے۔

دوسرا مسئلہ (PAKISTAN REVENUES) کے لیے اردو مترادف کی تلاش تھا۔ اس کے لیے مجلس زبان دفتری کی لغت اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے دفتری اردو کے نصاب میں "محاصلِ پاکستان" کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے لیکن (PAKISTAN REVENUES) میں جمع کا صیغہ محاصل اور ان سے ہونے والے اخراجات دونوں کا احاطہ کرتا ہے اس لیے محاصل پاکستان کی بجائے محاصلات پاکستان ہونا چاہیے۔ اس کی ایک مثال سنٹرل بورڈ آف ریونیو ہے جس کا تعلق وفاقی حکومت کے محاصل سے ہے اسی لیے صیغہ واحد کے ساتھ (REVENUE) لکھا جاتا ہے چنانچہ اس وقت اسے جی پی آر میں اکاؤنٹنٹ جنرل پاکستان ریونیوز کے لیے ناظم اعلیٰ حسابات محاصلات پاکستان" کی اصطلاح رائج ہے۔

بعد میں راقم الحروف نے "اصطلاحاتِ محاسبی و حسابداری" میں بھی اس اصطلاح کو درج کیا جسے نظرثانی کرنے والے ماہرین اور مجلس استناد نے کسی ردّ و بدل کے بغیر منظور کر لیا ہے۔

اردو زبان ہر سائنسی موضوع کو بخوبی بیان کر سکتی ہے۔ جمیل جالبی

جامعہ کراچی کے وائس چانسلر ڈاکٹر جمیل جالبی نے ڈاکٹر داؤد صالح کی کتاب "آپ کی صحت" کی تقریب تعارف سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب کے مطالعے کے بعد عوام کو بیماریوں کے بارے میں عام اور بنیادی نوعیت کی معلومات حاصل ہوں گی۔ ڈاکٹر جالبی نے بتایا کہ جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ قومی زبان میں سائنسی کتابیں نہیں لکھی جا سکتیں وہ یہ بات بھول جاتے ہیں کہ اگر لکھنے والے کو اپنے موضوع پر قدرت حاصل ہے اور اس کو دوسروں کے لیے بیان کرنے کی صلاحیت حاصل ہے تو قومی زبان میں اتنی صلاحیت موجود ہے کہ وہ مضمون کو اچھی طرح بیان کر سکتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ فورٹ ولیم کالج کے زمانے سے اگر اردو مسلسل استعمال ہوتی رہتی تو اس میں مختلف سائنسی اور فنی موضوعات پر اتنی کتب تصنیف ہو چکی ہوتیں جن پر آج ہم فخر کرتے انہوں نے مزید کہا کہ ذریعہ تعلیم اردو ہونا چاہیے تاکہ ہر سطح پر ہماری تخلیقی قوتیں نشوونما پا سکیں۔

(روزنامہ حریت کراچی ۲۹ رجون ۱۹۸۵ء)

عدالتی کارروائی اردو میں کرنے کی ہدایت

صوبائی حکومت نے تمام ڈسٹرکٹ مجسٹریٹوں کو ہدایت کی ہے کہ عدالتی کارروائی اردو میں کی جائے۔

(روزنامہ جسارت کراچی ۳۰ رجون ۱۹۸۵ء)

سری نواس لاھوٹی

اصطلاحات سماجی تحفظ

اکتوبر کے شمارے میں ایس۔ ایم۔ معین قریشی صاحب کا نوٹ " اصطلاحات سماجی تحفظ " بڑا معلوماتی ہے۔ اس میں جو اصطلاحات درج ہیں۔ ان کے بارے میں میری رائے یہ ہے کہ جب ہماری زبان میں اصطلاحیں موجود ہیں تو پھر ہم انگریزی زبان کی اصطلاحوں پر تکیہ کیوں کریں! اپنی زبان کے ذخیرے کو بڑھانے میں دوسری زبانوں سے مدد ضرور لینی چاہیے لیکن سب سے پہلے ان زبانوں کو برتنا چاہیے جو ہماری زبان کے قریب ہیں۔ بصورت مجبوری ہم بعض اصطلاحوں کو من و عن بھی لے سکتے ہیں۔

ذیل میں اصطلاحوں کی جو فہرست درج ہے اس میں، میں نے جناب معین قریشی سے کچھ مختلف متبادل اُردو اصطلاحات پیش کی ہیں۔

Account Officer	افسر حسابات
Adjourned Meeting	ملتویہ اجلاس
Approved Bank	منظورہ بنک
Arithmetical Errors	حسابی غلطیاں
Authorised Official	افسر مجاز
Appointed day	مقررہ دن
Attested Photograph	مصدقہ فوٹو
Contractor	کتھدار، ٹھیکیدار
Certificate of Authorisation	مجازی صداقت نامہ
Certificate of Contribution & Wages	عطیہ اور اجرت کا صداقت نامہ
Duplicate Registration	دوہری رجسٹریشن
Disablement Pension	وظیفہ معذوری
Employee	مزدور
Full Time Doctor	ہمہ وقتی طبیب
Gratuity	گرایجوئٹی
Governing Body	مجلس انتظامی
Head Office	صدر دفتر

Central Office	مرکزی دفتر
Medical Advisor	طبی مشیر
Meeting	جلسہ
Medical Practitioner	معالج۔طبیب
Medical Board	طبی بورڈ
Office Order	سرکاری حکم نامہ
Particulars	تفصیلات
Pensioner	وظیفہ یاب ۔ موظف
Pensionable age	قابل وظیفہ عمر
Qualification	قابلیت
Recurring Expenditure	متوالی اخراجات
Standing Orders	مستقل احکام
Stay	حکم التواء
Prohibitory Orders	امتناعی احکام
Sub-Contractor	ذیلی کتھدار
Survivors Pension	وظیفہ پسماندگان
Unauthorised leave	غیر مجاز رخصت
Unsanctioned Leave	غیر منظورہ رخصت
Vice Commissioner	نائب ناظم

ڈاکٹر وحید قریشی سے ایک انٹرویو

پچھلے دنوں مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی کا ریڈیو پاکستان نے ایک طویل انٹرویو کیا۔ اس انٹرویو میں میزبان نے جہاں ڈاکٹر صاحب کی شخصیت، ان کے علمی سفر اور ادبی رویوں پر سوالات پوچھے وہیں مقتدرہ قومی زبان میں سرانجام دیے جانے والے کاموں کے بارے میں بھی سوالات کیے۔ قارئین "اخبارِ اردو" کے لیے انٹرویو کا دوسرا حصہ پیش کیا جا رہا ہے۔

س۔ عام لوگوں کا خیال ہے کہ انگریزی کی اصطلاحات اور الفاظ کے جو تراجم آپ کرتے ہیں وہ اصل لفظ یا اصطلاح کی نسبت ثقیل ہوتے ہیں۔ اس بارے میں آپ کچھ ارشاد فرمائیں گے؟

ج۔ جہاں تک اصطلاحات کا تعلق ہے اس میں دو تین بنیادی باتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ اگر اصطلاح کو ثقیل کہا جائے تو کن کے لیے؟ جن کے لیے یہ اصطلاحیں وضع کیں آیا ان لوگوں کے لیے یہ مانوس ہیں یا نہیں؛ دوسری یہ کہ آپ دوسری زبانوں کو بھی دیکھیے اور ان کی اصطلاحات کو بھی انگریزی میں ریاضی کی کتنی اصطلاحات ہیں جنہیں ایک عام انگریزی جاننے والا سمجھ سکتا ہے یا اس کے لیے آسان ہیں کمپیوٹر کی اصطلاحیں کتنے لوگوں کے لیے مانوس اور آسان ہیں؟ پھر اصطلاح کے باب میں ایک تیسری بات یہ بھی ہے کہ کثرتِ استعمال سے اصطلاح زبانوں پر چڑھ جاتی ہیں۔ لیکن ہمارے ہاں یہ سوال دو وجہ سے پیدا ہوا ہے۔ ایک سبب تو نفسیاتی ہے ہماری نسل جس دور سے تعلق رکھتی ہے اس میں عربی فارسی گھروں میں استعمال ہوتی تھی، اب جو نسل ہمارے سامنے آ رہی ہے وہ دو حصوں میں بٹی ہوتی ہے ایک طبقہ وہ ہے جو عمومی جامعات سے فارغ التحصیل ہو کر آیا ہے۔ یہ طبقہ عربی، فارسی سے اس طرح مانوس ہے جس طرح ہم آپ تھے اس لیے وہ اصطلاحیں جو عربی کی ہوں یا فارسی سے مستعار ہوں وہ ان کے لیے مشکل نہیں۔ دوسرا طبقہ وہ ہے جو انگریزی تدریسی اداروں سے پڑھ کر آتا ہے۔ ان کے گھروں میں بھی انگریزی بولی جاتی ہے، ان کی تربیت بھی انگریزی میں ہوتی ہے ان کے لیے تو اردو کا ہر مانوس لفظ بھی غیر مانوس ہے اس لیے کہ ان کی زندگی میں اس کا دخل نہیں ہے۔ پہلے تو ہمیں یہ دیکھنا ہوگا کہ جب ہم یہ کہتے ہیں کہ فلاں اصطلاح مشکل ہے اور فلاں آسان تو اس میں ہمارا مخاطب کون ہے؟ اور یہ اصطلاح کس کے لیے وضع کی گئی ہے۔ جہاں بات کو زیادہ قطعی طور پر بیان کرنا ہوگا۔ جہاں کسی علم کی باریکی میں جانے کا سوال ہوگا تو یقیناً مشکل الفاظ آئیں گے جن کا نازک فرق پیشِ نظر ہوگا۔ الفاظ و اصطلاحات

کی مختلف تھیں ہوں گی اور وہ تمام قارئین کے لیے یا عام بول چال میں استعمال ہونے والے لفظوں کے مقابلے میں مشکل ہوں گی۔ دوسری طرف یہ بھی ہے کہ ہمارے ہاں بھی ایک رجحان شروع میں پیدا ہو گیا تھا کہ عربی کے الفاظ سے زیادہ تر اصطلاحات کا کام لیا جائے۔ اب ہمیں یہ دیکھنے کی ضرورت ہے ہمارا مانوس اور غیر مانوس کا تصور کیا ہے؟ میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے ہاں جو زبانوں کی ترجیحات ہیں اس میں اردو کے بعد صوبائی زبانیں آتی ہیں پھر انگریزی زبان آتی ہے پھر فارسی ہے اور سب سے آخر میں عربی۔ جہاں تک سائنس کی اصطلاحات کا تعلق ہے یہ فیصلہ کرنا سائنسدانوں کا کام ہے کہ بین الاقوامی اصطلاحات کو اسی طرح رکھنا چاہتے ہیں یا ان کا ترجمہ کرنا چاہتے ہیں۔ ظاہر ہے کچھ اصطلاحیں تو ہر حال میں ترجمہ ضرور ہوں گی پھر یہ دیکھنا ہوگا کہ ہم کن کے لیے یہ ترجمہ کر رہے ہیں۔ اگر یہ ترجمہ مکینک یا مستری کے لیے ہے تو اس کے استعمال کے مانوس الفاظ آئیں گے۔ یعنی اسی سیکٹر میں جو ذخیرۂ الفاظ ہوگا اسی کو دیکھنا ہوگا۔ شروع میں یعنی ماہروں کا یہ بھی خیال تھا کہ اردو میں انگریزی کے الفاظ کم سے کم آئیں یا نہ آئیں شاید اسے قومی حمیت کا مسئلہ سمجھا گیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ بعض انگریزی الفاظ عربی و فارسی الفاظ کی طرح اردو کا حصہ بن چکے ہیں۔ جیسے ریڈیو، ٹیلی فون، کمپیوٹر، ٹیلی وژن وغیرہ اور اگر ہم ان کے ترجمے میں لگ گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سے مشکلات میں بھی اضافہ ہوگا اور مغائرت بھی بڑھے گی۔

س ۔ ڈاکٹر صاحب یہ بتایئے کہ آپ کا ادارہ کس حد تک قومی ضروریات پر پورا اتر رہا ہے؟

ج ۔ ہمیں یہ تو معلوم ہے کہ ہمارا ہدف کیا ہے لیکن حکومت کتنے ادوار میں اور کس طرح اردو کو نافذ کرنا چاہ رہی ہے اس کا علم ہمیں نہیں کیونکہ اس کا ایک حصہ حکومت کی پالیسی سے متعلق ہے جس میں مقتدرہ کا کوئی دخل نہیں۔ اس کا فیصلہ کرنا حکومت کے ذمے ہے۔ میں کچھ نہیں کہہ سکتا جہاں تک ہماری تیاری کا تعلق ہے تین چار پہلو ہیں دفاتر میں اردو، جامعات میں اردو اور امتحانات میں اردو جہاں تک دفاتر کی ضروریات کا تعلق ہے اس میں بھی دو طبقے نظر آتے ہیں ایک تو گریڈ سترہ تک کا طبقہ ہے جو اردو سے مانوس ہے اور اس سے اوپر کا طبقہ ہے جو اردو کے مقابلے میں انگریزی سے زیادہ مانوس ہے ان طبقوں کو سامنے رکھ کر ہم نے اپنی ساری منصوبہ بندی کی ہے اور ان کی ضروریات کی چیزیں مہیا کر دی ہیں دفتری امور پر ہماری چھ کتابیں شائع ہو چکی اور دو اس وقت پریس میں ہیں، میں سمجھتا ہوں کہ یہ کتابیں عام دفتری ضروریات کو پورا کرنے کے لیے کافی ہیں دوسرا مسئلہ دفتری اصطلاحات کا ہے۔ اس سلسلے میں پنجاب کی مجلس زبانِ دفتری نے جو کام کیا ہے، پہلے ہمارے ہاں اس کو اپنایا گیا تھا اور اب ہم اس کو معیار بند کرنے کی کوشش کر رہے ہیں چنانچہ ہم نے "آڈٹ اینڈ اکاؤنٹس" کی اصطلاحات کے ترجمے معیار بند کر کے شائع کر دیے ہیں۔ اب ہم کسٹمز پر کام کر رہے ہیں اور اسی طرح اس کے بعد دوسرے محکموں کے لیے کام کریں گے اس کے علاوہ ہم نے ۴۰۰ صفحات کی ایک ڈکشنری بھی تیار کی ہے جس میں دفتروں میں استعمال ہونے والی ترکیبیں اور جملے درج ہیں اور انگریزی کے جملے بھی ان کے برابر شائع کیے ہیں کچھ تراکیب اس حوالے سے معیار بند ہو جائیں گی اور باقی ماندہ کے لیے پنجاب کی مجلس زبان دفتری سے ہماری گفت و شنید جاری ہے، انہوں نے ایک مدت ہوئی یہ فیصلہ کیا تھا کہ اصطلاحوں کا نیا ایڈیشن جو وہ تیار کر چکے ہیں اور جس میں چھ سات ہزار اصطلاحوں کا اضافہ بھی ہے۔ وہ ہمیں دیں گے ہم معیار بند کریں گے لیکن ابھی تک انہوں نے اپنے وعدے پر عمل نہیں کیا چنانچہ پچھلے دنوں جب میں لاہور گیا تھا تو ایڈیشنل چیف سیکرٹری پنجاب سے ملاقات کی انہوں نے اصطلاحات کا مسودہ ہمیں بھیجنے کا وعدہ کیا۔ چھ سات مہینے میں انشاءاللہ ہم معیار بندی کا کام کر کے اس سیکٹر کو بھی پورا کریں گے۔

دوسرا مرحلہ یونیورسٹیوں کا ہے۔ ایف ایس سی تک کی تعلیم کے لیے حکومت کی پالیسی کا واضح طور پر اعلان ہو چکا ہے اور اسکولوں میں بالآخر اگلے دو تین برس تک ذریعۂ تعلیم میٹرک تک مکمل طور پر اردو میں ہو جائے گا۔ جہاں تک نصابی ضرورتوں کا تعلق ہے تو وہ ضرورتیں

پوری کرنے کے لیے ٹیکسٹ بک بورڈ ہیں یہ ان کا کام ہے کہ اردو میں مختلف علوم کی کتابیں چھاپ کر کالجوں اور اسکولوں کو مہیا کریں ہمارے ہاں تدریجی ذخیرۂ الفاظ کا تصور نہیں تھا پہلی جماعت سے لے کر بارہویں جماعت تک کے تدریجی ذخیرۂ الفاظ پر ہم نے کام کا آغاز کیا ہے اور اس سال میں انشاء اللہ ہم اسے مکمل کریں گے۔ یہ ذخیرۂ الفاظ ان مصنفین کے کام آئے گا جو درسی کتب لکھنا چاہتے ہیں۔ یونیورسٹی کی سطح پر ہم نہ صرف خود تراجم کر رہے ہیں بلکہ نئی کتب لکھوانے کا کام بھی شروع کر رہے ہیں۔ اسی کام کو ہم تین مرحلوں میں کریں گے۔ پہلے مرحلے میں جس کا آغاز ہو چکا ہے، ہم نے یہ کیا ہے کہ سماجی علوم کی کتابوں کے ترجمے اور نئی کتابیں لکھوانے کا کام یونیورسٹی گرانٹس کمیشن کے تعاون سے شروع کر رہے ہیں۔ اس کام میں ہماری ایک کمیٹی مدد کر رہی ہے اور جیسے ہی وہ ہمیں پورا نقشہ بنا کر دیگی ہم کتابوں کے تراجم کرا کے انہیں شائع کرنا شروع کر دیں گے۔ دوسرے مرحلے پر سائنسی علوم کی کتابیں آتی ہیں اور تیسرے مرحلے میں پیشہ وارانہ مضامین کو اردو کا قالب عطا کرنے کا کام ہے مقابلے کے امتحان کے بارے میں ہم نے ابھی ایک سروے کروایا ہے جو مرکزی کابینہ کے سامنے پیش کر رہے ہیں ان کے فیصلے کے بعد مقابلے کے امتحانوں کے سلسلے میں کچھ ہوگا۔ ہماری سفارشات عرصے سے حکومت کے زیرِ غور ہیں چنانچہ انہی کی روشنی میں پبلک سروس کمیشن کے نصاب میں اردو کا ایک ڈیڑھ سو نمبر کا پرچہ شامل کر لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ ہم نے بعض اور مسائل کا بھی جائزہ لیا ہے تاکہ اس بات کا علم رہے کہ اردو کی کتنی کتابیں کس موضوع پر چھپ چکی ہیں سب سے پہلے ہم نے تین کتابیں لکھوائی ہیں،

ایک اردو اصطلاحات کی کتابیات دوسری فارسی کی اور تیسری عربی پر تاکہ یہ معلوم ہو جائے کہ کہاں کہاں ہمارے ہاں کمی ہے اس کے مطابق ہم اصطلاحات کی ڈکشنریاں تیار کر رہے ہیں۔ دوسرا کام یہ کیا گیا کہ قانون کی جتنی کتابیں اردو میں دستیاب ہیں ان کی کتابیات بھی شائع کی اور دوسرے فنون میں بھی جو اصطلاحات مل سکتی ہیں انہیں بھی ہم چھاپ رہے ہیں مرکزی حکومت کے محکمۂ تعلیم نے ایف ایس سی تک کی اصطلاحات کی لغت تیار کی تھی اور اسے معیار بند بھی کیا تھا ہم نے اس کا تسویدی ایڈیشن چھاپ دیا ہے اور اب یہ کتاب عام طور پر ملتی ہے۔

اُردو میں قومی زبان کی تمام صفات

موجود ہیں - اقبال احمد خان،

وزیر عدل و انصاف اقبال احمد خان نے کہا ہے کہ اردو میں وہ تمام اوصاف موجود ہیں جو ایک قومی زبان کا خاصہ ہوتے ہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ قومی زبان کو صوبائی زبانوں سے مربوط کیا جائے اور اس کی اہمیت اور امتیاز کو مستحکم کیا جائے۔۔۔ سندھ، پنجاب، بلوچستان اور سرحد کے انتہائی اندرونی علاقوں تک اُردو بولی اور سمجھی جاتی ہے اور اظہار کا ذریعہ ہے۔ ۱۹۴۱ء میں مسلم لیگ نے برصغیر کے مسلمانوں کو یہ ہدایت کی کہ وہ مردم شماری کے دوران میں اپنی مادری زبان اُردو لکھیں۔ یہ قائداعظم کا حکم تھا اور اس کے ذریعے یہ فیصلہ کر دیا گیا تھا کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہوگی۔ پاکستان کی عدالتوں نے فیصلے اردو میں لکھنے شروع کر دیے ہیں اور وہ موجودہ حکومت جیسے ہی بعض مسائل کو حل کرنے میں کامیاب ہوئی اردو کے مکمل نفاذ کی طرف توجہ دے گی۔

روزنامہ جسارت کراچی ۳۰ رجون ۱۹۸۵ء

ریڈیو / ٹی وی پر قومی زبان میں

دفتری کورس شروع کرنے کی تجویز

مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی نے بتایا ہے کہ ٹی وی اور ریڈیو / قومی زبان میں دفتری کورس شروع کرنے کی تجویز پر غور کیا جا رہا ہے۔

روزنامہ جنگ لاہور یکم اگست ۱۹۸۵ء

مقتدرہ کی

GOVERNMENT OF PAKISTAN

CABINET DIVISION

RESOLUTION

Islamabad, the 4th October, 1979

No. 275/CF/79 -Whereas Article 251(I) of the Constitution of Islamic Republic of Pakistan provides that the national language of Pakistan is Urdu and arrangements shall be made for its being used for official and other purposes within 15 years from the commencement of the Constitution.

Whereas in connection with the preceding purposes it has been decided to establish, with immediate effect, the National Language Authority as an autonomous body in order to make necessary arrangements for promoting Urdu as the national language of Pakistan.

Now, Therefore, it is hereby resolved as follows:-

1. Name:-The Name of the Authority shall be the National Language Authority.

حکومت پاکستان کابینہ ڈویژن

قرارداد

اسلام آباد ۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء

نمبر ۲۷۵/سی ایف/۷۹۔ ہرگاہ کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دستور کی دفعہ ۲۵۱ (۱) میں یہ تصریح موجود ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور اس دستور کے آغاز سے ۱۵ سال کے اندر اسے سرکاری اور دیگر مقاصد کے لیے استعمال کرنے کے انتظامات کیے جائیں گے۔

ہرگاہ کہ مندرجہ بالا مقاصد کے سلسلے میں یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ پاکستان کی قومی زبان کی حیثیت سے اردو کو فروغ دینے کے لیے ضروری انتظامات کرنے کی غرض سے مقتدرہ قومی زبان کو بحیثیت ایک خود مختار ادارے کے، فوری طور پر قائم کیا جائے۔

اس لیے اب مندرجہ ذیل بذریعہ ہذا قرار پایا۔

۱۔ نام ۔ اس مقتدرہ کا نام مقتدرہ قومی زبان ہوگا۔

II. Office- The Authority shall have its headquarters at Karachi.

دفتر۔ اس مقتدرہ کا صدر مقام کراچی ہوگا۔

III. Functions- The functions of the Authority shall be as follows:-

ظائف۔ اس مقتدرہ کے وظائف حسبِ ذیل ہوں گے۔

1. To consider ways and means for the promotion of Urdu as the national language of Pakistan and to make all necessary arrangements in this regard and to submit recommendations to the President for expediting the use of the national language.

۱۔ پاکستان کی قومی زبان کی حیثیت سے اردو کو فروغ دینے
ذرائع و وسائل پر غور کرنا اور اس سلسلے میں تمام ضروری انتظامات
نا اور قومی زبان کے استعمال کو بہ تعجیل عمل میں لانے کے لیے صدر مملکت
مت میں سفارشات پیش کرنا۔

2. To facilitate introduction of Urdu as the official language throughout the country by arranging to develop dictionaries and other reading materials for the in-service training of personnel working in Government/semi Government offices, Courts and other institutions.

۲۔ سرکاری / نیم سرکاری دفاتر، عدالتی اور دوسرے اداروں
کام کرنے والے عملے کی اندرونِ ملازمت تربیت کی غرض سے
ت اور دوسرے مواد خواندگی کی ترتیب و تدوین کے لیے انتظامات
کے اردو کو پورے ملک میں دفتری زبان کی حیثیت سے رائج کرنے
ل کو سہل بنانا۔

3. To co-ordinate the work of all Urdu Development Boards.

۳۔ تمام اردو ترقیاتی مجالس کے کام میں ربط پیدا کرنا۔

4. To facilitate the adoption of Urdu as the language of competitive examinations in cooperation with the Federal and Provincial Public Service Commissions.

۴۔ وفاقی اور صوبائی سرکاری ملازمتوں کے کمیشنوں کے
ن سے اردو کو مقابلے کے امتحانوں کی زبان کے طور پر اختیار
نے میں آسانیاں پیدا کرنا۔

5. To carry out such other responsibilities as the President may entrust to the Authority in regard to the promotion of the national language.

۵۔ ایسی دیگر ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہونا جو صدر مملکت قومی
ن کے فروغ سے متعلق مقتدرہ کے سپرد کر دیں۔

IV. Composition of the Authority:- The administration of the Authority shall vest

۴ مقتدرہ کی ہیئتِ ترکیبی

in the National Language Authority itself (hereafter referred to as the Authority). The Authority shall be composed as follows:-

1. Dr. I.H.Qureshi
   Chairman
2. Dr.Raziuddin Siddiqui Secretary,,Pakistan Academy of Sciences, Islamabad.
   Member
3. Dr.N.A.Baluch,Ministry of Education,Islamabad
   Member
4. Maulana Hamid Ali Khan,24-J Model Town, Lahore.
   Member
5. Dr.Abdul Waheed Quraishi,Ghalib,Professor of Urdu and Dean Faculty of Islamic & Oriental Studies, University of Punjab, Lahore.
   Member.
6. Dr.S.M.Abdullah,Chairman Chief Editor of Urdu Encyclopaedia of Islam,University of Punjab,Lahore.
   Member.
7. Mr.Ata Shad,Director, Cultural Centre, Quetta.
   Member.
8. Mr.Asad Ullah Bhutto, Mohammad Bin Qasim Academy,Hyderabad.
   Member.
9. Prof.Abdul Rauf Nausherwi,Department of Chemistry,Peshawar University,Peshawar.
   Member.
10. Mr.Matlubul Hasan Syed,Karachi.
   Member.
11. Dr. Mrs.Naseema Tirmizi,Karachi.
   Member.
12. Chairman,University Grants Commission or his nominee.
   Member (Ex-officio)

مقتدرہ کا نظم ونسق خود مقتدرہ قومی زبان کے اختیار میں ہوگا (جسے بعد ازیں مقتدرہ کہا گیا ہے)، مقتدرہ کی ترکیب حسب ذیل ہوگی۔

۱۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی — صدر نشین
۲۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی، معتمد اکادمی علوم سائنسی پاکستان۔ اسلام آباد۔ — رکن
۳۔ ڈاکٹر نبی بخش بلوچ، وزارت تعلیمات اسلام آباد — رکن
۴۔ مولانا حامد علی خان، ۲۴/جے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور — رکن
۵۔ ڈاکٹر عبدالوحید قریشی، غالب پروفیسر اردو و ڈین علوم اسلامی و مشرقی، جامعہ پنجاب لاہور — رکن
۶۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، صدر نشین، مدیر اعلیٰ اردو دائرۃ المعارف اسلامیہ جامعہ پنجاب۔ لاہور — رکن
۷۔ جناب عطا شاد، ناظم، ثقافتی مرکز کوئٹہ — رکن
۸۔ جناب اسد اللہ بھٹو، محمد بن قاسم اکادمی حیدر آباد — رکن
۹۔ پروفیسر عبدالروف نوشہروی، شعبۂ کیمیا، جامعہ پشاور۔ پشاور — رکن
۱۱۔ ڈاکٹر مسز نسیمہ ترمذی۔ کراچی — رکن
۱۲۔ صدر نشین، جامعاتی گرانٹس کمیشن یا ان کا نامزد نمائندہ — رکن (باعتبار عہدہ)

English	اردو
13. Chairman, Federal Public Service Commission or his nominee. Member (Ex-officio)	۱۳۔ صدر نشین کمیشن برائے وفاقی ملازمت ہائے سرکاری یا ان کا نامزد نمائندہ — رکن (باعتبار عہدہ)
14. Secretary, Ministry of Information and Broadcasting or his nominee. Member (Ex-officio)	۱۴۔ معتمد، وزارت اطلاعات و نشریات یا ان کا نامزد نمائندہ — رکن (باعتبار عہدہ)
15. Secretary, Ministry of Education or his nominee. Member (Ex-officio)	۱۵۔ معتمد، وزارتِ تعلیم، یا ان کا نامزد نمائندہ — رکن (باعتبار عہدہ)
16. Director-General, National Book Council of Pakistan, Karachi Member (Ex-officio)	۱۶۔ ناظم عمومی، قومی بک کونسل پاکستان۔ کراچی — رکن (باعتبار عہدہ)
17. Representative of the Cabinet Division. Member (Ex-officio)	۱۷۔ نمائندہ کابینہ ڈویژن — رکن (باعتبار عہدہ)
18. Representative of the Ministry of Finance. Member (Ex-officio)	۱۸۔ نمائندہ وزارت مالیات — رکن (باعتبار عہدہ)
19. Secretary of the Authority. Member (Ex-officio)	۱۹۔ معتمد مقتدرہ — رکن (باعتبار عہدہ)

The President may nominate any other person or persons as members of the Authority, provided, however, that the authority shall consist of a maximum of 19 members.

صدر مملکت کسی دیگر شخص یا اشخاص کو بحیثیت ارکان مقتدرہ نامزد کر سکتے ہیں۔ اس شرط کے ساتھ کہ مقتدرہ بہر حال زیادہ سے زیادہ ۱۹ ارکان پر مشتمل ہوگی۔

No act or proceeding of the Authority shall be invalidated merely because of any vacancy in the Authority or defect in its constitution.

مقتدرہ کا کوئی عمل یا کارروائی محض اس بنا پر کالعدم نہیں ہوگی کہ اس کی کوئی نشست خالی ہے یا اس کی تشکیل میں کوئی نقص رہ گیا ہے۔

V. Appointment of Chairman, Secretary and Treasurer-(i) The Chairman shall be appointed by the President on such remuneration and other terms and conditions of service as may be determined by the Federal Government.

۵۔ صدر نشین، معتمد اور خازن کا تقرر

۱۔ صدر نشین کا تقرر صدر مملکت ایسے معاوضہ، خدمات اور ملازمت کی دیگر شرائط اور ضوابط پر اپنے اختیارِ کلی سے کریں گے جن کا تعین وفاقی حکومت کرے گی۔

(ii) The Secretary and

۲۔ مقتدرہ کے معتمد اور خازن کا تقرر صدر مملکت مقتدرہ

Treasurer of the Authority will be appointed by the President on the recommendations of the Authority and their remuneration and other terms and conditions of service will be regulated by rules made by the Authority with the prior approval of the Federal Government.

کی سفارشات پر کریں گے اور ان کا معاوضہ خدمات اور ملازمت کے دیگر شرائط و ضوابط ان قواعد کے تحت منضبط ہوں گے جنہیں مقتدرہ وفاقی حکومت سے پیشگی منظوری حاصل کرکے تشکیل دے گی ۔

VI. Powers of the Authority- The Authority shall have the powers to take all such actions as may be necessary for achievidng the objects of the Authority and in particular:-

۶ ۔ مقتدرہ کے اختیارات

مقتدرہ کو ایسے تمام اقدامات کرنے کے اختیارات حاصل ہوں گے جو مقتدرہ کے مقاصد کی تکمیل کے لیے ضروری ہوں اور بالخصوص

(a) To approve the budget estimates of the Authority subject to acceptance by the Ministry of Finance.

الف ۔ وزارتِ مالیات کی قبولیت سے مقتدرہ کے میزانیہ کے تخمینے منظور کرنا ۔

(b) To set up committees in order to secure cooperation and collaboration of all Provincial Governments, other Departments and Organizations.

ب ۔ تمام صوبائی حکومتوں، دیگر محکموں اور تنظیموں کا تعاون و اشتراک عمل حاصل کرنے کی غرض سے مجالس قائم کرنا۔

(c) To frame, with the approval of the Federal of the Federal Government, regulations for carrying out the purposes of the Authority and in particular, for the following:

ج ۔ وفاقی حکومت کی منظوری سے مقتدرہ کے مقاصد کی تکمیل اور بالخصوص مندرجہ ذیل امور کے لیے ضوابط مرتب کرنا ۔

(i) the appointment of officers and staff of the Authority, their scales of pay and other terms and conditions of service;

۱ ۔ مقتدرہ کے افسران اور عملے کا تقرر، ان کی تنخواہوں کے درجات اور ملازمت کے دیگر شرائط و ضوابط۔

(ii) conduct of proceedings of the Authority.

۲ ۔ مقتدرہ کی کارروائیوں کا انصرام ۔

(iii) the constitution and composition of committees, if any, to be appointed by the Authority and the regulation of their proceedings;

۳ ۔ اگر مقتدرہ کچھ مجالس قائم کرے تو ان کی تشکیل و ترکیب اور ان کی کارروائیوں کا انضباط ۔

(iv) incurring of expenditure, maintenance of accounts and records;

(v) admissibility of travelling and daily allowances to members of the Authority; and

(vi) such other matters as may require decision of the Authority from time to time.

VII. Executive Committee-

(a) There shall be an Executive Committee of the Authority having necessary powers to take decisions on administrative and financial matters on behalf of the Authority when it is not in session, provided that these decisions shall be referred to the Authority for ratification in its next meeting.

(b) The Executive Committee shall comprise the:

(1) Chairman
(2) Treasurer
(3) Secretary
(4) Representative of the Cabinet Division
(5) Representative of the Ministry of Finance.
(6) Such other members as the Chairman may nominate.

VIII: Powers of the Chairman-

The Chairman of the Authority shall be its Chief Executive and shall supervise its administration, policy and activities.

IX. Duties of the Secretary-

The Secretary shall, under the general supervision of the Chairman, look after the office of the Authority and maintain record of

۴ - اخراجات کرنا، حسابات اور مسلیں رکھنا۔

۵ - مقتدرہ کے ارکان کے لیے سفر خرچ اور روزینے کا التزام کرنا۔

۶ - ایسے دیگر معاملات جن میں مقتدرہ کے فیصلے کی وقتاً فوقتاً ضرورت ہو۔

۷۔ مجلس منتظمہ

الف ۔ مقتدرہ کی ایک مجلس منتظمہ ہوگی جس کو انتظامی اور مالی معاملات میں مقتدرہ کی طرف سے فیصلے کرنے کے ضروری اختیارات اس وقت حاصل ہوں گے جب کہ مقتدرہ کا اجلاس منعقد نہ ہو رہا ہو، اس شرط کے ساتھ کہ ان فیصلوں کو مقتدرہ کے اگلے اجلاس میں لازماً بغرض توثیق پیش کیا جائے گا۔

ب ۔ مجلس منتظمہ حسب ذیل پر مشتمل ہوگی۔

۱۔ صدر نشین
۲ - خازن ۔
۳ - معتمد ۔
۴ - کابینہ ڈویژن کا نمائندہ ۔
۵ - وزارتِ مالیات کا نمائندہ
۶ - ایسے دیگر ارکان جنہیں صدر نشین نامزد کریں۔

۸۔ صدر نشین کے اختیارات

مقتدرہ کا صدر نشین اس کا اعلیٰ افسر مختار ہوگا اور اس کے نظم و نسق، حکمت عملی اور سرگرمیوں کی نگرانی کرے گا۔

۹۔ معتمد کے فرائض

مقتدرہ کے صدر نشین کی عمومی نگرانی کے تحت، مقتدرہ کے

proceedings of the meetings of the Authority and of the Executive Committee.

He shall implement the decisions of the Authority and of the Executive Committee.

X. Duties of the Treasurer- The Treasurer shall work under the general supervision of the Chairman and shall be respnosible for financial discipline and proper maintenance and rendering of accounts in accordance with regulations dul approved by the Authority and in such form as the Auditor General of Pakistan may prescribe.

XI. Tenure of Membership- (1) Members of the Authority, other than ex-officio members, shall hold office for a period of three years. (2) On the occurrence of a vacancy in the office of a member other than an ex-officio member, whether on account of the expiration of his term or otherwise, the President may nominate a person to succeed such member.

XII: Finance- The fund of the Authority shall comprise Government grants and donations from non-governmental sources.

XIII: Accounts- The funds of the Authority shall be maintained in a bank selected by the Authority. The account of the Authority shall be jointly operated by any two of the following, the Chairman, the Secretary and the Treasurer of the Authority.

دفتری دیکھ بھال کرنا اور مقتدرہ کے اور مجلس منتظمہ کے اجلاسوں کی روداد یں باضابطہ رکھنا۔ وہ مقتدرہ اور مجلس منتظمہ کے فیصلوں پر عمل درآمد کرائے گا۔

۱۰۔ خازن کے فرائض

خازن، صدر نشین کی عمومی نگرانی میں کام کرے گا اور مالی انضباط قائم رکھنے اور مقتدرہ کے باقاعدہ منظور شدہ ضوابط کے مطابق اور اس شکل میں جس کا تعین محاسب اعلیٰ پاکستان کرے، حسابات کو ترتیب دینے اور پیش کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔

۱۱۔ رکنیت کی میعاد

۱۔ بحیثیت عہدہ ارکان کے سوا دیگر ارکان تین سال کی مدت تک اپنے عہدوں پر قائم رہیں گے۔

۲۔ اگر بحیثیت عہدہ ارکان کے سوا کسی اور رکن کا عہدہ خالی ہو جائے تو خواہ یہ خلا اس کی میعاد رکنیت کے اختتام کے باعث ہو یا کسی اور وجہ سے ہو، صدر مملکت کسی اور شخص کو اس کا جانشین نامزد کر سکتے ہیں۔

۱۲۔ مالیات

مقتدرہ کا سرمایہ سرکاری امدادوں اور غیر سرکاری ذرائع سے وصول شدہ عطیات پر مشتمل ہوگا۔

۱۳۔ حسابات

مقتدرہ کا سرمایہ کسی ایسے بینک میں رکھا جائے گا جسے مقتدرہ منتخب کرے گا۔ مقتدرہ کے حسابات میں سے رقوم کی برآمد پر مندرجہ ذیل میں سے کوئی دو مشترکہ طور پر دستخط کریں گے، مقتدرہ کے صدر نشین، معتمد اور خازن۔

XIV. Audit-The accounts of the Authority shall be audited by the Auditor General of Pakistan.

۱۴۔ محاسبہ

مقتدرہ کے حسابات کا محاسبہ، محاسب اعلیٰ پاکستان کرے گا

XV. Annual Reports- An annual report about the activities and performance of the Authority along with a statement of its accounts, shall be prepared by the Chairman and submitted to the Authority and to the President within three months after the close of every financial year.

۱۵۔ سالانہ روداد

صدر نشین مقتدرہ کی سرگرمیوں اور کارروائی سے متعلق ایک سالانہ روداد مرتب کرے گا۔ جس کے ساتھ ایک کیفیت نامہ حسابات بھی شامل ہو گا اور اسے مالی سال کے خاتمے کے بعد تین ماہ کے اندر مقتدرہ اور صدر مملکت کو پیش کیا جائے گا۔

XVI. Directives:The President of Pakistan may issue any general or specific directive to the Authority for undertaking specific tasks or for enlarging or restricting its functions and duties for purposes consistent with the aims and objectives of the Authority

۱۶۔ واجب التعمیل احکام

صدر مملکت مقتدرہ کے اغراض و مقاصد سے مطابقت رکھنے والی اغراض کے لیے ایسے عمومی یا خصوصی واجب التعمیل احکام جاری کر سکتا ہے جن کا تعلق مخصوص خدمات انجام دینے یا مقتدرہ کے وظائف و فرائض میں توسیع یا تحدید کرنے سے ہو۔

XVII: The Administrative Division- The Cabinet Division shall be the Administrative Division for all purposes connected with the affairs of the Authority and all references of the Authority to the Federal Government including its communications to the President shall be routed through that Division.

۱۷۔ انتظامی ڈویژن

مقتدرہ کے معاملات سے تعلق رکھنے والے تمام مقاصد کے لیے کابینہ ڈویژن اس کا انتظامی ڈویژن ہوگا اور وفاقی حکومت کو مقتدرہ کے تمام حوالے بشمول مراسلات بخدمت صدر مملکت اسی ڈویژن کی وساطت سے بھیجے جائیں گے۔

XVIII:Also resolved that this resolution should be published in the official Gazette.

۱۸۔ یہ بھی قرار پایا کہ اس قرارداد کو سرکاری گزٹ میں شائع کر دیا جائے گا۔

By Order of the President,

ZAHUR AZAR,
Secretary,

حسب الحکم صدر مملکت

دستخط: ظہور آذر
معتمد

GOVERNMENT OF PAKISTAN
CABINET SECRETARIAT
(CABINET DIVISION)
*****

Rawalpindi,20 April 1983.

NOTIFICATION

o.1(I)/83-NLA:-Consequent pon his appointment as hairman(Grade-22),National anguage Authority,Karachi, r.Abdul Waheed Quraishi ssumed the charge in the uthority on the forenoon f 7 April 1983.

(Nazir Ahmed)
Deputy Secretary
Government of Pakistan.

حکومت پاکستان کیبنٹ سیکریٹریٹ (کیبنٹ ڈویژن)
راولپنڈی ۲۰ اپریل ۱۹۸۳ء

اعلان

نمبر (۱) ۸۳ - این ایل اے۔
مقتدرہ قومی زبان کراچی میں بطور صدر نشین (گریڈ-۲۲)
تقرر کی بنا پر، ڈاکٹر وحید قریشی نے ۷ اپریل ۱۹۸۳ء کو
قبل دوپہر چارج سنبھال لیا ہے۔

دستخط : نذیر احمد
نائب معتمد حکومت پاکستان

GOVERNMENT OF PAKISTAN
CABINET SECRETARIAT
(CABINET DIVISION)
*****

lo.1(3)/82-NLA.
Rawalpindi,22 June 1983.

NOTIFICATION

The President has been leased to appoint the ollowing,as non-official embers of the National anguage Authority for a enure of three years with ffect from 16 June 1983.

(1) Dr.Raziuddin Siddiqui,
Secretary,
Pakistan Academy of Sciences
Islamabad.

(2) Dr. N.A.Baluch,
[Advisor,
National Hijra Centenary Committee,
20-Masjid Road F-6/4]
Islamabad.

حکومت پاکستان کیبنٹ سیکریٹریٹ (کیبنٹ ڈویژن)
نمبر ۱ (۳) ۸۲ - این ایل اے   راولپنڈی ۲۲ جون ۸۳ء

اعلان

صدر مملکت مندرجہ ذیل افراد کو ۱۶ جون ۸۳ء سے
تین سال کے لیے مقتدرہ قومی زبان کے غیر سرکاری ارکان نامزد
کرتے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی۔ معتمد، اکادمی علوم سائنسی پاکستان
اسلام آباد

۲۔ ڈاکٹر این اے بلوچ (مشیر، قومی ہجرۃ کمیٹی، انسٹی
ٹیوشن ایونیو - ۲۰ مسجد روڈ) اسلام آباد

(3) Dr.Muhammad Nazir Rumani
Vice-Chancellor,
Bahauddin Zakariya University, Multan

۳۔ ڈاکٹر محمد نذیر رومانی ۔ وائس چانسلر، جامعہ بہاالدین زکریا۔ ملتان

(4) Mr. Jamil-ud-Din A'li
35-S, 11th East Street, Phase -1, Defence Housing Society, Karachi.

۴۔ جناب جمیل الدین عالی ۳۵-ایم - ۱۱ ویں مشرقی گلی مرحلہ نمبر۱ ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی۔کراچی

(5) Dr.S.M.Abdullah,
Chairman & Chief Editor
Urdu Encyclopaedia of Islam,
University of Punjab,
Lahore.

۵۔ ڈاکٹر سید عبداللہ۔ رئیس و مدیر اعلیٰ اُردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب۔ لاہور

(6) Dr. Inam-ul-Haq Kauthar
Chairman
Board of Intermediate & Secondary Education
Baluchistan, Quetta.

۶۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر۔ صدر نشین، ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ بلوچستان کوئٹہ

(7) Mr.Asad Ullah Bhutto,
Assistant Professor
Department of Islamic Studies,
Govt. Degree College,
Sukkar.

۷۔ جناب اسداللہ بھٹو۔ اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ، گورنمنٹ ڈگری کالج سکھر

(8) Prof.Pareshan Khatak,
Professor of Pushto,
Peshawar University
Peshawar.

۸۔ پروفیسر پریشان خٹک۔ شعبہ پشتو، جامعہ پشاور، پشاور۔

(9) Brig.(Rtd)Gulzar Ahmad
4/F, Gulistan Colony,
Rawalpindi Cantt.

۹۔ بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد۔ ۴۔ایف گلستان کالونی راولپنڈی چھاؤنی

(10) Mrs. Ada Jafari,
43/8/Block 6,
P.E.C.H.S Karachi.

۱۰۔ بیگم ادا جعفری۔ ۴۳/۸/ بلاک نمبر ۶، پی ای سی ایچ ایس۔کراچی

The tenure of non-official members of the Authority originally appointed in October, 1979, to hold office for a period of three years would be deemed to have

اکتوبر ۱۹۷۹ء میں تین سال کے لیے مقرر کیے گئے

been extended upto 15 June 1983.

Ordered that this notification be published in the official Gazette.

(Nazir Ahmad)
Deputy Secretary)
Government of Pakistan.

مقتدرہ کے غیر سرکاری ارکان کی میعاد ۱۵ر جون ۱۹۸۳ء تک بڑھا دی گئی ہے۔

حکم دیا گیا ہے کہ یہ اعلان سرکاری گزٹ میں شائع کیا جائے۔

دستخط: نذیر احمد
نائب معتمد حکومت پاکستان

GOVERNMENT OF PAKISTAN
CABINET SECRETARIAT
(CABINET DIVISION)

*****

Rawalpindi, 24 June 1985.

NOTIFICATION

No.1(I)/82-NLA:- Consequent upon his appointment as Secretary (BS-20), National Language Authority, Islamabad Mr. Haji Mohammad Arshad Qureshi assumed the charge in the Authority in the afternoon of 30th May 1985.

(Ghulam Jilani Khan)
Deputy Secretary to the Government of Pakistan.

حکومت پاکستان کیبنٹ سیکرٹریٹ (کیبنٹ ڈویژن)
راولپنڈی ۲۴ر جون ۱۹۸۵ء

اعلان

نمبر ۱(۱) ۸۳-این ایل اے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد میں بطور معتمد (گریڈ ۲۰) تقرر کی بنا پر حاجی محمد ارشد قریشی نے ۳۰ر مئی ۱۹۸۵ء کو قبل دوپہر چارج سنبھال لیا ہے۔

دستخط غلام جیلانی خان
ڈپٹی سیکرٹری حکومت پاکستان

نصیر اعظم

اپنی بات

مقتدرہ قومی زبان کی سرگرمیاں

● ۳۰ مئی کو حاجی محمد ارشد قریشی نے بطور معتمد مقتدرہ کا چارج سنبھال لیا۔

● ۴ ر جولائی کو نوری نستعلیق کے موجد جناب احمد مرزا جمیل مقتدرہ قومی زبان کے دفتر میں تشریف لائے انہوں نے صدرنشین ڈاکٹر وحید قریشی صاحب کے ساتھ کمپیوٹر اور ٹائپ رائٹر کی ذیلی مجلس بنانے کی ضرورت پر گفتگو کی اور کراچی میں پبلک سیکٹر میں نوری نستعلیق کے ایک یونٹ کی تاسیس کے امکانات کا جائزہ بھی لیا۔

● ۱۵ جولائی کو اسلام آباد ریڈیو کے پروڈیوسر جناب خالد محمود چوہان نے قومی زبان کے بارے میں صدرنشین کا ایک انٹرویو ریکارڈ کیا۔ صدرنشین نے مقتدرہ قومی زبان کے قیام کا مقصد اور ادارے کے تحت شائع ہونے والی کتب کا تفصیلی تعارف پیش کیا۔

● ۱۶ ر جولائی کو جناب عنایت اللہ ادارے میں تشریف لائے اور پاکستان میں قومی زبان کے نفاذ کے بارے میں بعض مفید مشورے دیے۔

● ۱۶ جولائی کو انسٹی ٹیوٹ آف پاکستان اسٹڈیز سندھ یونیورسٹی (حیدر آباد) کے صدر ڈاکٹر یعقوب مغل مقتدرہ قومی زبان کے دفتر میں آئے۔ باہمی دلچسپی کے امور پر غور کیا گیا۔ ان سے صوبۂ سندھ میں قومی زبان کے فروغ کے بارے میں لائحۂ عمل پر تبادلۂ خیال ہوا اس کے علاوہ تراجم کے منصوبے پر بھی غور کیا گیا اور بعض اہم امور طے پائے۔

● ۲۵ جولائی کو چین کے روزنامہ "گنجامنگ" کے پاکستان میں مقیم نمائندے ہویان جن مقتدرہ قومی زبان کے دفتر میں تشریف لائے۔ انہوں نے اردو کمپیوٹر کے بارے میں بعض معلومات حاصل کیں اور اردو ٹائپ کے امور کے بارے میں بھی خصوصی دلچسپی کا اظہار کیا۔

● یکم اگست - بابائے اردو مولوی عبدالحق سے پرچم اردو حاصل کرنے والی مشہور ادیبہ ربیعہ فخری مقتدرہ قومی زبان کے دفتر میں تشریف لائیں اور مقتدرہ کے علمی کاموں کے بارے میں انہیں معلومات مہیا کی گئیں۔

● یکم اگست کو ڈاکٹر اعجاز شفیع گیلانی تشریف لائے قومی زبان کے فروغ کے سلسلے میں ادارۂ رائے عامہ اور مقتدرہ کے درمیان تعاون کے بعض امکانات کا جائزہ لیا گیا۔ بعض مسائل میں باہمی اشتراک عمل کے لیے اقدامات کے فیصلے کیے گئے۔

● ۱۲ راگست کو قائداعظم اکادمی کے چیئرمین پروفیسر شریف المجاہد مقتدرہ قومی زبان کے دفتر تشریف لائے۔ انہوں نے مقتدرہ کی مطبوعات اور دیگر سرگرمیوں کے بارے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا اور مقتدرہ کی پیش رفت کو سراہا۔

● کراچی کا ذیلی دفتر نئی عمارت میں منتقل ہو گیا اب ذیلی دفتر کا پتہ یہ ہے۔ مقتدرہ قومی زبان (ذیلی دفتر) مکان نمبر ۳۰ - اے - بلاک نمبر ۱۳ - اے، نزد حسن سکوائر، کراچی

● پشاور میں بھی ذیلی دفتر قائم ہو گیا ہے جس کا پتہ درج ذیل ہے۔ مقتدرہ قومی زبان (ذیلی دفتر) جان کالونی - بالمقابل بورڈ آف سیکنڈری ایجوکیشن جمرود روڈ پشاور

● سکھر میں ذیلی دفتر مقتدرہ کا پتہ۔ ۱۹ - ڈی اے ڈی سی کالونی سکھر۔

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ اعلیٰ تعلیم میں اُردو کی حیثیت
مصنف ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ اُردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراکِ عمل

پمفلٹ نمبر ۵ مقتدرہ قومی زبان اور اُردو ٹیلی پرنٹر
مصنف محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اُردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ اُردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ وضع و استناد اصطلاحات
مصنف ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ قومی زبان کا نفاذ ۔ چند دشواریاں
مصنف بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ تربیتی ورکشاپ برائے ادارہ ثقافت پاکستان
مصنف ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، انعام الحق جاوید

پمفلٹ نمبر ۱۳ بلوچستان میں نفاذ اُردو
مصنف ڈاکٹر انعام الحق کوثر

پمفلٹ نمبر ۱۴ قومی زبان اور علاقائی زبانوں کا رشتہ
مصنف پروفیسر جیلانی کامران

پمفلٹ نمبر ۱۵ قومی زبان کی پالیسی کے بارے میں چند خیالات
مصنف مختار زمن، ترجمہ، سید فیضی

پمفلٹ نمبر ۱۶ دفتری زبان اور نصاب تعلیم
مصنف ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۷ دفتری اُردو
مصنف ڈاکٹر وحید قریشی

پمفلٹ نمبر ۱۸ برطانیہ میں اردو کی تعلیم
مصنف محمود ہاشمی

پمفلٹ نمبر ۱۹ ایران میں وضع اصطلاحات کے اصول
مصنف ڈاکٹر مہر نور محمد خان

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰ ۔ گلی نمبر ۳۲ ۔ سیکٹر الیف ۸/۱ ۔ اسلام آباد

فون: ۸۵۳۳۸۴ / ۸۵۲۲۸۰ / ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر ۔ طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

ہماری مطبوعات

دارالترجمہ — امور دفتری

دفتری ترکیبات و محاورات اور فقرات کی لغت - مجیب الرحمٰن مفتی

قیمت -/۱۲۰ روپے، مجلد/۱۵ روپے (سستا ایڈیشن) ۶۰ روپے

دفتری مراسلت - مجیب الرحمٰن مفتی

قیمت - /۲۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے (سستا ایڈیشن) ۸ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام -

قیمت -/۱۵ روپے، مجلد/۳۰ روپے

وفاقی و صوبائی محکموں اور اداروں کے نام

قیمت -/۱۵ روپے، مجلد/۳۰ روپے، پیپربیک -/۴۵ روپے

اصطلاحات

مختصر اصطلاحات دفتری

قیمت پیپربیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) ۵ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

اصطلاحات حسابداری و محاسبی - مسعود احمد جیہہ

قیمت پیپربیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن -/۵ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

سائنسی و تکنیکی اصطلاحات - وفاقی وزارت تعلیم

قیمت پیپربیک -/۲۵ روپے، مجلد ۲۰ روپے

اصطلاحات موسیقیات - سرفراز شاہد

قیمت پیپربیک -/۱۰ روپے مجلد -/۳۰ روپے

اصطلاحات ریاضی

قیمت پیپربیک -/۲۷ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات مساحت - سید عارف علی رضوی

قیمت مجلد -/۴۰ روپے، غیر مجلد -/۳۰ روپے

تعلیمی اصطلاحات

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی

قیمت پیپربیک -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے

ری پرنٹ

اصطلاحات عدلیہ و مالگزاری - ایچ ایچ ولسن

قیمت - (قسم اول) -/۳۵۰ روپے (قسم دوم) -/۲۵۰ روپے

مختصر قانونی اصطلاحات - مولوی فیروز الدین ڈسکوی

قیمت - /۱۲ روپے، مجلد - /۲۰ روپے

تراجم

بھارت میں قومی زبان کا نفاذ - مختار زمن ترجمہ پروفیسر انور بیگ اعوان

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد - /۶۰ روپے

جائزے (محدود اشاعت)

تعلیم ملازمت اور زبان - ملک گیر رائے عامہ پر مبنی ایک تجزیہ

ملازمتوں کے اشتہار اور پاکستان کی قومی زبان

راولپنڈی اسلام آباد میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے اداروں سے

سائنسی علامات، مساوات، ترقیات اور ہندسے

دارالتصنیف — امور دفتری

جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف

قیمت - پیپربیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۴ روپے

اصطلاحات سازی (کتابیات)

اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) - ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

قیمت - پیپربیک - /۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

فارسی اصطلاحات سازی (حصہ اول، دوم) - سید عارف نوشاہی، ڈاکٹر میر نور محمد خان،

قیمت -/۳۶ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) - محمد طاہر منصوری

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۵۵ روپے

کتابیات

اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

قیمت - /۶۰ روپے

کتابیات قانون - عطش درانی

قیمت پیپربیک -/۴۰ روپے مجلد ۵۷ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) - محمود الحسن

قیمت پیپربیک -/۴۰ روپے مجلد -/۵۶ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد دوم) - ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

قیمت -/۴۲ روپے، مجلد ۵۸ روپے

کتابیات قواعد اردو - ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری

قیمت - /۳۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے

کتابیات اردو مطبوعات ۱۹۸۴ء - خالد اقبال یاسر

قیمت -/۳۸ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

کشاف

کشاف اصطلاحات سیاسیات (حصہ اول) - محمد صدیق قریشی

قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

کشاف اصطلاحات کتب خانہ - محمود الحسن، رزمر محمود

قیمت - /۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

مسائل

لینگویج پالیسی آف انڈیا - مختار زمن

قیمت پیپربیک - /۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے - ڈاکٹر محمد ریاض، میاں بشیر احمد

عطش درانی، محمد طاہر منصوری،

قیمت -/۱۸ روپے، مجلد -/۳۸ روپے

انگریزی زبان اور ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار - ڈاکٹر جیلانی کامران

قیمت پیپربیک -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۵ روپے

لسانیات

کتب و لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) - جابر علی سید

قیمت پیپربیک -/۳۶ روپے، مجلد -/۵۴ روپے

اس شمارے کے اہم مضامین

- کراچی یونیورسٹی اور اصطلاح سازی کے اصول
- عرشی زادہ طریقۂ تعلیم
- اصطلاحات برقیات
- ڈاکٹر جمیل جالبی سے ایک ملاقات
- اُردو لغت بورڈ (قرارداد تاسیس)

ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مسئول

شریف کنجاہی
مدیر اعزازی

اختر راہی
نائب مدیر اعزازی

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد

معروضات

ملک میں قومی زبان کو اس کا وہ منصب اور مقام دینے کے لیے جس کی حقدار قومی زبان ہوا کرتی ہے حکومت کی جانب سے ۱۹۸۸ء کو قطعی مہلت قرار دیا گیا ہے۔ اور آج جب ۱۹۸۵ ختم ہونے کے قریب آرہا ہے اگر باقی ماندہ کام کا جائزہ لیا جائے تو ہر چند رفتار مایوس کن نہیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ہم سب کو اپنی اپنی جگہ پر تیز رفتاری کا ثبوت دینا پڑے گا۔ بلا شبہ اس کے لیے موجودہ مالی وسائل کافی نہیں۔ ہمیں امید ہے کہ حکومت اس اہم قومی مقصد کی اہمیت کے پیش نظر آنے والے دو برس میں نفاذِ اردو کی مہم کو بروقت کامیاب دیکھنے کے لیے اس پہلو کو سامنے رکھے گی اور نفاذِ اردو کے لیے مزید کوشش اور زیادہ مالی وسائل بروئے کار لائے گی۔

میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

کراچی یونیورسٹی اور اصطلاح سازی کے اصول

کراچی یونیورسٹی کی خصوصیت یہ ہے کہ یہاں ابتدا ہی سے اردو کو متبادل ذریعۂ تعلیم وامتحان قرار دیا گیا ہے۔ امتحانوں کے پرچے اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں چھپتے ہیں۔ ممتحن دونوں زبانوں سے واقف ہوتا ہے۔ طالب علم کو اس وقت اجازت ہے کہ وہ چاہے اردو، چاہے انگریزی میں جواب دے لیکن آگے چل کر یونیورسٹی مکمل طور پر اردو کو ذریعہ تعلیم بنا دے گی۔ اس پروگرام پر درجہ بدرجہ عمل ہونا شروع ہو گیا ہے۔

جامعاتی اور ملکی ضروریات کے مدنظر شعبۂ تالیف وترجمہ نے اپنے ذمہ سب سے اہم کام یہ لیا ہے کہ تمام درسیات کے لیے اردو کتابیں مہیا کرنے کا انتظام اور اہتمام کرے۔

ظاہر ہے کہ درسی کتابوں کی تیاری میں خاص کر آج کل کی علمیات میں ضروری اصطلاحوں کی موجودگی اور ان کا استعمال ناگزیر ہے۔ اس لیے اس شعبے کے اہم فرائض میں سے ایک یہ ہے کہ اب تک تمام علوم میں جس قدر اصطلاحیں بن چکی ہیں اور جہاں بھی بنی ہیں ان سب کو جمع کیا جائے، جو کمی ہے اس کو پورا کیا جائے اور جہاں ضرورت ہو اصلاح اور ترمیم کی جائے، تمام اصطلاحوں کو معیاری بنایا جائے، ہر مضمون کی فرہنگ اصطلاحات الگ الگ شائع کی جائیں۔ اس کے بعد ان تمام اصطلاحوں کو یکجا کر کے ایک مکمل اور جامع اردو انگریزی لغت تیار کی جائے جس میں ادبی الفاظ کے ساتھ ساتھ اصطلاحی الفاظ بھی ہوں اور یہ صحیح معنوں میں مترجمین کی لغت ہو۔

اصطلاح سازی کے لیے دہلی کالج، سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ، جامعۂ عثمانیہ، انجمن ترقی اردو وغیرہ کے علاوہ نواب عماد الملک اور مولانا وحید الدین سلیم جیسے ماہرین فن اور ماہرین السنہ نے بھی جن اصولوں پر اتفاق کیا تھا اور جن پر اب تک کامیابی کے ساتھ کام ہوتا چلا آیا ہے انہیں کو شعبۂ تصنیف وتالیف وترجمہ نے بھی درست تسلیم کیا ہے اور انہیں اصولوں پر شعبے کی مختلف مجالس اصطلاحات کام کر رہی ہیں۔

یہ اصول حسب ذیل ہیں:

(۱) اصطلاح ایسی بنائی جائے جو زبان کے سانچے میں بھی ڈھلی ہو اور فن کے اعتبار سے بھی ناموزوں نہ ہو۔ یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب اصطلاح سازی صرف سائنس دانوں ہی پر چھوڑ نہ دی جائے۔ اس کام کے لیے ماہرین زبان اور ماہرین فن دونوں کا یکجا ہونا ضروری ہے، ماہر فن اصطلاحات کا مطلب سمجھاتا ہے اور ماہر زبان اس کے مترادف کی موزونیت پر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے۔ یہی طریقہ کامیابی کے ساتھ کام کرنے کا ہے۔

(۲) بین الاقوامی اصطلاحات کا یعنی ان اصطلاحات کا جو دنیا کی تمام زبانوں میں بجنسہٖ استعمال ہو رہی ہیں ترجمہ نہ کیا جائے۔

یہاں پر یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ بین الاقوامی اصطلاحوں کے معنی انگریزی اصطلاحیں نہیں ہیں۔ یعنی انگریزی کتابوں میں جو علمی اصطلاحات استعمال ہو رہی ہیں وہ دنیا کی ساری زبانوں میں من وعن استعمال نہیں ہوتیں ..... اس کی شہادت وہ تمام اصطلاحی لغات دیتی ہیں جو انگریزی فرانسیسی، انگریزی جرمنی، انگریزی اطالوی وغیرہ وغیرہ ناموں سے عام طور پر دستیاب ہوتی ہیں۔ اگر سائنس کے سارے الفاظ تمام زبانوں یا کم از کم مغربی زبانوں میں ایک ہی ہوتے تو ان لغات کی ضرورت کیا تھی؟

ن کی وضاحت حسب ذیل مثالوں سے بخوبی ہو جائے گی:۔

انگریزی	جرمن	روسی (اردو میں املا)	فرانسیسی	ہسپانوی
Aberration	Abweichung; Abirrung	اک لاپے ئی یے		
Acceleration	Beschleunigung	اس کارے نی یے	acceler::tion	aceleracion
Acid	Saure	کیس لی یے	acide	acido
Angle	Winkel	اوگول	angle	angulo
Area	Flachenraum	پراسترانست و	superficie	area
Arc	Kreisbogen	آرکا	arc	arco
Circle	Kreis	کروژوک	cercle	circulo
Circuit	Stromkreis	اک روک ؛ اک روژنی یے	circuit	circuito
Conduction	Leitung	پراوودنیک		
Density	Dichte	پلوت نست	densite	densidad
Equation	Gleichung	راوے نستوا	equation	ecuacion
Focus	Brennpunkt	فوکوس	foyer	foco
Gravity	Schwere; Schwerkraft	سیر نیوزنست	gravite	gravedad
Gravitation	Massenanziehung	تیاگوتین یے	gravitation	gravitacion
Hydrogen	Wasserstoff	گیدرودین	hydrogene	hidrogeno
Nitrogen	Stickstoff	نیتردگین	azote	nitrogeno
Oxygen	Sauerstoff	کیسلورود	Oxygene	Oxigeno
Radiation	Strahlung	لوچے زارنست	rayonnement	radiacion
Valve	Klappe; Ventil	کالاپان	Soupape	valvula

نوٹ :۔

چونکہ روسی حروف کی طباعت کا انتظام مشکل تھا اس لیے اردو املا ہی میں اس کو پیش کیا جارہا ہے

اصطلاحات کی یہ تقابلی فہرست مختصر ہے۔ اس میں اطالوی، فینی، ولندیزی، ناروی وغیرہ وغیرہ کے الفاظ کا اضافہ بھی کیا جا سکتا تھا۔

دنیا جانتی ہے کہ انگریزی اور جرمن زبانیں اپنی اصل کے اعتبار سے ایک ہی خاندان یعنی ٹیوٹانی سے (جس کو المانی یا Germanic بھی کہتے ہیں) تعلق رکھتی ہیں، لیکن مختلف اسباب کی کارفرمائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ انگریزی اور جرمن آج ایک دوسرے سے اس قدر بے تعلق ہو چکی ہیں کہ ان کے الفاظ اور اصطلاحات کے درمیان نہ کوئی شکلی مشابہت پائی جاتی ہے نہ صوتی مماثلت۔ دوسری طرف یہ سانحہ قابل دید ہے کہ ٹیوٹانی خاندان کی یہ چہیتی بولی جب "اینگلو سیکسن" اور "مڈل انگلش" کے مرحلے طے کرنے لگی تو فرانسیسی، ہسپانوی اور اطالوی زبانوں کے الفاظ اس بولی میں اتنی سرعت اور اس کثرت کے ساتھ نفوذ کر گئے کہ انگریزی، ہسپانوی، فرانسیسی اصطلاحات میں شکلی اور صوتی اعتبار سے فرق کرنا بسا اوقات مشکل ہو جاتا ہے اور بادی النظر میں یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب ایک خاندان کی زبانیں ہیں، حالانکہ اطالوی اور پرتگالی کی طرح فرانسیسی اور ہسپانوی زبانیں اس گروہ سے تعلق رکھتی ہیں جو رومانی زبانیں (Romance Languages) کہلاتی ہیں اور لاطینی سے مشتق ہیں۔ رہی روسی زبان تو اس کی انفرادیت کی شان یہ ہے کہ اکا دکا دخیل الفاظ کو چھوڑ کر انگریزی، جرمن، فرانسیسی اور ہسپانوی کسی زبان سے میل نہیں کھاتی۔

سوال یہ ہے کہ آخر انگریزی جو جرمن کی ہم اصل ہے جرمن سے اس قدر مختلف اور جرمن انگریزی سے اس قدر بیگانہ کیوں ہے؟ اسی سوال کا دوسرا رخ یہ ہے کہ انگریزی، فرانسیسی اور ہسپانوی الفاظ اور اصطلاحات میں اتنی مماثلت کیوں پائی جاتی ہے؟ من جملہ دوسرے اسباب کے جن سے یہاں بحث کرنے کی نہ ضرورت ہے اور نہ گنجائش اس صورت حال کا اہم ترین سبب یہ ہے کہ جرمن بولنے والوں نے اپنے تاریخی امتیاز اور ثقافتی انفرادیت کے شعور کو ہمیشہ بیدار رکھا اور اس بیدار مغزی کے وسیلۂ اظہار کے طور پر انہوں نے اپنی زبان کی داشت پرداخت کی، اپنی فکری کاوشوں اور مسلسل لسانیاتی اجتہاد کے ذریعے اپنی زبان کو فروغ دیا۔ جغرافیائی قربت اور سیاسی معاشی اور معاشرتی رزم و بزم کے طویل مدوجزر کے باوجود انہوں نے ہمسایہ فرانسیسی یا روسی زبان کو جرمن زبان پر فاتحانہ یلغار کرنے کی اجازت نہیں دی اور نہ ایسے فتوے دیے گئے کہ جرمن بولنے والے فرانسیسی یا روسی الفاظ اور اصطلاحات کو نعمت غیر مترقبہ سمجھ کر بے چون و چرا قبول کر لیتے۔ اس کے برعکس انگریزی نے لاطینی کی "باقیات الصالحات"، رومانی زبانوں (فرانسیسی، ہسپانوی، وغیرہ) کے آگے سپر ڈال دی۔

برسبیل تذکرہ ایسے علاقوں کی ایک دو مثال پر بھی ذرا نظر ڈالتے چلیے جہاں کے باشندوں نے طویل مدت تک انگریز اور انگریزی کے سامراجی تسلط کے باوجود اپنی قومی انفرادیت اور تاریخی و ثقافتی شعور کا دامن ہاتھ سے جانے نہیں دیا اور اولین موقع ملتے ہی اپنی بیدار مغزی، بالغ نظری اور سربلندی کا ثبوت احساس کمتری کی ندامت یا معذرت کے بغیر فراہم کرنا شروع کر دیا۔ قریب ترین مثال لنکا کی ہے۔ دوسری مثال ملایا کی۔ ہمارے یہاں کے ارباب سائنس کو... یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ملایا میں سائنس اور فنیات کی بیشتر انگریزی اصطلاحوں کا نہ صرف یہ کہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ترجمہ کیا جا چکا ہے بلکہ ان اصطلاحوں کو درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں نہایت سہولت اور کامیابی کے ساتھ استعمال بھی کیا جا رہا ہے [نمونے کے طور پر] مندرجہ ذیل انگریزی اصطلاحوں کے "ملایو" ترجمے ملاحظہ فرمایئے۔

English	Melayu
atmospheric pressure	takanan udara
axillary bud	tunas chelah
Cam	sesandal
Chemical elements	unsor Kimia
Chemical equation	persamaan Kimia
Chemical properties	sifat Kimia
centrifugal force	daya empar
circuit	litar
co-efficient	angkali
crystallization	habloran
density	ketumpatan
detergent	pemberseh
detonation	letusan
energy	tenaga
electrode	leterod
Galvanometer	jangkagalvani
Hydrocotyle	Pegaga
harmonic balancer	penimbal getar
inertia	kuasal
insulation	tebatan
integral	tapok
mass	jisim
matter	jirim
micrometer screw-guage	jangkalus tolok sekeru
mechanical equivalent of heat	kerja setara habe
modulation	menala
molecule	kusatom
momentum	lajak

Oxidation	pengoksaidan
polarity	perkutupan
radiation	bahangan
reaction	tindakabalas
Scientific method	kaedah Sains
Scientific names	istilah Sains
Structure	binaan
valve	injap
viscosity	kelikatan
volumetric efficiency	nisbahpadu
Zones	Wilayah

انگریزی اصطلاحوں کے ملایو مترادفات کی اس فہرست میں ظالموں نے عربی، فارسی بلکہ "اردو" تک کے الفاظ دیئے ہیں! Chemical Elements کے لیے ترجمہ نہیں سوجھا تو unsor Kimia "عنصر کیمیا" کردیا! Properties کے لیے Sifat "صفات"، Mass کے لیے jisim "جسم" اور Zones کے لیے Wilayah "ولایات"! حد یہ ہے کہ Scientific Method کے لیے "قاعدہ سائنس" اور Scientific Names کے لیے "اصطلاح سائنس" جیسے اردو کے پٹے پٹائے الفاظ ملایو میں بے تکلف اختیار کر لیے گئے۔

---ضروری ہے کہ بین الاقوامی اصطلاحات کے مفہوم کو اچھی طرح سمجھ لیا جائے۔ اس نکتہ کی وضاحت صرف مثالوں ہی سے ہو سکتی ہے۔ مثلاً

(الف) کیمیا میں عناصر کی علامتوں کو جو دنیا کی ہر زبان میں ایک ہی طرح رکھی جاتی ہے حسب حال رہنے دیا جائے۔ یعنی آکسیجن کے لیے O، نائٹروجن کے لیے N، یورینیم کے لیے U وغیرہ وغیرہ۔

(ب) حیوانیات میں فصیلہ (order) جنس (Genus) اور نوع (Species) کے لاطینی ناموں کا ترجمہ نہ کیا جائے مثلاً معمولی مکھی کا اصطلاحی لاطینی نام Musca domestica ہے۔ اردو میں بھی اس کو "مسکا ڈومیسٹکا" ہی کہیں گے۔ اسی طرح گلاب کے پھول کو "روزا انڈیکا" اور نیم کے پودے کو "ایزاڈائکٹا انڈیکا" کہا جائے گا۔

(ج) اشیا اور ادویات کے ناموں کا ترجمہ ضروری نہیں ہے مثلاً پنسلین، کلورومائیسین، کونین وغیرہ وغیرہ برقرار رکھیں گے۔

(د) کیمیا میں جن عناصر کے نام پہلے سے موجود ہیں یعنی لوہا، پارا، گندھک، سونا، چاندی وغیرہ وغیرہ قائم رہیں گے لیکن جدید عناصر کے نام مثلاً یورینیم، الومینیم، منڈیلیویم، ہیلیم، زرکونیم وغیرہ بدلے نہیں جائیں گے۔ گو یہ تمام نام یورپی زبانوں میں مستقل نہیں ہیں لیکن اردو میں ان کے انگریزی ناموں ہی کو اختیار

کر لیا جائے گا۔

(ہ) کیمیاوی مرکبات کے انگریزی نام برقرار رہیں گے مثلاً پوٹاشیم پرمیگنیٹ، سوڈیم کلورائیڈ، کاپر کاربونیٹ، یورینم آکسائڈ وغیرہ وغیرہ۔

(و) جن مرکبات کے نام پہلے سے موجود ہیں وہ بھی برقرار رہیں گے مثلاً Ferrous Sulphate کو عام زبان میں سبز توتیا کہا جائے گا۔ اس کا علمی نام فیرس سلفیٹ بھی قائم رہے گا۔ اسی طرح سوڈیم کلورائیڈ کو اصطلاحاً سوڈیم کلورائیڈ کہیں گے، عام زبان میں اس کو معمولی نمک کہا جائے گا، وغیرہ وغیرہ۔

(ز) ریاضیات میں علامات کو بدلا نہیں جائے گا مثلاً

— ، + ، × ، = ، ± ، < ، > وغیرہ۔

متذکرہ بالا کے سوا باقی تمام اصطلاحوں کا ترجمہ کیا جائے گا یا ان کے مترادفات تیار کیے جائیں گے جس میں حسب ذیل اصول مدنظر ہوں گے:

۱۔ اصطلاح فن اور زبان کے لحاظ سے موزوں ہو، مختصر ہو اور حتی الوسع اپنے معنی کے کل یا جزو کی اس میں نمائندگی ہو مثلاً کیمیائی اصطلاح Valency کا اردو مترادف "گرفت" ہے جو اس اصطلاح کے مفہوم کو بخوبی واضح کرتا ہے۔ اسی طرح Diffusion کے لیے سرایت Osmosis کے لیے نفوذ۔ Cell کے لیے خلیہ، X-Rays کے لیے لاشعاعیں، Wireless کے لیے لاسلکی Photosynthesis کے لیے ضیائی تالیف وغیرہ وغیرہ۔

۲۔ اصطلاح سازی میں عربی، فارسی، ہندی اور ان تمام زبانوں سے مدد لی جائے جو ہماری زبان کا لازمی جزو ہیں۔ ان میں سے کسی زبان کا بھی ایسا مادہ لے سکتے ہیں جو سہل اور مروج ہو۔ کوشش یہ ہونی چاہیے کہ عربی یا فارسی سنسکرت یا کسی دوسری زبان کا جو بھی لفظ استعمال ہو وہ بالکل غیر معروف نہ ہو۔

۳۔ حسب ضرورت ان بیرونی (یورپی) الفاظ کو بھی استعمال کیا جائے جو اردو زبان میں دخیل ہوگئے ہیں اور ان کے علاوہ ان نئے بیرونی الفاظ کو بھی اپنایا جا سکتا ہے جو اردو زبان کے مزاج کے مطابق ہوں اور اس میں آسانی سے کھپ سکیں۔ جب ایک بار کوئی بیرونی لفظ اردو کا لفظ بن جاتا ہے تو پھر وہ اردو کے قواعد کے تابع ہو جاتا ہے۔

۴۔ عربی، فارسی، اردو، ترکی، ہندی الفاظ جو یورپی زبانوں میں دخیل ہوگئے ہیں اور ان کی شکل بدل گئی ہے جب دوبارہ اختیار کیے جائیں تو ان کو بجنسہ نہیں لینا چاہیے بلکہ ان کی اس شکل اختیار کرنا چاہیے جو اصل زبان میں ہے، مثلاً Cable کے لیے حبل، Aludel کے لیے اثال Betalgeuse کے لیے "ابط الجوزا"، Fomalhaut کے لیے فم الحوت وغیرہ وغیرہ۔

۵۔ جو اصطلاحیں قدیم سے رائج ہیں اور مفید اور موزوں ہیں وہ برقرار رہیں گی۔ اسی طرح مختلف علوم کی جو اصطلاحیں تیار ہو چکی ہیں ان کو مدنظر رکھا جائے گا۔ نئی اصطلاح کی صورت میں بھی پرانی اصطلاحوں کو ساتھ ساتھ قائم رکھا جائے گا تاکہ پرانی کتابوں کے مطالعے میں الجھن نہ ہو۔ جو لفظ غیر زبانوں سے لے کر قدیم زمانے میں معرب کر لیے گئے ہیں یا جو دخیل ہیں وہ اپنی حالت پر قائم رہیں۔ اصل کی طرف رجوع کرنا ضروری نہیں ہے۔

۶۔ جہاں دو یا دو سے زیادہ الفاظ کو ملا کر ایک مرکب لفظ بنانا ہو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے کہ دو ایک لفظ حذف کر کے اختصار پیدا کیا جائے تاکہ اصطلاحی صورت حاصل ہو جائے مثلاً برقی مقناطیس (برقناطیس)، خشت طلا (خشطلا)، ہوا آمیزہ (ہوامیزہ)، مثبت برقیرہ (مثبیرہ)، منفی برقیرہ (منفیرہ)

۷۔ اسماء سے افعال بلا تکلف بنائے جائیں۔ بدلنا، قبولنا، بخشنا، پتھرانا وغیرہ وغیرہ پرانی مثالیں ہیں۔ اسی طرح قوم

سے قوسیانا، برق سے برقانا وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔

۸۔ ضرورت ہو تو ہندی الفاظ کے ساتھ عربی فارسی کا جوڑ اور سابقے اور لاحقے لگائے جائیں۔ پرانے زمانے میں بے حد با اثر، بہنوار لاچار، سمجھ دار، بے چین، اگال دان جیسے مرکب الفاظ بنائے جا چکے ہیں۔

اسی طرح فارسی اور ہندی اسما یا صفات سے عربی کے قاعدے سے اسم کیفیت بنانا پرانا طریقہ ہے مثلاً یگانگت، رنگت وغیرہ۔ اسے جاری کیا جائے۔

۹۔ یونانی لاطینی اور دوسرے سابقوں اور لاحقوں کے ترجمے یا مترادفات میں یکسانیت کو ملحوظ رکھا جائے مثلاً

meter کے لیے "پیما" scope کے لیے "نما" ہوگا۔ اسی طرح graph کے لیے "نگار" logy کے لیے "یات"، oid کے لیے "سا" ferous کے لیے "بردار" genous کے لیے "زا" استعمال ہوگا۔ مثلاً

Thermometer	کے لیے "تپش پیما"
Electrometer	کے لیے "برق پیما"
Barometer	کے لیے "بار پیما"
Spectrometer	کے لیے "طیف پیما"
Electroscope	کے لیے "برق نما"
Hydroscope	کے لیے "رطوبت نما"
Spectroscope	کے لیے "طیف نما"
Spectrograph	کے لیے "طیف نگار"
Oscillograph	کے لیے "ارتعاش نگار"
Seismograph	کے لیے "زلزلہ نگار"
Hydrology	کے لیے "آبیات"
Biology	کے لیے "حیاتیات"
Zoology	کے لیے "حیوانیات"
Climatology	کے لیے "موسمیات"
Alkaloid	کے لیے "قلیا سا"
Spheroid	کے لیے "کرہ سا"
Crystaloid	کے لیے "قلما سا"
Carboniferous	کے لیے "کاربن بردار"
Argentiferous	کے لیے "نقرہ بردار"
Fossiliferous	کے لیے "رکاز بردار"
Chromiferous	کے لیے "لون بردار"
Autogenous	کے لیے "خودزا"

وغیرہ وغیرہ

یہ ہیں وہ اصول جن پر ابتدا سے کام ہوتا چلا آیا ہے اور آج بھی ہو رہا ہے۔ ہزاروں اصطلاحیں وضع یا ترجمہ ہو چکی ہیں اور ان کو سینکڑوں کتابوں، مقالوں اور مضامین میں استعمال کیا جا چکا ہے اور کیا جا رہا ہے۔

(اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ص ۱ تا ص ۱۵)

ڈاکٹر ابو محمد سحر (بھوپال)

طریقۂ تعلیم

پچھ عرصہ ہوا اردو کے مختلف ہندوستانی اخبارات میں عرشی زادہ طریقۂ تعلیم کے عنوان سے اردو کی ابتدائی تدریس سے متعلق ایک اسکیم شائع ہوئی تھی جس کی بنیاد قرآنی نظام تعلیم پر رکھی گئی ہے۔ ہندوستان میں اسے تجربات کی کسوٹی پر پرکھے جانے کی خبریں بھی اخبارات کے ذریعے ملی ہیں۔ پاکستان میں اگرچہ اردو کے حالات ہندوستان سے مختلف ہیں لیکن اردو کی ابتدائی سطح پر ترویج اور بالخصوص شرح خواندگی میں اضافہ کرنے کی غرض سے عرشی زادہ طریقۂ تعلیم ایک قابل غور تجویز ہے۔ جیسا کہ مضمون نگار نے اشارہ کیا ہے لاتعداد پاکستانی بوڑھے بچے عورتیں مرد ایسے ہیں جو قرآن پڑھ سکتے ہیں مگر بعض اپنی قومی زبان نہیں پڑھ سکتے جس کا خط بھی خوش قسمتی سے وہی ہے جو اُن کی کتاب مقدس قرآن کریم کا ہے۔ عرشی زادہ طریقۂ تعلیم میں ان دونوں کو آمیز کرکے ایک نیا راستہ تجویز کیا گیا۔

اردو کی تدریس میں آسانیاں فراہم کرنے کی ایک کوشش حال ہی میں عرشی زادہ طریقۂ تعلیم کی صورت میں سامنے آئی ہے جو اُردو کی ابتدائی تعلیم کو درپیش مسائل حل کرنے کے سلسلے میں ایک نعمت غیر مترقبہ سے کم نہیں کیونکہ اس تجویز کے ذریعے اردو کو پڑھنے پڑھانے کے لیے دور کی کوڑی لانے کے بجائے قرآنی تعلیم کے مروجہ طریقہ ہی سے فائدہ اٹھانے کی راہ نکالی گئی ہے اس کی خوبی یہ ہے کہ ایک طرف تو یہ اردو املا کے بنیادی نظام میں ہر قسم کی ترمیم و تنسیخ سے پاک ہے اور دوسری طرف پوری طرح قابل عمل اور نہایت آسان ہے اس کا دائرہ کار ان بچوں اور بڑوں سے متعلق ہے جو ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس سے مسلمان بچوں اور بالغوں کو اردو سکھانے میں مدد لی جا سکتی ہے۔ لیکن ان بچوں اور بالغوں کی تعداد بھی اتنی زیادہ ہے اور اتنے بڑے علاقے پر پھیلی ہوئی ہے کہ اس کے اس دائرہ کار کی وسعتوں کا اندازہ لگانا دشوار نہیں۔ ایک اطلاع کے مطابق پاکستان میں ایسے لوگوں کی تعداد جو قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں، زیادہ ہے اور ایسے لوگوں کی تعداد جو اُردو پڑھ سکتے ہیں کم ہے۔ ہندوستان میں بھی اگر اعداد و شمار جمع کیے جائیں تو قرآن مجید پڑھنے والوں کی تعداد اردو پڑھنے والوں سے کہیں زیادہ نکلے گی کیونکہ پاکستان کے برعکس یہاں اردو کی تعلیم لازمی نہیں ہے۔

جو بچے ناظرہ قرآن مجید کی تعلیم کے لیے عربی رسم الخط کا پڑھنا سیکھتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ یا اس کے بعد اردو پڑھتے ہیں ان کو ایک طرح کی سہولت ہمیشہ سے حاصل ہے، عربی اور اردو حروفِ تہجی میں صرف سات حروف کا فرق ہے۔ بقیہ حروف مشترک ہیں اور ان کی شکلیں قریبی مشابہت رکھتی ہیں۔ حرکات و سکنات ایک ہیں۔ اس طرح اردو سیکھنے کے لیے صرف سات نئے حروف یعنی پ، ٹ، چ، ڈ، ڑ، ژ اور گ سیکھنے پڑتے ہیں۔ اگر ہائے مخلوط کی حیثیت سے ہائے دوچشمی اور یائے مجہول منفصل کے فرق کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو نئے حروف کی کل تعداد ۹ قرار پاتی ہے۔ اسی سہولت کے پیشِ نظر جناب اکبر علی خاں عرشی زادہ نے ایک شعوری اور منضبط طریقۂ تعلیم نکالا ہے۔

عرشی زادہ طریقۂ تعلیم کی دریافت ایک نجی درسی تجربے پر مبنی ہے جو جناب اکبر علی خان عرشی زادہ کو اپنے نو سالہ بچے حسان عرشی کو اردو پڑھنا لکھنا سکھانے میں حاصل ہوا۔ یہ بچہ جو قرآن مجید کی ناظرہ تعلیم کے سلسلے میں عربی رسم الخط سے واقف ہو چکا تھا اردو کے نئے حروف کی صرف دو ڈھائی گھنٹے کی مشق کے بعد اس لائق ہو گیا کہ اس نے اپنے چچا کے نام مفرد حروف میں ایک مختصر اردو خط لکھا لیا۔ تھوڑے ہی عرصے میں اس نے صحیح طور پر اردو لکھنا بھی سیکھ لی۔ اس کے بعد جناب عرشی زادہ نے دو اور بچوں کو قرآن مجید پڑھنا اور اردو پڑھنا لکھنا سکھایا اور اس میں بھی انہیں خاطر خواہ کامیابی ہوئی۔ اس سے ظاہر ہوا کہ قرآن مجید کا ناظرہ کرنے والے ایسے بچوں اور بالغوں کو جو اردو زبان سے واقف ہوں حروف کی شناخت اور مشق کرا دی جائے تو وہ بہت جلد اردو پڑھنا لکھنا سیکھ سکتے ہیں۔ اسی بنیاد پر ایک ایسے قاعدے کا تصور پیدا ہوا جو بیک وقت ناظرہ قرآن مجید اور اردو پڑھانے کے لیے استعمال کیا جا سکے۔

چنانچہ عرشی زادہ کا خیال ہے کہ قرآن مجید اور اردو پڑھانے کے لیے دو الگ الگ قاعدوں کی جگہ اگر ایک ہی قاعدہ جو مشترک ہو رائج کیا جائے تو وہ تمام بچے جو قرآن مجید پڑھیں گے لازمی طور پر اردو بھی سیکھ لیں گے۔ اس اعتبار سے یہ طریقہ پاکستان اور ہندوستان کے طول و عرض میں اردو کی ترویج و اشاعت کو ایک نئی زندگی عطا کر سکتا ہے۔ اس کی وجہ سے مسلمانوں میں اردو پڑھنے کا رجحان اس لیے بھی بڑھ سکتا ہے کہ ان کا مذہبی لٹریچر بیشتر اردو میں ہے۔

بادی النظر میں خیال ہوتا ہے کہ عربی اور اردو کی لکھائی حروف کی شکلوں اور جوڑوں کے اختلافات یعنی نسخ اور نستعلیق کے فرق کی وجہ سے عرشی زادہ طریقۂ تعلیم کی تجویز قبول کرنے میں کچھ دشواریاں پیش آئیں گی لیکن یہ محض ایک واہمہ ہے۔ نسخ اور نستعلیق کے اختلافات بہت معمولی ہیں۔ عربی اور اردو کے مشترک حروف کی شکلوں کا فرق بہت خفیف ہے اردو کے زائد حروف کی شکلیں بھی اسی انداز کے عربی حروف کی شکلوں میں تھوڑے سے تغیر سے پیدا ہوتی ہیں۔ جوڑوں میں بھی زیادہ فرق نہیں ہے۔ شمسی و قمری حروف میں الف لام کا استعمال، الف ممدودہ و مقصورہ کا استعمال، تنوین کا استعمال، غرض یہ کہ عربی املا کا کوئی بھی ایسا قاعدہ نہیں جو اردو میں کم و بیش نہ ہو۔ اردو میں عموماً نستعلیق کی تعلیم دی جاتی ہے۔ لیکن چھپائی کے لیے نسخ کا استعمال بھی ہوتا رہا ہے۔ بہت سی کتابوں کے علاوہ رسائل اور اخبارات تک نسخ ٹائپ میں شائع ہو چکے ہیں جن کی مثالیں دینے کی ضرورت نہیں۔ سرکاری فارم ہی نہیں امتحانات کے پرچے وغیرہ بھی عام طور پر ٹائپ میں چھپا کرتے تھے۔ آزادی کے بعد متعدد کتابیں ہندوستان میں بھی ٹائپ میں چھپی ہیں۔ دیوان غالب کا نسخۂ عرشی اس کی ایک اہم مثال ہے۔ انجمنِ اسلام اردو ریسرچ انسٹیٹیوٹ، بمبئی کا رسالہ نوائے ادب آج بھی ٹائپ میں چھپتا ہے۔ پاکستان میں بکثرت کتابیں ٹائپ میں چھپتی ہیں اور متعدد رسائل بھی ٹائپ میں چھپتے ہیں۔ اردو کا ٹائپ رائٹر نسخ ہی میں ہے۔ اردو طباعت

میں نستعلیق کے مقابلے میں نسخ کا چلن اگر نہیں ہوا تو اس کا سبب یہ تو ضرور قرار دیا گیا ہے کہ ٹائپ آنکھوں کو اچھا نہیں معلوم ہوتا لیکن کسی نے یہ شکایت نہیں کی کہ بحیثیت خط کے اس کا پڑھنا دشوار ہے، حالانکہ علیحدہ سے ٹائپ کا پڑھنا کسی کو نہیں سکھایا جاتا۔ یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں کہ دستی کتابت میں بھی نستعلیق کے ساتھ نسخ کا استعمال عام ہے۔ شاعروں اور ادیبوں کے نام، کتابوں کے نام، فقرے اور اقتباسات اکثر نسخ میں لکھے جاتے ہیں اور کوئی بھی ان کے پڑھنے میں دشواری محسوس نہیں کرتا۔

نسخ تحریر کو پڑھنے کے لیے الگ سے اس میں مہارت حاصل کرنا بھی ضروری نہیں۔ نستعلیق جاننے والا اسے بآسانی پڑھ سکتا ہے۔ ایران میں فارسی کی چھپائی نسخ ٹائپ میں ہوتی ہے لیکن لکھائی کے لیے نستعلیق کا استعمال ہوتا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ نسخ اور نستعلیق دو الگ خط نہیں، لکھنے کے دو انداز ہیں۔ خط عربی ہے جس طرح خط رومن ہے اور اس کے چھاپنے اور لکھنے کے الگ الگ انداز ہیں۔ نسخ اور نستعلیق ایک دوسرے سے اتنے مختلف نہیں کہ دونوں کو الگ الگ سیکھے بغیر پڑھنا دشوار ہو۔ بچوں کو تو خاص طور سے دونوں کے فرق کا احساس نہیں ہوتا اور وہ ایک کو سیکھنے کے بعد دوسرے کو آسانی سے پڑھ لیتے ہیں۔ یہاں اس سے غرض نہیں کہ اردو میں طباعت کے لیے نسخ کو اپنایا جائے یا نستعلیق کو برقرار رکھا جائے کیونکہ یہ مسئلہ جداگانہ ہے۔ یہاں منشا صرف یہ ہے کہ نسخ اور نستعلیق میں کوئی مغائرت نہیں ہے۔ عرشی زادہ طریقۂ تعلیم کے ذریعے سے اردو رسم الخط کی تدریس کو قرآن مجید کی تعلیم کے وسیع حلقۂ اثر سے جوڑ دیا جائے تو اس سے کم سے کم مسلمانوں میں اردو کی ترویج کا ایک نہایت مضبوط سلسلہ قائم ہو سکتا ہے۔

عرشی زادہ طریقہ تعلیم برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں اردو کی تعلیم اور شرح خواندگی بڑھانے کے لیے ایک مثبت، سہل زود اثر اور سستا نسخہ ہے۔ بچوں کو ناظرہ قرآن مجید پڑھانے والے افراد اور مدارس کو اس کی طرف پوری توجہ دینا چاہیے اس کو ایسے بالغوں کو اردو پڑھانے کے لیے بھی استعمال کرنا چاہیے جو عربی رسم الخط سے واقفیت رکھتے ہیں اور اردو پڑھنا چاہتے ہیں۔

آخر میں اتنا عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریقۂ تعلیم ایک مخصوص صورت حال میں دریافت ہوا۔ اس کی روشنی میں جناب اکبر علی خاں عرشی زادہ قاعدۂ عرشی کے نام سے جو قاعدہ مرتب کر رہے ہیں وہ مسلمان طالب علموں کے لیے مخصوص ہوگا۔ یہ اردو کا عام قاعدہ نہ ہوگا۔ اردو کے عام قاعدے کے پڑھنے والے صرف وہ طالب علم نہیں ہو سکتے جو قرآن مجید پڑھتے ہیں۔ لہذا یہ غلط فہمی نہ ہونا چاہیے کہ عرشی زادہ طریقۂ تعلیم کا مقصد اردو کی تعلیم کو صرف مسلمانوں سے جوڑنا ہے۔ جیسا کہ ابتدا میں عرض کیا جا چکا ہے اس کا مقصد مسلمانوں میں قرآنی تعلیم کے مروّجہ نظام سے فیض اٹھانا ہے۔ اس نظام کے باہر اردو پڑھانے کے عام قاعدے بدستور اپنا اہم کردار ادا کرتے رہیں گے۔

ایم ۔ ایچ ۔ مسعود بٹ

اصطلاحاتِ برقیات

زیرِ نظر فہرست میں فنِ برقیات کی اُن انگریزی اصطلاحات کی متبادل اُردو اصطلاحات یا تراکیب تجویز کی گئی ہیں جن کا تعلق بجلی کے نظامِ تقسیم سے ہے ۔ اُردو اصطلاحات اور تراکیب تجویز کرتے ہوئے مندرجہ ذیل اصول پیشِ نظر رکھے گئے ہیں ۔

۱ ۔ اُردو اصطلاح سے متعلقہ چیز یا عمل کی پوری تصویر کشی ہو جائے ۔

۲ ۔ اردو زبان کے قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی نہ ہو ۔

۳ ۔ جو انگریزی اصطلاحات کثرتِ استعمال سے اُردو زبان کا حصّہ بن گئی ہیں انہیں جوں کا توں بھی استعمال کیا جا سکتا ہے ۔

۴ ۔ بعض انگریزی اصطلاحات یا تراکیب مختلف سائنسی مضامین میں مستعمل ہیں اور ان مضامین میں ان کے مفاہیم بھی مختلف ہیں ۔ زیرِ نظر فہرست میں صرف برقیات کے حوالے سے اردو مترادف ترکیب وضع کی گئی ہے ۔

۵ ۔ اصطلاح مختصر ہو ۔ زیادہ بہتر تو یہ ہے کہ ایک لفظ سے مفہوم ادا ہو جائے اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو مرکب اضافی / توصیفی تجویز کیا جائے ۔ اس طرح دو یا تین الفاظ سے ترکیب بن جائے ۔

A

Aerial Cable	فضائی کیبل ۔ ہوائی کہرباتی طناب
All Aluminium. (AA)	ایلومینیم مُوصل
Aluminium conductor steel reinforced/ACSR	محکم ایلومینیم موصل
Ambient Temperature	حرارت ماحول
Amplifier	افزوں گر
Angle Iron	اینگل آئرن ۔ زاویہ دار لوہا ۔
Arcing Time	مدتِ شعلہ
Armoured Cable	بکتر بند کیبل (طناب)
Armours	بکتر

B

Balanced Load (IEC)	متوازن لوڈ ۔ متوازن بار
Bitumen	رال
Break Horse Power	گھوڑے کی طاقت
Bulk Oil Circuit Breaker (IEC)	تیل والا دور توڑ
Busbar (IEC)	بس بار ۔ سنگم سلاخ
Bush (IEC)	بُش
Bushing (IEC)	بُشنگ ۔ حاجزہ

C

Cable entry (IEC)	مُدخلِ طناب ۔ کیبل داخلہ
Cable Terminal (IEC)	ختامِ طناب ۔ کیبل بکس

Cable — کہربائی طناب۔ کیبل

Capacity of a conductor (IEC) — گنجائش بار موصلی۔ گنجائش موصل

Circuit (to close a / (to open a — دور۔ بند کرنا / کھولنا

Circuit Breaker — سرکٹ بریکر۔ دور توڑ

Clearance (Working) — محفوظ فاصلہ۔

Clearance (IEC) — فصیل۔ فاصلہ

Clearance between Poles (IEC) — فاصلہ تعطیلین کہربا۔ پولوں کا درمیانی فاصلہ

Clearance to earth (IEC) — فصل ارضی۔ ارتھ سے فاصلہ

Closed Position (IEC) — بند حالت

Contactor (IEC) — کنٹیکٹر

Current (IEC) — کرنٹ۔ کہربائی رَو

Current Transformers — کرنٹ ٹرانسفارمر / کرنٹ مُبدّل۔ رو تبدیل گیر۔

Cycle (IEC) — سائیکل۔ چکر۔ دَور

D

Distribution (of power) — کہربائی نظام تقسیم

Distribution Feeders — تقسیمی فیڈر

Distribution Transformers. — قاسم شدہ تار

E

Earth (IEC) — زمین بندی۔ ماروض

To earth (IEC) — زمین بندی

Earthed circuit (IEC) — زمین دوختہ سرکٹ

Earth Electrode (IEC) — زمینی الیکٹروڈ / ارضی برقیرہ

Earth fault (IEC) — نقصِ ارضیہ۔ ارتھ فالٹ

Earth leakage current (IEC) — زمینی ٹپکاؤ کرنٹ

Earth resistance (IEC) — زمینی مزاحمت

Earthing Terminal (IEC) — زمینی جوڑ

Electricity (IEC) — بجلی۔ کہربا۔ برق

Electrolytic Action. — عمل برق پاشی

Exposed Installation (IEC) — ننگے آلات

F

Fault conditions — حالتِ فالٹ۔ حالتِ رخنہ

Flux (Magnetic) — مقناطیسی نفوذ۔ فلکس

Frequency — تعدّدِ ارتعاش۔ فریکوئنسی

Fuses — فتیلہ۔ فیوز

I

IMPEDANCE — مقاومت

Impedance Drop — مقاومتی گراوٹ

Impulse with stand voltage) IEC) — مقاومتی برداشت وولٹیج

Inductance — امالیت

Insulated — مجوز

Insulation — تجز

Insulation level (IEC) — سطح مجوزیت

Insulation resistance — مجوزی مزاحمت

Interrupting Capacity. — قوت انقطاع

Isolators — فاصل۔ مُنفَصِل۔ آئیسولیٹر

J

Jacket — کوٹ

L

Lightning Arester (IEC) — صاعقہ گیر۔ بجلی گیر۔ برق گیر

Load (IEC) — لوڈ - بار

Load Current (IEC) — بار کرنٹ

Load Voltage (IEC) — بار وولٹیج

Lumped loading — ڈھیلا بار - اجتماع امالیت

M

Magnetizing Current (IEC) — مقناطیسی رو

Magnetic Flux (IEC) — مقناطیسی نفوذ - مقناطیسی فلکس

O

Ohms — اوہم

Ohms law (IEC) — قانونِ اوہم

Operating conditions (IEC) — حالتِ عملیہ

Operation (IEC) — چلانا

Over current (IEC) — زائد رو

Over load (IEC) — طاقت سے بڑھ کر بوجھ، گنجائش سے زیادہ بوجھ - بارِ زائد -

P

Parallel (shunt) circuit (IEC) — متوازی سرکٹ

Peak value (IEC) — اُوج مقدار - انتہائی مقدار

Power (mean) — اوسط طاقت - طاقت

Power Factor (IEC) — پاور فیکٹر - طاقت جزو

Power (Instantaneous) — فوری طاقت، لمحاتی طاقت

R

Rated Voltage (IEC) — مُشَرَّح وولٹاج - مقررہ وولٹیج -

Ratings (IEC) — قدر - شروع بندی

Regulation (IEC) — انضباط

R.M.S. Value of a periodic quantity (IEC) — جذرِ اوسط -

S

Self cooled (Machine) (IEC) — خود بخود ٹھنڈا ہونے والی مشین

Short circuit (IEC) — شارٹ سرکٹ - کتر دَور

Socket outlet adapter (IEC) — بیرون خانہ نزر تطابلہ

Spark gap (IEC) — شراری فاصلہ

T

Tap changer (IEC) — کلکش مُبدّل

Terminal (IEC) — جوڑ بکس - اختتامی بکس

Time lag relay (IEC) — تاخیر وقتی ریلے، مؤخّر ریلے

V

Vector (IEC) — سمتیہ

Voltage (IEC) — وولتاج - وولٹیج

Voltage Drop (IEC) — گراوٹِ وولٹیج

Voltage ratio (IEC) — نسبتِ وولتاج، تناسبِ وولٹیج

نصیر اعظم

ڈاکٹر جمیل جالبی سے ملاقات

ڈاکٹر جمیل جالبی محتاج تعارف نہیں ہیں۔ آپ کی کئی حیثیتیں ہیں۔ محقق، ماہر تعلیم، ماہر مالی امور اور اب شیخ الجامعہ۔ جامعۂ کراچی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے کم و بیش ۱۷ کتب لکھی ہیں قدیم اردو لغت، تاریخ ادب اردو، دیوان حسن شوقی، دیوان نصرتی، مثنوی کدم راؤ پدم راؤ، پاکستانی کلچر، حیرت ناک کہانیاں اور کئی اور کتب۔

ڈاکٹر صاحب کو اپنی قلمی کاوشوں پر ۱۹۶۵ء، ۱۹۷۳ء، ۱۹۷۴ء اور ۱۹۷۵ء میں ادبی ایوارڈ بھی مل چکے ہیں۔ رائٹرز گلڈ کے قومی ادبی ایوارڈ کے لیے کتابوں کے انتخابی منصف کے فرائض سرانجام دیتے رہے ہیں۔ فی الوقت جامعہ کراچی میں ان کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے غیر ملکی طلباء کے لیے اردو، تحریک پاکستان اور تاریخ پاکستان کے مضامین لازمی قرار دے دیے ہیں۔ کوئی بھی غیر ملکی طالب علم ان مضامین کو پاس کیے بغیر جامعہ کراچی سے ایم اے کی سند حاصل نہیں کر سکتا اور ان مضامین میں ملنے والے نمبر ایم۔ اے کی ڈویژن میں شمار نہیں ہوتے۔

ڈاکٹر صاحب کا انٹرویو پیش خدمت ہے۔

س۔ آپ نے اتنا عرصہ انتظامیہ میں گزارا اب اچانک جامعہ کی ذمہ داری سنبھال کر گوناں گوں مسائل کا سامنا تو نہیں کرنا پڑا؟

ج۔ کوئی ایسا مسئلہ نہیں درپیش آیا کیونکہ ساری عمر ہی انتظامیہ میں گزری اور دوسرے یہ کہ علم و ادب سے ساری عمر تعلق رہا چنانچہ یہ دونوں چیزیں بریک وقت کام آئیں۔

س۔ یعنی آپ ان حالات میں بہتر طریق سے جامعہ کے معاملات کو سرانجام دے سکتے ہیں؟

ج۔ ہاں۔ اور پھر یہ کہ برسوں سے یونیورسٹی سے تعلق رہا مثلاً یہ کہ اساتذہ، پروفیسر صاحبان کے چناؤ میں، پرچے ترتیب دینے میں، سلیبس تیار کرنے میں۔ ان تمام معاملات میں برسوں شریک رہا۔ اس وجہ سے بھی جامعہ کا مزاج آشنا تھا۔

س۔ آپ انتظامیہ سے بھی وابستہ رہے اور فی الوقت شیخ الجامعہ ہیں، ہمارے ہاں پچھلے چند برسوں میں سرکاری و نیم سرکاری دفاتر میں قومی زبان کے نفاذ کی کوششیں ہو رہی ہیں۔ آپ کے نزدیک کون سا طبقہ اس امر میں فعال ثابت ہو سکتا ہے؟

ج۔ دراصل قومی زبان کی ترقی و ترویج میں سبھی لوگ حصہ لے رہے ہیں اور اسے آگے بڑھانا چاہتے ہیں لیکن پہلے ہمیں ذہنی طور سے یہ طے کرنا ہو گا کہ واقعی ہم قومی زبان کا نفاذ

بھی چاہتے ہیں یا نہیں جس روز ہمارا ذہنی رویہ مثبت رخ اختیار
کرے گا اس روز یہ نافذ بھی ہو جائے گی۔ اس لیے کہ اردو اس
برعظیم کے مسلمانوں کی اجتماعی روح کا واحد اظہار ہے۔ ایک ہزار
سال کی مسلم تاریخ نے اسے پروان چڑھایا، اس میں اپنی فکر اپنا
نظام اقدار اور طرز احساس شامل کیا اور زبان کو وہ شکل دی
جو آج موجود ہے۔ یہ زبان، ضرورت کی زبان ہے۔ اشتراک کی
زبان ہے، یک جہتی کی زبان ہے اور محبت کی زبان ہے اور
مختلف علاقوں کے رہنے والوں کو قریب سے قریب تر لانے کا واحد
ذریعہ ہے۔

یہ ایک ایسی زبان ہے جو تحریک پاکستان کا حصہ تھی اور
آج بھی استعمال میں آ رہی ہے اس کے لیے یہ
سوچنے کی ضرورت ہے کہ وہ کون سے لوگ ہیں جو اسے نافذ کرنا
نہیں چاہتے یا پھر کیا دقتیں ہیں۔ جہاں تک مسائل اور دقتوں
کا تعلق ہے جب بھی کوئی آدمی نیا کام کرتا ہے اسے تو ان چیزوں
کا سامنا کرنا ہی پڑتا ہے اور پھر انہیں دور بھی کیا جاتا ہے
نفاذِ اردو کے سلسلے میں صرف یہ دیکھنے کی ضرورت ہے کہ وہ کون
لوگ ہیں یا وہ کون سا عنصر ہے جو رکاوٹ ڈال رہا ہے۔

س - کچھ لوگوں کے ذہنوں میں یہ خدشہ بھی ہے کہ
قومی زبان کی روز افزوں ترقی انگریزی کو ختم کر دے گی۔ آپ
کی اس ضمن میں کیا رائے ہے؟

ج - یہ ایک بہت بھاری مغالطہ ہے۔ قومی زبان
کے نفاذ کا قطعی یہ مطلب نہیں کہ انگریزی کو خارج کر دیا جائے
انگریزی کو ایک ثانوی زبان کی صورت میں اتنا بڑھایا جائے
کہ طالب علم کو پورے طور سے یہ زبان آ جائے۔ انگریزی اس
وقت ساری دنیا میں عروج پر ہے اور عام سی زبان بن گئی
ہے اور ہم سے اس کا تعلق بھی ہے۔ دو سو برس تک ہم نے
انگریزوں کی غلامی کی ہے اس وجہ سے بھی ہمارے ہاں ہر سطح پر
انگریزی کا عمل دخل ہے۔ پھر ویسے بھی انگریزی سیکھنے میں
کوئی چیز مانع نہیں اسے بہتر سے بہتر طور پر سیکھنا چاہیے۔

لیکن جس طرح سے ہم زبان سیکھ رہے ہیں اس میں نہ تو ہمیں
انگریزی آتی ہے اور نہ اردو۔

س - سائنسی زبان بنانے کے لیے کیا اقدامات کرنا ہوں
گے؟

ج - فی الحال یہ سائنس کی زبان نہیں ہے۔ سائنس کی
زبان اس وقت بنے گی جب اسے سائنس میں استعمال بھی کیا جائے گا۔
ہم نے اسے تاریخ میں استعمال کیا، ادب میں استعمال کیا، عمرانی
علوم میں استعمال کیا اور وہاں اس کی قوتِ اظہار نکھر گئی اور
کسی قسم کی دقت پیش نہیں آ رہی، نہ پڑھانے میں نہ تعلیم دینے میں
اور نہ تحریر میں۔ چنانچہ سائنس کی زبان بنانے کے لیے ضروری
ہے کہ سائنسی علوم میں اس کا استعمال جاری ہو۔ انیسویں صدی
کے وسط میں دہلی کالج میں سائنس اور دوسرے علوم کی تعلیم
اردو میں دی جاتی رہی اگر وہ روایت آج تک چلتی تو آج
یہ زبان سائنس کے لیے بھی پورے طور سے ترقی یافتہ ہو چکی ہوتی

س - اکثر لوگ یہ کہتے ہیں کہ اردو کی سائنسی اصطلاحات
بے حد پیچیدہ ہیں؟

ج - لوگ یہ کہتے ہیں کہ اردو کی سائنسی اصطلاحات
ایک مسئلہ ہیں تو میرے خیال میں تو کوئی سرے سے مسئلہ
ہی نہیں ہے۔ انگریزی کی جدید سائنسی اصطلاحات کو لیجیے
بیشتر لاطینی اور یونانی ہیں اور ایسی اصطلاحات جو بہت اونچی
سطح پر استعمال میں آتی ہوں انہیں اپنے رسم الخط میں لکھ کر
بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح بین الاقوامی موضوعات
سے آپ کا رابطہ اور گہرا تعلق پیدا ہو جائے گا۔ جہاں تک
دوسری اصطلاحات کا تعلق ہے "جامعہ کراچی نے بے شمار
اصطلاحات بنائی ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی میں اس پر کام ہوا
ہے، انجمن ترقی اردو کراچی نے اصطلاحات پر برسوں کام کیا ہے
تو گویا اصطلاحات سازی یا وضع اصطلاحات کا بھی مسئلہ نہیں
ہے بلکہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ انہیں کیسے مروّج کیا جائے اور
رواج دینے کے لیے اصطلاحات میں یکسانی ضروری ہے۔ یکسانی

پیدا کرنے کے لیے واحد حل یہ ہے کہ ٹیکسٹ بک بورڈ جو نصابی کتب لکھ رہا ہے ان کتب میں استعمال ہونے والی اصطلاحات ایک ہوں۔

س ۔ اصطلاحات میں یکسانی کس طرح عمل میں آئے گی؟

ج ۔ وہ اس طرح کہ یہ فرض کیجیے انٹرمیڈیٹ کی سائنس کی کوئی کتاب لکھوائی جا رہی ہو، تو بیالوجی، فزکس، کیمسٹری کی اور دوسرے مضامین کے لیے اصطلاحات کی ایک معیاربند ڈکشنری ان حضرات کو دے دی جائے اور گورنمنٹ کی طرف سے ہدایت ہو کہ ڈکشنری میں دی گئی اصطلاحات کے سوا کوئی دوسری اصطلاح نہ استعمال کی جائے اور اگر کوئی تجویز پیش کرنا ہے تو اس کی اجازت حکومت کے قائم کردہ معیاربند ادارے سے لی جائے جب تک یہ ادارہ اس تجویز کو دیکھ کر نظرثانی کر کے سب لکھنے والوں کو نہ بھیجے اس وقت تک وہ اصطلاح استعمال نہ کی جائے۔ تضاد، ناہمواری اور الجھنیں اسی طرح ختم ہو سکتی ہیں جب نصابی کتابوں میں ان کا استعمال کیا جائے اور کثرتِ استعمال سے لوگ عادی ہو جائیں تو کوئی مشکل درپیش نہ ہو گی۔ کوئی ابلاغ کا مسئلہ پیدا نہ ہو گا۔ اس کی مثال میں آپ کو دیتا ہوں۔ ڈپٹی نذیر احمد نے پینل کوڈ (تعزیرات)، کا ترجمہ کیا تھا جو آج تک رائج ہے۔ وہ ترجمہ جب عدالتوں میں رائج ہوا وکیلوں، منشیوں نے اسے استعمال کیا، عرضیاں لکھی گئیں وہ اصطلاحات دور دراز کے گاؤں کے ناخواندہ افراد نے بھی استعمال کیں اور سمجھیں۔ اب استغاثہ اتنا آسان لفظ تو نہیں مگر ہر آدمی سمجھتا ہے اس کی وجہ یہی ہے کہ یکسانی کے ساتھ یہ اصطلاحات رواج پا گئیں۔

س ۔ اس کام میں ذرائع ابلاغ کس حد تک معاون ثابت ہو سکتے ہیں؟

ج ۔ ایک زمانے میں میں نے تجویز پیش کی تھی کہ اخبارات کے لیے ایک ایسی لغت تیار ہو جائے جس میں جدید اصطلاحات اور الفاظ شامل ہوں اور وہ اخبار والوں کو دے دی جائیں اُن سے گزارش کی جائے کہ قومی زبان کے مفاد میں یہ ضروری ہے کہ آپ ان اصطلاحات اور ترجموں کو زیادہ سے زیادہ استعمال کریں۔

س ۔ نفاذِ اردو میں رکاوٹ کیا ہے؟

ج ۔ رکاوٹ سوائے اس کے نظر نہیں آتی کہ چند لوگ ایسے موجود ہیں جنہیں انگریزی کی مشق زیادہ ہے اور وہ چاہتے ہیں کہ انگریزی باقی رہے اور بحیثیت ایک کلاس کے ان کا تشخص بھی قائم رہے۔ بس یوں سمجھ لیجیے کہ یہ زبان ان کے لیے وجۂ امتیاز ہے۔ ورنہ تو کوئی جواز نظر نہیں آتا دفاتر میں انگریزی کے استعمال کی وجہ سے حکومت کی مشینری کا عوام سے کوئی تعلق نہیں بنا۔ بات چونکہ کلاس کی ہے، کہ جن لوگوں نے تعلیم انگریزی میڈیم میں دلوائی ان کے بچے لندن امریکہ میں پڑھے، یہاں آ کر وہ سنٹرل سپیریر سروسز کے امتحانات میں بیٹھتے ہیں۔ اس امتحان میں انگریزی کے نمبر بھی زیادہ ہیں تو ظاہر ہے کامیاب تو وہی ہوں گے، چیچہ وطنی یا بھائی پھیرو کا فرسٹ کلاس لڑکا تو نہیں آ سکتا باوجود اس کے کہ وہ زیادہ ذہین ہے۔

س ۔ دفاتر میں اردو کو کیوں اختیار نہیں کیا جاتا؟

ج ۔ جو اسباب مقابلے کے امتحانات کو قومی زبان میں نہ کرنے کے ہیں، وہی اسباب دفتری زبان کے طور پر اسے نہ استعمال کرنے کے ہیں۔ لوگ اپنے مفاد کا تحفظ کر رہے ہیں۔

س ۔ جامعۂ کراچی میں ذریعہ تعلیم اور دفتری امور کس زبان میں سرانجام دیے جاتے ہیں؟"

ج ۔ جامعۂ کراچی میں بیشتر کام اردو میں ہوتا ہے۔ اساتذہ کے تمام اجلاس قومی زبان میں ہوتے ہیں۔ عام طور پر مسودے اردو ہی میں لکھے جاتے ہیں۔ کچھ خط و کتابت انگریزی میں ہوتی ہے مگر مستقبل قریب میں پورے طور سے اردو ہی میں تمام تحریری امور سرانجام دیے جائیں

س - مجھ سے سرحد اور بلوچستان کے لوگوں نے مطالبہ کیا ہے کہ آپ ہمارے لیے اردو میں کلاسز کیوں نہیں شروع کرتے ہیں اس طرح بات ہم تک آسانی سے پہنچتی ہے۔

س - جدید ترقیات اور تحقیق زیادہ تر انگریزی کے ذریعے ہم تک پہنچ رہی ہیں۔ تو کیا اس کا اثر نہیں پڑے گا ؟۔

ج - بالکل پڑ رہا ہے۔ کوئی ایجاد ہم نہیں کرتے کوئی تخلیق ہم نہیں کرتے کسی قسم کی تحقیق ہمارے ہاں نہیں ہو رہی اور جو چیزیں یا جو علم ہم تک بذریعہ انگریزی پہنچ رہا ہے اس کی واضح شکل وصورت ہمارے ذہن میں نہیں بیٹھتی جب تک کوئی چیز واضح صورت میں ہمارے ذہنوں میں نہیں اترتی ہم نہ اس میں تبدیلی کر سکتے ہیں، نہ اس میں اضافہ کر سکتے ہیں اس کے غلط اور صحیح کے معیار کو اپنے طور سے متعین نہیں کر سکتے اس طرح بنیادی تخلیقی قوت انگریزی ذریعہ تعلیم کی وجہ سے لوٹ جاتی ہے۔

س - پاکستان کے مختلف علاقوں میں قومی زبان کی نشوونما کس نہج پر ہو رہی ہے۔؟

ج - سوال بڑا دلچسپ ہے، صوبوں میں مثلاً پنجاب اردو کو کثرت سے استعمال کرتا ہے۔ پنجاب کا آدمی جب اردو بولتا ہے تو وہ الفاظ جو روزمرہ اپنے گھر میں استعمال کرتا ہے تو وہ انہیں از خود اس میں شامل کر لیتا ہے اگر گزشتہ پچاس برس کی اردو نثر کا تجزیہ کریں تو معلوم ہوگا کہ بے شمار الفاظ جو پنجابی میں استعمال ہوتے ہیں از خود فطری طریقے سے اردو میں آگئے ہیں۔ اسی طرح سندھی، پشتو، براہوئی، بلوچی بولنے والے افراد اردو میں ان الفاظ کو لکھیں یا بولیں گے جو اس کے تہذیبی پہلو سے قریب تر ہیں اور اس کے تہذیبی اظہار کے لیے ضروری ہیں تو انہیں وہ بلا تکلف اردو میں استعمال کریں گے تو اس سے نہ صرف یہ کہ دوسری زبانوں کے الفاظ اردو میں آئیں گے بلکہ ابلاغ کا عمل مزید آسان ہو جائے گا۔ اردو میں فی الوقت پاکستان کی تقریباً تمام ہی زبانوں کے الفاظ پہنچے ہیں اور پہنچ رہے ہیں۔ ۱۴ ، ۱۵ برس کی بات ہے میں نے قدیم اردو کی ایک لغت مرتب کی جس میں گیارہ سو الفاظ تھے ان میں سے بیشتر الفاظ ایسے تھے جو آج سندھی، گجراتی، پنجابی، بلوچی میں استعمال ہوتے ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اردو لینگوا فرانکا ہے اور اگر کوئی اس کی اس حیثیت کو نہیں مانتا تو گویا وہ تاریخی حقیقت کو جھٹلاتا ہے۔ یہ زبان پروان چڑھے گی یہ نہ مرے گی اور نہ بجھے گی نہ افسردہ ہوگی۔ یہ اس طریقے سے ترقی کرتی رہے گی۔ ۱۹۴۷ء میں اس زبان کی جو صورت حال یہاں تھی آج ۱۹۸۵ء میں بہت بہتر ہو گئی ہے۔ اس زبان نے یہاں اپنی جڑیں بنا لی ہیں اور اسے ہر علاقے کا آدمی استعمال کرتا ہے۔ سیاسی مفادات کی بات اور ہے۔ یہ زبان یک جہتی کی زبان ہے اور یک جہتی کا عمل وقت تو لیتا ہی ہے۔

ترجمہ: عبدالمالک عرفانی

اُردو لغت بورڈ

——قراردادِ تاسیس——

TO BE PUBLISHED IN THE GAZETTE OF PAKISTAN PART - IV

پاکستان جریدہ، حصہ چہارم میں شائع کرنے کے لیے

Government of Pakistan
Ministry of Education

حکومت پاکستان
وزارت تعلیم

Islamabad, March 27'1982.

اسلام آباد ۲۷ مارچ ۱۹۸۲ء

RESOLUTION

No.F.2-3/81-QAC-LB-I. This Ministry's Resolution No.F.11-3/57-E-IV dated 14th June, 1959 read with subsequent Resolutions issued from time to time has been decided to be revised as under, namely:

نمبر ایف ۲۰-۳/۸۱-کیو-اے-سی-ایل بی-آئی۔ وزارت ہذا قرارداد نمبر ایف-۱۱-۳/۵۷-ای-۱۷ مورخہ ۱۴ جون ۱۹۵۹ء مع قرارداد ہائے مابعد جو وقتاً فوقتاً جاری ہوئیں، میں حسب ذیل طور پر نظر ثانی کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(a) The Urdu Development Board has been renamed as the Urdu Dictionary Board.

(ا) ترقیٔ اردو بورڈ کا نام تبدیل کر کے اردو لغت بورڈ رکھ دیا گیا ہے۔

(b) The functions of the Urdu Dictionary Board hereinafter referred to as the "Board" are redefined as under, namely:

(ب) اردو لغت بورڈ، جسے مابعد ازیں بورڈ کہا گیا ہے کے فرائض حسب ذیل ہوں گے۔

i) Compilation of a comprehensive Urdu Dictionary on philological principles keeping in view the standard of the Greater Oxford Dictionary. The existing work will continue on the lines already drawn. for the purpose unless decided otherwise

(۱) عظیم تر آکسفورڈ لغت کے معیار کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے لسانیاتی اصولوں کے مطابق ایک جامع لغت 'اردو' کی تدوین۔ موجودہ کام انہی خطوط پر جاری رہے گا جو اس مقصد

by the Board in consultation with the Government.

کے لیے متعین کیے گئے تھے جب تک کہ بورڈ کی طرف سے حکومت کے مشورے سے کوئی دوسرا فیصلہ نہ کیا جائے

(ii) The Board will prepare and publish abridged editions of the Greater Urdu Dictionary as well as publish other literary dictionaries as relevant to its main objective.

(ii) بورڈ عظیم تر اردو لغت کے ایک مختصر مدوّنہ (ایڈیشن) کی تیاری و اشاعت کے علاوہ دوسری ایسی علمی لغتوں کو تیار و شائع کرے گا جو اس کے اصلی فرائض سے متعلق ہوں گی۔

(iii) The Board will perform such other functions as assigned to it from time to time.

(iii) بورڈ دوسرے ایسے فرائض انجام دے گا جو وقتاً فوقتاً اس کے سپرد کیے جائیں گے۔

3. There shall be a President of the Board who shall be appointed by the Ministry for Education on such terms and conditions as determined by him from time to time. The President shall be the Executive Head of the Board. He will preside over meetings of the governing body in the absence of the Chairman.

۳۔ بورڈ کا ایک صدر ہوگا جو وزیر تعلیم کی طرف سے ایسی شرائط پر مقرر کیا جائے گا جو اس کی طرف سے وقتاً فوقتاً طے کی جائیں گی۔ صدر بورڈ کا انتظامی سربراہ ہوگا وہ صدر نشین کی غیر حاضری میں ہیئت حاکمہ کے تمام اجلاسوں کی صدارت کرے گا ۔

4. There shall be a Chief Editor of the Board who shall be appointed by the Minister for Education on such terms and conditions as determined by him from time to time. The Chief Editor shall be responsible for all the academic and printing matters relating to the preparation of the Dictionary etc.

۴۔ بورڈ کا ایک مدیر اعلیٰ ہوگا، جو وزیر تعلیم کی طرف سے ایسی شرائط پر مقرر کیا جائے گا جو اس کی طرف سے وقتاً فوقتاً طے کی جائیں گی۔ مدیر اعلیٰ لغت وغیرہ سے تعلق رکھنے والے تمام علمی و طباعتی معاملات کا ذمہ دار ہوگا۔

5. There shall be a whole time Secretary to perform the administrative duties as well as supervise the financial matters and such other non-academic matters as may be assigned to him by the Board. He shall be appointed by the governing body in the prescribed manner. Pending appointment of the Secretary the President shall make alternative arrangements to help discharge the duties on purely temporary basis.

۵۔ انتظامی فرائض انجام دینے اور مالی معاملات کی نگرانی کے لیے ایک کل وقتی معتمد (سیکرٹری) ہوگا۔ دوسرے ایسے غیر علمی معاملات بھی اُسے سونپے جاسکتے ہیں جن کے بارے میں بورڈ فیصلہ کرے۔ اُسے ہیئت حاکمہ کی طرف سے مقررہ طریقے سے تعینات کیا جائے گا، جب تک کہ معتمد (سیکرٹری) کا تقرر نہیں ہوتا، صدر متبادل انتظامات کرے گا تاکہ عارضی طور پر معتمد (سیکرٹری) کے فرائض انجام دیے جاتے رہیں۔

The affairs of the Board shall be governed by a body with the following

۶۔ ہیئتِ حاکمہ (i) بورڈ کے معاملات مندرجہ ذیل نظرثانی شدہ ترکیب کے مطابق تشکیل یافتہ ہیئت کی طرف

revised composition; namely.

1. Minister for Education Govt. of Pakistan.	Chairman
2. President Urdu Dictionary Board	Vice-Chairman
3. A representative of the Ministry of Education.	Member
4. A representative of the National Language Authority.	"
5. Director, Board for Promotion of Science in Urdu.	"
6. 3 Scholars to be nominated by the Govt.	"
7. Chief Editor, Urdu Dictionary Board.	"
8. Secretary, Urdu Dictionary Board.	Secretary

ii) Each member other than ex-officio shall hold office for a period of 3 years. In case any nominated person ceases to be a member of the governing body the office so falling vacant, will be filled in by another person for the un-expired period of the term of 3 years.

iii) Nominated members shall be eligible for re-appointment after expiry of their previous term.

7. The Board shall have an Executive Committee headed by the President of the Board. The Executive Committee will have the composition functions, and other terms as already it had in the absence of this revised Resolution. The Committee will, however, have a representative of the Ministry of Education as a member on it. The Secretary of the Board will act as Secretary of this Committee.

8. The existing officers and staff

سے طے کیے جائیں گے۔

۱۔ وزیر تعلیم حکومت پاکستان	صدر نشین،
۲۔ صدر اردو لغت بورڈ	نائب صدر نشین
۳۔ وزارت تعلیم کا ایک نمائندہ	رکن
۴۔ مقتدرہ قومی زبان کا ایک نمائندہ	رکن
۵۔ ڈائریکٹر بورڈ برائے "اردو میں فروغ سائنس"	رکن
۶۔ حکومت کی طرف سے نامزد کردہ ایک عالم (سکالر)	رکن
۷۔ مدیر اعلیٰ اردو لغت بورڈ	رکن
۸۔ معتمد (سیکرٹری) اردو لغت بورڈ	معتمد (سیکرٹری)

(ii) اراکین بربنائے عہدہ کے علاوہ ہر رکن عہدۂ رکنیت پر تین سال تک فائز رہے گا۔ اگر کوئی نامزد رکن ہیئت حاکمہ کا رکن نہ رہے اور یوں عہدۂ رکنیت خالی ہو جائے تو یہ خالی جگہ تین سال میں سے باقی ماندہ مدت کے لیے کسی دوسرے شخص کی نامزدگی سے پُر کی جائے گی۔

(iii) نامزد رکن کی رکنیت ختم ہو جائے تو وہ دوبارہ نامزدگی کا اہل ہوگا۔

۷۔ بورڈ کی ایک انتظامیہ کمیٹی ہوگی جس کا سربراہ بورڈ کا صدر ہوگا۔ انتظامیہ کمیٹی کی ترکیب، فرائض اور دیگر شرائط وہی ہوں گے جو اس نظر ثانی شدہ قرارداد کی عدم موجودگی میں ہوتے۔ کمیٹی میں وزارت تعلیم کا ایک نمائندہ بطور رکن کمیٹی شامل ہوگا۔ بورڈ کا معتمد (سیکرٹری) کمیٹی کے معتمد (سیکرٹری) کی حیثیت سے کام کرے گا۔

۸۔ بورڈ کی ملازمت میں موجودہ افسران اور اراکین

working in the service of the Board whether on regular, contractual or honorary capacity shall continue to hold their respective positions on terms and conditions of service and governed by the rules and regulations as they would have been in the absence of this revised Resolution.

9. The Board shall continue to work according to the Rules of Business already framed by it subject to appropriate modifications in respect of matters repugnant to what has been notified in this Resolution.

10. (i) The funds of the Board shall comprise grants-in-aid to be received it from the Government together with income of the Board through sale proceeds of the publications and any other money received by it in the form of donations etc. The funds will continue to be operated as they would have been in the absence of this revised Resolution and also maintained in a manner as prescribed by the government from time to time.

(ii) The funds will be audited by the Auditor General of Pakistan pending which the Board may get its accounts audited commercially.

11. Employees of the Board shall be deemed to be Public Servants within the provision of Section 21 of the Pakistan Penal Code (Act KDV of 1860).

12. This shall come into force at once.

(Abdul Hamid Sheikh)
Deputy Education Adviser

The Publisher,
Gazette of Pakistan,
Printing Corporation of Pakistan Press,
Karachi.

عملہ، خواہ باقاعدہ ہوں یا معاہدہ پر تعینات ہوں یا اعزازی طور پر کام کر رہے ہوں، اپنی متعلقہ صورت میں ان ہی شرائط ملازمت پر قائم رہیں گے اور ان ہی قواعد و ضوابط کے تحت ہوں گے جو نظر ثانی شدہ قرارداد ہذا کی عدم موجودگی میں ہوتے۔

۹۔ بورڈ پہلے سے وضع شدہ ضوابطِ کار کے مطابق کام کرتا رہے گا البتہ قرارداد ہذا میں اعلان شدہ معاملات سے اختلاف کی صورت میں مناسب ترامیم کے متقاضی ہوں گے۔

۱۰۔ (i) بورڈ کے مالی وسائل حکومت کی طرف سے وصول ہونے والے امدادی عطیات پر مشتمل ہونے کے علاوہ بورڈ کی مطبوعات کی فروخت سے وصول ہونے والی آمدنی اور دیگر عطیات کی شکل میں حاصل ہونے والی رقوم پر مشتمل ہوں گے۔
مالی وسائل اسی طرح استعمال ہوتے رہیں گے جس طرح کہ پہلے نظر ثانی شدہ قرارداد ہذا کی عدم موجودگی میں استعمال ہوتے اور اسی طریقے سے رکھے جاتے رہیں گے جیسے کہ حکومت وقتاً فوقتاً مقرر کرے گی۔

(ii) مالی وسائل کی جانچ پڑتال محاسب عام پاکستان (آڈیٹر جنرل پاکستان) کی طرف سے ہوگی اور جب تک ایسا نہ ہو، بورڈ اپنے حسابات کی پڑتال تجارتی طریقے سے کرائے گا۔

۱۱۔ بورڈ کے ملازمین تعزیرات پاکستان (ایکٹ ۴۵ ۱۸۶۰ء) کی دفعہ ۲۱ کی رُو سے سرکاری ملازم شمار ہوں گے۔

۱۲۔ یہ قرارداد فوری طور پر نفاذ پذیر ہوگی۔

(عبدالحمید شیخ)
نائب مشیر تعلیم

ناشر، جریدہ پاکستان
پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس، کراچی

۵ اگست کو پشاور کے ادیب جناب تاج سعید اور روزنامہ مشرق راولپنڈی کی نمائندہ محترمہ فریدہ حفیظ مقتدرہ قومی زبان کے دفتر تشریف لائیں۔

۴ ستمبر کو ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار مقتدرہ قومی زبان کے دفتر تشریف لائے انہوں نے مقتدرہ کے صدر نشین کے ساتھ پاکستان میں قومی زبان کے نفاذ پر تفصیلی گفتگو کی۔

۴ ستمبر کو بہاولپور یونیورسٹی کے شیخ الجامعہ جناب ڈاکٹر ذوالفقار ملک نے مقتدرہ قومی زبان کے دفتر کا دورہ کیا۔ وہ کچھ دیر صدر نشین کے ساتھ رہے اور باہمی دلچسپی کے امور پر تبادلۂ خیال کیا۔

۴ ستمبر کو پنجاب یونیورسٹی کے شعبۂ اسلامیات کے صدر جناب ڈاکٹر امان اللہ نے صدر نشین مقتدرہ قومی زبان کے ساتھ ایک تفصیلی ملاقات۔

۸ ستمبر کو صدر نشین مقتدرہ قومی زبان نے جناب مجید مفتی سیکرٹری اطلاعات سے ملاقات کی اور ریڈیو، ٹی وی پر قومی زبان کے فروغ کے سلسلے میں گفتگو ہوئی۔

۹ ستمبر کو ڈائریکٹر جنرل سی۔ ٹی۔ آئی مولانا محمد رفیق احمد خان صاحب نے مقتدرہ قومی زبان کے دفتر میں تشریف لائے اور اردو ٹائپ اور کمپیوٹر کے بارے میں گفتگو کی۔ اور اس بارے میں مفصل لائحہ عمل تیار کیا گیا۔

۱۸ ستمبر کو ذیلی مجلس رابطہ ادارہ جات قومی زبان کا ایک اجلاس ہوا۔ اجلاس کی صدارت پروفیسر پریشان خٹک نے کی۔ شرکاء میں جناب نورالحسن جعفری، جناب محمد اظفر، ڈاکٹر وحید قریشی شامل تھے۔ اجلاس میں دیگر اداروں کے ساتھ اشتراک و تعاون کا جائزہ لیا گیا اور بعض نئے منصوبے زیر غور آئے۔

۱۸ ستمبر ہی کو مقتدرہ قومی زبان کے ذیلی دفاتر کوئٹہ اور کراچی کے نگران ڈاکٹر انعام الحق کوثر اور محترمہ ادا جعفری نے مقتدرہ کے صدر نشین سے ملاقات کی اور ذیلی دفاتر کے مسائل پر گفتگو کی۔

۳۰ ستمبر مقتدرہ قومی زبان اخبار اردو کے قارئین کے لیے یہ خبر باعث مسرت ہوگی کہ اخبار اردو کے نائب مدیر اعزازی اختر راہی صاحب اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لیے یارک یونیورسٹی (انگلینڈ) میں تشریف لے جا رہے ہیں۔ ادارہ دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے تعلیمی مقاصد میں کامرانی عطا کرے۔

اخبار اردو کے نام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

Phone : 821016

CAPITAL DEVELOPMENT AUTHORITY
ISLAMABAD

حوالہ نمبر ۳۸(۳۵)/۸۵ء 36 77

تاریخ ۲۵ اگست ۱۹۸۵ء

Jan Nadir Khan,
Chairman

مکرمی تسلیم،

مورخہ ۱۳ اگست کا تحریر کردہ آپ کا گرامی نامہ موصول ہوا۔ خط کے مندرجات پڑھکر جہاں اطمینان ہوا کچھ حیرت بھی ہوئی۔ اطمینان اس امر پر کہ مقتدرہ قومی زبان نے اردو کے فروغ اور قومی تشخص کو اجاگر کرنے کا جو بیڑہ اٹھایا ہے لائق تحسین ہے۔ اور اس عمل میں ہر فرد کو فرض سمجھتے ہوئے اپنی اپنی بساط کے مطابق عملی طور پر حصہ لینا چاہیے۔ اس ضمن میں ادارہ ترقیات دارالحکومت کی جانب سے آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس کوشش میں آپ ادارہ کو دامے، درمے، سخنے شانہ بشانہ پائیں گے۔ حیرت کا جہاں تک تعلق ہے مجھے اس امر پر ہوئی کہ آپ کو ناموں اور عہدوں کی تختیوں کی تیاری سے متعلق فراہم کردہ اطلاعات درست نہیں دی گئی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ادارے کے پاس اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں ناموں اور عہدوں کی تختیاں بنانے کا مکمل اور معقول انتظام ہے اور جب بھی وفاقی حکومت کے کسی محکمہ یا افسر نے اس نوعیت کی درخواست کی ہے ادارے نے متعلقہ دفاتر اور افسران کو اردو میں تختیاں فراہم کی ہیں۔

والسلام

خیر اندیش

(جان نادر خان)

چیرمین

بخدمت گرامی
ڈاکٹر وحید قریشی صاحب،
صدر نشین،
مقتدرہ قومی زبان،
اسلام آباد۔

ڈاکٹر حسن اختر
شعبہ اردو
گورنمنٹ کالج
۱۷ر جولائی ۱۹۸۵ء

"جولائی کے شمارے میں جناب مشتاق احمد خان کا خط شائع ہوا ہے جس میں انہوں نے اکاؤنٹنٹ جنرل کے لیے صدر محاسب اور آڈیٹر کے لیے تنقیح ساز کی اصطلاحات کا ذکر کیا ہے اکاؤنٹنٹ کا مطلب حساب رکھنے والا ہے جبکہ محاسب کا مفہوم حساب لینے والا یا محاسبہ کرنے والا ہے چنانچہ اکاؤنٹنٹ جنرل کو ہم حساب دار اعلیٰ کہہ سکتے ہیں جبکہ آڈیٹر کا ترجمہ محاسب ہوگا۔ چونکہ انہوں نے اکاؤنٹنٹ کا ترجمہ محاسب کیا اس لیے آڈیٹر کا ترجمہ تنقیح ساز کرنا پڑا جو کسی طرح بھی آڈیٹر کا مناسب ترجمہ نہیں ہے۔

امید ہے مزاج گرامی بخیر ہوں گے۔ کارِ لائقہ سے یاد فرمائیں۔

والسلام

تعارف و تبصرہ

نبی کریمؐ کا ذکرِ مبارک بلوچستان میں

مؤلف : ڈاکٹر انعام الحق کوثر
ناشر : اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ لاہور
صفحات : ۴۳۲
قیمت : ۳۶ روپے

بلوچستان پاکستان کا وہ خطہ ہے، جہاں فتح سندھ سے بھی پہلے اسلام کے قدم پہنچ چکے تھے، اور یہاں دینی ادب پر بہت سا کام بھی ہو گیا تھا، مگر ہمارے مورخین کی نظر اس خطے پر بہت کم پڑی ہے۔ تحقیق و حوالہ کے کام تو ویسے بھی پتہ مارنے کے ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر انعام الحق کوثر صاحب ایسے کاموں میں اپنا نام پیدا کر چکے ہیں۔

انہوں نے اس خطے کے دینی تبرکات کو جمع کرنا شروع کیا ہے۔ اس سلسلے میں صوفیائے بلوچستان پر وہ اپنی کاوش پیش کر چکے ہیں۔ اب سیرتِ رسولؐ پر پہلی بار بلوچستان کا حصہ پیش کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے اس موضوع پر اولین کام کیا ہے، اخبارات، رسائل، جرائد، اداروں، ذرائع ابلاغ عامہ اور مطبوعات و مخطوطات سے انہیں جو کچھ ملا، اس کتاب میں سمو دیا ہے۔ انہوں نے بلوچستان میں اسلام کی آمد کے پس منظر میں براہوئی، بلوچی، پشتو، فارسی اور اردو میں سیرت پر کتب اور نعت گوئی کا جائزہ پیش کیا ہے۔ اس کے علاوہ بلوچستان میں نعتیہ مشاعرے، عید میلاد النبیؐ کی تقریبات، تعلیمی اور دینی اداروں میں میلاد کی تقریبات، اخبارات اور رسائل کے سیرت نمبر اور ریڈیو، ٹی وی کی پروگراموں تک میں سیرت کے نقوش کھنگالے ہیں۔

بلاشبہ انہوں نے تحقیق کا حق ادا کیا ہے۔ سیرتِ رسولؐ تو ہے ہی ایسا موضوع، اس پر جتنا لکھا جائے کم ہے اور جتنے پہلوؤں پر لکھا جائے کم ہے۔ مگر کسی پہلو پر اولین کوشش جو آنے والوں کے مشعلِ راہ بن جائے، ایسی مساعی کے نصیب میں ہوتی ہے، جس کا بیڑا جناب کوثر صاحب نے اٹھایا ہے۔ خدا کرے کہ ان کی بڑی ہی ان ماخذ اور منابع سے مزید تحریروں کے چشمے پھوٹیں اور بلوچستان میں سیرت نگاری کا باب پایۂ تکمیل کو پہنچے۔

(عطش درانی)

پاکستان سٹیٹ آئل ریویو (کراچی)

خصوصی سیرت نمبر بابت ربیع الاوّل ۱۴۰۵ھ
ناشر : شعبۂ امورِ عامہ پی ایس او، داؤد سنٹر کراچی
صفحات : ۲۸
قیمت : درج نہیں۔

پاکستان اسٹیٹ آئل ایک تجارتی کمپنی ہے مگر اس کے خبر نامے "پاکستان اسٹیٹ آئل ریویو" میں کمپنی کی تجارتی سرگرمیوں کے بارے میں اطلاعات کے ساتھ عام دلچسپی کے علمی اور اصلاحی مضامین بھی شائع ہوتے ہیں۔ یہ خبر نامہ ہر سال ولادت نبویؐ کی مناسبت سے سیرت پر منتخب مضامین پیش کرتا ہے۔ سال رواں میں چھپنے والا زیرِ نظر شمارہ جناب مصباح الدین شکیل کے طویل مقالے "سیرت احمد مجتبیٰ، ولادت تا غارِ حرا" پر مشتمل ہے۔ یوں تو اردو میں سیرت پر معلوماتی کتب کی کمی نہیں مگر زبان و بیان کی خوبصورتی اور ادبیت کے حوالے سے ہر دور میں نئی کتب کی گنجائش موجود رہے گی۔ جناب شکیل نے عقیدت میں ڈوبی ہوئی زبان میں یہ مقالہ لکھا ہے۔ اس کے ساتھ پیش کیے گئے نقشوں اور چارٹوں نے اس کی افادیت میں مزید اضافہ کر دیا ہے۔

(اختر راہی)

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ — اعلیٰ تعلیم میں اُردو کی حیثیت
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ — سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف — میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ — اُردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف — ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ — مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراکِ عمل

پمفلٹ نمبر ۵ — مقتدرہ قومی زبان اور اُردو ٹیلی پرنٹر
مصنف — محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ — وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اُردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ — اُردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ — سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ — مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف — عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ — آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف — پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ — وضع و استناد اصطلاحات
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ — قومی زبان کا نفاذ۔ چند دشواریاں
مصنف — بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ — تربیتی ورکشاپ برائے ادارہ ثقافت پاکستان
مصنف — ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، انعام الحق جاوید

پمفلٹ نمبر ۱۳ — بلوچستان میں نفاذ اُردو
مصنف — ڈاکٹر انعام الحق کوثر

پمفلٹ نمبر ۱۴ — قومی زبان اور علاقائی زبانوں کا رشتہ
مصنف — پروفیسر جیلانی کامران

پمفلٹ نمبر ۱۵ — قومی زبان کی پالیسی کے بارے میں چند خیالات
مصنف — مختار زمن، ترجمہ، سید فیضی

پمفلٹ نمبر ۱۶ — دفتری زبان اور نصاب تعلیم
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۷ — دفتری اُردو
مصنف — ڈاکٹر وحید قریشی

پمفلٹ نمبر ۱۸ — برطانیہ میں اردو کی تعلیم
مصنف — محمود ہاشمی

پمفلٹ نمبر ۱۹ — ایران میں وضع اصطلاحات کے اصول
مصنف — ڈاکٹر مہر نور محمد خان

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر الیف ۸/۱ - اسلام آباد

فون: ۸۵۳۳۸۲/۸۵۲۲۸۰/۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

ہماری مطبوعات

دارالترجمہ

امور دفتری

دفتری ترکیبات و محاورات اور فقرات کی لغت - مجیب الرحمٰن مفتی
قیمت -/۱۲۰ روپے، مجلد/۱۵۰ روپے (سستا ایڈیشن) ۶۷ روپے

دفتری مراسلت - مجیب الرحمٰن مفتی
قیمت -/۲۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے (سستا ایڈیشن /۸ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام -
قیمت -/۱۵ روپے، مجلد/۳۰ روپے

وفاقی و صوبائی محکموں اور اداروں کے نام
قیمت -/۱۵ روپے، مجلد/۳۰ روپے، پیپر بیک -/۴۵ روپے

اصطلاحات

مختصر اصطلاحات دفتری
قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن /۵ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

اصطلاحات حسابداری و محاسبی - مسعود احمد جیبر
قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن -/۵ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

سائنسی و تکنیکی اصطلاحات - وفاقی وزارت تعلیم
قیمت پیپر بیک -/۲۵ روپے، مجلد ۴۰ روپے

اصطلاحات موسمیات - سرفراز شاہد
قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے مجلد -/۳۰ روپے

اصطلاحات ریاضی
قیمت پیپر بیک -/۲۷ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات مساحت - سید عارف علی رضوی
قیمت مجلد -/۴۰ روپے، غیر مجلد -/۳۰ روپے

تعلیمی اصطلاحات
قیمت -/۳۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی
قیمت پیپر بیک -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے

ری پرنٹ

اصطلاحات عدلیہ و مالگزاری - ایچ ایچ ولسن
قیمت - (قسم اول) -/۳۵۰ روپے (قسم دوم) -/۲۵۰ روپے

مختصر قانونی اصطلاحات - مولوی فیروزالدین ڈسکوی
قیمت -/۱۲ روپے، مجلد -/۲۰ روپے

تراجم

بھارت میں قومی زبان کا نفاذ - مختار زمن ترجمہ پروفیسر انور بیگ اعوان
قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

جائزے (محدود اشاعت)

تعلیم ملازمت اور زبان - ملک گیر رائے عامہ پر مبنی ایک تجزیہ
ملازمتوں کے اشتہار اور پاکستان کی قومی زبان
راولپنڈی / اسلام آباد میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے ادارے
سائنسی علامات، مساوات، ترقیمات اور ہندسے

دارالتصنیف

امور دفتری

جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف
قیمت - پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۴ روپے

اصطلاحات سازی (کتابیات)

اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) - ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری
قیمت - پیپر بیک -/۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

فارسی اصطلاحات سازی (حصہ اول، دوم) - سید عارف نوشاہی، ڈاکٹر مہر نور محمد خان،
قیمت -/۳۶ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) - محمد طاہر منصوری
قیمت -/۵۴ روپے، مجلد -/۵۵ روپے

کتابیات

اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابواللیث صدیقی
قیمت -/۶۰ روپے

کتابیات قانون - عطش درانی
قیمت پیپر بیک -/۴۰ روپے مجلد ۷۵ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) - محمود الحسن
قیمت پیپر بیک -/۴۰ روپے، مجلد -/۵۶ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد دوم) - ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری
قیمت -/۴۲ روپے، مجلد ۵۸ روپے

کتابیات قواعد اردو - ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری
قیمت -/۳۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے

کتابیات اردو مطبوعات ۱۹۸۴ء خالد اقبال یاسر
قیمت -/۳۸ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

کشاف

کشاف اصطلاحات سیاسیات (حصہ اول) - محمد صدیق قریشی
قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

کشاف اصطلاحات کتب خانہ - محمود الحسن، زمرد محمود
قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

مسائل

لینگوئج پالیسی آف انڈیا - مختار زمن
قیمت پیپر بیک -/۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے - ڈاکٹر محمد ریاض، میاں بشیر احمد
عطش درانی، محمد طاہر منصوری،
قیمت -/۱۸ روپے، مجلد -/۳۸ روپے

انگریزی زبان اور ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار - ڈاکٹر جیلانی کامران
قیمت پیپر بیک -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۵ روپے

لسانیات

کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) - جابر علی سید
قیمت پیپر بیک -/۳۶ روپے، مجلد -/۵۴ روپے

جلد: ۲ — دسمبر ۱۹۸۹ء — شمارہ: ۱۱

- مغربی ممالک میں ترجمے کے قومی اور عالمی مراکز
- غلام ربانی آگرو سے ایک ملاقات
- کمیشن برائے خواندگی و عوامی تعلیم کا قیام (قرار دادِ تاسیس)
- بھارت کی مختلف یونیورسٹیوں میں اردو میں تحقیق کی صورت حال

ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مسئول

شریف کنجاہی
مدیر اعزازی

ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش
نائب مدیرہ اعزازی

مقتدرہ قومی زبان

اسلام آباد

معروضات

سفارشات اُردو ذریعہ تعلیم

۱۔ نظام الاوقات

(الف) انٹرمیڈیٹ

سائنس، آرٹس، تجارت ۱۹۸۳ء - ۱۹۸۴ء

(انگریزی کی آخری حد - ۱۹۸۴ء)

(ب) فنیاتی ڈپلوما - بی اے، بی کام ۱۹۸۳ء - ۱۹۸۴ء

بی ایڈ - ایل ایل بی

(انگریزی کی آخری حد - ۱۹۸۴ء)

(ج) بی اے - بی ایس سی - ایم بی بی ایس ۱۹۸۵ء - ۱۹۸۶ء

ایم کام - ایم ایڈ - بی بی اے ایل ایل ایم

(انگریزی کی آخری حد - ۱۹۸۶ء)

(د) ایم ایس سی / ایم بی اے ۱۹۸۷ء - ۱۹۸۶

(انگریزی کی آخری حد ۱۹۸۸ء)

۲۔ ہر ڈویژن میں ایک ایک ماڈل اردو کالج قائم کیا جائے۔

۳۔ تدریس اُردو کے لیے ورکشاپیں منعقد کی جائیں۔

۴۔ پی ایچ ڈی کے تحقیقی مقالات کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ مقالے کا اُردو خلاصہ پیش کرنا فوری طور پر لازمی قرار دیا جائے۔

۵۔ انگریزی ذریعہ تعلیم کے سکولوں کی حوصلہ شکنی کی جائے اور ذریعہ تعلیم کی سکیم مجریہ ۱۹۷۹ء پر سختی سے عمل کیا جائے۔

سفارشات امتحان مقابلہ

(۱) اردو کو بحیثیت لازمی زبان دیگر زبانوں کے ساتھ قائم رکھا جائے جس کے نمبر ۱۰۰ ہوں۔

(۲) اُردو بحیثیت ادب "۲۰۰ نمبر کا اختیاری اُردو پرچہ رکھا جائے۔

(۳) فنکشنل انگلش کی طرح کام چلاؤ اردو کا ایک لازمی پرچہ ۵۰ نمبر کا رکھا جائے۔

(۴) اردو کو فوری طور پر انگریزی کے ساتھ متبادل ذریعہ امتحانات کی حیثیت سے رائج کیا جائے۔

(۵) امتحانات مقابلہ کے تمام پرچے انگریزی اور اُردو دونوں زبانوں میں چھاپے جائیں۔

• یہ سفارشات مقتدرہ قومی زبان نے اپنے اجلاس منعقدہ ۱۵ ستمبر ۱۹۸۲ء اور ۲۷ ستمبر ۱۹۸۱ء میں منظور کیں۔

ت ـــــــ ایک روپیہ
سالانہ ـــــــ دس روپے

مغربی ممالک میں ترجمے کے قومی اور عالمی مراکز

عطش درانی

دوسری عالمی جنگ کے بعد اقوام عالم میں بیداری اور آزادی کی لہریں اٹھیں اور قومی حمیت اور ترقی خواہی کے رجحانات نے جنم لیا اور ان رجحانات کے زیرِ اثر وہ اپنی قومی زبانوں کو زیادہ سے زیادہ اہمیت دینے لگیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آج سائنسی اور علمی انکشافات انگریزی کے علاوہ دوسری زبانوں میں بھی جنم لینے لگے خصوصاً ۱۹۷۰ء کے بعد دنیا بھر میں انگریزی کا علمی مرتبہ ایک بڑی حد تک گرنے لگا۔ آج دنیا کے اہم تحقیقی مقالے، دستاویزات، تحقیقات اور کتابوں کا صرف پچاس فیصد حصہ انگریزی میں شائع ہوتا ہے اور باقی سرمایۂ علم دوسری زبانوں کا مرہونِ منت ہے۔ برٹش لائبریری لینڈنگ ڈویژن کے ڈائریکٹر بی جے برچ (B.J.BIRCH) نے تو یہاں تک کہا تھا کہ "انگریز اہلِ علم ابھی تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اگر وہ دیگر زبانوں کا حوالہ نہیں رکھتے یا نہیں جانتے تو ان کا علم کسی طور کم نہیں ہو سکتا۔" مگر ہمارے اہلِ علم بھی ابھی تک اس غلط فہمی میں مبتلا ہیں کہ اگر وہ انگریزی زبان نہیں جانتے تو علم تک ان کی رسائی ممکن ہی نہیں۔ علم دوسرے وسیلوں سے بھی آ رہا ہے چنانچہ فرانسیسی، جرمن، اطالوی، چینی، جاپانی وغیرہ میں ہر علم کے دریچے انگریزی پر کامل بھروسے کے بغیر بھی کھلے ہیں اور خود انگریزی زبان کے ماہرین کو (خصوصاً سائنسی علوم میں) اپنی زبان کی بے ثروتی کا احساس ہو گیا ہے وہ تراجم کے ذریعے اس کمی کو پورا کرنے میں لگ گئے ہیں۔ علوم کے بہ سرعت پھیلنے کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ جملہ اقوام عالم کو ترجمے کی ضرورت کا احساس اس زمانے میں بہت بڑھ گیا ہے۔ چنانچہ دنیا کی بڑی بڑی زبانوں میں دارالتراجم کا قیام ایک اہم ضرورت کے طور پر تسلیم کیا جانے لگا ہے بلکہ مغربی ممالک میں ایسے مراکز ترجمہ قائم ہونے لگے اور دنیا بھر میں ہونے والے علمی انکشافات و ایجادات کو اپنی اپنی زبانوں میں منتقل کیا جانے لگا ہے۔ خود انگریزی دانوں (برطانیہ اور امریکہ) میں بھی مراکز ترجمہ قائم ہوئے ہیں کہ دنیا بھر کے باقی پچاس فیصد علمی سرمائے کو انگریزی میں ترجمہ کر سکیں۔ ۱۹۷۹ء میں صرف برٹش لائبریری لینڈنگ ڈویژن کو تراجم کی ۱۸ ہزار فرمائشیں موصول ہوئیں جو زیادہ تر فرانسیسی، جرمن اور روسی زبانوں کے تراجم سے متعلق تھیں۔

برطانیہ میں ترجمے کا سب سے بڑا مرکز برٹش لائبریری لینڈنگ ڈویژن ہے۔ یہ مرکز فرمائش پر دنیا بھر سے سماجی، طبعی اور تکنیکی علوم پر تراجم مہیا کرتا ہے۔ اس کا اپنا ایک ماہوار بلیٹن (B.L.L.D) بھی شائع ہوتا ہے۔ اس میں برطانوی اداروں کے ان تراجم کے بارے میں رپورٹیں شائع کی جاتی ہیں جو دنیا بھر کی زبانوں سے کیے گئے اور ان

کی عکسی نقول بھی یہ ادارہ فراہم کر دیتا ہے بلٹین میں اندراجات
موضوع وار شائع ہوتے ہیں ادارے نے ایک کتاب بھی
شائع کی ہے جو ترجمے سے متعلق جریدوں کی فہرست پر مشتمل
ہے اس کا نام (Journalm inTranslation) ہے
اس میں ۹۸۲ ایسے جریدوں کی فہرست دی گئی ہے جو تراجم
شائع کرتے ہیں اس میں روسی، جاپانی اور ہسپانوی جریدے
بھی شامل ہیں۔

امریکہ میں قومی مرکز ترجمہ (نیشنل ٹرانسلیشنز سنٹر) شکاگو
میں ۱۹۵۳ء میں قائم ہوا جو فطری، طبعی اور سماجی علوم کے
علاوہ طب و انجینیئری کے موضوعات پر دنیا بھر کی مشرقی
اور مغربی زبانوں سے تراجم کرتا ہے اسی ادارے نے اب تک
ساڑھے تین لاکھ تراجم کیے ہیں یہ دیگر مراکز کے ساتھ بھی
تراجم کے تبادلے کرتا رہتا ہے۔ ابتداء میں یہ ادارہ جان
کریر لائبریری شکاگو میں سپیشل لائبریری ایسوسی ایشن
ٹرانسلیشن پول کی صورت میں کام کرتا رہا لیکن ۱۹۵۷ء میں
ٹرانسلیشن پول کو ٹرانسلیشن سنٹر (مرکز ترجمہ) کا نام دے دیا
گیا ۱۹۵۳ء میں اس ادارے کے پاس موجود تراجم کی ایک
فہرست (SLA list of Translations) بھی
شائع ہوئی تھی۔ ۱۹۵۴ء میں فہرست کا ایک ضمیمہ بھی شائع
ہونے لگا۔ اس دوران میں کئی اداروں، حکومتوں،
لائبریری اور یونیورسٹیوں نے اپنے اپنے تراجم اس
مرکز کے پاس جمع کرا دیے۔ مرکز کے ذخیرہ معلومات میں ہر ماہ
۱۸۰ تراجم اضافہ ہوتے رہتے ہیں چنانچہ ۱۹۵۵ء سے اس
نے (Translation Monthly) کے نام سے یہ
فہرست بھی شائع کرنی شروع کی۔

لائبریری آف کانگرس کے سائنسی مرکز ترجمہ نے روسی
زبانوں سے ترجمہ کرنا شروع کر دیا اور ان پر مشتمل ایک کیٹیلاگ
بھی شائع کی ۱۹۵۷ء میں اسے بھی مرکز ترجمہ میں ضم کر دیا گیا
اور ساتھ ہی جرمن زبان سے تراجم کا آغاز بھی کیا گیا۔ مرکز ترجمہ
نے ۱۹۶۷ء سے ایک ماہوار جریدہ (Translation
Register Index) بھی شائع کرنا شروع کیا اس میں پہلی
بار کمپیوٹر سے تیار کردہ اشاریہ بھی شامل کیا جاتا رہا۔ جب یہ
فہرست ڈیڑھ لاکھ کو پہنچ گئی تو ۱۹۶۹ء میں اسے ایک جامع
اشاریہ (Consolidated Index) کے نام
سے شائع کیا گیا۔

جب ۱۹۶۸ء میں مرکز ترجمہ، لائبریری ایسوسی ایشن
سے الگ ہو گیا اور اسے قومی مرکز ترجمہ (نیشنل ٹرانسلیشنز
سنٹر) کا نام دے دیا گیا تو بھی یہ انتظامی لحاظ سے جان کریر
لائبریری ہی کے تحت چلتا رہا۔ ۱۹۷۳ء تک اسے نیشنل
سائنس فاؤنڈیشن سے بھی مدد ملتی تھی۔ یہاں روسی، جرمنی،
جاپانی، فرانسیسی، اطالوی اور دیگر یورپی زبانوں سے
انگریزی میں ترجمہ کیا جاتا ہے اب اس میں چینی زبان کو بھی
شامل کر لیا گیا ہے۔ فرمائش کنندہ کو ترجمے کی نقل دس صفحات
بعوض ۱۵ ڈالر کے حساب سے مہیا کی جاتی ہے۔

اسی لیے اپنی سیاسی ضرورتوں کے لیے امریکی حکومت نے
۵۰۰ سے زائد مترجمین کا ایک الگ شعبہ (Joint
Publications Research Service) قائم کر رکھا
ہے۔ ۱۹۷۰ء میں یہ ادارہ مترجمین کو ۱۵ سے ۴۰ ڈالر
فی ہزار الفاظ تک معاوضہ ادا کرتا تھا۔ خلاصے کا معاوضہ
۴ سے ۱۲ ڈالر فی خلاصہ ہے۔ استناد اور اصطلاحات کا جائزہ
لینے والوں کو ۵ سے ۷½ ڈالر فی ہزار الفاظ اور جدولوں
و گرافوں پر نظر ثانی کے لیے ۴ سے ۶ ڈالر فی گھنٹہ ادا کیا
جاتا تھا۔ سٹیٹ ڈیپارٹمنٹ کے شعبۂ خدمات لسانی
(Language Service Division) کے پاس
۹۰ مترجمین ملازم ہیں جو صرف وائٹ ہاؤس کے لیے ترجمے
کی خدمات انجام دیتے ہیں اس کے علاوہ یو ایس ائیر فورس،
ایف بی آئی، سی آئی اے، شعبہ دفاع اور بہت سے دیگر
محکمے بھی ترجمے کا کام کراتے ہیں۔ ان سرکاری مترجمین کی

تنخواہیں امریکی سکیل نمبر ۷ سے سکیل نمبر ۱۳ تک یعنی ۱۴ ہزار ڈالر سے ۳۸ ہزار ڈالر سالانہ تک ہیں ان کے عہدوں کے نام باوقار اور پرکشش ہیں جیسے (Information Scientist) اور (Communication Specialist) وغیرہ ہیں۔

سرکاری مزدوروں سے ہٹ کر امریکہ میں سب سے بڑے ادارے کا نام (American Translation Association) ہے جو ۱۹۵۹ء میں قائم ہوا۔ مستقل ملازمین کے علاوہ اس کے ساتھ ۱۴۰۰ سے زائد مترجمین منسلک ہیں جو جز وقتی طور پر ترجمہ کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ امریکہ میں ایک نجی دارالترجمہ دالف پبلک ایلوری کمپنی کے نام سے قائم ہے جو معاوضے پر ترجمے کا کام انجام دیتا ہے اس میں سو سے زائد مترجمین اور مدیر باقاعدہ ملازم ہیں۔ ملازم مترجمین کل ترجمے کی فرمائشوں کا صرف ۱۵ فیصد حصہ انجام دیتے ہیں باقی ۸۵ فی صد کام پیشہ ور مترجمین سے معاوضے پر کرایا جاتا ہے۔ یہ ادارہ پچھلے بیس برس سے کام کر رہا ہے اس میں زیادہ تر طب، کیمیا، انجینئری، حیاتیات، ارضیات اور طبیعیات کے مضامین پر کام ہوتا ہے اور ساتھ ساتھ عسکریات پر بھی تراجم کی خدمات انجام دیتا ہے سب سے زیادہ ترجمہ جاپانی زبانوں سے کیا جاتا ہے جو کل ترجمے کا پانچواں حصہ ہے اس کے بعد جرمن، روسی اور فرانسیسی سے تراجم کی فرمائشیں بھی آتی رہتی ہیں ادارہ مقالات اور کتابوں کے مکمل ترجمے فراہم کر دیتا ہے۔ اس طرح امریکہ میں امریکی سوسائٹی فار میٹلز کی خدمات ۱۹۷۵ء سے جاری ہیں۔ یہ دنیا بھر سے دھات کاری کے موضوع پر کتابوں/مقالوں/دستاویزات کا انگریزی میں ترجمہ کرتی ہے اس میں اب تک ۲۰ ہزار سے زائد تراجم ہو چکے ہیں۔ ۵ صفحات کے ترجمے پر اوسطاً ان کا ۲۰ ڈالر خرچ اٹھتا ہے۔ امریکی یونیورسٹیوں میں کولمبیا یونیورسٹی کی ٹیوٹرنگ اینڈ ٹرانسلیٹنگ ایجنسی نیویارک میں ترجمے کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ ۱۹۷۸ء میں اس لیے قائم ہوا کہ طلبا اس کے ذریعے آمدنی کا ایک وسیلہ حاصل کر لیں اس میں طلبا ہی مترجمین کی خدمات انجام دیتے ہیں۔ عموماً افریقی، عربی، آرمینائی، بنگالی، چینی، لاطینی، مرہٹی، ملائی، نارویجی، ولندیزی، پرتگالی، فارسی، فرانسیسی، جرمن، یونانی، گجراتی، ہوائی، عبرانی، ہندی، ہنگروی، انڈونیشی، اطالوی، جاپانی، کورین، پنجابی، پشتو، رومانوی، روسی، ہسپانوی، سواحلی، سویڈش، لقائی، ترکی، اردو، ویت نامی اور یوگوسلاوی کے علاوہ اور بہت سی عالمی زبانوں سے بھی ترجمہ ہوتا ہے۔ اس مرکز کی سب سے بڑی خوبی اس کی رفتار کار ہے۔ یہ تین ہزار الفاظ کا ترجمہ ۴۸ گھنٹے میں انجام دے سکتا ہے۔

امریکہ کے علاوہ فرانس، جرمنی اور روس میں بھی ترجمے کے ایسے مراکز قائم ہیں اور امریکہ و برطانیہ کے مراکز سمیت ایک عالمی مرکز ترجمہ کے ساتھ منسلک ہیں۔

عالمی مرکز ترجمہ نیدرلینڈ میں واقع ہے۔ انٹرنیشنل ٹرانسلیشن سنٹر (بین الاقوامی دارالترجمہ) کے نام سے یہ ادارہ ڈیلفٹ (Delft) میں قائم ہے اس کی طرف سے (انگریزی میں) تراجم کا ایک ماہانہ اشاریہ (World TransIndex) کے نام سے شائع ہوتا ہے۔ اشاریے میں تمام عالمی مراکز کی فہرستیں بھی شائع کی جاتی ہیں۔ یہ معلومات کمپیوٹر کے ذریعے سے مرتب ہوتی ہیں یہ عالمی ادارہ فرمائشوں پر ترجمہ کی خدمات انجام دیتا ہے اس کے ڈائریکٹر ڈی فان برٹ لیک کا کہنا ہے کہ بعض اوقات انہیں ترجمے کی فرمائشیں پوری کرنے میں بڑی دقت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور عالمی سطح پر وہ فرمائشوں کا صرف ۲۵ فی صد حصہ پورا کر سکتے ہیں ایک جائزے کے مطابق ایک بار تو ۱۷۶۴ فرمائشوں میں سے صرف ۱۴۳ ہی پوری کی جا سکی تھیں۔ فرمائشوں کو پورا کرنے میں انہیں عموماً ڈیڑھ سے دو سال کا عرصہ لگ جاتا ہے اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ فرمائش کنندگان کسی ثانوی حوالے سے پڑھ کر معلوم

مقالے یا دستاویز کے ترجمے کی فرمائش کر دیتے ہیں اصل دستاویز کو تلاش کرنا مرکز ترجمہ کا کام رہ جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ ۷۵ فیصد فرمائشیں پوری نہیں ہو پاتیں اس کا ایک متبادل حل یہ کیا گیا ہے کہ منتخب مقالات / دستاویزات کے تراجم مرکز ترجمہ ازخود بھی اپنے جریدہ میں شائع کرتے رہیں۔

عصر حاضر میں پوری پوری دستاویزات کے ترجمے ممکن نہیں کیونکہ ترجمہ طلب مقالات کی تعداد لاکھوں سے متجاوز ہو چکی ہے اس لیے خلاصوں کا رجحان ترقی پا رہا ہے۔ یہ خلاصے بھی تعداد میں اتنے ہو جاتے ہیں کہ ان پر کتابیاتی کنٹرول ممکن نہیں رہتا۔ اس لیے خلاصہ کاری کے لیے الگ الگ ادارے آہستہ آہستہ مقبول ہو رہے ہیں اس دائرہ خاص کو امریکی ریاضی سوسائٹی انجام دے رہی ہے۔ سوسائٹی کا جریدہ (Mathematical Reviews) ہے اس میں ریاضی سے متعلق تمام زبانوں سے کیے گئے تراجم کا انگریزی میں خلاصہ / تبصرہ شائع ہوتا ہے۔

اپنی بات — مقتدرہ کی سرگرمیاں

——— نفیس اعظم

۲۹ ستمبر کو جامعہ کراچی کے شیخ الجامعہ ڈاکٹر جمیل جالبی اور اکادمی ادبیات کے ڈائریکٹر جنرل جناب غلام ربانی آگرو مقتدرہ میں تشریف لائے اور صدر نشین کے ساتھ تبادلۂ خیال کیا۔

۲ اکتوبر کو آغا فاؤنڈیشن کے ڈائریکٹر جنرل اقبال ایم شفیع اور بریگیڈیئر (ریٹائرڈ) گلزار احمد صاحب نے مقتدرہ کا دورہ کیا۔ انہیں مقتدرہ کی کارکردگی سے آگاہ کیا گیا۔

۳ اکتوبر کو علامہ اقبال فاصلاتی جامعہ کی استاد محترمہ ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش نے بحیثیت اعزازی نائب مدیرہ "اخبار اردو" کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔

۶ اکتوبر کو مقتدرہ کے دفتر میں ۳ فروری ۸۶ کو "اصول وضع اصطلاحات" کے عنوان سے ہونے والے سیمینار کی راہنما کمیٹی کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں شان الحق حقی، ڈاکٹر انور سدید، پروفیسر قادر، ڈاکٹر ایم سلطانہ بخش اور اعجاز راہی نے شرکت کی۔

۶ اکتوبر کو قائد اعظم یونیورسٹی کے تاریخ کے سابق صدر جناب ڈاکٹر یوسف عباسی مقتدرہ تشریف لائے۔ انہوں نے صدر نشین سے مقتدرہ قومی زبان میں سماجی علوم کتابوں کے تراجم کے بارے میں مقتدرہ قومی زبان کو کئی مفید مشورے دیے۔

۸ اکتوبر کو ڈاکٹر رضی الدین صدیقی مقتدرہ تشریف لائے۔ وہ کچھ دیر صدر نشین کے ساتھ رہے۔

جناب سید نور محمد قادری مقتدرہ کے دفتر تشریف لائے۔ انہوں نے صدر نشین سے ملاقات کی۔

۲۰ اکتوبر سائنسی علامات و دیگر امور کی کمیٹی کا اجلاس زیر صدارت ڈاکٹر رضی الدین صدیقی ہوا، بریگیڈیئر ریٹائرڈ گلزار احمد، پروفیسر پریشان خٹک، ڈاکٹر نذیر رومانی، اور ڈاکٹر این اے بلوچ نے شرکت کی اور سفارشات کو آخری شکل دی۔

۲۲ اکتوبر مقتدرہ قومی زبان کے زیر اہتمام جون ۱۹۸۵ء میں منعقدہ املا و رموز اوقاف کے سہ روزہ سیمینار کے فیصلے کے مطابق تشکیل شدہ کمیٹی کا سہ روزہ اجلاس ۲۲ تا ۲۴ اکتوبر ۱۹۸۵ء راولپنڈی کے ایک مقامی ہوٹل میں منعقد ہوا۔ جس میں سیمینار کے فیصلوں کے مطابق سفارشات منظور کی گئیں۔

۲۲ ستمبر کو "اردو زبان میں ترجمے کے مسائل پر مجوزہ سہ روزہ سیمینار کے انعقاد کے لیے رہنما کمیٹی کا اجلاس منعقد ہوا۔ یہ سیمینار یکم سے ۳ ستمبر ۸۵ء تک منعقد ہونا قرار پایا۔

دار الترجمہ کی اسناد کمیٹی کے ۱۴ اجلاس اور حتمی نظر ثانی کے ۱۶ اجلاس ستمبر اور اکتوبر میں منعقد ہوئے۔

اکادمی ادبیات کے ناظم اعلیٰ جناب غلام ربانی آگرو سے ایک ملاقات

صوبہ سندھ کے وسط میں جہاں دریائے سندھ اپنے تمام تر وقار کے ساتھ خاموشی سے سینکڑوں برس کی انسانی تاریخ کو اپنے سینے میں سموئے بہہ رہا ہے۔ اسی دریا کے مغربی کنارے پر سندھ کا قدیم ترین شہر موہنجو ڈارو سر اٹھائے کھڑا ہے۔ اس کے سامنے دریا کے مشرقی کنارے پر ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو مختصر سی آبادی پر مشتمل ہے، اس گاؤں کا نام "آگرا" ہے۔ اس مختصر مگر مردم خیز زمین پر ایک خاندان صدیوں سے اپنا نام قائم کیے ہوئے ہے۔ یہ لوگ درس و تدریس سے وابستہ ہیں۔ ان ہی افراد سے متعلق پاکستان کی ایک نامور شخصیت جناب غلام ربانی آگرو اس وقت اسلام آباد میں قومی اہمیت کے حامل ایک ادبی ادارے اکادمی ادبیات میں بحیثیت ناظم اعلیٰ کام کر رہے ہیں۔ آگرو صاحب سے یوں تو ایک طویل نشست ہوئی لیکن ان کی اہم باتیں ہم نذر قارئین کر رہے ہیں۔

س۔ آگرو صاحب ہم نے سنا ہے کہ آپ کے خاندان کے افراد دنیاوی علوم کے ساتھ ساتھ دینی علوم پر بھی دسترس رکھتے تھے۔ اس کے بارے میں ہمیں کچھ بتایے؟

ج۔ جی۔ ہمارا خاندان صدیوں سے دینی درس و تدریس سے وابستہ رہا ہے اور میری پرورش میں مذہبی تعلیم کا بہت بڑا حصہ ہے۔ اس ضمن میں ایک چھوٹا سا واقعہ عرض کروں گا جس سے آپ کو اندازہ ہو جائے گا کہ ہمارے خاندان میں مذہب کی جڑیں کس قدر مضبوط ہیں۔ میرے دادا (مرحوم) نے گیارہ حج کیے جن میں سے سات حج انہوں نے پیدل کیے تھے۔ اس زمانے میں سندھ سے حجاز تک کا ایک طرف کا پیدل سفر پورا ایک سال لیتا تھا۔ زندگی کے چودہ برس انہوں نے اپنے آبائی گاؤں سے حرمین تک آنے جانے گزار دیے۔ بعد میں سمندری راستے سے سفر شروع کیا بقیہ چار حج انہوں نے اسٹیمر کے ذریعے کیے۔ طب ان کا تھا اور اپنے علاقے کے مانے ہوئے طبیب تھے۔ چاروں اط سے لوگ گھوڑوں، اونٹوں اور خچروں پر سوار ہو علاج کے لیے ان کے پاس آتے تھے۔ جب مریض دیکھ کر آتے تو چاندی کے روپوں سے بھری ہوئی پوٹلی گھر لا۔ لیکن مذہبی تعلیم کے زیر اثر خیرات کر دیتے تھے، بعض اوقا نہ صرف سارے روپے غریبوں میں تقسیم کر دیتے، بلکہ کبھی

اپنی قمیص بھی اتار کر کسی غریب کو دے ڈالتے اور خود صرف چادر پہنے ہوئے خالی ہاتھ گھر آجاتے۔

س۔ یہ فرمائیے کہ ادب کی جانب آپ کیونکر مائل ہوئے۔؟

ج۔ جب سے میں نے ہوش سنبھالا کچھ شعور آیا تو گھر میں مجھے ہر طرف ایک ہی چیز نظر آئی اور وہ تھی کتابیں فارسی، اردو اور سندھی کی کتابیں۔ عربی کے بھی کچھ قلمی نسخے تھے۔ کتابوں میں مستقل اضافہ ہوتا دیکھ کر میری والدہ اکثر کہا کرتی تھیں کہ ہمارے گھر میں صرف ایک ہی چیز میں برکت ہے اور وہ ہیں کتابیں۔ میرے چچا اردو اور فارسی کی کتابیں لاتے اور میرے والد سندھی کی۔ میں اس وقت ابتدائی جماعت میں پڑھتا تھا اسکول سے گھر آتا تو کوئی نہ کوئی کتاب یا ناول لے کر کسی کمرے میں بیٹھ جاتا اور پڑھتا رہتا اس طرح مجھے افسانوی ادب پڑھنے کا شوق ہوگیا۔

س۔ افسانوی ادب کی یہ کتابیں عموماً کس زبان میں ہوتی تھیں؟

ج۔ یہ ساری کتابیں سندھی زبان میں ہوتی تھیں۔ شکارپور کے پوکرداس ہری سنگھ کی چھاپی ہوئیں۔ سندھ میں اردو شہروں تک محدود تھی۔ میرے چچا اردو رسالے اور اخبار لاہور سے منگواتے تھے۔ انگریز یہاں آیا تو فارسی رائج تھی۔ عدالت کی، شرفا کی ادب کی۔ انگریز نے فارسی کو ہٹانا چاہا عجیب بات یہ ہے کہ سندھ میں اس نے سندھی زبان کو رواج دیا۔ عدالتوں میں دفتر میں سندھی ادب کی ترقی کے لیے کمیٹیاں مقرر کیں۔ چھاپہ خانہ سندھی میں شروع کیا اور ٹائپ بھی۔ شاہ عبداللطیف کے رسالے کا پہلا ایڈیشن ایک یورپی عالم نے جرمنی سے چھپوایا لیکن پنجاب، سرحد اور بلوچستان میں انگریز نے اردو کو متعارف کرایا۔ میرے والد اور چچا فارسی اور اردو سے رغبت رکھتے تھے۔ " اردو کے رسائل اور کتابیں منگواتے تھے۔ دلی سے "پیشوا" اور "مولوی"، منڈی بہاؤ الدین سے " صوفی " اور لاہور سے "پیسہ اخبار" میں نے اپنے اسکول میں ابتدائی سندھی تعلیم

کے زمانے میں ان رسالوں کتابوں کو پڑھنا بھی شروع
کیا حروف تہجی دونوں کے ایک ہی طرح کے ہیں۔ اس وج
سے مشکل پیش نہیں آئی اور اس طرح میں نے خود ہی بغیر کسی اُ
کے اردو پڑھنا لکھنا سیکھا۔

۴۷ء میں جب پاکستان بنا تو ہمارے ہاں جو ہندو لوگ
تدریس کا کام کرتے تھے وہ یہاں سے چلے گئے اور ہندو
سے آنے والے مسلمان گھرانوں نے یہاں آکر تدریس شرو
کی وہ لوگ اردو بولتے تھے اس وجہ سے ان سے بات چیت
اردو ہی میں ہوتی تھی اس طرح اردو کو فروغ حاصل
ہرچند کہ اکثر جگہ ذریعۂ تعلیم سندھی تھا لیکن بعض اساتذہ
سندھی نہیں جانتے تھے چنانچہ عام بات چیت میں اردو
کا استعمال ہوتا تھا۔ جب میں نے لکھنا شروع کیا تو اپنے افسانو
کے مجموعے کا انتساب اپنے ایک محترم استاد کے نام کیا جو ہندو
سے ہجرت کرکے آئے تھے اور نوشہرو فیروز کے ہائی سکول
میں میرے استاد تھے۔

س۔ آپ نے افسانوں کا ذکر کیا آپ کے افسانے عموماً کس موض
پر ہوتے ہیں؟

ج۔ میرے افسانوں کو آپ دو حصوں میں تقسیم کرسکتی ہیں۔
سماجی انصاف اور دوسرے حصے میں جو افسانے شامل ہیں ا
کا موضوع محبت ہے۔ چونکہ میں دیہات کا آدمی تھا اور و
پر زندگی دو حصوں میں بٹی ہوئی تھی۔ ایک جاگیردار طبقہ
تھا اور دوسرا کسان۔ چنانچہ میرے افسانوں میں مساد
اور دیہاتی زندگی کے مسائل بھی ہیں۔ ۷۵ء تک میرا یہی موضو
رہا پھر "آبِ حیات" کے نام سے افسانوں کا مجموعہ شائع ہوا
اس کے بعد رسالہ " نئی زندگی " میں معاون ہوگیا اور اس
طرح صحافت سے بھی دلچسپی ہوئی۔ سندھی ادبی بورڈ میں
گیا تو وہاں پر انتظامی نوعیت کا کام تھا۔ بورڈ میں رہنے
وجہ سے سندھ کی تہذیب، تاریخ اور لوک ورثے سے آگاہ

ہوئی اور میں نے خاص طور سے ان چیزوں کو پڑھا ۔ رفتہ رفتہ تاریخ کی تحقیق کی طرف رجحان ہو گیا گویا یوں سمجھیے کہ ہندو و مسلم تہذیب سے دلچسپی پیدا ہوئی ۔ اب گزشتہ دس برس سے میرے مطالعے کا خاص موضوع سیرت النبیؐ ہے ۔

س ۔ کیا سندھی ادبی بورڈ سندھی زبان ہی کی کتب شائع کرتا رہا ہے ؟

ج ۔ جی نہیں ۔ سندھی کے علاوہ عربی ، اردو ، فارسی ، سرائیکی اور انگریزی کی کتابیں بھی شائع کی ہیں ۔ اور میرے خیال میں پاکستان میں صرف ترقی اردو بورڈ لاہور وہ واحد ادارہ ہے جس کی کتابوں کی تعداد سندھی ادبی بورڈ کی کتابوں سے زیادہ ہے ورنہ کوئی ادارہ ایسا نہیں جہاں اتنی کتابیں شائع ہوئی ہوں ۔ صرف سندھی لوک ادب کے موضوع پر بورڈ نے چالیس ضخیم جلدیں شائع کی ہیں ۔

س ۔ اس کا کوئی ترجمہ کسی زبان میں شائع ہوا ہے ؟

ج ۔ میں نے ذاتی طور پر کوشش کی ہے کہ منتخب سندھی لوک کہانیوں کا ترجمہ اردو اور انگریزی میں چھپے ۔ ان دو زبانوں میں دس کہانیاں ترجمہ کروائی ہیں اور ان کے مسودے طباعت کے لیے تقریباً تیار ہیں ۔

س ۔ اکادمی کے قیام کے مقاصد میں اشاعت گھر کی تعمیر ، تحقیق وغیرہ شامل ہیں اس کے بارے میں کچھ بتائیے ؟

ج ۔ ہمارے منشور کے مطابق اکادمی ادبیات کو جو کچھ کرنا چاہیے وہ ابھی کرنا باقی ہے جس کی کچھ وجوہات ہیں ۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہمارے دفتر کی کوئی واضح شکل نہیں بنی ضرورت کے لحاظ سے عمارت کا ہونا لازمی ہے ۔ اس ادارے کو حال ہی میں دو ایکڑ زمین مل گئی ہے جہاں پر ہمارا دفتر تعمیر ہو گا اور جو چیزیں ہمارے مقاصد میں شامل ہیں وہ سب انشاء اللہ پوری ہوں گی وسائل ہمارے پاس ہوں گے ۔ بیٹھنے کی جگہ ہو گی تحقیق کے لیے ریفرنس لائبریری ہوگی اور دوسری سہولیات بھی ہوں گی ۔

س ۔ آپ کے ہاں دفتری کام کس حد تک اردو میں ہوتا ہے ؟

ج ۔ حکومت سے ہماری خط و کتابت زیادہ تر انگریزی میں ہوتی ہے ۔ وزارت سے جو خطوط آتے ہیں وہ بھی انگریزی ہی میں ہوتے ہیں ۔ اہل قلم اور اہل علم افراد جو ہم سے خط و کتابت کرتے ہیں وہ اردو میں ہوتی ہے اس کے علاوہ دوسرے کاروباری ادارے کچھ اردو اور کچھ انگریزی میں خط و کتابت کرتے ہیں ۔ دفتر کے اندر کام اردو ہی میں ہوتا ہے مگر اس کا کچھ حصہ مثلاً انتظامیہ کا کام اردو اور انگریزی دونوں میں اکاؤنٹس کا کام صرف انگریزی میں ہوتا ہے جبکہ تحقیقی کام اردو ہی میں ہو رہا ہے ۔

س ۔ ادب کے فروغ میں ذرائع ابلاغ کے کردار کے لیے آپ نے کوئی منصوبہ بنایا ہے ؟

ج ۔ اس باب میں ہم نے کچھ سوچا بھی ہے اور کچھ کیا بھی ہے ایسے لکھنے والے جو صحت مند ادب تخلیق کرتے ہیں ان کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے تاکہ ادب کو تقویت پہنچے اور ذرائع ابلاغ اس میں بڑا کردار ادا کر سکتے ہیں ۔ ریڈیو ٹیلی ویژن پر ایسے ادیبوں کی حوصلہ افزائی کے لیے ہم ایک پروگرام مرتب کر رہے ہیں کہ یہ کام کس ڈھب سے سرانجام پائے ۔

س ۔ کیا کسی مقصد کو سامنے رکھ کر اچھا ادب پیدا کیا جا سکتا ہے ؟

ج ۔ ذاتی طور پر تو میں اس بات کا قائل ہوں ۔ کیوں کہ میری نظر میں ادب محض کاغذ کا پھول نہیں بلکہ وہ تو ایسا پھول ہے جس میں رنگ بھی ہے خوشبو بھی ہے اور تازگی بھی ۔

س ۔ قومی زبان کے فروغ میں اکادمی ادبیات کیا کام کر رہی ہے ؟

ج ۔ ہمارے مقاصد میں یہ بات واضح ہے کہ اکادمی جو بھی تحریری کام کرے گی وہ قومی زبان میں ہو گا اور ساتھ ہی علاقائی زبانوں کی بھی حوصلہ افزائی کرنا ہو گی ۔ ہمارے

مقاصد میں ایک اہم مقصد ایسے دارالترجمہ کا ہے جس کے تحت قومی زبان میں لکھے گئے ادب کے تراجم علاقائی زبانوں میں ہوں اور علاقائی زبانوں کے ادب کے تراجم قومی زبان میں ہوں گے اس طرح مختلف علاقوں کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آئیں گے اور اس سے قومی زبان کو تقویت پہنچے گی۔

۔ کیا اکادمی ادبیات نے علاقائی ادب پر تراجم شائع کیے ہیں ؟

۔ جی ہاں - اکادمی نے پشتو کی ایک کتاب کا ترجمہ شائع کیا ہے۔ منتخب پنجابی نظموں کا اردو میں ترجمہ شائع کیا، سندھی زبان کے ممتاز ادیب مرزا قلیچ بیگ کے ایک ناول "زینب" کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے۔ ایک منصوبہ چاروں صوبوں کے کلاسیکی ادب کے بارے میں بھی ہے۔ صوبے کی ہر زبان کے ایک ایک نمائندہ شاعر کی کلیات کا ترجمہ اردو نثر میں کیا جائے گا۔ پھر اردو کے وسیلے سے پاکستان کی دوسری زبانوں میں بھی یہ ترجمہ ہو گا۔ اس طرح ایک طرف تو قومی زبان کو فروغ ملے گا اور دوسرے صوبائی زبانوں کے ادب سے لوگ آشنا ہوں گے۔ ان اہم شعرا میں پشتو سے خوشحال خان خٹک، پنجابی سے بابا فرید، بلوچی سے جام درک اور سندھی سے شاہ عبداللطیف شامل ہیں۔

۔ قومی اردو کانفرنس میں اکادمی کا کیا کردار ہو گا ؟

۔ اس کانفرنس کا انتظام لسانی حوالے سے مقتدرہ قومی زبان اور ادبی حوالے سے اکادمی ادبیات باہمی اشتراک اور ایک دوسرے کے تعاون سے کرے گی اور انشاء اللہ قومی زبان کی ترویج میں یہ اقدام سنگِ میل ثابت ہو گا۔

۔ صوبۂ سندھ میں اردو کے فروغ میں کس طبقے نے نمایاں کردار ادا کیا ہے ؟

۔ متوسط طبقے نے — اس کا ایک تاریخی پس منظر ہے۔ تقسیم برصغیر سے قبل اردو اور ہندی کا تنازعہ چلا اور اس کا اثر صرف یو۔ پی۔ دلی اور لاہور تک محدود نہیں رہا بلکہ پورے برصغیر کے طول و عرض میں یہ بات پھیل گئی ہندوؤں نے ہر جگہ ہندی کی طرفداری کی جبکہ مسلمانوں نے اردو کی طرف داری کی۔ سندھ میں بھی یہ تحریک چلی اور اردو کو مسلمانوں کی زبان قرار دیا گیا۔ جو لوگ اردو نہیں جانتے تھے وہ اسے سیکھنے کے لیے آگے بڑھے اور جنہیں تھوڑی بہت اردو آتی تھی وہ بڑھ چڑھ کر اردو بولنے اور لکھنے لگے۔ میرے چھوٹے سے دور دراز گاؤں میں جہاں متمدن زندگی کی کوئی سہولت نہ تھی وہاں تک اس تنازعہ کا اثر پھیلا۔ میں اس وقت بچہ تھا مگر میں نے دیکھا وہ لوگ جو سات پشتوں سے سندھی بولتے چلے آ رہے تھے آپس میں اردو بولنے لگے یہاں میں اس جذبے کا ذکر کر رہا ہوں جو اس وقت مسلمانوں میں تھا۔ کراچی اس وقت سندھ کا دارالحکومت تھا۔ ۱۹۳۶ء میں اسی شہر میں یوم اردو منایا گیا اور علامہ آئی۔ آئی قاضی نے اس کی صدارت کی۔ علامہ صاحب نے اس موقع پر جو صدارتی خطبہ دیا وہ ایک تاریخی دستاویز ہے۔

> "قوم کی بھرپور اور ہمہ جہت ترقی کے لیے قومی زبان کی ترویج اور ترقی پر جس قدر بھی زور دیا جائے کم ہے۔ زبان کو جامعیت سے ہم کنار کرنا بے حد ضروری ہے تاکہ آج کی ہمہ وقت ترقی کرتی ہوئی دنیا کے علوم اس میں پورے بے ساختہ پن کے ساتھ سما سکیں اور دیگر زبانوں کے قیمتی خیالات و تجربات کو پوری بے تکلفی سے اس میں سمویا جا سکے۔ دنیا کے ہر علم کے لیے اس زبان کا دامن کشادہ ہو۔
>
> جناب یٰسین وٹو وفاقی وزیر تعلیم کا
>
> املا و رموزِ اوقاف سیمینار سے خطاب

ترجمہ: عبدالمالک عرفانی

کمیشن برائے خواندگی و عوامی تعلیم کا قیام

(قرارداد تاسیس)

REGISTERED NO.S.1033

THE GAZETTE OF PAKISTAN

KARACHI, TUESDAY, FEB 17, 1981.

رجسٹرڈ نمبر ایس - ۱۰۳۳

جریدہ پاکستان

کراچی، منگل، ۱۷ فروری ۱۹۸۱ء

PART III

Other Notifications and Orders, etc, Issued by the Government of Pakistan

GOVERNMENT OF PAKISTAN

MINISTRY OF EDUCATION

RESOLUTION

Subject: Establishment of a Literacy and Mass Education Commission.

WHEREAS Islam assigns great importance to the acquisition of knowledge and makes its pursuit incumbent upon every Muslim;

AND WHEREAS the literacy ratio in Pakistan is so low as to preclude the possibility of benefits from learning accruing to the people of Pakistan;

AND WHEREAS in the programme

جزو سوم

دیگر اعلانات و احکام مجریہ حکومت پاکستان

حکومت پاکستان

وزارت تعلیم

قرارداد

کمیشن برائے خواندگی و عوامی تعلیم کا قیام

ہرگاہ کہ اسلام علم کے حصول کو انتہائی اہمیت بخشتا ہے اور ہر مسلمان پر طلب علم لازمی قرار دیتا ہے۔

اور ہرگاہ کہ پاکستان میں خواندگی کا تناسب اس قدر کم ہے کہ پاکستان کے عوام کو تعلیم سے حاصل ہونے والے فوائد خارج از امکان ہیں۔

اور ہرگاہ کہ پندرھویں صدی ہجری کے آغاز کی تقریب

designed to commemorate the advent of the fifteenth Hijra Century the launching of a literacy drive is listed as an item of high priority on the agenda of nation endeavour;

کے دستور العمل میں خواندگی کی مہم قومی جد و جہد کے تسلسل کار میں انتہائی اولیت کی حامل ہے۔

AND WHEREAS the establishment of a Literacy and Mass-Education Commission with sufficient powers is expedient for the purpose of promoting literacy in Pakistan;

اور ہرگاہ کہ پاکستان میں خواندگی کے فروغ کے مقصد کے لیے کافی اختیارات کے ساتھ کمیشن برائے خواندگی وعوامی تعلیم کا قیام ضروری ہے۔

NOW THEREFORE, in pursuance of the decision of the Cabinet vide Case No. 341/22/80, it is resolved to establish a Literacy and Mass Education Commission with headquarters at Islamabad.

لہذا کابینہ کے فیصلے بحوالہ معاملہ نمبر ۳۴۱/۲۲/۸۰ کے تتبع میں قرار دیا جاتا ہے کہ ایک کمیشن برائے خواندگی وعوامی تعلیم کا قیام عمل میں لایا جائے گا جس کا صدر دفتر اسلام آباد میں ہو گا۔

1. Definition: In this Resolution, unless there is anything repugnant in the subject or context:-

(a) "Chairman" means the Chairman of the Commission;

(b) "Commission" means the Literary and Mass Education Commission;

(c) "member" means a member of the Commission;

(d) "rule" means rule made under paragraph 12.

۱۔ تعریفات ۔ اس قرارداد میں جب تک کہ مضمون یا متن میں اس سے مختلف مفہوم نہ پایا جائے۔

(الف) "صدر نشین" کے معنی کمیشن کے صدر نشین ہوں گے۔

(ب) "کمیشن" کے معنی خواندگی وعوامی تعلیم کا کمیشن ہوں گے

(ج) "رکن" کے معنی کمیشن کا رکن ہوں گے۔

(د) "قاعدہ" کے معنی پیرا ۱۲ کے تحت بنایا جانے والا قاعدہ ہوں گے۔

Composition of the Commission; (I) The Commission shall consist of the following members, namely:-

(a) a Chairman;

(b) a wholetime member;

(c) The Chairman, University Grants Commission;

(d) the Chariman, Vice-Chancellors Committee, established under sub-section (1) of section 13 of the University Grants Commission Act, 1974 (XXIII of 1974);

۲۔ کمیشن کی تشکیل ۔ (۱) کمیشن حسب ذیل اراکین پر مشتمل ہو گا۔

(الف) صدر نشین،

(ب) ایک ہمہ وقتی رکن،

(ج) صدر نشین یونیورسٹی گرانٹس کمیشن،

(د) صدر نشین وائس چانسلر کمیٹی جو یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ایکٹ ۱۹۷۴ (۲۳/۱۹۷۴) کی دفعہ ۱۳ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت قائم کی گئی،

(e) The Vice-Chancellor, Allama Iqbal Open University;	(ہ) وائس چانسلر علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی
(f) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Education;	(و) معتمد وزارت تعلیم حکومت پاکستان،
(g) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Local Government and Rural Development;	(ز) معتمد وزارت مقامی حکومت، دیہی ترقی، حکومت پاکستان،
(h) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Information & Broadcasting;	(ح) معتمد وزارت اطلاعات و نشریات، حکومت پاکستان،
(i) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Health and Social Welfare;	(ط) معتمد وزارت صحت و سماجی بہبود حکومت پاکستان،
(j) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Women's Division;	(ی) معتمد خواتین ڈویژن، حکومت پاکستان،
(k) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Labour, Manpower and Overseas Pakistanis;	(ک) معتمد وزارت محنت و افرادی قوت و سمندر پار پاکستانی حکومت پاکستان۔
(l) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Food, Agriculture and Cooperatives;	(ل) معتمد وزارت خوراک، زراعت و امداد باہمی حکومت پاکستان۔
(m) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Finance;	(م) معتمد وزارت خزانہ، حکومت پاکستان
(n) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Planning and Development Division;	(ن) معتمد منصوبہ بندی و ترقیاتی ڈویژن، حکومت پاکستان،
(o) the Secretary to the Govt. of Pakistan in the Ministry of Industries;	(س) معتمد وزارت صنعت، حکومت پاکستان،
(p) two Ulema to be appointed by the Federal Government.	(ع) وفاقی حکومت کی طرف سے نامزد دو "علماء"
(q) the Chairman of the Literacy and Mass Education Council, Punjab;	(ف) صدر نشین کونسل برائے خواندگی و عوامی تعلیم پنجاب،

(r) the Chairman of the Literacy and Mass Education Council, Sind;

(s) the Chairman of the Literacy and Mass Education Council, North West Frontier Province;

(t) the Chairman of the Literacy and Mass Education Council, Baluchistan; and

(u) four male and four female members from non-Govt. Organizations engaged in Literacy and Mass Education Programmes.

(2) The Chairman and members, other than the ex officio members, shall be appointed by the Federal Government from amongst eminent educationists, teachers and persons who are engaged in the field of literacy and mass education.

(3) The Chairman and members, other than the ex officio members, shall hold office for a period of three years and shall be eligible for re-appointment.

Provided that the Federal Government may, at any time after giving the Chairman or any such member opportunity of being heard, remove him from his or her office.

(4) No act or proceeding of the Commission shall be invalid by reason only of the existence of a vacancy in or defect in the constitution of the Commission.

3. Functions of the Commission:-
(1) The functions of the Commission shall be:-

(i) to cause surveys to be carried out to assess the status of literacy in the country and the socio-

(ص) صدر نشین کونسل برائے خواندگی و عوامی تعلیم سندھ ۔

(ق) صدر نشین کونسل برائے خواندگی و عوامی تعلیم شمالی مغربی سرحدی صوبہ ۔

(ر) صدر نشین کونسل برائے خواندگی و عوامی تعلیم بلوچستان ۔

(ش) چار مرد اراکین اور چار خواتین ارکان منجانب غیر سرکاری تنظیمات جو خواندگی اور عوامی تعلیمی پروگراموں کے سلسلے میں مصروف ہوں ۔

(۲) صدر نشین اور اراکین، ماسوائے اراکین بربنائے عہدہ وفاقی حکومت کی طرف سے ممتاز ماہرین تعلیم، اساتذہ اور خواندگی و عوامی تعلیم کے میدان میں کام کرنے والے افراد میں سے مقرر کیے جائیں گے۔

(۳) صدر نشین اور اراکین، ماسوائے اراکین بربنائے عہدہ تین سال تک اپنے اس عہدے پر رہیں گے اور دوبارہ تقرری کے اہل ہوں گے۔

البتہ وفاقی حکومت کسی بھی وقت صدر نشین یا کسی رکن کو سماعت کا موقع دے کر اپنے عہدے سے ہٹا سکتی ہے۔

(۴) کمیشن کا کوئی فعل یا کارروائی محض اس بنا پر نادرست قرار نہیں پائے گی کہ کوئی عہدہ خالی ہے یا کمیشن کی تشکیل میں کوئی نقص ہے۔

(۳) کمیشن کے فرائض ۔ (۱) کمیشن کے فرائض یہ ہوں گے۔

(۱) ملک میں خواندگی کا معیار جانچنے اور مختلف علاقوں میں عوامی معاشیاتی طلب کا اندازہ

economic demands of the country in different areas;

(ii) to evolve strategies of formal and non-formal mass approaches for the purposes of eradication of illiteracy and promotion of functional literacy;

(iii) to develop plans on literacy and non formal mass education commensurate with the needs of the target popultion and make recommendations to the Federal Government;

(iv) to suggest measures to integrate the component of indigenous skills and vocations and Islamic teachings in the literacy programmes;

(v) to review the effectiveness of literacy and non formal mass education programmes, recommend improvements and arrange follow up materials for literacy students;

(vi) to organize and launch regular campaigns for the purposes of eradication of illiteracy and promotion of mass education;

(vii) to collaborate with national and international agencies for resource mobilization and programme development; and

(viii) to render advice on any matter referred to it by the Federal Govt. or a Provincial Government from time to time.

4. Powers and duties of the Chairman:-(1) The Chairman shall be the principal executive officer of the Commission and shall ensure that the provisions of this Resolution and the rules made thereunder are faithfully

لگانے کے لیے جائزوں کا اہتمام کرنا۔

(۲) ناخواندگی کو ختم کرنے اور مختلف فرائض سے متعلق خواندگی کے فروغ کے مقاصد کے لیے رسمی و غیر رسمی طور پر عوام تک رسائی کے طریقے تجویز و اختیار کرنا۔

(۳) ہدف آبادی کی ضرورت کے تناسب سے خواندگی اور غیر رسمی عوامی تعلیم کے منصوبے تیار کرنا اور وفاقی حکومت کو اس سلسلے میں سفارشات پیش کرنا۔

(۴) خواندگی کے پروگراموں کے سلسلے میں ملکی ہنرمندی اور پیشہ ورانہ صلاحیتوں کے اجزا کو متحد و یکجا کرنے کے لیے اقدامات تجویز کرنا کہ ان کو مزید مواد ملتا رہے۔

(۵) خواندگی اور غیر رسمی عوامی تعلیم کے مؤثر ہونے کا جائزہ لینا ان میں اصلاحات تجویز کرنا اور خواندگی کے طلبا کے لیے انتظام کرنا کہ ان کو مزید مواد ملتا رہے۔

(۶) ناخواندگی کو ختم کرنے اور عوامی تعلیم کے فروغ کے مقاصد کے لیے باقاعدہ مہم کا آغاز کرنا اور ان کا انتظام کرنا۔

(۷) ذرائع کا استعمال اور پروگرام کی ترقی کے لیے قومی اور بین الاقوامی اداروں کی مدد کرنا۔

(۸) وقتاً فوقتاً وفاقی حکومت یا کسی صوبائی حکومت کو کسی ایسے معاملہ پر مشورہ دینا جو کمیشن کی طرف اس مقصد کے لیے بھیجا گیا ہو۔

۴۔ صدر نشین کے اختیارات اور فرائض۔ (۱) صدر نشین کمیشن کا اعلیٰ ترین انتظامی افسر ہوگا اور وہ اس امر کا خیال رکھے گا کہ اس قرارداد میں بیان کیے گئے قوانین اور اس کے تحت بنائے

observed and may, for that purpose, exercise such powers as may be necessary.

(2) The Chairman may:-

(a) appoint, punish or dismiss an employee of the Commission in accordance with the provisions made under this Resolution;

(b) create and fill temporary posts for a period not exceeding six months; and

(c) exercise and perform such other powers and duties as may be prescribed.

(3) The Chairman may, subject to such conditions, if any, as may be prescribed, delegate any of his powers to such officers or employees of the Commission as he may deem fit.

5. Secretary of the Commission:-(1) The Secretary shall be a whole-time officer of the Commission and shall be appointed by the Commission on the recommendation of the Chairman on such terms and conditions as he may determine.

(2) The Secretary shall be the custodian of the records of the Commission and shall act as the coordinator of administration under the general direction and supervision of the Chairman and shall perform such other duties as may be assigned to him by the Chairman.

6. Salary and allowances:- The Chairman and the whole time member shall be entitled to such salary and allowances as the Federal Government may determine.

7. Resignation and filling of vacancies:-(1) The Chairman or

قواعد کی وفاداری کے ساتھ پابندی ہو رہی ہے اور اس مقصد کے لیے ضروری اختیارات کو استعمال کرنے کا مجاز ہوگا

(۲) صدر نشین ۔

(الف) کمیشن کے کسی ملازم کو اس قرارداد کے قوانین کے مطابق مقرر کرسکتا ہے، اسے سزا دے سکتا ہے یا اسے ملازمت سے نکال سکتا ہے۔

(ب) ایسے عرصے کے لیے جو چھ ماہ سے زائد نہ ہو، کسی عارضی اسامی کو پیدا کر سکتا ہے اور اس پر تقرر کر سکتا ہے،

(ج) ایسے دوسرے اختیارات اور فرائض استعمال کر سکتا ہے اور انجام دے سکتا ہے جو تجویز کیے جائیں ۔

(۳) صدر نشین مقررہ شرائط کے مطابق، اگر کوئی ہوں، اپنے اختیارات کسی ایسے افسر یا ملازم کو تفویض کر سکتا ہے جسے وہ مناسب خیال کرے ۔

۵ ۔ معتمد کمیشن - (۱) معتمد کمیشن کا ہمہ وقتی افسر ہوگا اور صدر نشین کی سفارش پر کمیشن کی طرف سے ایسی شرائط پر جو متعین کی جائیں، مقرر کیا جائے گا ۔

(۲) معتمد کمیشن کے ریکارڈ (دستاویزات) کا امین ہوگا اور صدر نشین کی عمومی ہدایات اور نگرانی کے تحت انتظامیہ میں رابطے کا کام کرے گا، اس کے علاوہ ایسے کام انجام دے گا جو صدر نشین کی طرف سے اسے سپرد کیے جائیں گے ۔

۶ ۔ تنخواہ و الاؤنس ۔ صدر نشین اور ہمہ وقتی رکن اس تنخواہ اور الاؤنس کے مستحق ہوں گے جو وفاقی حکومت مقرر کرے

۷ ۔ استعفیٰ/اسامیوں کا پُر کرنا - (۱) صدر نشین یا کوئی رکن، ماسوائے اراکین بربنائے عہدہ، تحریری طور

a member, other than an ex-officio member, may, by writing under his or her hand addressed to the Federal Government, resign his or her office.

پر وفاقی حکومت کو مخاطب کرتے ہوئے، اپنے عہدہ سے مستعفی ہو سکتا ہے۔

(2) Any vacancy occurring in the membership of the Commission due to death, resignation or removal shall be filled by the appointment of another person in accordance with the provisions of this Resolution

(۲) کمیشن میں موت، استعفیٰ یا علیحدگی کی وجوہات کی بناء پر واقع ہونے والی کوئی اسامی اس قرارداد کے قوانین کے مطابق کسی دوسرے شخص کی تقرری سے پر کی جائے گی۔

8. Meetings of the Commission. The meetings of the Commission shall be held at such places, on such dates and at such time as the Chairman may determine.

۸ - کمیشن کے اجلاس - کمیشن کے اجلاس ایسے مقامات، ایسے ایام اور اوقات پر منعقد ہوں گے جیسے صدر نشین طے کرے۔

9. Appointment of officers, employees etc. For the efficient performance of its functions, the Commission may appoint its employees and, with the approval of the Federal Government, advisers and officers on such terms and conditions as may be prescribed.

۹ - تقرر افسران و ملازمین وغیرہ - اپنے فرائض کی بہترین طریقے سے انجام دہی کے لیے کمیشن اپنے ملازمین کا تقرر کرسکتا ہے اور وفاقی حکومت کی منظوری سے مشیروں اور افسران کا تقرر مقررہ شرائط پر کرسکتا ہے۔

10. Funds, etc. (1) The Commission shall have a fund to which shall be credited all grants and contributions made by the Federal Governments or the Provincial Governments or by any person or authority, and out of which shall be met all expenditure incurred by the Commission under this Resolution.

۱۰ - مالیات وغیرہ - (۱) کمیشن کا ایک فنڈ (سرمایہ) ہوگا، جس میں تمام عطایات اور ادائیات جمع ہوں گے جو وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت یا کسی شخص یا مقتدرہ کی طرف سے دیے جائیں گے اور اس میں سے اس قرارداد کے تحت واقع ہونے والے کمیشن کے تمام اخراجات پورے کیے جائیں گے۔

(2) The accounts of the Commission shall be maintained in such form and manner as may be specified by the Federal Government and shall be audited by an auditor appointed by the Accountant-General of Pakistan.

(۲) کمیشن کے حسابات ایسی صورت اور طریقے سے رکھے جائیں گے جیسے کہ وفاقی حکومت مقرر کرے گی اور ان کی پڑتال محاسب عمومی پاکستان کی طرف سے مقرر کردہ محاسب کی طرف سے کی جائے گی۔

(3) The Commission shall, at the end of every year, submit to the Federal Government a report of its activities during the year.

(۳) کمیشن ہر سال کے آخر میں وفاقی حکومت کو سال کے دوران اعمال و مصروفیات کی رپورٹ پیش کرے گا۔

11. Assistance to the Commission.-

۱۱ - کمیشن کو مدد - تمام وفاقی وزارتیں اور صوبائی حکومتیں،

All Federal Ministries and Provincial Governments, local bodies and all Public agencies and organizations engaged in the promotion of literacy and mass education shall extend full co operation and assistance to the Commission in the performance of its functions.

مقامی ادارے اور تمام ایسے سرکاری ادارے و تنظیمیں جو خواندگی کے فروغ اور عوامی تعلیم میں مصروف ہیں، اپنا مکمل تعاون اور مدد کمیشن کو اس کے فرائض کی انجام دہی کے سلسلے میں دیں گے۔

12. Power to make rules (1) The Commission may, with the approval of the Federal Government, by notification in the official Gazette, make rules for carrying out the purposes of this Resolution.

۱۲ - قواعد بنانے کا اختیار - (۱) کمیشن اس قرارداد کے مقاصد کے حصول کے لیے وفاقی حکومت کی منظوری سے سرکاری جریدے میں اعلامیہ کے ساتھ قواعد وضع کر سکتا ہے۔

(2) In particular and without prejudice to the generality of the foregoing power, such rules may provide for the payment of travelling allowance and daily allowance to the members, officers, staff, teachers, students and other persons engaged by the Commission in respect of journeys performed in connection with the functions assigned to them.

(۲) خصوصی طور پر اور قبل ازیں مذکورہ اختیار کی عمومیت کو متاثر کیے بغیر، ایسے قواعد ارا کین، افسران، ملازمین، اساتذہ، طلبا اور دوسرے اشخاص کی طرف سے کمیشن کے مقررہ فرائض انجام دینے کے لیے کیے گئے سفر کے بارے میں ضوابط فراہم کریں گے۔

13. RESOLVED that this Resolution be published in the official Gazette.

۱۳- قرار پایا کہ یہ قرارداد سرکاری جریدے میں شائع کی جائے۔

ABDUL ALI KHAN
Secretary

عبد العلی خان
معتمد

(No.F-1-13/80 A.E)
Islamabad, the 15th February, 1981.

نمبر ایف - ۱ - ۱۳ / ۸۰ - اے - ای
اسلام آباد، ۱۵ فروری ، ۱۹۸۱ء

MEMON ABUDL AZIZ
Deputy Education Adviser
Deputy Educational ~~Adviser~~

میمن عبد العزیز
نائب مشیر تعلیمات

Printed by the Manager, Printing Corporation of Pakistan Press, Karachi published by the Manager of Publications, Karachi: 1981.

ناظم پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس کراچی کی طرف سے طبع ہوا۔
ناظم مطبوعات کراچی ۱۹۸۱ء کی طرف سے شائع ہوا۔

بھارت کی مختلف یونیورسٹیوں میں اردو میں تحقیق کی صورت حال

ذیل میں ایم فل / پی ایچ ڈی میں داخلہ لینے والے ان طلبہ کے نام اور ان کے موضوعات کی فہرست درج کی جا رہی ہے، جنہوں نے ۱۹۸۴ء میں ہندوستان کی مختلف یونیورسٹیوں میں اپنے موضوعات کا رجسٹریشن کرایا ہے۔ ان میں بعض طلبہ نے اپنے داخلے مکمل کرا لیے ہیں اور بعض کو ابھی مکمل کرانے ہیں۔ جن طلبہ نے ایم فل / پی ایچ ڈی مکمل کر لی ہے یا جنہوں نے اپنے مقالے داخل کر دیے ہیں ان کے نام بھی شاملِ فہرست ہیں۔

یہ فہرست بھارت کے رسالے "ہماری زبان" ستمبر ۸۵ کے شمارے سے بشکریہ شائع کر رہے ہیں۔

علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ

پی ایچ ڈی	موضوع ایم فل	ریسرچ اسکالرز	نگران
۱۔ تدوین دیوان معروف	خاندان لوہارو کی ادبی خدمات	عارفہ پروین	ڈاکٹر نورالحسن نقوی
۲۔ فکر اقبال اور ہم عصر فکری رجحات	معاصر تحریکات	شجاع الدین	پروفیسر منظر عباس نقوی
۳۔ کلیم الدین احمد حیات اور خدمات	فنِ داستان گوئی اور داستان پر معاصر تنقید	قمر الہدیٰ	پروفیسر عتیق احمد صدیقی
۴۔ مصحفی کی تذکرہ نگاری		عظمت اللہ قریشی	ڈاکٹر نورالحسن
۵۔ میر امن اور ان کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ	نوطرز مرصع اور باغ و بہار کا تقابلی مطالعہ	زرینہ پروین	ابوالکلام قاسمی
۶۔ اردو ہندی افسانے میں فرقہ واریت کا مسئلہ	کرشن چندر کی افسانہ نگاری کا تنقیدی جائزہ	غیاث الدین	قاضی عبدالستار
۷۔ سرسید کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ	علی گڑھ سائنٹیفک سوسائٹی کے کارناموں کا تنقیدی مطالعہ	محمد ابو صالح	پروفیسر ثریا حسین

	موضوع	نامِ ریسرچ اسکالر	نگران
۸۔	اردو نثر کے ارتقا میں علی گڑھ کا حصہ	اردو نثر کا اجمالی جائزہ (۱۸۵۰ء - ۱۸۰۰ء) فورٹ ولیم کالج کے علاوہ — وسیم الرحمٰن	ڈاکٹر شہریار
۹۔	جعفر علی خاں اثر کی ادبی خدمات کا تنقیدی جائزہ	لکھنؤ کی ثقافت بیسویں صدی میں — بشیر فاطمہ کاظمی	پروفیسر منظر عباس نقوی
۱۰۔	اردو غزل میں تصوف کے رجحانات	ولی کی شاعری میں تصوف — محمد عثمان خاں	ڈاکٹر نادر علی خاں
۱۱۔	بیسویں صدی کی طنزیہ و مزاحیہ نثر کا تنقیدی جائزہ	پھو بیگ ستم ظریف کی مزاح نگاری — محمد عقیل خاں	ابو الکلام قاسمی
۱۲۔	ابو الکلام آزاد کی صحافت کا تنقیدی جائزہ	محمد علی جوہر کی صحافت — محمد فضیل انصاری	ڈاکٹر اصغر عباس
۱۳۔	ولیؔ کی نثری تصانیف کا تنقیدی مطالعہ	عجائب القصص کا تنقیدی مطالعہ — ملکہ پروین	ڈاکٹر محمد انصار اللہ
۱۴۔	دیوانِ شیفتہ کی تنقید و تدوین مع مقدمہ	شیفتہ کے عہد کا ادبی ماحول — شمع پروین	ڈاکٹر نعیم احمد
۱۵۔	ریاض خیرآبادی کی صحافت کا تنقیدی جائزہ	گلدستہ پیامِ یار کا تنقیدی مطالعہ — صاحب علی	ڈاکٹر نادر علی خاں

داخلہ برائے ڈی لٹ

اردو ناول میں دیہاتی زندگی کا عکس ۱۸۵۷ء سے ۱۹۸۰ء تک — ڈاکٹر جمال آرا نظامی

مندرجہ ذیل مقالے پورے ہو چکے ہیں:

	موضوع	ریسرچ اسکالر	نگران	کیفیت
۱۔	اردو نظم ۱۹۳۶ء تا حال	عقیل احمد صدیقی	ڈاکٹر شہریار	ڈگری یافتہ برائے پی ایچ ڈی
۲۔	عربی فارسی تنقید کا اثر اردو پر	ابو الکلام قاسمی	—	مقالہ داخل
۳۔	اکبر الٰہ آبادی کی شاعری کا تنقیدی مطالعہ	شاہدہ خانم	پروفیسر عتیق احمد صدیقی	″ ″
۴۔	مولوی عبد الحق کی ادبی اور لسانی خدمات	شہاب الدین	ڈاکٹر اصغر عباس	ڈگری یافتہ برائے ایم فل
۵۔	خلیل الرحمٰن اعظمی، حیات اور شخصیت	غضنفر عباس	پروفیسر ثریا حسین	″ ″ ″ ″

شری وینکٹیشور یونیورسٹی، تروپتی

	موضوع	ریسرچ اسکالر	نگران
۱۔	شوکت سبزواری حیات اور ادبی خدمات	کے بشیر احمد	پروفیسر رضی الدین احمد
۲۔	ناقدینِ غالب	عبد الغنی فاروقی	″ ″ ″
۳۔	تدوینِ دیوان باقر آگاہ	حبیب النساء بیگم	″ ″ ″

۴- دیوانِ ذکا نلوری	عبدالوہاب تسنیم صاحب	پروفیسر رضی الدین احمد
۵- مغربی تہذیب اقبالؔ اور اکبر کی نظر میں	شیخ ناصرہ بیگم	,, ,, ,,
۶- افسانوی ادب میں اشاریت	آر محمود خان	ڈاکٹر محمد سلیمان خاں
۷- ۱۹۴۷ء کے بعد اردو غزل کے نئے رجحانات	عبدالستار صاحب	,, ,, ,,
۸- اختر الایمان حیات اور شاعری	رفعت النساء بیگم	,, ,, ,,
۹ حالی کی پیامی شاعری اور عصری آگہی	سید شاہ سکندر صاحب	پروفیسر رضی الدین احمد
۱۰- پروفیسر غلام عمر خاں کے تحقیقی و تنقیدی کارنامے	شیخ محمد انور صاحب	,, ,, ,,
۱۱- شاہ رفیع الدین دہلوی کی اردو خدمات	پی۔ داؤد خاں صاحب	,, ,, ,,
۱۲- اردو شاعری میں تعلیمی تصورات (اکبر، حالی اور اقبال کے یہاں)	بی زینت النساء	ڈاکٹر عبدالرزاق فاروقی
۱۳- جنوبی ہند میں اردو کی نشر و اشاعت میں ڈاکٹر عبدالحق کے کارنامے	اقبال احمد صاحب	ڈاکٹر عبدالاحد صاحب
۱۴- خواجہ احمد عباس اور کملیشور کا تنقیدی و تقابلی مطالعہ	نذیر احمد صاحب	,, ,, ,,
۱۵- ۱۹۴۸ء کے بعد اردو ناول	سید مقبول حسین پاشاہ	ڈاکٹر محمد سلیمان خاں
۱۶- اردو مثنوی کا ارتقا دبستانِ گولکنڈہ میں	شہزادی بیگم	پروفیسر رضی الدین احمد

ایم فل

۱- خلیل الرحمٰن اعظمی بحیثیت شاعر	فیاض الدین احمد	پروفیسر رضی الدین احمد
۲- سیر کرنولی شاعری اور شخصیت	یعقوب شریف	ڈاکٹر محمد سلیمان خاں
۳- پروفیسر خواجہ احمد فاروقی حیات اور کارنامے	شمشاد بیگم	ڈاکٹر محمد سلیمان خاں
۴- خواجہ احمد عباس بحیثیت افسانہ نگار	محمد غوث صاحب	,, ,, ,,
۵- صالحہ عابد حسین حیات اور کارنامے	زرینہ بیگم	,, ,, ,,
۶- پروفیسر محمد مجیب بحیثیت ڈرامہ نگار	زیب النساء بیگم	پروفیسر رضی الدین احمد
۷- ناقد بن نظیر	فضل الحق صاحب	,, ,, ,,
۸- اردو کی رجائیہ شاعری	خورشید بیگم	,, ,, ,,

گلبرگہ یونیورسٹی

۱- آزادی ہند کے بعد ضلع گلبرگہ میں اردو زبان و ادب کا ارتقا اور مسائل کا تجزیہ	فہیم الدین	ڈاکٹر رزاق فاروقی

	موضوع	اسکالر	نگراں
۲۔	عہد آصف جاہی میں اردو میں نعتیہ شاعری	اطہر النساء	ڈاکٹر رزاق فاروقی
۳۔	اردو شاعری میں تعلیمی تصورات	زینت النساء	" " "
۴۔	لیسیر کرنولی حیات اور ادبی خدمات	خلیل اللہ قاسمی	" " "
۵۔	ڈاکٹر سیدہ جعفر حیات اور ادبی خدمات	تقدیس کوثر	" " "
۶۔	قائد ملت بہادر یار جنگ حیات اور ادبی خدمات	زاہد عرفان	" " "
۷۔	عہد آصفی میں اردو نثر کا ارتقا	محمد طیب انصاری	ڈاکٹر قیوم صادق
۸۔	سید محمد، حیات اور ادبی خدمات	محمد عبدالجلیل تنویر	" " "
۹۔	شاہ محمد چندا حسینی شاپوری حیات اور شاعری	رابعہ بیگم	" " "
۱۰۔	پروفیسر مبارز الدین رفعت حیات اور ادبی خدمات	حشمت علی	ڈاکٹر قیوم صادق
۱۱۔	کرناٹک میں اردو ادب کا ارتقا	خالد سعید	" " "

بنگلور یونیورسٹی

	موضوع	اسکالر	نگراں
۱۔	اردو ادب میں شرر کے تاریخی ناولوں کا مقام	محمد اقبال احمد	ڈاکٹر فہمیدہ بیگم
۲۔	غواصی کی مثنویوں کا تنقیدی مطالعہ	محمد صبغۃ اللہ	" " "
۳۔	جنوبی ہند کی صوفیانہ مثنویاں	مہ نور زمانی بیگم	" " "
۴۔	سرسید کے تعلیمی نظریات کا تفصیلی جائزہ	فرزانہ بیگم	ڈاکٹر عبدالاحد

کرناٹک یونیورسٹی

	موضوع	اسکالر	نگراں
۱۔	کالی داس گپتا رضا شخصیت، شاعری اور کارنامے	راہی قریشی	ڈاکٹر حیدر کرمڑی (ڈگری یافتہ)
۲۔	حکیم محمد امام امامی شخصیت اور کارنامے	زبیر بن عمر	" " "

سیفیہ کالج، بھوپال

	موضوع	اسکالر	نگراں
۱۔	شاد عارفی شخصیت اور فن	ڈاکٹر مظفر حنفی	پروفیسر عبدالقوی دسنوی (ڈگری یافتہ)
۲۔	ڈاکٹر عبدالرحمٰن بجنوری حیات اور علمی خدمات	ڈاکٹر صدیقہ بیگم	پروفیسر عبدالقوی دسنوی (ڈگری یافتہ)

۳۔ اردو تنقید کا مارکسی دبستان	ڈاکٹر نسیم شہنوی	پروفیسر عبدالقوی دسنوی (ڈگری یافتہ)
۴۔ اقبال اور اردو غزل	ڈاکٹر محمد ایوب خاں	پروفیسر عبدالقوی دسنوی (ڈگری یافتہ)
۵۔ تخلص بھوپالی حیات اور ادبی خدمات	محترمہ صفیہ رودد	پروفیسر عبدالقوی دسنوی (مقالہ داخل ہوچکاہے)
۶۔ بھوپال میں اردو انضمام کے بعد	محمد نعمان	پروفیسر عبدالقوی دسنوی (مقالہ داخل ہوچکاہے)
۷۔ اقبال کی شاعری میں شخصیات	سید شرافت علی ندوی	پروفیسر عبدالقوی دسنوی
۸۔ ریاست بھوپال اور مشاہیر	ارجمند بانو	″ ″ ″
۹۔ ریاست بھوپال میں اطباء کی علمی وادبی خدمات	اختر مسعود صدیقی	″ ″ ″
۱۰۔ محوی صدیقی۔حیات اور کارنامے	منیر الحوی	″ ″ ″

راجستھان یونیورسٹی، جے پور

۱۔ اردو میں طویل نظم نگاری کی روایت اور ارتقا	روشن اختر کاظمی	ڈاکٹر فضل امام (ڈگری یافتہ)
۲۔ جدید نظم ہیئت اور روایت	رفعت اختر خاں	ڈاکٹر محمد علی زیدی ″
۳۔ اردو نثر میں جدید رجحانات	سید مدّبر علی زیدی	″ ″ ″ ″
۴۔ ریاست ٹونک میں شعری وادبی روایت	ڈاکٹر مس فیروز	ڈاکٹر فضل امام (ڈگری یافتہ)
۵۔ اردو قطعات نگاری	مس عابدہ آفریدی	″ ″ ″ ″
۶۔ فرہنگ کلیات میر مع مقدمہ	فرید احمد برکاتی	″ ″ ″ ″
۷۔ ظہیر دہلوی حیات اور شاعری	سید یاد علی	ڈاکٹر محمد علی زیدی
۸۔ میکش اکبرآبادی حیات اور شاعری	حبیب الرحمٰن نیازی	″ ″ ″ ″
۹۔ راجستھان میں اردو نثر	زین الدین	″ ″ ″ ″
۱۰۔ احسن مارہروی حیات اور ادبی خدمات	مس عمر جہاں	″ ″ ″ ″
۱۱۔ مولانا سلیم الدین تسلیم حیات اور ادبی خدمات	مس حسن آرا	ڈاکٹر فضل امام
۱۲۔ تدوین کلیات میر	زہرہ سفیان	″ ″ ″
۱۳۔ اردو میں رومانوی تحریک اور سجاد حیدر یلدرم	اسلام اشرف	ڈاکٹر فیروز احمد
۱۴۔ لکھنؤ میں اردو نثر ۱۸۰۰ء سے ۱۸۵۰ء تک	محمد شعیب	″ ″ ″

۱۵۔ جوش ملیح آبادی فکر و فن	مس ثریا خانم	ڈاکٹر فیروز احمد
۱۶۔ مرزا اکبر علی بیگ گل حیات اور شاعری	مس سلمٰی سفیان	〃 〃 〃
۱۷۔ عصمت چغتائی حیات اور کارنامے	مسز عارفہ سلطانہ	ڈاکٹر ابوالفیض عثمانی
۱۸۔ راجستھان میں مختلف زبانوں کی کتابوں کے اردو تراجم	عزیز اللہ شیرانی	〃 〃 〃
۱۹۔ راجستھان میں اساتذۂ دہلی اور لکھنؤ کا سلسلۂ تلمذ	محمد عارف خاں	〃 〃 〃
۲۰۔ جدید نظم نگاری	ریاست حسین فاروقی	〃 〃 〃

ایل۔ این۔ متھلا یونیورسٹی

۱۔ نواب سعادت علی خاں حیات اور خدمات	حافظ عبدالمنان طرزی	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن
۲۔ تفہیم اقبال۔ ایک جائزہ اور تنقید	غلام قدوس	ڈاکٹر نجم الہدیٰ
۳۔ مراثی شاد میں فکری عناصر۔	اظہار احمد	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن
۴۔ رتن ناتھ سرشار کے ناولوں کا تہذیبی اور سماجی پس منظر	محمد عطاءاللہ خاں	ڈاکٹر محمد کمال الدین
۵۔ راشدالخیری کی ناول نگاری	عبدالعلام	〃 〃 〃
۶۔ بہار کے طنز و مزاح نگار	نظیر احمد انجم	ڈاکٹر شاکر خلیق
۷۔ دربھنگہ میں اردو کا ارتقا	عبدالظہیر ناشاد	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن
۸۔ قاری عبدالمجید مضطر مظفر پوری حیات اور خدمات	محمد ظفر العلام	ڈاکٹر محمد طیب صدیقی
۹۔ شین مظفر پوری حیات اور خدمات	محمد مصطفیٰ	ڈاکٹر محمد طیب صدیقی
۱۰۔ ڈاکٹر سلام سندیلوی حیات اور خدمات	سید حسین احمد	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن
۱۱۔ محسن دربھنگوی حیات اور خدمات	عبدالقیوم	ڈاکٹر محمد طیب صدیقی
۱۲۔ ریاست علی ندوی حیات اور خدمات	محمد علقمہ	〃 〃 〃
۱۳۔ مطالعۂ اقبال تاریخ اسلام کی روشنی میں	محمد رضوان صدیقی	〃 〃 〃
۱۴۔ بہار میں مثنوی نگاری کا ارتقا	سہیل اختر	(مقالہ جمع ہو گیا)
۱۵۔ ساحر لدھیانوی حیات اور خدمات	محمد ضیاءالرحمٰن	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن
۱۶۔ شبلی نعمانی سوانح نگار اور مورخ کی حیثیت سے	محمد جمیل اختر	ڈاکٹر محمد طیب صدیقی
۱۷۔ اردو کی ادبی تنقید اور جدید ذہن	محمد عمیر احمد	〃 〃 〃
۱۸۔ پورنیہ میں اردو ادب کا ارتقا	فاران شکوہ یزدانی	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن
۱۹۔ مولانا ابوالکلام آزاد اور ادبی خدمات	محمد اعلیٰ نور	ڈاکٹر محمد طیب صدیقی
۲۰۔ محمد شعیب نیر پھلواروی حیات اور خدمات	محمد منیر فاروقی	ڈاکٹر محمد مطیع الرحمٰن

۲۱۔ منظری شاعری بہ تخصیص علامہ اقبال	محمد فیاض ظفر	ڈاکٹر محمد طیب صدیقی

مدراس یونیورسٹی

مقالات برائے ایم لٹ

۱۔ تامل ناڈو میں اردو زبان وادب کا ارتقا	مظہر قلندر	محمد یوشع (ڈگری یافتہ)
۲۔ مولوی باقر آگاہ کی عربی فارسی اور اردو تصانیف	ذاکرہ غوث	محمد یوسف کوکن (ڈگری یافتہ)
۳۔ تامل ناڈو میں اردو صحافت	سید صفی اللہ	" " " "

مقالات برائے پی ایچ ڈی

۴۔ اردو مثنوی میں اخلاقی عناصر	ملکہ خورشید سلطانہ	ڈاکٹر نجم الہدیٰ (ڈگری یافتہ)
۵۔ اقبال کی اردو نظموں کا فنی و فکری جائزہ	محمد عبدالحفیظ	" " "
۶۔ اردو ناولوں میں ترقی پسندی	حیات باشاہ	" " "
۷۔ شاعران فطرت ورڈزورتھ اور نظیر کا تقابلی مطالعہ	ایس ایم عظمت اللہ	" " "
۸۔ اردو ناولوں میں ہندوستانی سماج	سید سجاد حسین	" " "
۹۔ کرشن چندر فکر وفن	محمد شبّر	

مقالات برائے ایم فل (کام مکمل ہوچکا ہے)

۱۰۔ اقبال کی اردو نظموں کے افکار کا جائزہ	محمد عبدالحفیظ	ڈاکٹر نجم الہدیٰ
۱۱۔ کرشن چندر کے ناولوں میں ترقی پسندی	حیات باشاہ	" " "
۱۲۔ ڈاکٹر عبدالحق حیات اور کارنامے	فاطمہ بیگم	" " "
۱۳۔ قاضی بدرالدولہ حیات اور کارنامے	سید سجاد حسین	ڈاکٹر نجم الہدیٰ
۱۴۔ راجندر سنگھ بیدی کے افسانوں میں سماجی تصور	بی۔ عبدالوحید خاں	" " "
۱۵۔ عہد والاجاہی کے تین شاعر، شاطر، پرتو اور ایمان کے شعری کارناموں کا تنقیدی جائزہ	پروین فاطمہ	" " "
۱۶۔ نواب غلام غوث خاں اعظم کے عہد میں اردو زبان وادب کا ارتقا	بدرالنساء	" " "
۱۷۔ تامل ناڈو میں اردو زبان وادب ارتقا	شوکت جہاں	" " "
۱۸۔ تامل ناڈو میں اردو کی نعتیہ شاعری ۱۸۰۰ء سے ۱۹۸۰ء تک	منیر فاطمہ	" " "
۱۹۔ تامل ناڈو میں اردو مثنوی کا ارتقا ۱۸۰۰ء سے ۱۹۸۰ء تک	شہنواز بیگم	" " "

موضوع	محقق	نگران
۲۰۔ اردو کے اسلام پسند شعراء حالی، اکبر اور اقبال کا فکری جائزہ۔	اے۔ عبد الحق	ڈاکٹر نجم الہدیٰ
۲۱۔ تلنگانہ میں اردو نظم آزادی کے بعد	ضیاء الدین	" " "
(کام جو ہو رہا ہے۔ برائے پی۔ ایچ۔ ڈی)		
۲۲۔ اردو شاعری میں عوامی زندگی	پروین فاطمہ	" " "
۲۳۔ تامل ناڈو میں اردو نثر کا ارتقا	سید صفی اللہ	" " "
۲۴۔ تامل ناڈو میں اردو شاعری ۱۸۰۰ء سے ۱۹۵۰ء تک	بدر النساء	" " "
۲۵۔ اردو ڈرامے پر شیکسپیئر کے اثرات	جی۔ ٹی۔ عبد الحمید	" " "
۲۶۔ اردو کے جدید افسانوی ادب کا تنقیدی و تحسینی جائزہ	پی احمد شاہ	" " "
۲۷۔ تامل ناڈو میں اردو ادب ۱۸۵۷ء کے بعد	عبد الغفار شاکر	" " "
۲۸ اردو شاعری میں کلاسیکی استعارے	مظفر علی شہمیری	" " "
(کام ہو رہا ہے برائے ایم فل)		
۲۹۔ تامل ناڈو میں اردو شاعری کا جائزہ ۱۹۵۰ء کے بعد	عباس علی خاں	ڈاکٹر نجم الہدیٰ
۳۰۔ قاضی عبید اللہ حیات اور کارنامے	سید محمد ابراہیم	" " "
۳۱۔ آزاد غزل۔ ایک تنقیدی جائزہ	سید سجاد بخاری	" " "

ہمارے پمفلٹ

ٹ نمبر ۱ اعلیٰ تعلیم میں اُردو کی حیثیت
مصنف ڈاکٹر سید عبداللہ

ٹ نمبر ۲ سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

ٹ نمبر ۳ اُردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

ٹ نمبر ۴ مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراکِ عمل

ٹ نمبر ۵ مقتدرہ قومی زبان اور اُردو ٹیلی پرنٹر
مصنف محمد رفیق احمد خان

ٹ نمبر ۶ وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اُردو تراجم۔

ٹ نمبر ۷ اُردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ سرفراز شاہد

ٹ نمبر ۸ مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

ٹ نمبر ۹ آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ وضع و استنادِ اصطلاحات
مصنف ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ قومی زبان کا نفاذ۔ چند دشواریاں
مصنف بریگیڈیئر ریٹائرڈ گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ تربیتی ورکشاپ برائے ادارہ ثقافت پاکستان
مصنف ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، انعام الحق جاوید

پمفلٹ نمبر ۱۳ بلوچستان میں نفاذ اُردو
مصنف ڈاکٹر انعام الحق کوثر

پمفلٹ نمبر ۱۴ قومی زبان اور علاقائی زبانوں کا رشتہ
مصنف پروفیسر جیلانی کامران

پمفلٹ نمبر ۱۵ قومی زبان کی پالیسی کے بارے میں چند خیالات
مصنف مختار زمن۔ ترجمہ، سید فیضی

پمفلٹ نمبر ۱۶ دفتری زبان اور نصاب تعلیم
مصنف ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۷ دفتری اُردو
مصنف ڈاکٹر وحید قریشی

پمفلٹ نمبر ۱۸ برطانیہ میں اردو کی تعلیم
مصنف محمود ہاشمی

پمفلٹ نمبر ۱۹ ایران میں وضع اصطلاحات کے اصول
مصنف ڈاکٹر مہر نور محمد خان

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰ ۔گلی نمبر ۳۲ ۔سیکٹر الیف ۸/۱ ۔ اسلام آباد

فون: ۸۵۳۳۸۴ / ۸۵۲۲۸۰ / ۸۵۲۲۲۲

ناشر: محمد اسلام نشتر۔ طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد

ہماری مطبوعات

دارالترجمہ

امور دفتری

دفتری ترکیبات و محاورات اور فقرات کی لغت - مجیب الرحمٰن مفتی

قیمت -/۱۲۰ روپے، مجلد -/۱۵۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۷۶ روپے

دفتری مراسلت - مجیب الرحمٰن مفتی

قیمت -/۲۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۸ روپے (صرف دفاتر کیلیے)

وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام -

قیمت -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے

وفاقی و صوبائی محکموں اور اداروں کے نام

قیمت -/۱۵ روپے، مجلد -/۳ روپے، پیپر بیک -/۴۵ روپے

اصطلاحات

مختصر اصطلاحات دفتری

قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۵ روپے (صرف دفاتر کیلیے)

اصطلاحات حسابداری و محاسبی - مسعود احمد جیمبر

قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۵ روپے (صرف دفاتر کے لیے)

سائنسی و تکنیکی اصطلاحات - وفاقی وزارت تعلیم

قیمت پیپر بیک -/۲۵ روپے، مجلد ۴۵ روپے

اصطلاحات موسمیات - سرفراز شاہد

قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے مجلد -/۳۰ روپے

اصطلاحات ریاضی ذیلی مجلس اصطلاحات

قیمت پیپر بیک -/۲۷ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات مساحت - سید علی عارف رضوی

قیمت مجلد -/۴۰ روپے، غیر مجلد -/۳۰ روپے

تعلیمی اصطلاحات ذیلی مجلس اصطلاحات

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی

قیمت پیپر بیک -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے

ری پرنٹ

اصطلاحات عدلیہ و مالگزاری - ایچ ایچ ولسن

قیمت - (قسم اول) -/۳۵۰ روپے (قسم دوم) -/۲۵۰ روپے

مختصر قانونی اصطلاحات - مولوی فیروز الدین ڈسکوی

قیمت -/۱۲ روپے، مجلد -/۲۰ روپے

تراجم

بھارت میں قومی زبان کا نفاذ - مختار زمن ترجمہ پروفیسر انور بیگ اعوان

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

جائزے (محدود اشاعت)

تعلیم ملازمت اور زبان - ملک گیر رائے عامہ پر مبنی ایک تجزیہ

ملازمتوں کے اشتہار اور پاکستان کی قومی زبان

راولپنڈی اسلام آباد میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے ادارے

سائنسی علامات، مساوات، ترقیمات اور ہندسے

دارالتصنیف

امور دفتری

جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف

قیمت - پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۴ روپے

اصطلاحات سازی (کتابیات)

اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) - ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

قیمت - پیپر بیک -/۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

فارسی اصطلاحات سازی (حصہ اول، دوم) - سید عارف نوشاہی، ڈاکٹر مہر نور محمد خ

قیمت -/۳۶ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) - محمد طاہر منصوری

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۵۵ روپے

کتابیات

اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی

قیمت -/۶۰ روپے

کتابیات قانون - عطش درانی

قیمت پیپر بیک -/۴۰ روپے مجلد ۷۵ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) - محمود الحسن

قیمت پیپر بیک -/۴۰ روپے مجلد -/۵۶ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد دوم) - ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

قیمت -/۴۲ روپے، مجلد ۵۸ روپے

کتابیات قواعد اردو - ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

قیمت -/۳۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے

کتابیات اردو مطبوعات ۱۹۸۴ء خالد اقبال یاسر

قیمت -/۳۸ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

کشاف

کشاف اصطلاحات سیاسیات (حصہ اول) - محمد صدیق قریشی

قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

کشاف اصطلاحات کتب خانہ - محمود الحسن، زمرد محمود

قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

مسائل

لینگویج پالیسی آف انڈیا - مختار زمن

قیمت پیپر بیک -/۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے - ڈاکٹر محمد ریاض، میاں بشیر احمد

محمد طاہر منصوری، عطش درانی،

قیمت -/۱۸ روپے، مجلد -/۳۸ روپے

انگریزی زبان اور ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار - پروفیسر جیلانی کامران

قیمت پیپر بیک -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۵ روپے

لسانیات

کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) - جابر علی سید

قیمت پیپر بیک -/۳۶ روپے، مجلد -/۵۴ روپے

جلد ۲ JAN 1986

ڈاکٹر وحید قریشی
مدیر مسئول

شریف کنجاہی
مدیر اعزازی

ڈاکٹر ایم سلطان بخش
نائب مدیر اعزازی

اس طرح کی جائے کہ دفتری کاروبار کے جملہ مراحل میں ان کی قابلیت ان کی مددگار ہو۔ اگر انشا یا دفتری زبان کا ایک پرچہ یا اس کا ایک جزو درجہ بدرجہ ہر مرحلے کے نصاب میں ہو تو شروع سے ہی دفتری کام سے شناسائی ہو جائے گی اور یہ کام آئے گی۔

دفتری زبان کی تبدیلی چونکہ حکومت کے ہاتھ میں ہے اور اس کے کسی اقدام کے بغیر انگریزی جگہ چھوڑ نہیں سکتی اس لیے اگر اردو کا ہر استاد اور اردو کا ہر طالب علم سب سے پہلے اپنی خط و کتابت اور دفتری کام میں اردو کو بطور فرض، اپنالے تو بہت بڑی تبدیلی پیدا ہو سکتی ہے۔ وہ عام لوگ جو اردو کے متعلق قومی جذبات رکھتے ہیں اگر وہ بھی خط و کتابت اور عام دفتری وغیرہ دفتری کاموں میں اردو ہی کو استعمال کریں تو نمایاں فرق پیدا ہو جائے گا۔

یہ انتظار کہ پہلے حکومت کوئی قدم اٹھائے پھر وہ اردو استعمال کریں گے اس کے لیے عمر خضر نہ سہی، کم سے کم عمر نوح درکار ہو گی۔ لہٰذا آپ اس انتظار میں نہ رہیں اور کل سے ہی اردو کا استعمال شروع کر دیں۔

تیسرا بڑا کام جو اردو کے سلسلے میں کرنے کا ہے وہ یہ ہے کہ اردو کے ادبیاتی ذخیرے کو جتنا بھی وسیع اور فراواں بنایا جا سکتا ہو بنایا جائے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہو گا کہ یہ کام تو پہلے ہی ہو رہا ہے اور کئی ادارے اس مہم میں مصروف ہیں اور یہ بات ٹھیک ہے لیکن اس معاملے میں کچھ الجھنیں ہیں جو غور کرنے سے تکلیف دہ معلوم ہوں گی۔

ملک کے پرائیویٹ اشاعتی ادارے تو جو کام کر رہے ہیں وہ تجارت کی غرض سے کر رہے ہیں لہٰذا کتابیں شائع کرنے سے پہلے ایک بنیادی ٹھوس مقصد ان کے مدنظر ہوتا ہے اور یہ خوشی کی بات ہے کہ وہ بے مقصد کتاب ایک بھی نہیں چھاپتے۔

لیکن سرکاری اداروں کا یہ حال نہیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ان کا بھی ایک عمومی مقصد ہوتا ہے جو پسندیدہ ہے لیکن اردو جس مرحلے سے گزر رہی ہے اور جہاں تک پہنچنا چاہتی ہے اس تک پہنچنے کے لیے راستے میں کئی منزلیں اور کئی پہلو آتے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کا ایک مقصد ہوتا ہے اور ہونا چاہیے۔

میرا مطلب اس خاص ادب سے ہے جو قوم کی اجتماعی مادی ضرورتوں کے مقصد سے ظہور میں لایا جائے۔ یہ ادب عمومی ادب سے جدا ہے۔ اگرچہ اپنی جگہ وہ بھی اہم ہے لیکن بعد میں آتا ہے۔ اولیت اس بنیادی ذخیرہ کتب کو حاصل ہے جو خاص اور معین مقاصد کے لیے مہیا کیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر تعلیم میں کام آنے والے ادب کو لیجیے یعنی نصابات اور ان کی امداد کے لیے سلسلہ کتب (از ابتدا تا انتہا) یہ اصولی اہمیت کی چیز ہے۔ ہمارے ملک کے بعض ادارے یہ کام کر بھی رہے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ جب تک ذریعہ تعلیم کے طور پر اردو کو کاملاً اختیار نہیں کیا جاتا اس وقت تک مذکورہ اداروں کی کتابیں نمائش کی حد تک تو ٹھیک ہیں لیکن اس سے زیادہ وہ مقصد معلوم کے سلسلے میں کوئی حصہ نہیں لے سکتیں۔

اور اگر ذریعہ تعلیم میٹرک تک جزواً اور میٹرک کے بعد ساری تعلیم میں کاملاً انگریزی ہی ہے تو کتابوں کے وہ انبار جو اداروں میں جمع ہو رہے ہیں یہ کس کے لیے ہیں، طالب علم ان کو اس لیے نہیں پڑھے گا کہ اس کا ذریعہ تعلیم اردو نہیں اور عام لوگ اس لیے نہیں پڑھیں گے کہ وہ انگریزی کے ذریعے پڑھ کر آئے ہیں۔

تو اس صورت میں بے مصرف کتابوں کے ڈھیر لگانے سے کیا فائدہ؟ میری رائے یہ ہے کہ اداروں میں جو کتاب بھی شائع ہو اس کا مادی مقصد ادارے کے ذہن میں واضح طور سے معین ہو یعنی اسے یہ معلوم ہو کہ اس کے قاری موجود ہیں اور ان کی ضرورتیں اس سے وابستہ ہیں۔

ظاہر ہے کہ سائنس کے ذریعہ تعلیم (اردو) پر تو حکومت نے خود پابندی لگا دی ہے۔ باقی رہے آرٹس کے مضامین تو ان میں جہاں اختیار ہے بھی وہاں اساتذہ انگریزی ہی کا مشورہ دیتے ہیں۔ لہٰذا اردو کی کتاب شوقیہ بھی کوئی نہ پڑھے گا۔

مقصود کلام یہ ہے کہ سب ادارے عمومی افادیت کی کتابوں کے علاوہ اس مقصدی حصے کے مسائل کے بارے میں بھی جمع ہو کر سوچیں محض حکومت کی یا اپنی کارکردگی دکھانے کے بجائے اس مقصدی حصے کے لیے بھی کوئی تدبیر سوچی جائے۔ اور وہ تدبیر ہے ذریعہ تعلیم کے مسئلے پر از سرِ نو غور کا مطالبہ!

ڈاکٹر محمود الرحمٰن

اردو میں بچوں کے لیے سیرت کا ادب

اردو میں بچوں کے ادب کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جائے گی کہ اس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت مبارکہ کے متعلق بہت کچھ لکھا گیا ہے اس نیک کام کا آغاز ادب الاطفال کے بالکل ابتدائی دور میں ہوتا ہے۔ ہمارے صوفیائے کرام نے جب دین کی تبلیغ واشاعت کے لیے اردو زبان کو وسیلہ بنایا تو اس وقت ان کے پیشِ نظر بڑی عمر کے لوگ ہی نہ تھے، نوعمر افراد کی دینی تربیت بھی ملحوظ تھی۔ چنانچہ دین کی ابتدائی معلومات فراہم کرنے کے لیے چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے گئے۔ ان میں وہ مضامین بھی شامل ہیں جو آنحضرت ؐ کی سیرتِ پاک پر مشتمل تھے۔

جس طرح اردو زبان وادب نے سرزمینِ دکن میں نشوونما پائی اور ترقی کی منزلیں طے کیں، اسی طرح بچوں کے ادب کا آغاز بھی وہیں ہوا۔ بزرگانِ دین نے چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے جو رسالے تصنیف کیے ان کا موضوع اسلام تھا۔ اس دور میں دین کی اہم باتوں اور رسولِ اکرم ؐ کی سیرت پر مشتمل مضامین مسلسل لکھے گئے صحیح معنوں میں انہی مضامین سے بچوں کے ادب کا آغاز ہوتا ہے جیسا کہ پروفیسر حامد اللہ افسر رقم طراز ہیں:

> "بچوں کے لیے نثر لکھنے کا رواج بھی اردو کے دکنی دور ہی سے ہوتا ہے۔ وہ اردو کا بالکل ابتدائی دور تھا اور ہمارے صوفیائے کرام نے اسلام کے ابتدائی مسائل اور نماز روزہ کی تلقین کے لیے کچھ کتابیں لکھیں تھیں جن کا مقصد زیادہ تر یہ تھا کہ ان کی مدد سے بچوں کو مذہبی تعلیم دی جائے۔"

اس ابتدائی دور میں سیرت کے موضوع پر بچوں کے لیے لکھنے والوں نے جو کچھ بھی لکھا اس کا انداز خاصا پرانا تھا۔ ان تحریروں میں ناصحانہ رنگ نمایاں ہے۔ نہایت ادق الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ اندازِ بیاں خاصا مشکل ہے۔ مثال کے طور پر سولھویں صدی عیسوی کے اوائل کے مصنف شاہ میراں جی کی یہ تحریر ملاحظہ ہو۔

> "سوائے عزیز! خدا کا صفت بہوت کرنا ہور
> محمد ؐ پر درود بھیجنا ہور ان کے فرزنداں کوں
> ہور سب امت کے خاصاں کوں"

بچوں کی نفسیات کا علم تو بہت بعد کی ایجاد ہے۔ اس زمانے میں جو زبان مروج تھی اسی میں وہ سیرت کے موضوع پر کتابیں لکھا کرتے تھے۔

بیسویں صدی میں ہمارے ہاں بچوں کے ادب کو خاصی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ لکھنے والوں نے اس صنف کی جانب خصوصی توجہ مبذول کی بچوں کے لیے ایسی کہانیاں، نظمیں اور مضامین لکھے گئے جن میں سادگیٔ بیان بھی تھی اور آسان و عام فہم الفاظ کا استعمال بھی۔ اب لہجہ اور طرزِ نگارش کو بچوں کے مزاج اور ان کے جذبات و محسوسات کے عین مطابق بنانے کی کوشش کی گئی۔

اس خوشگوار تبدیلی کا براہِ راست اثر سیرت کے ادب پر بھی پڑا۔ چنانچہ اس دور میں نہ صرف بچوں کے مزاج و مذاق اور طبع و رجحان

کے پیشِ نظر سیرت کی کتابیں لکھی گئی ہیں، بلکہ ان میں اندازِ بیان، لب و لہجہ اور الفاظ کی سادگی پر خاص زور دیا گیا۔ ہر مصنف نے آنحضرتؐ کی سیرتِ مبارکہ کو بچوں کے لیے نہایت سہل اور آسان طور پر پیش کرنے کی کوشش کی۔

علامہ سید سلیمان ندوی "سیرۃ النبیؐ" کے مصنف کی حیثیت سے خاصے جانے پہچانے ہیں۔ انہوں نے اپنے محترم استاد علامہ شبلی نعمانی کے شروع کیے ہوئے کام کو جس حُسن و خوبی سے پایۂ تکمیل تک پہنچایا، وہ ان کے علمی و ادبی مرتبے کو واضح کر دیتا ہے۔ سلیمان ندوی مرحوم نے یہ اہم کتاب لکھ کر نہ صرف اردو میں سیرت کے ادب کو خاصا وقیع بنایا بلکہ جملہ زبانوں کے ادب میں سیرت نگاری کے فن کو جلا بخشی۔

اردو کے اس مایۂ ناز ادیب نے چھوٹے چھوٹے کمسن بچوں کے لیے بھی سیرت کی ایسی کتاب لکھی جو نہ صرف برصغیر پاک و ہند کے تمام مدرسوں میں داخلِ نصاب رہی، بلکہ ہندی، گجراتی اور بنگلہ زبان میں اس کے ترجمے بھی شائع ہوئے۔ سیرتِ نبویؐ پر بچوں کے لیے لکھی ہوئی اس کتاب کا نام "رحمتِ عالمؐ" ہے۔ اس کے دیباچے میں علامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:

"ایک زمانے سے دوستوں کا اصرار تھا کہ
چھوٹے لڑکوں اور معمولی پڑھے لکھے لوگوں
کے لیے سیرت کی ایک چھوٹی سی کتاب لکھوں
جس کا پڑھنا اور سمجھنا سب کے لیے آسان
ہو۔"

دوستوں کی فرمائش کی تکمیل میں سید صاحب نے جو کتاب لکھی وہ بچوں کے ادب میں سیرت کی معرکہ آرا کتاب قرار پائی۔ آسان الفاظ میں، نہایت سہولت کے ساتھ تمام واقعات کو بیان کر دینا ہی مصنف کا کارنامہ ہے۔ تصنیف کے دوران اس امر کی بھرپور کوشش کی گئی ہے کہ نہ تو کوئی اہم واقعہ چھوٹنے پائے اور نہ واقعات کے بیان میں ہی الجھاؤ پیدا ہو۔ ہر بات اس سادگی اور صفائی کے ساتھ لکھی ہے کہ کم عمر قاری کسی ذہنی بوجھ کے بغیر مصنف کے ساتھ ساتھ چلتا ہے اور اس کے شعور میں واقعات کی کڑیاں ایک دوسرے سے پیوست ہوتی چلی جاتی ہیں۔

یہ بات بلاخوفِ تردید کہی جائے گی کہ "سیرۃ النبیؐ" جیسی بلند پایہ کتاب کا مصنف جب بچوں کے لیے "رحمتِ عالمؐ" لکھتا ہے تو خود بھی بچہ بن جاتا ہے اور تمام حالات و واقعات کو ایک معصوم بچے کی نظر سے دیکھتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ کتاب نہ صرف دینی اہمیت کی حامل ہے، بلکہ بچوں کے ادب کا ایک حسین مرقع بھی!

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف و توصیف بیان کرتے کے لیے سلیمان ندوی نے جو طرزِ نگارش اختیار کی ہے، اس کے مطالعہ سے ہی یہ حقیقت مترشح ہو جاتی ہے کہ یہ کتاب بچوں کی ذہنی سطح اور علمی معیار سے کس قدر مطابقت رکھتی ہے:۔

"تم روز دیکھتے ہو کہ ایک شخص اپنے دل
کی کوئی بات جس کو پیغام کہتے ہیں، دُور کسی
دوسرے کے پاس بھیجتا ہے تو وہ اپنی بات کسی
معتبر آدمی سے کہہ دیتا ہے اور وہ آدمی اس
بات کو سن کر دوسرے شخص کو سنا آتا ہے۔ اس
معتبر آدمی کو ہم قاصد اور پیغام لے جانے والا
اور فارسی میں پیغام بر اور عربی میں رسول
کہتے ہیں۔"

علامہ سید سلیمان ندوی نے ۱۹۴۰ء میں "رحمتِ عالمؐ" لکھ کر بچوں کے لیے سیرت کا ڈول ڈالا تھا۔ پینتالیس سال کا طویل عرصہ گزر جانے کے باوجود بھی مرحوم کا یہ کام آج بھی بڑی قدر و منزلت کا حامل ہے۔

ہمارے دوسرے بزرگ جنہوں نے بچوں کے لیے سیرت کا ادب تیار کرنے کی جانب خصوصی توجہ مبذول کی، وہ بذاتِ خود بچوں کے بہت بڑے ادیب ہیں۔ میری مراد جامعہ ملیہ دہلی کے سابق استاد، بچوں کے رسالہ "ستارہ" کراچی کے سابق مدیر اور سندھی جریدہ "نئین زندگی" کے سابق ایڈیٹر جناب عبدالواحد سندھی سے ہے۔ موصوف نے بچوں کے لیے جہاں سینکڑوں کی تعداد میں کہانیاں لکھیں، وہاں انہیں اسلامی تاریخ سے آشنا کرانے کے لیے متعدد کتابیں تصنیف کیں۔ ان کے علاوہ سندھی صاحب کی ایک اہم کتاب "رسولِ پاکؐ کون تھے؟" جامعہ ملیہ دہلی

کے لیے لکھی گئی اس کتاب کے اب تک بیسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اپنی طرز کی یہ انوکھی کتاب قبول عام کا درجہ حاصل کر چکی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کا کون سا ایسا مدرسہ ہوگا جہاں چھوٹے چھوٹے بچوں کو سیرتِ مبارکہ سے روشناس کرانے کے لیے یہ کتاب نہ پڑھائی گئی ہو۔

عبدالواحد سندھی صاحب نے اس کتاب میں زبان و بیان کی سادگی اور صفائی کے ساتھ ساتھ قصہ گوئی کا انداز پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ جیسا کہ سب ہی جانتے ہیں، بچوں کو قصہ کہانی سے فطری لگاؤ ہے۔ قصے کے پیرائے میں بیان کی ہوئی ہر بات چاہے وہ کیسی ہی خشک کیوں نہ ہو، نو عمر قارئین کی توجہ اپنی جانب مبذول کر لیتی ہے سندھی صاحب نے اس طریقے کو اپنا کر سیرت کے ادب کو بچوں میں خاصا مقبول بنا دیا ہے۔ انہوں نے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زندگی، آپ ﷺ کے اخلاق و کردار اور حالات و واقعات کو اس طرح پیش کیا ہے کہ بچہ ذوق و شوق کے ساتھ اس کتاب کا مطالعہ کرتا ہے اور اسے دلی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ تحریر کی شگفتگی بھی ننھے ذہن کو پوری طرح مسحور کر لیتی ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو:

"اب سے سینکڑوں برس پہلے کی بات ہے۔ عرب کے بسنے والے بڑے بے رحم اور جاہل تھے۔ آدمی کی جان لینا ان کے آگے کوئی بات ہی نہ تھی۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر لڑ مرتے تھے۔ ان کی لڑائیاں تو پچاس پچاس برس تک ختم نہ ہوتی تھیں۔ گھر کے گھر اجڑ جاتے تھے۔"

اب میں جس ادیب کا تذکرہ کرنا چاہتا ہوں وہ الیاس احمد مجیبی ہیں، جن کا بچوں کے ادب میں ایک امتیازی مقام ہے۔ ان کی تحریریں ننھے منھے پڑھنے والوں کو لذتِ کام و دہن عطا کرتی رہی ہیں اور سیرتِ مبارکہ پر ان کی لکھی ہوئی کتاب کا نام "پیارے نبی ﷺ" ہے اس کتاب کی زبان سادہ اور آسان ہونے کے علاوہ بے حد دلچسپ اور پر لطف ہے۔ سلیس عبارت اور سہل الفاظ پر مشتمل اس کتاب نے بچوں کو حضور اکرم ﷺ کی سوانح سے جس عمدہ طریقے سے آگاہ کیا ہے، وہ اسی کا حصہ ہے۔ بقول مولانا عبدالماجد دریابادی:

"پیارے نبی ﷺ، آپ کے بچوں، بچیوں، عزیزوں دوستوں کی کمسن اولاد کے لیے خاندان و وطن کے نونہالوں کے لیے بہترین تحفہ ہے۔ شیریں زبان دلآویز طرزِ بیان، نپے تلے لفظوں میں سچے حالات، نہ اتنے مختصر کہ مطلب خبط ہو جائے، نہ ایسے مفصل کہ طبیعت اکتا جائے۔"

بچوں کے لیے سیرت کے ادب کو مجیبی صاحب کی ذات سے جس قدر فیض پہنچا ہے۔ اس کی مثال کہیں اور نہیں ملتی۔ موصوف نے "پیارے نبی ﷺ" کے علاوہ سیرت کے موضوع پر بے شمار مضامین اور رسالے تصنیف کیے ہیں۔ بچوں کے ادب میں ان سب کی اہمیت مسلّم ہے۔ انہوں نے یہ خدمت انجام دے کر سیرت کے ادب کو خاصا وقیع بنا دیا ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد کے الفاظ ہیں:

"تعلیم اور علم مطالعہ کے لیے ضرورت تھی کہ آسان اور صاف زبان میں آنحضرت صلعم، صحابۂ کرام رضؓ اور اکابر اسلام کی سیرت پر چھوٹے چھوٹے رسالے لکھے جائیں۔ مجیبی صاحب نے جو رسالے لکھے ہیں وہ اس غرض کے لیے نہایت مفید اور موزوں ہیں۔"

علامہ سید سلیمان ندوی، عبدالواحد سندھی اور الیاس احمد مجیبی کے علاوہ ہمارے دوسرے ادیبوں نے بھی اس اہم موضوع کی طرف توجہ کی ہے اور بچوں کے لیے کارآمد کتابیں تصنیف کی ہیں۔ ان سب لکھنے والوں کی کوششیں قابلِ تحسین ہیں۔ ان کی یہ خدمات نہ صرف دینی نقطۂ نظر سے قدر و منزلت کی حامل ہیں بلکہ ادبی لحاظ سے بھی ان کی وقعت و ہمہ گیری مسلّم ہے۔ بچوں کے نثری ادب کو سیرت پر لکھی ہوئی چند کتابوں نے خاصا پروان چڑھایا ہے۔

متذکرہ بالا ادیبوں کے علاوہ جن لکھنے والوں نے بچوں کے لیے اس موضوع پر کام کیا ہے، اس کا تھوڑا بہت اندازہ درج ذیل فہرست سے لگایا جا سکتا ہے:۔

نام کتب	مصنف
١۔ سرورِ عالمؐ	مولانا غلام رسول مہر
٢۔ سرکارِ مدینہؐ	چراغ حسن حسرت
٣۔ حیات النبیؐ	؍؍ ؍؍ ؍؍
٤۔ سراپائے رسولؐ	مولانا اعجاز الحق قدوسی
٥۔ گدڑی کا لال	مولانا حامد حسن قادری
٦۔ رسولِ عربیؐ	عبدالسلام خورشید
٧۔ سب سے بڑے جرنیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	مقبول انور داؤدی
٨۔ ہمارے نبیؐ	نواب علی
٩۔ سید الانبیاءؐ	غلام ربانی عزیز
١٠۔ پیارے رسولؐ	افضل حسین
١١۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	عبدالمجید بھٹی
١٢۔ اسوۂ حسنہ	احمد عبداللہ المسدوسی
١٣۔ رسولِ پاکؐ	عبدالحفیظ
١٤۔ سرورِ کائناتؐ	ساحل بلگرامی
١٥۔ پیارے رسولؐ کیسے تھے	مائل خیرآبادی
١٦۔ معراج شریف	عبدالصمد صارم
١٧۔ حضورؐ کا پیغام	عابد نظامی
١٨۔ ہمارے حضورؐ	؍؍ ؍؍
١٩۔ ہمارے آقاؐ	کلیم نشتر
٢٠۔ ہمارے نبیؐ	؍؍ ؍؍
٢١۔ ہمارے حضورؐ	ایاز احمد
٢٢۔ مشعلِ نبوتؐ	؍؍ ؍؍
٢٣۔ بچوں سے پیار کرنے والے رسولؐ	چوہدری عبدالغفور
٢٤۔ اللہ کے پیارے محمدؐ	سید امیر حسن نورانی
٢٥۔ جنت کا دولہا	سید حبیب احمد
٢٦۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم	بلیغ الدین جاوید
٢٧۔ رحمتِ عالمؐ	حاجی فضل احمد
٢٨۔ سب سے زیادہ مہربان	محمد ولی اللہ خان
٢٩۔ سرتاج الاولیاءؐ	عبدالرحمٰن شوق امرتسری
٣٠۔ سرورِ کائنات حضرت محمدؐ	قاضی عبدالنبی کوکب
٣١۔ دو جہاں کے والیؐ	چوہدری بشیر احمد
٣٢۔ محمد عربی	خورشید احمد انور
٣٣۔ محمد رسول اللہؐ	اکرام قمر
٣٤۔ تعلیمات رسول صلی اللہ علیہ وسلم	مولانا محمد اسرائیل
٣٥۔ ہمارے نبیؐ	بیگم ایچ آئی احمد

بچوں کے لیے سیرت کے موضوع پر نثر کی کتابیں ہی تصنیف نہیں کی گئیں، شاعروں نے بھی حضور اکرمؐ کی مبارک زندگی اور آپؐ کی تعلیمات کو اپنی نظموں کا موضوع بنایا ہے۔ یہ ساری منظومات بچوں کے رسائل میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔ سیرت کے ادب میں ان نظموں کی اہمیت بھی مسلّم ہے۔ بچوں نے ان کے ذریعے سرکارؐ کی زندگی اور آپؐ کے اخلاق و کردار کے بارے میں بہت سی معلومات حاصل کی ہیں۔ ذیل میں بچوں کے دو مشہور و معروف شاعروں کی نعتوں کا اقتباس پیش کر رہا ہوں جس سے یہ اندازہ ہو جائے گا کہ سادہ و سہل انداز میں آنحضرتؐ کی سیرت مبارکہ کو اشعار میں اجاگر کیا گیا ہے۔

صوفی غلام مصطفےٰ تبسم

وہ حق کی باتیں بتانے والے
وہ سیدھا رستہ دکھانے والے
وہ راہبر، راہنما ہمارے
نبیؐ ہمارے، نبیؐ ہمارے
درود ان پر، سلام ان پر
انھی کی خاطر دمک رہے ہیں
انھی کے دم سے چمک رہے ہیں

زمیں کے ذرّے، فلک کے تارے
نبیؐ ہمارے، نبیؐ ہمارے
درود اُن پر سلام اُن پر

شفیع الدین نیّر

دکھائی ہمیں راہِ اسلام کس نے
سنایا ہمیں حق کا پیغام کس نے
ہمارے نبیؐ نے، ہمارے نبیؐ نے

محبت کی یہ ریت کس نے سکھائی
کہ انسان سب بن گئے بھائی بھائی
ہمارے نبیؐ نے، ہمارے نبیؐ نے

یتیموں کا دل شاد کس نے کیا ہے
غلاموں کو آزاد کس نے کیا ہے
ہمارے نبیؐ نے، ہمارے نبیؐ نے

متذکرہ بالا سطور سے یہ حقیقت بخوبی واضح ہو جاتی ہے کہ اُردو زبان میں بچوں کے لیے سیرت کا ادب یوں تو کمیت کے لحاظ سے بہت زیادہ نہیں، لیکن جہاں تک کیفیت کا تعلق ہے، اس کی اہمیت و افادیت مسلم ہے۔ اس ادب نے ہمارے بچوں کو سرکارِ دو عالمؐ کی پُروقار زندگی اور آپؐ کے اعلیٰ اخلاق و کردار سے بخوبی واقف کرایا ہے۔ سیرت کے اس ادب نے نوعمر افراد کے ذہن و دل میں رسولِ اکرمؐ کی محبت اس طرح قائم کی ہے کہ آج مغربی تہذیب و تمدن کی بادِ سموم بھی گلہائے عقیدت کو کملا نہیں سکتی۔ پیارے نبیؐ کی الفت ہر بچے کے دل میں ابدالآباد تک کے لیے قائم ہو گئی ہے اور علامہ اقبال کے اس شعر پر عمل پیرا ہونے کا جذبہ ننھے دماغوں میں پرورش پا رہا ہے ؎

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

قائد اعظم
اور
اُردو

"اردو ہماری قومی زبان ہے۔ ہمیں اس کو ہر قسم کے نقصان سے محفوظ، آلودگیوں سے پاک اور مخالفین کے جارحانہ اور معاندانہ عزائم سے بچائے رکھنے کے لیے اپنی پوری توانائی اور زور لگا دینا چاہیے۔"

(دوسری کل پنجاب اردو کانفرنس
کے نام قائد اعظم کا پیغام)
مورخہ ۱۳ر فروری ۱۹۴۱ء

○

اردو وہ زبان ہے جسے برصغیر کے کروڑوں مسلمانوں نے پرورش کیا ہے۔ اسے پاکستان کے ایک سرے سے دوسرے تک سمجھا جاتا ہے یہ وہ زبان ہے جو دوسری صوبائی اور علاقائی زبانوں سے کہیں زیادہ اسلامی ثقافت اور روایات کے بہترین سرمایہ پر مشتمل ہے۔ اور دوسرے اسلامی ملکوں کی زبانوں سے قریب ترین ہے۔

○

اگر پاکستان کے مختلف حصوں کو باہم متحد ہو کر ترقی کی شاہراہ پر گامزن ہونا ہے تو اس کی سرکاری زبان ایک ہی ہو سکتی ہے اور وہ میری رائے میں اردو اور صرف اردو ہے۔

(جلسہ تقسیم اسناد
ڈھاکہ یونیورسٹی)
۲۴ مارچ ۱۹۴۸ء

مجیب الرحمٰن مفتی (مرحوم)

ھدایات معتمدی

ضمیمہ " و "

(ملاحظہ ہو ہدایت نمبر ۸ ۳)

یہ تصور کر لیا جائے گا کہ ہر وزارت / ڈویژن نے اپنی یادداشتوں کو الگ الگ تخصیص شدہ وزارت / ڈویژن کی طرف سے مندرجہ ذیل افسران کے پاس بھیجنے کی عام منظوری دے دی ہے۔

۱ - کسی بھی وزارت کی طرف سے

(i) افسران جو بلحاظ منصب سیکرٹریٹ کے عہدہ دار ہوں

(ii) محاسب اعلیٰ پاکستان - محاسب اعلیٰ محاصل پاکستان

(iii) ناظم حسابات محاصل پاکستان

(iv) نگران کار پیٹینٹ و ڈیزائن

(v) انجینئر اعلیٰ - محکمہ تعمیرات عامہ پاکستان

(vi) ناظم اعلیٰ سرمایہ اندوزی، ترقی و فراہمی

(vii) ناظم اعلیٰ شہری ہوابازی

(viii) ناظم اعلیٰ پاکستان محکمہ ڈاک

(ix) ناظم اعلیٰ پاکستان محکمہ تار و ٹیلیفون

(x) ناظم محکمہ اہم دستاویزات

(xi) ناظم - محکمہ کتب خانہ جات

(xii) رجسٹرار - مرکزی دفتر تحقیق تصنیف

(xiii) ناظم اطلاعات خاص بیورو

(xiv) ناظم اعلیٰ فروغ برآمدات بیورو

(xv) ناظم اعلیٰ خوراک

(xvi) افسر اعلیٰ اطلاعات - محکمہ اطلاعات عامہ

(xvii) ناظم اعلیٰ مساحت پاکستان

۲ - کابینہ ڈویژن کی طرف سے

(i) ناظم محکمہ حفاظت مواصلات

(ii) ناظم - پاکستان کمپیوٹر بیورو

(iii) نگران کار محکمہ سامان تحریر و فارم

(ب) قسمت عملہ

(i) صدر نشین یا معتمد وفاقی امور یہ سرکاری ملازمت

(ii) ناظم ادارہ تربیت دفتری امور

(iii) پرنسپل پاکستان انتظامی عملہ کالج، لاہور

(iv) ناظم انتظامی بہبود و گروہی بیمہ فنڈ

۳ - وزارت تجارت کی طرف سے

(i) نگران کار اعلیٰ درآمد و برآمد

(ii) نگران کار بیمہ

(iii) صدر نشین / معتمد، کپاس بورڈ

۴ - وزارت مواصلات کی طرف سے

نگران کار مواصلات ڈویژن

(i) جہاز رانی

(ii) افسر اعلیٰ محکمہ بحری تجارت

(iii) کمانڈنٹ - بحری اکادمی

۵ - وزارت ثقافت اور سیاحت کی طرف سے

ثقافت، کھیل اور نوجوانوں کے معاملات کا ڈویژن

(i) ناظم شعبہ آثاریات

(ii) صدر نشین، مرکزی فلم سنسر بورڈ

۶۔ وزارت دفاع کی طرف سے

(الف) شہری ہوابازی ڈویژن

(i) ناظم اعلیٰ۔ محکمہ موسمیات

(ب) دفاع ڈویژن

(i) چیئرمین۔ جائنٹ چیف آف اسٹاف کمیٹی
چیف آف دی آرمی اسٹاف
چیف آف دی نیول اسٹاف
چیف آف دی ایئر اسٹاف

(ii) جنرل۔ نیول اور ایئر ہیڈکوارٹرز کے پرنسپل اسٹاف افسران۔

(iii) معتمد عسکری جنرل ہیڈکوارٹرز

(iv) انجینئر اعلیٰ جنرل ہیڈکوارٹرز

(v) جج ایڈووکیٹ جنرل۔ آرمی، ایئرفورس اور جج ایڈووکیٹ بحریہ۔

(vi) ناظم اعلیٰ بین عسکری اطلاعات خاص

(vii) حساب دار اعلیٰ عسکری

(viii) معتمد بورڈ، مسلح افواج

(ix) سرجن جنرل۔ جنرل ہیڈکوارٹرز

(x) چیف آف دی جائنٹ سیکریٹریٹ

(xi) انتظامی افسر اعلیٰ جنرل ہیڈکوارٹرز

(ج) دفاعی پیداوار کی ڈویژن

(i) چیئرمین پاکستان صنعت سامان حربی بورڈ

(ii) ناظم اعلیٰ۔ پیداوار۔ گولہ بارود

(iii) ناظم اعلیٰ۔ دفاعی خریداری۔

(iv) سائنس دان اعلیٰ و سائنسی مشیر۔ دفاعی سائنس وفنی ادارہ۔

(v) ناظمین منصوبہ جات

(vi) ناظم اعلیٰ۔ طیرانیاتی منصوبہ جات

(vii) ناظم اعلیٰ بازسازی کا بھاری کارخانہ

۷۔ وزارت تعلیم کی طرف سے

تعلیمی ڈویژن

(i) ناظم۔ مرکزی تعلیمی بیورو

(ii) ناظم برائے وفاقی تعلیمی ادارہ جات

(iii) رجسٹرار۔ مرکزی دفتر حق تصنیف

(iv) ناظم محکمہ کتب خانہ جات

۸۔ وزارت مالیات و اقتصادی امور کی طرف سے

مالیات ڈویژن

(i) گورنر۔ بنک دولت پاکستان

(ii) محاسب اعلیٰ برائے پاکستان یا کوئی حساب دار اعلیٰ بشمول حساب دار اعلیٰ، عسکری

(iii) ممبران۔ مرکزی محاصل بورڈ

(iv) ناظم اعلیٰ۔ قومی بچت

(v) سیکورٹیز اور ایکسچینج اتھارٹی آف پاکستان۔

۹۔ وزارت صحت اور سماجی بہبود کی طرف سے

(i) ناظم۔ مرکزی ادارہ جات صحت

(ii) ناظم۔ انسداد تپ دق

۱۰۔ وزارت مکانات و تعمیرات

(الف) تعمیرات ڈویژن
افسر املاک

(ب) ماحول اور شہری معاملات کی ڈویژن

(i) صدرنشین۔ ماحول کی منصوبہ بندی اور تعمیراتی مشاورت لیمیٹڈ برائے پاکستان۔

۱۱۔ وزارت صنعت کی طرف سے

صنعت ڈویژن

(i) ناظر اعلیٰ منتجرات

(ii) مامور پارچہ بافی

۱۲۔ وزارت اطلاعات ونشریات

اطلاعات ونشریات ڈویژن

(i) ناظم اعلیٰ۔ فلم و مطبوعات

(ii) رئیس افسر اعلیٰ اطلاعات۔ محکمہ اطلاعات عامہ

(xi) ناظم اعلیٰ۔ پاکستان قومی مراکز

(xii) ناظم اعلیٰ۔ محکمہ تحقیق و حوالہ جات

۱۳۔ وزارت داخلہ کی طرف سے

داخلہ ڈویژن

(i) ناظم اعلیٰ۔ وفاقی ادارہ تفتیش

(ii) ناظم پاسپورٹ

(iii) صدر نشین۔ ادارہ ترقیات اسلام آباد

۱۴۔ وزارت محنت و افرادی قوت کی طرف سے

(و) محنت ڈویژن

(i) صدر نشین ماموریہ قومی صنعتی تعلقات

(ii) صدر نشین۔ معدل عمل در آمد برائے ملازمین اخبارات

(ب) افرادی قوت ڈویژن

(i) ناظم اعلیٰ۔ ترک وطن و بیرون ملک روزگار بیورو

(ii) ناظم اعلیٰ۔ قومی تربیتی بیورو

۱۵۔ وزارت پٹرولیم و قدرتی ذخائر کی طرف سے

پٹرولیم و قدرتی وسائل ڈویژن

(و) ناظم اعلیٰ۔ مساحت ارضیات، پاکستان

(ب) فنی شعبہ مشتمل بر:۔

(i) ناظم اعلیٰ

(ii) ناظم اعلیٰ برائے تیل

(iii) ناظم اعلیٰ برائے گیس

(iv) ناظم اعلیٰ برائے ذخائر توانائی

۱۶۔ وزارت منصوبہ بندی و ترقیات کی طرف سے

شماریات ڈویژن

(i) وفاقی شماریات بیورو

(ii) ماموریہ مردم شماری، تنظیم مردم شماری

(iii) ماموریہ زرعی شماریات۔ تنظیم زرعی شماریات

۱۷۔ وزارت ریاست علاقہ جات سرحدی امور کشمیر کی طرف سے

کشمیر و شمالی علاقہ جات ڈویژن

(i) ماموریہ شمالی علاقہ جات

(ii) ناظم۔ امور صحت۔ آزاد کشمیر و شمالی علاقہ جات

(iii) ناظم۔ شہری فراہمی و نقلیات برائے شمالی علاقہ جات

(iv) ماموریہ عدالتی شمالی علاقہ جات۔ گلگت۔

(v) ناظم تعلیم۔ شمالی علاقہ جات۔ گلگت

ماموریہ تنظیم آبادکاری مہاجرین جموں و کشمیر، راولپنڈی

۱۸۔ وزارت پانی اور بجلی کی طرف سے

(و) مشیر اعلیٰ انجینیئری و صدر نشین۔ وفاقی ماموریہ برائے انسداد سیلاب

(ب) وفاقی ماموریہ برائے طاس سندھ

(۱۹) وزارت مذہبی امور و اقلیتی امور کی طرف سے

صدر نشین۔ بورڈ وقف جائیداد متروکہ

(یکم مارچ ۱۹۸۳ء تک تصحیح شدہ)

بالمشافہ

ریڈیو پاکستان کے پندرہ روزہ پروگرام "بالمشافہ" میں مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی کے ساتھ ایک نشست ہوئی۔

سوال کرنے والے حضرات :
سید انصار ناصری ، شبیر حسین شاہ

پروگرام کی تفصیل قارئین کی نذر ہے۔

ڈاکٹر وحید قریشی : مقتدرہ قومی زبان کا قیام آج سے چھ برس پہلے ہوا تھا۔ کابینہ کی ایک قرارداد اس مقصد کے لیے منظور کی گئی جس کی روشنی میں یہ ادارہ سامنے آیا۔ پاکستان کے آئین میں یہ درج تھا اور ہے کہ پندرہ برس کے اندر اندر سارے ملکی نظام کو اردو میں منتقل کرنا ہے۔ اس مقصد کے حصول کے لیے یہ ادارہ قائم کیا گیا۔ اس کے فرائض میں دو تین باتیں بنیادی طور پر شامل ہیں۔ اردو کو قومی زبان کی حیثیت سے فروغ دینے کے لیے ذرائع وسائل پر غور کرنا، اس سلسلے میں اقدامات کرنا اس کے علاوہ سرکاری نیم سرکاری دفاتر عدالتوں اور دوسرے اداروں میں کام کرنے والے عملے کی تربیت کے لیے مواد خواندگی تیار کرنا تیسرا یہ کہ اردو کے لیے جو ترقیاتی ادارے کام کر رہے ہیں ان میں باہمی ربط پیدا کرنا ۔ علاوہ ازیں یہ بھی کہ وفاقی اور صوبائی ملازمتوں کے کمیشنوں کے تعاون سے قومی زبان کو مقابلے کے امتحانات میں ذریعۂ امتحان کے طور پر اختیار کرنے کے لیے مناسب اقدامات کرنا۔ مختصر طور پر یہ اس کے بنیادی مقاصد ہیں ۔ ان امور پر عمل درآمد کے لیے سب سے پہلے ہم نے اس بات کا جائزہ لیا کہ وہ کون سا سیکٹر ہو سکتا ہے جس میں ہمیں زیادہ آسانی کے ساتھ کام کرنے کا موقع مل سکتا ہے۔ ہمارے سامنے تین سیکٹر تھے :

۱۔ دفتری امور و نظام
۲۔ تعلیم کا شعبہ
۳۔ مقابلے کے امتحانات

ہم نے پہلے اپنی ترجیحات متعین کیں اور کام کا آغاز دفتری امور سے کیا۔ ہمارا اندازہ ہے کہ گریڈ ۱۶ یا ۱۷ تک کے لوگ عموماً یونیورسٹیوں سے آتے ہیں، ان کے ہاں اردو کی شنوائی زیادہ ہے۔ ان میں قومی زبان کو خوش آمدید کہنے کا جذبہ بھی زیادہ واضح ہے ۔ ہم نے دفاتر سے کام کا آغاز کر دیا۔ دفتری ضروریات کے تحت اب تک ہم کوئی دس کتب شائع کر چکے ہیں ۔ ہم نے حال ہی میں مراسلت کے سلسلے میں آٹھ جلدوں پر مشتمل ایک سلسلہ کتب تیار کرنا شروع کیا ہے ۔ اسی طرح اردو کے جملوں اور ترکیبات پر مشتمل ایک لغت بھی شائع کی ہے کتاب چھپ چکی ہے آج کل ہم اس کی طباعتی اغلاط درست کر رہے ہیں اس کے بعد اسے عام استعمال کے لیے مارکیٹ میں لے آئیں گے۔

دوسرے سیکٹر کا آغاز ہم نے اسی سال سے کر دیا ہے یعنی درسی کتابوں کی تیاری اور بعض کے تراجم۔ اس سلسلے میں ابتدائی منصوبہ بندی کی جا چکی ہے اور یونیورسٹی گرانٹس کمیشن ترجیحات کا تعین، کتب کا انتخاب اور ترجمہ کرنے والوں کی فہرست تیار کر رہا ہے۔

جہاں تک اس ادارے کی اپنی حیثیت کا تعلق ہے فی الحال اس ادارے کا کوئی آرڈیننس یا ایکٹ یا بل نہیں ہے۔ یہ ادارہ محض کابینہ کی ایک قرارداد کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے نتیجہ یہ ہے کہ ہماری حدود اور دائرہ کار اور انتظامی حیثیت بھی ابھی تک متعین نہیں حالانکہ قومی زبان کا کام کرنے کے لیے اختیارات و وسائل کے بارے میں بھی غور کرنا ضروری ہے۔ اب اگر اس ادارے کو محض ایک سرکاری محکمہ بنا دیا گیا تو پھر یہ چل نہیں سکے گا اور جو تیز رفتاری عوام اور حکومت چاہتے ہیں وہ شاید پیدا نہ ہو سکے ضرورت ہے کہ یہ ادارہ ایک بڑی حد تک آزاد اور خود مختار ادارے کے طور پر چلایا جائے۔ اس پہلو پر حکومت کی خصوصی توجہ درکار ہے۔

انصار ناصری : ڈاکٹر صاحب آپ نے واضح طریقے سے اور نہایت ہی جامع انداز میں مقتدرہ کے بارے میں سب کچھ بتا دیا ہے لیکن آپ کے اسی بیان سے دو چار باتیں ذہن میں آتی ہیں، ان میں پہلی بات یہ ہے کہ دفتری اصطلاحات کے بارے میں بہت کچھ کام تو ہوا ہے لیکن اس کی معیار بندی کے سلسلے میں آپ کیا طرز عمل اختیار کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر صاحب : صورت یہ ہے کہ شروع میں پنجاب کی مجلس دفتری نے جو صوبائی نوعیت کا ادارہ ہے، دفتری اصطلاحات کی ایک لغت تیار کی اور اسے چھاپ دیا۔ اب ہم نے یہ کیا کہ اس میں جو زیادہ استعمال کے الفاظ ہیں وہ انتخاب کر کے ایک چھوٹی سی دفتری اصطلاحات کی لغت تیار کر کے شائع کر دی تھی اور پہلے پہل اسی کو استعمال کیا لیکن اسی دوران ہمیں کچھ مشکلات پیش آئیں اور اکثر اصطلاحات کے بارے میں یہ صورت حال سامنے آئی کہ اس لغت کی بعض اصطلاحات نامانوس تھیں، دوسرے پنجاب کی مجلس کا دائرہ صوبۂ پنجاب تک محدود تھا، اس کی معیار بندی پورے پاکستان کی سطح پر نہیں ہوئی تھی مقتدرہ کو اصطلاحات سازی کا اختیار تو ہے لیکن اسے حتمی قرار دینے کا اختیار نہیں ہے۔ اس کے بغیر اصطلاحات کا مسئلہ پیچیدہ ہوتا چلا جائے گا۔

سوال : میں یہی دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ معیار بندی کا کیا طریقہ ہے؟

جواب : جہاں تک دفتری اصطلاحات کا تعلق ہے ہم نے سب سے پہلے مجلس زبان دفتری پنجاب سے رابطہ قائم کیا۔ وہ مان گئے کہ لغت حتمی نظر ثانی کے لیے ہمارے حوالے کریں گے تاکہ اسے پورے پاکستان کے لیے معیار بند کیا جا سکے۔ لیکن انہوں نے یہ وعدہ ابھی تک پورا نہیں کیا چنانچہ اب ہم نے از خود اصطلاحات جمع کر کے وضع اصطلاحات کا کام شروع کیا ہے۔ ترجمے کے لیے جو زیادہ مواد ہمارے پاس پہنچا وہ مالیات کے محکمے سے تھا۔ ہم نے اصطلاحات سازی کا اسی سے آغاز کیا۔ ایک کمیٹی بنائی گئی، جس میں تین آدمی تو مالیات سے لیے گئے اور ان کے ساتھ دو اسکالر تھے۔ یہ اصطلاحات ہم نے شائع کر دیں۔ اس کے علاوہ محکموں اور ساتھ ساتھ عہدوں کے ناموں کے اردو ترجموں پر مشتمل بھی دو کتابیں چھاپ دی ہیں۔ اس کام کے لیے بھی اسی انداز پر مجالس استناد بنائی گئی تھیں۔

شبیر حسین شاہ : میں یہ گزارش کروں گا کہ دفتری اصطلاحات کے سلسلے میں جو کام ہو رہا ہے وہ عام سی چیز ہے جو اصطلاحیں انگریزی میں استعمال ہوتی۔ ان کا اردو ترجمہ یا انہیں نقل کرنا تو کوئی بڑا کام نہیں ہے یہ تو ہر کوئی کر سکتا ہے۔ اس میں مسئلہ جدید علوم کا ہے۔ جدید علوم میں نئی نئی اصطلاحات پیدا ہو رہی ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ سارا کام اور پورے سرمائے کا اردو میں منتقل کرنا مقتدرہ کی طاقت سے باہر ہے اس لیے کہ جب تک آپ براہ راست سائنس دان اور حساب دان حضرات کو شریک نہیں کریں گے ترجمے کا عمل ارتقا پذیر نہ ہو گا اس کے علاوہ جب تک ہم براہ راست قومی زبان میں علم خود بھی پیدا نہ کریں گے۔ میرا خیال ہے ہم صرف مقلد (FOLLOWER) ہی رہیں گے۔ انگریزی کے الفاظ نکلتے رہیں گے اور ہم ترجمہ کرتے رہیں گے۔ اس کے متعلق آپ نے کچھ سوچا؟

جواب : یہ چیز ہمارے لیے ایک مستقل الجھن کا باعث رہی ہے

ہماری انتہائی خواہش رہی ہے کہ تعلیم کے سیکٹر میں اور علوم و فنون کی جو ترقی ہو رہی ہے، اس سمت میں بھی ہم کچھ کام کریں چنانچہ ہم نے بعض افراد کو جو اس فن کے ماہرین ہیں۔ اس میں شریک کیا۔ متبادلات کی لغت ہم نے تیار کرکے ان کے تسویدی ایڈیشن شائع کیے ہیں کہ ان پر اہل علم کی رائے معلوم ہو جائے اور اس کی روشنی میں ہم معیار بندی کریں۔ چنانچہ فنیات کی لغت مقتدرہ نے شائع کر دی ہے۔ ریاضی کی اصطلاحات بھی چھپ گئی ہیں یہ تو ہوا ترجمے کا عمل، دوسری بات جس کی طرف آپ نے اشارہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ ہمارے ہاں ایک عام خیال یہ پیدا ہو گیا ہے کہ علم کا سرچشمہ صرف انگریزی زبان ہے حالانکہ ایسا نہیں۔ دنیا میں جب سے علوم بڑھے اور پھیلے ہیں، جسے انگریزی میں EXPLASION OF KNOWLEDGE کہا جاتا ہے۔ لوگ کھلم کھلا کہتے ہیں کہ انگریزی اب علوم تک پہنچنے کا واحد ذریعہ نہیں رہی کیونکہ پچاس فیصد علم تو انگریزی کے وسیلے سے ہمیں حاصل ہوتا ہے اور باقی پچاس دنیا کے دوسرے ممالک سے ہم تک پہنچتا ہے، جیسے جرمن، فرانسیسی، روسی، چینی زبان میں یہ علوم اب پھیل رہے ہیں۔ انگریزی دان ان زبانوں سے بھی مدد لے رہے ہیں چنانچہ انگلستان میں یا امریکہ میں جو دارالترجمے قائم ہیں ان میں برسرعت ترجمے کا یہ عمل انگریزی میں منتقل ہو رہا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ہمارے لیے انگریزی واحد سرچشمہ یا ایک دریچہ ہے میں یہ بھی وضاحت کر دوں کہ جب ہم اردو ذریعۂ تعلیم لانے کی بات کرتے ہیں تو ہم انگریزی کو بطور ایک لازمی ثانوی زبان زندہ رکھنے کے حق میں ہیں اور اسے رہنا چاہیے، ہم اس پر زور دیتے ہیں کہ انگریزی کے معیار کو بہتر بنانا چاہیے۔ اس کے لیے مناسب اقدامات ہونے چاہئیں اور اس طرح یہ دریچہ ہمارے لیے کھلا رہے تو بہتر ہے۔ لیکن لوگ ان دونوں باتوں کو آپس میں گڈمڈ کر دیتے ہیں اور انگریزی کو ذریعۂ تعلیم کے مسئلے سے الجھا دیتے ہیں۔

سوال: آپ کی بات سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ دوسری زبانوں میں بھی علم بڑھ رہا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انڈیجنس ٹیلنٹ اپنی زبان میں علم کو سمو سکتی ہے تو پھر اس کے لیے تحرک ضروری ہے یعنی حرکت پیدا کرنا۔ اب یہ قوم کے انٹلکچوئل کی ذمہ داری ہے اور قوم کے لیڈر شپ کی ذمہ داری ہے۔ جب تک مناسب ماحول نہیں پیدا ہو گا قومی زبان میں اعلیٰ سطح کا علمی سرمایہ ممکن نہیں، جب تک یہ نہیں ہوتا اس وقت تک آپ کی راہ میں رکاوٹیں رہیں گی اس کے متعلق آپ نے کچھ سوچ بچار کی ہے؟

جواب: اس میں دو چیزیں ہیں، ایک تو یہ کہ زبان کی جب تک کسی خاص سیکٹر میں استعمال نہ کی جائے اس کی صلاحیت نہیں بڑھتی۔ چاہے ہم پچاس ہزار کتابیں ترجمہ کرکے رکھ لیں وہ مفید نہیں ہوں گی جب تک عملی طور پر اسے نافذ نہیں کیا جائے گا۔ اگر ہم ذریعہ تعلیم تبدیل کر دیں تو کتابیں خود بخود مارکیٹ میں آنا شروع ہو جائیں گی۔ پبلک سیکٹر کی طرف سے بھی اور دوسرے اداروں کی طرف سے بھی جب تک اردو کی آزمائش اس سیکٹر میں نہیں ہوتی، بات نہیں بنے گی، جو ہم کام کر رہے ہیں اس کی صحت کی جانچ تو استعمال ہی سے ہوگی، پھر اس پر نظرثانی ہوتی رہے گی۔ باقی شاہ صاحب نے جو دوسرا سوال اٹھایا ہے اس سلسلے میں متعلقہ لوگوں کو آمادہ کرنا ضروری ہے۔

ہمارے ہاں لسانی مسئلہ شروع ہی سے تحریک پاکستان کے ساتھ ایک سیاسی مسئلہ رہا ہے۔ سیاسی مسئلوں کے حل سیاسی ہوتے ہیں اور علمی مسئلوں کے علمی۔ ہمارے ہاں ایک غلط تاثر یہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ہم لسانی سطح پر کوئی سمجھوتہ کر لیں گے تو وہ آخری اور قطعی ہوگا اور اس سے ہمارے سارے دلدر دور ہو جائیں گے لیکن ایسا نہیں ہے۔ زبان بیماری نہیں ہے، بیماری کی علامت ہے۔ اصل علاج بیماری کا ہونا چاہیے نہ کہ علامت کا۔ ہمیں سمجھوتے کی بجائے اصل مسائل کو حل کرنے کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔

سوال: ڈاکٹر صاحب آپ نے فرمایا کہ آپ نے اردو کو دفتروں میں رائج کرنے کے سلسلے میں کچھ آزمائشی پروگراموں کا بھی آغاز فرمایا۔ کیا آپ فرمائیں گے کس کس دفتر یا کسی بھی دفتر یا محکمے میں واقعی عملاً اردو رائج ہوئی، آپ کی کوششوں سے؟

جواب: جہاں تک سوال کے پہلے حصے کا تعلق ہے اس کا جواب تو متعلقہ ادارے دیں گے باقی جہاں تک ہماری کوششوں کا تعلق ہے ہم نے یہ کام تین طرح کیا: افسروں کو اردو سکھانے کا ایک پروگرام حکومت نے بنایا، تربیت کاری ہمارے ذمے نہیں تھی بنیادی طور پر یہ کام ہمارے مقاصد میں بھی نہیں تھا، حکومت نے از خود کیا۔ افسروں کی تربیت کے لیے طے ہوا تھا کہ دس ہزار افسروں کو ہر سال تربیت دی جائے گی عملی صورت یہ ہے کہ

دس ہزار کے مقابلے میں پہلے دورانیے میں سات سو، دوسرے میں گیارہ سو اور تیسرے میں کوئی آٹھ سو کے قریب افسر شریک ہوئے۔ مجھے تو نظر آتا ہے کہ صرف افسروں کی تربیت کے لیے چھ برس ابھی اور لگیں گے۔ دوسرا سیکٹر دفتروں میں ٹائپسٹ اور اسٹینوگرافروں کی تربیت تھا۔ اس کے لیے ٹائپنگ سینٹر قائم ہیں۔ تربیت کار ہمارے ادارے کی طرف سے تنخواہ پا رہے ہیں ان پر انتظامی کنٹرول کابینہ کا ہے۔ یہ دو عملی نتیجہ خیز نہیں۔

سوال : کلیدی تختہ تو آپ ہی کا طے کردہ ہے کیا یہ کی بورڈ حکومت سے منظور ہو گیا ہے۔

جواب : جی ہاں یہ کلیدی تختہ ہمارا ہی ہے، حکومت نے اس کا اور ٹیلی پرنٹر دونوں کے تختے منظور کیے ہیں اور اسی منظور شدہ" کی بورڈ پر تربیت کا کام ہو رہا ہے۔ اس نظام تربیت کے علاوہ جو دفاتر میں رائج ہے، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اپنے طور پر انگریزی ٹائپ کے مرکز قائم کر چکی تھی ہم نے آزمائشی طور پر راولپنڈی اور اسلام آباد میں ان مراکز کو اردو ٹائپ مشینیں دی ہیں اردو ٹائپ کاری کا یہ نظام بھی اچھی طرح چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ذیلی دفاتر میں بھی ہم نے اردو ٹائپ کاری اور مختصر نویسی کی مشق کے سینٹر قائم کر رکھے ہیں۔ کراچی کا مرکز چل رہا ہے دوسرے ذیلی دفاتر میں بھی اسی سال سے تربیت کے مراکز جاری ہو جائیں گے۔ پھر صدر دفتر میں بھی اسے جاری کرنے کا پروگرام ہے۔ فی الوقت کراچی میں ۷۰ آدمی زیرِ تربیت ہیں۔ چوتھا کام ہم نے یہ کیا کہ مختصر دفتری کورس بنایا ہے جو پانچ دن کا ہے۔ اسے ہم نے "ورکشاپ" کا نام دیا ہے۔ یہ تربیتی ورکشاپ ہم نے آزمائشی طور پر ادارہ ثقافت پاکستان میں، اے جی پی آر اور سی ڈی اے میں تین جگہ کی ہے۔ اور تجربہ کامیاب رہا ہے۔ اب ہم اسی تجربے کو مزید وسعت دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں ریڈیو پاکستان اور ٹی وی پر اسباق جاری کرنے کا پروگرام ہے۔

سوال : لیکن ڈاکٹر صاحب میری موجودگی میں ایک بہت بڑے وزیر نے آپ کے فنکشن میں اعلان کیا تھا کہ کل سے یا پرسوں سے منسٹری آف انفارمیشن اینڈ براڈکاسٹنگ اور وزارت مذہبی امور میں اردو کا نفاذ ہو جائے گا اس کے متعلق آپ کچھ بتا سکتے ہیں ؟

جواب : میں یہ عرض کردوں کہ اس وقت وزارت مذہبی امور میں اسی فیصد کام اردو میں ہو رہا ہے۔ البتہ اطلاعات کے محکمہ میں رفتار میرے نزدیک سست ہے اسے اور زیادہ تیز کرنے کی ضرورت ہے آپ نے ایک فرق تو محسوس کیا ہوگا کہ ریڈیو اور ٹی وی میں اردو کا بہت کچھ چلن جو نظر آتا ہے میں بہر حال اس سے مایوس نہیں ہوں۔ سست رفتاری کا گلہ گزار ضرور ہوں لیکن بد دل نہیں ہوں میرے خیال میں لوگوں کو نفسیاتی طور پر قومی زبان کا عادی بنانے کے لیے بھی تھوڑے بہت صبر و تحمل کا ثبوت دینا پڑے گا۔

سوال : ڈاکٹر صاحب ایک آخری سوال۔ ماشاءاللہ آپ کی گفتگو سے ہمیں بہت سی باتیں حاصل ہوئیں لیکن .... معلوم یہ کرنا ہے قومی زبان کو معاشرتی زندگی میں اور پورے ملک میں مستقل طور پر اور مکمل طور پر رائج کرنے کے لیے ۱۹۸۸ء کا ہدف مقرر کیا گیا ہے۔ کیا آپ کی رائے میں مقتدرہ کی کوششوں سے یہ ہدف پورا ہو سکے گا ؟

جواب : جناب والا میرے خیال میں آپ کے سوال کے دو حصے ہیں، اس لیے میرے جواب کے بھی دو حصے ہوں گے۔ ایک تو ہدف کی بات ہے اس کی آخری حد ۱۹۸۸ء ہے دوسرے حصے کا تعلق قومی زبان کو معاشرتی زندگی میں اس کا مقام دلانے سے ہے یہ ایک مستقل اور مسلسل عمل ہے۔ جو آگے تک چلتا جائے گا۔ یہ کوئی ایک دن یا ایک سال کی بات نہیں۔

پہلے حصے کے سلسلے میں عرض کر دوں کہ اصل مسئلہ ہے مالی وسائل کا میں یہ دعوے سے کہہ سکتا ہوں کہ اگر مجھے چار، چھ کروڑ روپے اگلے تین سال کے لیے دے دیئے جائیں تو ۸۸ء تک یہ ہدف پورا ہو سکتا ہے۔ باقی یہ یاد رہے اسی سوال کا دوسرا حصہ بھی ہے وہ یہ کہ اس کا نافذ کرنا بطور پالیسی اختیار کرنا، حکومت کا کام ہے اس ادارے کے دائرۂ اختیار میں نہیں۔ اپنی طرف سے میں یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر ہمیں ہماری ضروریات کے مطابق رقوم فراہم کر دی جائیں اور اس ادارے کو پھیلنے کا موقع دیا جائے، ساتھ ہی ساتھ ہمارے اختیار میں روپیہ بھی ہو تو تین سال کے اندر اندر ہم تینوں سیکٹروں میں وہ ہدف پورا کر سکتے ہیں جو قومی زبان کے لیے مقرر ہے لیکن یہ تو اس وقت ممکن ہو گا کہ مقتدرہ کے پاس رقوم ہوں اور اختیارات بھی ہوں۔

میزبان : ڈاکٹر صاحب بہت شکریہ آپ نے اس تھوڑے سے وقت میں ہمارے بہت سے سوالات کے جواب دیئے

مقتدرہ قومی زبان (ترامیم)

ترجمہ: عبدالمالک عرفانی

...MENT OF PAKISTAN
...ABINET SECRETARIAT
(CABINET DIVISION)
RESOLUTION

Rawalpindi, 6th Nov'1985.

No. 1(7)/85-NLA:- The Government of Pakistan have decided to make the following amendments in the Cabinet Division Resolution No. 275/CF/79, dated the 4th October'1979 published in the Gazette of Pakistan Extraordinary, dated the 7th October, 1979, namely:-

In the aforesaid Resolution,

((1) for the word "President", wherever occuring, the words "Prime Minister" shall be substituted;

(2) In paragraph II, for the word "Karachi" the word "Islamabad" shall be substituted.

2. Ordered that the Resolution be published in the Gazette of Pakistan.

(Ghulam Jilani Khan)
Deputy Secretary
Govt. of Pakistan
TELEPHONE 64911

The Manager,
Printing [illegible] Pakistan
Press, I[illegible]

حکومت پاکستان
کابینہ سیکرٹریٹ
(کابینہ ڈویژن)

راولپنڈی، ۶ ر نومبر ۱۹۸۵ء

قرارداد

نمبر ا (۷) / ۸۵ - این - ایل - اے

حکومت پاکستان نے فیصلہ کیا ہے کہ کابینہ ڈویژن کی قرارداد نمبر ۲۷۵/ سی ایف/۷۹ مورخہ ۴ ر اکتوبر ۱۹۷۹ء شائع کردہ غیر معمولی جریدہ پاکستان مورخہ ۷ ر اکتوبر ۱۹۷۹ء میں مندرجہ ذیل ترامیم کی جائیں یعنی مذکورہ قرارداد میں۔

(۱) لفظ "صدر"، جہاں بھی واقع ہو، کی بجائے الفاظ "وزیراعظم" مندرج ہوں گے۔

اور

(۲) پیرا II میں لفظ "کراچی" کے بجائے لفظ "اسلام آباد" مندرج ہو گا۔

۲۔ حکم دیا گیا کہ یہ قرارداد جریدہ پاکستان میں شائع کی جائے۔

دستخط

(غلام جیلانی خاں)
معاون معتمد حکومت پاکستان
ٹیلی فون - ۶۴۹۱۱

مینجر
پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس
اسلام آباد

ترجمہ: عبدالمالک عرفانی

قرارداد تاسیس

اکادمی ادبیات پاکستان

گزٹ آف پاکستان (ہفتہ وار) کے حصہ اول
میں اشاعت کے لیے

نمبر ایف - ۸ - ۱۸ / ۷۵ - سی بی　　　　اسلام آباد ۷ جولائی ۱۹۷۶ء

قرارداد

حکومتِ پاکستان نے یکم جولائی ۱۹۷۶ء سے اکادمی ادبیات پاکستان ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے قائم کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس ادارے کے فرائض، اس کی تنظیم اور اس کے مالی و انتظامی اختیارات حکومت وقتاً فوقتاً طے کرتی رہے گی۔

دستخط
(ایس مسعود علی)
ڈپٹی سیکرٹری

پبلشر گزٹ آف پاکستان
پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان، کراچی
نقل برائے اطلاع

۱۔ جملہ وزارتوں / ڈویژنوں / صوبائی حکومتوں کے لیے۔
۲۔ جملہ صوبائی حکومتوں کے لیے
۳۔ وزارت تعلیم کے تحت جملہ علمی اداروں کے لیے
۴۔ جملہ جامعات
۵۔ یونیورسٹی گرانٹس کمیشن، اسلام آباد
۶۔ وزارت تعلیم سے وابستہ اور متعلق جملہ دفاتر۔
۷۔ وزارتِ تعلیم کے ماتحت جملہ خود مختار / نیم خود مختار تنظیمات

جریدہ پاکستان حصہ اول میں اشاعت کے لیے
حکومتِ پاکستان　وزارت تعلیم
اسلام آباد ۱۸ اکتوبر ۱۹۷۸ء

اکادمی ادبیات پاکستان اسلام آباد

نمبر ایف ۔ ۱۵-۴/۷۸ ۔ یو این ای ایس سی او ۔ ایل بی ۔ حکومت پاکستان کی قرارداد نمبری یکساں مورخہ یکم فروری ۱۹۷۸ء میں جزوی ترمیم کرتے

TO BE PUBLISHED IN -PA
OF THE GAZETTE OF PAKISTAN
GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF EDUCATION.
Islamabad: the 8th Oct'1978

PAKISTAN ACADEMY OF LETTERS
ISLAMABAD.

NO.F 15-4/78-UNESCO-L.B. In partial modification of the Government of Pakistan Resolution of even number dated 1st Feb.1978,

the following changes are made:

1. The Objectives of the Pakistan Academy of Letters as defined under para 2 of the aforementioned Resolution have been redefined :

a. to determine research priorities in the field of literature and to undertake research projects

b. to evaluate the performance of the various learned bodies and institutions of higher learning and to scrutinise and assess their new projects and to release grants to them,

c. to set up a Bureau of Translation for the translation of selected works from and into national and the regional languages with a view to promoting greater cohesion and intellectual understanding among the people of different regions,

d. to promote and supervise the production of standard works of reference e.g. dictionaries, encyclopaedias etc. in the national and regional languages,

e. to establish a language laboratory, a language library and a documentation centre to facilitate work on the national and regional languages,

f. to undertake or recommend suitable measures for the promotion of creative writing in the national and regional languages in consonance with the ideology of Pakistan,

g. to undertake or recommend suitable measures for the introduction of Pakistani literature to foreign readers,

h. to produce a literary periodical in Urdu.

ہوئے مندرجہ ذیل تبدیلیاں عمل میں لائی جاتی ہیں:۔

۱۔ اکادمی ادبیات پاکستان کے مقاصد جو کہ قبل ازیں متذکرہ قرارداد کے پیرا ۲ کے تحت متعین ہیں حسب ذیل طور پر دوبارہ متعین کیے جاتے ہیں:۔

الف۔ ادب کے میدان میں تحقیقی ترجیحات کا تعین اور تحقیقی منصوبوں کو عملی جامہ پہنانا۔

ب۔ مختلف علمی انجمنوں اور اعلیٰ علوم کے اداروں کی کارکردگی کا اندازہ لگانا اور ان کے نئے منصوبوں کی جانچ پڑتال کرنا اور ان کا جائزہ لینا اور ان کی مالی معاونت کرنا۔

ج۔ مختلف علاقوں کے لوگوں میں زیادہ قربت اور ذہنی مفاہمت کے فروغ کی غرض سے چیدہ تصانیف کا قومی زبان سے علاقائی زبانوں میں اور علاقائی زبانوں سے قومی زبان میں ترجمہ کرنے کے لیے بیورو کا قیام عمل میں لانا۔

د۔ قومی اور علاقائی زبانوں میں معیاری کتب حوالہ مثلاً لغت، دائرہ المعارف وغیرہ کی تالیف کو فروغ دینا اور ان کی نگرانی کرنا۔

ہ۔ قومی اور علاقائی زبانوں پر کیے جانے والے کاموں کی تسہیل کے لیے ایک لسانی تجربہ گاہ، ایک لسانی کتب خانہ اور مرکز تحفظ دستاویزات DOCUMENTATION-CENTRE کا قیام۔

و۔ نظریہ پاکستان کی مطابقت میں اور قومی اور علاقائی زبانوں میں تخلیقی تحریروں کو فروغ دینے کے لیے مناسب اقدامات اختیار کرنا یا ان کی سفارش کرنا۔

ز۔ غیر ملکی قارئین میں پاکستانی ادب کو متعارف کرانے کے لیے مناسب اقدامات کرنا یا اس کی سفارش کرنا۔

ح۔ اردو میں ایک ادبی جریدے کا اجرا۔

i. to provide an authoritative body of consultants for all matters relating to literature and letters.

ط۔ ادب اور ادبیات سے متعلق تمام امور کے لیے مشیروں کا ایک مقتدر ادارہ عمل میں لانا۔

j. to nominate or recommend recipients for various literary awards and distinctions,

ی۔ مختلف ادبی انعامات اور امتیازات کے مستحق افراد کو نامزد کرنا یا ان کی سفارش کرنا۔

k. to represent or advise the Govt. on international gatherings relating to literature and letters.

ک۔ ادب اور ادبیات کے بارے میں بین الاقوامی اجتماعات میں حکومت کی نمائندگی کرنا اور اس سلسلے میں حکومت کو مشورہ دینا۔

l. to extend national recognition to eminent personalities for their services to national literature and letters and to undertake publication of research work of national importance done by them,

ل۔ قومی علم و ادب میں خدمات کی بنا پر اہم شخصیات کا قومی سطح پر تعارف اور ان کے قومی اہمیت کے تحقیقی کام کی اشاعت کا انتظام کرنا۔

m. to render monetary assistance to indigent writers and to safeguard interests of writers,

م۔ ملکی ادیبوں کو مالی امداد فراہم کرنا اور ان کے مفادات کا تحفظ۔

n. to recommend suitable measures for the promotion of printing and publishing industry in the country,

ن۔ ملک میں طباعتی اور اشاعتی صنعت کے فروغ کے لیے مناسب اقدامات کی سفارش کرنا۔

2. The Project Director of the Academy has been designated as Director General and words Project Director occuring at serial No.11 under para 3 should be substituted by "Director General".

۲۔ اکادمی کے منصوبہ بندی ناظم کو ناظم عمومی کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اور نمبر شمار ۱۱ زیر پیرا ۳ پر آنے والے الفاظ "ناظم منصوبہ بندی" کے بجائے "ناظم عمومی" کے الفاظ درج کیے جائیں۔

Sd/
(Dr. Abdul Hamid Sheikh)
Deputy Educational Adviser

دستخط
(ڈاکٹر عبدالحمید شیخ)
نائب مشیر تعلیمات

The Publisher,
Gazette of Pakistan,
Printing Corporation of Pakistan press,
KARACHI.

ناشر
جریدہ پاکستان
پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس کراچی

Copy for information to all Ministries/Divisions/Provincial Govts.

نقل برائے اطلاع، جملہ وزارتیں/ڈویژن/صوبائی حکومتیں۔

Copy to the Director General Pakistan Academy of Letters, Islamabad.

نقل برائے۔ ناظم عمومی پاکستان اکادمی ادبیات اسلام آباد

Sd/--
(Dr. Abdul Hamid Sheikh)
Deputy Educational Adviser.

دستخط
(ڈاکٹر عبدالحمید شیخ)
نائب مشیر تعلیمات

ترجمہ: عبدالمالک عرفانی

قائداعظم اکادمی

(قراردادِ تاسیس)

نقل اذاں ایف ۲۔ ۲۱/۷۵۔ سی ای این

جریدہ پاکستان کی آئندہ اشاعت میں شائع کرنے کے لیے۔

حکومت پاکستان

وزارت تعلیم

اسلام آباد، ۹ جنوری ۱۹۷۶ء

قرارداد

عنوان: قائداعظم اکادمی کا قیام بطور خود مختار ادارہ زیر وزارت تعلیم

نمبر ایف ۔ ۲ ۔ ۲۱/۷۵ سی ای این قائداعظم محمد علی جناح کی صد سالہ سالگرہ کی تقریبات کے سلسلے میں قائم کی گئی قومی کمیٹی اور انتظامیہ کمیٹی کے ایک فیصلے کے نتیجے میں وفاقی حکومت نے وزارت تعلیم کی براہ راست انتظامی نگرانی میں ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے قائداعظم اکادمی کے قیام کا فیصلہ کیا ہے۔ اکادمی ایسے منصوبوں کا بیڑا اٹھائے گی جو قائداعظم کی زندگی، کاوشوں اور کارناموں کے مختلف پہلوؤں اور تاریخ پاکستان کے ثقافتی، معاشرتی اور سیاسی پہلوؤں کے مطالعے اور تحقیق کے فروغ کے لیے وقف ہوں گے۔ اکادمی ایسے منصوبوں اور ایسے فرائض کی انجام دہی کے لیے بھی کام کرے گی جو اس کے بورڈ آف گورنرز (ہیئت حاکمہ)، صدر نشین یا اس کی انتظامی کمیٹی کی طرف سے منظور ہوں گے۔

۲ ۔ اکادمی کی ایک ہیئت حاکمہ ہوگی جس کی تشکیل حسب ذیل طور پر ہوگی۔

Copy from F.2-21/75 CEN

TO BE PUBLISHED IN THE NEXT ISSUE OF THE GAZETTE OF PAKISTAN

GOVERNMENT OF PAKISTAN
MINISTRY OF EDUCATION

Islamabad, January 9, 1976

RESOLUTION

SUBJECT: ESTABLISHMENT OF QUAID-E-AZAM ACADEMY AS AN AUTONOMOUS BODY UNDER THE MINISTRY OF EDUCATION.

No F.2-21/75-CEN. In consequence of a decision taken by the National Committee and the Executive Committee for the Birth Centenary Celebrations of Quaid-e-Azam Mohammad Ali Jinnah, the Federal Government has decided to establish the Quaid-e-Azam Academy as an autonomous body under the direct administrative control of the Ministry of Education. The Academy would undertake the projects devoted to the promotion of studies and research on various aspects of Quaid-e-Azam's life, works and achievements as also on the cultural, social, economic and political aspects of the history of Pakistan. The Academy would undertake such projects and perform such functions as are approved by its Board of Governors its Chairman, or its Executive Committee.

2. The Academy would have a Board of Governors with the following composition:-

1. Federal Education Minister — Chairman
2. Maulana Kausar Niazi, Federal Minister for Religious Affairs — Member
3. Mr. Yahya Bukhtiar — Member
4. Education Minister, Sind " "
5. Mr. Q.U. Shahab "
6. Dr. N.A. Baloch. "
7. M.A.H. Ispahani "
8. Mr. Ghulam Ali Allana "
9. Mr. A.K. Brohi "
10. Mr. Sharifuddin Pirzada "
11. Maulana Zafar Ahmad Ansari "
12. A representative of the Sind Madrassa "
13. A representative of the Punjab Govt. "
14. A representative of the Sind Govt. "
15. A representative of the NWFP Govt. "
16. A representative of Baluchistan Govt. "
17. Begum Shaista Ikram Ullah. "
18. Director, Quaid-I-Azam Academy — Convener

3. The Academy would have a full time paid director with necessary supporting staff and office equipment and will be located in Karachi. The Board of Governors or its Chairman would

Sd/
(NAZIR AHMAD)
Deputy Secretary

The Publisher,
Gazette of Pakistan,
Printing Corporation of Pakistan
Press, KARACHI

۱۔ وفاقی وزیر تعلیم — صدر نشین
۲۔ مولانا کوثر نیازی
وفاقی وزیر برائے مذہبی امور — رکن
۳۔ مسٹر یحییٰ بختیار — رکن
۴۔ وزیر تعلیم سندھ — رکن
۵۔ مسٹر کیو۔ یو۔ شہاب — رکن
۶۔ ڈاکٹر این اے بلوچ — رکن
۷۔ مسٹر ایم اے۔ ایچ۔ اصفہانی — رکن
۸۔ مسٹر غلام علی الانا — رکن
۹۔ مسٹر اے۔ کے۔ بروہی — رکن
۱۰۔ مسٹر شریف الدین پیرزادہ — رکن
۱۱۔ مولانا ظفر احمد انصاری — رکن
۱۲۔ ایک نمائندہ از سندھ مدرسہ — رکن
۱۳۔ ایک نمائندہ از حکومت پنجاب — رکن
۱۴۔ ایک نمائندہ از حکومت سندھ — رکن
۱۵۔ ایک نمائندہ از حکومت شمالی مغربی سرحدی صوبہ — رکن
۱۶۔ ایک نمائندہ از حکومت بلوچستان — رکن
۱۷۔ بیگم شائستہ اکرام اللہ — رکن
۱۸۔ ناظم قائداعظم اکادمی — کنوینر (داعی)

۳ اکادمی کا ایک ہمہ وقتی باتنخواہ ناظم ہوگا جس کے ساتھ ضروری ملازمین اور دفتری سامان و اشیاء ہوں گی یہ دفتر کراچی میں ہوگا۔ بہیئت حاکمہ یا صدر نشین اس کی انتظامیہ کمیٹی نامزد کرے گا۔ وزیر اعظم پاکستان نے اکادمی کا صدر بننے پر رضامندی ظاہر کی ہے۔

دستخط
(نذیر احمد)
نائب معتمد

ناشر جریدہ پاکستان
پرنٹنگ کارپوریشن آف پاکستان پریس کراچی۔

اپنی بات: مقتدرہ کی سرگرمیاں

— طارق شاہد

ہماری خوش قسمتی ہے کہ اس مہینے میں مقتدرہ قومی زبان کو بہت سے اہلِ علم و فن حضرات نے اپنی تشریف آوری سے نوازا۔

---

۱۳ نومبر کو کراچی کے انکم ٹیکس کمشنر اظہر حسن صدیقی صاحب اور وفاقی معائنہ کمشن سے ایم ایم حسن صاحب تشریف لائے۔ جناب صدر نشین نے انہیں مقتدرہ قومی زبان کی کارکردگی سے آگاہ کیا۔

---

۱۴ نومبر کو کمشنر انکم ٹیکس راولپنڈی راجہ الرام اعظم صاحب دفتر مقتدرہ قومی زبان تشریف لائے اور جناب صدر نشین سے باہمی امور پر تبادلہ خیال کیا۔

---

۱۹ نومبر کو آزاد کشمیر یونیورسٹی سے ڈاکٹر صابر آفاقی صاحب آئے اور کچھ دیر جناب صدر نشین کے ساتھ رہے۔

---

۱۹ نومبر کو مرکز تحقیق و ترقی نصاب کے نائب ناظم پروفیسر خادم علی ہاشمی صاحب مقتدرہ قومی زبان آئے اُن کے ساتھ ادارۂ تعلیم و تحقیق جامعہ پنجاب کے پروفیسر حمید نواز صاحب بھی تھے انہوں نے صدر نشین مقتدرہ سے ملاقات کی۔

---

۲۵ نومبر کو ہمدرد فاؤنڈیشن دہلی، بھارت، کے صدر حکیم عبدالحمید صاحب سیکرٹری ارشد علی قدوائی صاحب اور علی گڑھ یونیورسٹی کے سابق وائس چانسلر دفتر مقتدرہ قومی زبان میں تشریف لائے اور کچھ دیر مقتدرہ کے معتمد حاجی ارشد قریشی صاحب کے ساتھ رہے۔ انہیں مقتدرہ کی کارکردگی سے آگاہ کیا گیا اور مقتدرہ کی جانب سے شائع کی گئی کتابیں پیش کی گئیں۔ مہمانوں نے نفاذِ قومی زبان کے سلسلے میں مقتدرہ کی خدمات کو سراہا۔

---

۲۷ نومبر کو مقتدرہ قومی زبان کے دفتر میں کمپیوٹر کمیٹی کا اجلاس ہوا، جس کی صدارت مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ڈاکٹر وحید قریشی صاحب نے کی۔ اس اجلاس میں کراچی سے احمد جمیل مرزا صاحب، نہری پور سے انعام اللہ بیگ صاحب، اسلام آباد سے جناب محمد رفیق احمد خان منیجنگ ڈائریکٹر ٹیلیفون انڈسٹری بلال محمد صاحب، ڈپٹی مکرم الحق صاحب نے شرکت کی۔ کمپیوٹر کمپنی ڈ ن کے جنرل مینیجر بریگیڈیئر کارڈن صاحب نے بھی اجلاس میں شرکت کی اور اس موضوع کے فنی اور تکنیکی پہلوؤں پر اظہارِ خیال کیا۔

---

۲۸ نومبر کو ہمدرد فاؤنڈیشن پاکستان کے صدر حکیم محمد سعید صاحب مقتدرہ کے دفتر تشریف، مختلف شعبے دیکھے۔ وہ کچھ دیر جناب صدر نشین کے ساتھ رہے

Mr. Pavitt: Does the Minister read the *Daily Jang* which is the most widely read Urdu newspaper? Has he read the article about the need for more language laboratories for teachers who are trying to teach Urdu in schools?

Mr. Patten: I am bound to say that I have not read that publication as frequently as I should. I shall, of course, now do so and take on board what the hon. Gentleman has said.

پارلیمنٹ کی ۱۹ نومبر کی مرکاری طور پر مطبوعہ کارروائی کے ایک صفحہ کا عکس جس میں "جنگ" کا ذکر ہے

"جنگ" کو باقاعدگی سے پڑھوں گا، برطانوی پارلیمنٹ کو وزیر کی یقین دہانی

"جنگ" سب سے کثیر الاشاعت اخبار ہے مسلمانوں کے مسائل معلوم کرنے کے لئے پہلے اسے باقاعدگی سے نہیں پڑھ سکا

[illegible]

اخبارِ اردو کے نام

سید علی عارف رضوی

محترم جناب ڈاکٹر صاحب - السلام علیکم

" اخبار اردو" جلد ۲، شمارہ ۹، ستمبر ۱۹۸۵ء میں سری نواس لاہوٹی صاحب نے " سماجی تحفظ" کی کچھ اصطلاحات کے اردو مترادفات تجویز کیے ہیں۔ ان میں سے بعض کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔

Duplicate Registration - دوہرار جسٹریشن

دوہرار جسٹریشن کے بجائے " دوہری رجسٹری" کہا جائے۔ انگریزی "رجسٹریشن" کے لیے " رجسٹری" کا لفظ اکثر استعمال ہوتا ہے۔ مثلاً دستاویزات کی رجسٹری کرالی ہے۔ وغیرہ

Employee - مزدور

اس انگریزی لفظ کے لیے اردو میں " ملازم" کا لفظ ہے۔ مزدور Labourer کو کہتے ہیں۔ لہذا employee کو مزدور کہنے کا سبب سمجھ میں نہیں آیا۔

Full time Doctor - ہمہ وقتی طبیب

Full time کے لیے " ہمہ وقتی" کے بجائے اصطلاح " کل وقتی" زیادہ موزوں ہے۔ (Part time = جزوقتی") -

Governing Body - مجلس انتظامی

مروجہ اصطلاح " ہئیت حاکمہ" ہے۔ مجلس انتظامی درست نہیں (Administrative Council کو مجلس انتظامی کہہ سکتے ہیں۔)

Office Order سرکاری حکم نامہ

" حکم دفتر " یا " دفتری حکم نامہ" ہے۔ اول الذکر (حکم دفتر) کو ترجیح دی جائے۔

Pensioner - وظیفہ یاب - موظف

" پنشن یافتہ" ۔ " پنشن یاب" بھی کہہ سکتے ہیں۔ لفظ" موظف" نہیں چل سکے گا۔ لفظ " وظیفہ" چوں کہ Stipend کے لیے بھی مستعمل ہے لہذا پنشن کا لفظ اپنایا جائے تو مضائقہ نہیں۔

Pensionable age کا مترادف " قابلِ پنشن عمر" ہوگا۔

Contractor

Sub-contractor کے لیے علی الترتیب " ٹھیکیدار" اور " ذیلی ٹھیکہ دار" یا شکمی ٹھیکہ دار" رائج ہیں اس لیے کسی نئے لفظ کی ضرورت نہیں ہے۔

Vice Commissioner - یہ اصطلاح نظر سے نہیں گزری اس لیے کچھ کہہ نہیں سکتا۔ البتہ لفظ ناظم چونکہ کئی دوسرے عہدوں کے لیے مستعمل ہے۔ لہذا " کمشنر" کا لفظ رہنے دیا جائے۔

ڈاکٹر حامد محمود

شریک معتمد سائنٹفک سوسائٹی پاکستان - کراچی

" نفاذ اردو کے سلسلے میں جس سست روی کا ہم شکار ہیں اس سے بعض اوقات یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ کیا ہماری قومی زبان بھی کسی وقت قومی حیثیت اختیار کر سکیں گی ؟ یا بقول بعض اکابرین یہ صرف مشاعروں اور ادبی محفلوں تک محدود رہے گی اور دیگر علوم و فنون و کاروبارِ زندگی میں اس کا داخلہ ممنوع رہے گا۔ آپ کے رسالے سے یہ معلوم ہوکر خوشی ہوئی کہ وزارتِ اطلاعات ونشریات نے اردو کو سرکاری کارروائی کے لیے اپنایا ہے۔ لیکن ہمارے یہاں اس وزارت سے جو بھی مراسلت ہوئی ہے وہ ابھی تک انگریزی میں ہے۔

علاوہ ازیں آپ اس سے اتفاق کریں گے کہ زبان صرف رسم الخط تبدیل کرنے کا نام نہیں ہے جیسا کہ آجکل اکثر ہوُا ہے ۔ وزارت اطلاعات اور نشریات کے تعلق سے آپ کی توجہ" پاکستان سٹینڈرڈ ٹائم" کے جملے کی طرف مبذول کرانا چاہونگا جو ہمارے عوام اور خواص قومی نشر و اشاعت کے اداروں سے اردو میں دن میں کئی بار سنتے ہیں۔ اسی قسم کی متعدد مثالیں دی جا سکتی ہیں۔

تعارف وتبصرہ

محمد اقبال : ایک ادبی سوانح حیات

تصنیف : پروفیسر جگن ناتھ آزاد

o

پروفیسر جگن ناتھ آزاد کا نام اقبال شناسوں اور متخصصین اقبال کے درمیان محتاجِ تعارف نہیں۔ مطالعہ اقبال کے ضمن میں ان کی متعدد قابلِ قدر تصانیف منظرِ عام پر آکر اہلِ علم سے خراجِ تحسین حاصل کر چکی ہیں۔ زیرِ نظر کتاب اقبالیات کے سلسلے میں ان کی دسویں کاوش ہے۔

زیرِ نظر کتاب پانچ حصوں میں تقسیم کی گئی ہے۔ پہلا حصہ اقبال کے بچپن اور ابتدائی تعلیم و تربیت سے متعلق ہے۔ دوسرے حصے میں ان کے لاہور میں زمانۂ طالب علمی سے لے کر سفرِ انگلستان تک کا ذکر ہے۔ تیسرا حصہ قیامِ یورپ کی تفصیلات بیان کرتا ہے۔ چوتھا حصہ اقبال کی وطن واپسی سے لے کر ۱۹۳۰ء تک ہے۔ یہ وہ دور ہے جسے پروفیسر جگن ناتھ نے "معروف زندگی کے بیس سال" کہا ہے۔ کتاب کا آخری یعنی پانچواں حصہ حیاتِ اقبال کے آخری آٹھ سالوں پر محیط ہے۔ یوں یہ کتاب اقبال کے سوانح اور فن کے مختلف ادوار سے گزرتی ہوئی اقبال کی زندگی کے اہم پہلوؤں کا احاطہ کرتی ہے اور قارئینِ اقبال کو علامہ کے فکر و فن پر منظم اور سیر حاصل مواد مہیا کر رہی ہے۔

ابتدا ہی میں مصنف نے مطالعہ اقبال سے اپنی وابستگی کی دلچسپ روداد بیان کر کے قارئین کو کتاب سے پوری طرح وابستہ کر دیا ہے۔

اس میں کچھ شک نہیں کہ مواد کی جمع آوری، انتخاب اور پیشکش میں محنت اور معیار دونوں نمایاں طور پر نظر آتے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ کتاب عام قاری کی دلچسپی کے لیے لکھی گئی ہے۔ کیونکہ اس کے اکثر حصہ میں کوئی نیا مواد پیش نہیں کیا گیا۔

کتاب کا خاکہ بے حد مختصر رکھا گیا ہے اس غیر معمولی اختصار اور احتیاط کے نتیجے میں بے شمار مطالب تشنہ اور نامکمل رہ گئے ہیں۔ اسی طرح بعض مقامات پر مطالب، اسماء اور الفاظ کی صحت پر توجہ نہیں کی جا سکی مثلاً اقبال کے پنجاب یونیورسٹی میں تعلیمی کوائف کے بارے میں "ذکرِ اقبال" کی تفصیل جدید تحقیق کی روشنی میں بہ تمام و کمال قابلِ یقین نہیں ہے اور نہ اس سے اقبال کی عظمت ہی میں کوئی فرق پڑتا ہے۔

صحتِ الفاظ کے ضمن میں تین مثالیں قابلِ توجہ ہیں۔ صفحہ ۵۲ پر نردبان کے بجائے فزدبان، صفحہ ۵۹ پر حکم کی تعمیل کے بجائے حکم کی تعلیم اور صفحہ ۷۶ پر بالالہ رویاں کی جگہ بالہ رویاں چھپ گیا ہے ایسی اور فروگزاشتیں تلاش کر کے آئندہ ایڈیشن میں درست کر دینی چاہئیں۔

مجموعی اعتبار سے محمد اقبال : ایک ادبی سوانح حیات ایک عمدہ اور دلچسپ کتاب ہے۔ جسے پریم گوپال متل نے ماڈرن پبلشنگ ہاؤس دریا گنج نئی دہلی سے شائع کیا ہے۔ مصنف نے کتاب کے دیباچے میں ناشر کی محنت اور ذوقِ طباعت کی تعریف کی ہے جو بجا معلوم ہوتی ہے۔

(ڈاکٹر گوہر نوشاہی)

مکاتیب بہادر یار جنگ - جلد دوم

ناشر : بہادر یار جنگ اکادمی ۴۴-اے
سراج الدولہ روڈ - بہادر آباد کراچی
صفحات : ۲۶۱
قیمت : تیس روپے

نواب بہادر یار جنگ مرحوم ایک بے مثال خطیب، سیاسی راہنما اور دُرد دِل رکھنے والے انسان تھے - انہوں نے اپنی بھرپور زندگی میں ہزاروں خطوط لکھے - زندگی کے اس دور میں جب اُن کی ذاتِ گرامی مرجع عوام تھی انہوں نے خطوط کا باقاعدہ ریکارڈ رکھنا شروع کیا تاکہ کثرتِ کار میں کوئی معاملہ یا اس کا پس منظر نسیا ن کی نذر نہ ہو جائے۔ اس طرح اُن کے خطوط پر مشتمل کئی رجسٹر تیار ہو گئے۔ ان رجسٹروں میں سے تین بہادر یار جنگ اکادمی میں محفوظ ہیں۔ ان رجسٹروں پر مبنی مکاتیب بہادر یار جنگ کی جلد اول جون ۱۹۶۷ء میں شائع ہوئی تھی - زیرِ نظر جلد دوم میں ۴ رجنوری ۱۹۳۸ سے ۲۷ رمئی ۱۹۴۴ء تک کے عرصے میں لکھے گئے ۲۱۶ خطوط شامل ہیں - کچھ خطوط بیگم نواب بہادر یار جنگ کی طرف سے بھی ہیں ۔

خطوط تاریخی ترتیب کے مطابق درج کیے گئے ہیں البتہ نواب مرحوم کے سفرِ بلادِ اسلامیہ سے تمام خطوط یکجا کر دیے گئے ہیں - جناب مجید احمد فاروقی نے خلوص اور لگن سے خطوط مرتب کیے ہیں ۔

ان خطوط سے مرحوم نواب بہادر یار جنگ کی معروفیات، پسند و ناپسند اور سیرت و کردار پر اچھی روشنی پڑتی ہے - مکتوب نگار کی زندگی اور مجلس اتحاد المسلمین حیدر آباد کی تاریخ اور کام کے سلسلے میں یہ مجموعۂ خطوط ایک بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے ۔

کتاب خوبصورت کتابت میں اچھے انداز میں شائع کی گئی ہے اور رنگین کی جلد سے مزین ہے ۔ (اختر راہی)

جامعہ عثمانیہ

مولفین : ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی، محمد ابراہیم
ناشر : بہادر یار جنگ اکادمی
سراج الدولہ روڈ - بہادر آباد، کراچی - ۵
صفحات : ۱۳۵
قیمت : ۳۰ روپے

یہ کتاب تین مقالوں پر مشتمل ہے - پہلا مقالہ (جامعہ عثمانیہ - آغاز اور نشوونما کا پہلا دور ۱۹۱۹ء تا ۱۹۴۸ء) ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کے انگریزی مقالے کا اردو ترجمہ ہے - دوسرا مقالہ بھی ڈاکٹر صاحب ہی کے رشحاتِ تحریر میں سے ہے اور جامعہ عثمانیہ سے متعلق ذاتی تاثرات پر مبنی ہے - تیسرا مقالہ جناب محمد ابراہیم کے قلم سے ہے اور انہوں نے جامعہ کے سنہری دور پر گفتگو کی ہے ۔

ان مقالات سے جامعہ کی تحریک، تاریخ اور کارناموں پر روشنی پڑتی ہے - تاثراتی مضامین سے جامعہ کے اساتذہ اور معروف کارکنانِ جامعہ کی شخصیات اور طرزِ زندگی پر دلچسپ معلومات ملتی ہے ۔

جامعہ عثمانیہ کی روح اردو ذریعہ تعلیم میں تھی - اس حوالے سے اب جامعہ عثمانیہ قصۂ ماضی ہے مگر اردو کے بہی خواہوں کے لیے آج بھی اس کی تاریخ اور کامیابیوں کا تذکرہ اپنے اندر سرمایۂ ترغیب رکھتا ہے ۔ (اختر راہی)

درس نظامی کی درس گاہوں نے ایک طرف مغربی سیاست کے جال سے بچنے کے لیے اردو زبان کو اپنایا تو دوسری طرف علوم اسلامیہ کی نشر و اشاعت اردو زبان میں کر کے اردو کو پروان چڑھانے میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا - اردو تدریس کانفرنس

ہمارے پمفلٹ

پمفلٹ نمبر ۱ — اعلیٰ تعلیم میں اُردو کی حیثیت
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۲ — سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں
مصنف — میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن

پمفلٹ نمبر ۳ — اُردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں
مصنف — ڈاکٹر رضی الدین صدیقی

پمفلٹ نمبر ۴ — مقتدرہ قومی زبان اور علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کا اشتراکِ عمل

پمفلٹ نمبر ۵ — مقتدرہ قومی زبان اور اُردو ٹیلی پرنٹر
مصنف — محمد رفیق احمد خان

پمفلٹ نمبر ۶ — وزارت قانون اور اسلامی نظریاتی کونسل کے اُردو تراجم۔

پمفلٹ نمبر ۷ — اُردو کمپیوٹر ہی بہتر ہے۔
ترجمہ — سرفراز شاہد

پمفلٹ نمبر ۸ — مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے
مصنف — عطش درانی، ڈاکٹر محمد ریاض، محمد طاہر منصوری

پمفلٹ نمبر ۹ — آزاد کشمیر میں اردو کا نفاذ
مصنف — پروفیسر ایوب صابر

پمفلٹ نمبر ۱۰ — وضع و استنادِ اصطلاحات
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۱ — قومی زبان کا نفاذ - چند دشواریاں
مصنف — بریگیڈیئر ریٹائرڈ گلزار احمد

پمفلٹ نمبر ۱۲ — تربیتی ورکشاپ برائے ادارہ ثقافت پاکستان
مصنف — ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، انعام الحق جاوید

پمفلٹ نمبر ۱۳ — بلوچستان میں نفاذ اُردو
مصنف — ڈاکٹر انعام الحق کوثر

پمفلٹ نمبر ۱۴ — قومی زبان اور علاقائی زبانوں کا رشتہ
پروفیسر جیلانی کامران

پمفلٹ نمبر ۱۵ — قومی زبان کی پالیسی کے بارے میں چند خیالات
مصنف — مختار زمن، ترجمہ، سید فیضی

پمفلٹ نمبر ۱۶ — دفتری زبان اور نصاب تعلیم
مصنف — ڈاکٹر سید عبداللہ

پمفلٹ نمبر ۱۷ — دفتری اُردو
مصنف — ڈاکٹر وحید قریشی

پمفلٹ نمبر ۱۸ — برطانیہ میں اردو کی تعلیم
مصنف — محمود ہاشمی

پمفلٹ نمبر ۱۹ — ایران میں وضع اصطلاحات کے اصول
مصنف — ڈاکٹر مہر نور محمد خان

پمفلٹ نمبر ۲۰ — اردو کی وسعت اور جامعیت
مصنف — مختار زمن، ترجمہ سید فیضی

پمفلٹ نمبر ۲۱ — مجلس زبان دفتری پنجاب

مقتدرہ قومی زبان

مکان نمبر ۸-۱۰ - گلی نمبر ۳۲ - سیکٹر الیف ۸/۱ - اسلام آباد

فون: ۸۵۳۳۸۲/۸۵۲۲۸۰/۸۵۲۲۲۰

(ناشر: محمد اسلام نشتر - طابع: برق سنز پرنٹرز لمیٹڈ اسلام آباد)

ہماری مطبوعات

دارالترجمہ

امور دفتری

دفتری ترکیبات و محاورات اور فقرات کی لغت - مجیب الرحمٰن مفتی

قیمت -/۱۲۰ روپے، مجلد -/۱۵۰ روپے (سستا ایڈیشن -/۶۷ روپے)

دفتری مراسلت - مجیب الرحمٰن مفتی

قیمت -/۲۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے (سستا ایڈیشن -/۸ روپے صرف دفاتر کے لیے)

وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام -

قیمت -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے

وفاقی و صوبائی محکموں اور اداروں کے نام

قیمت -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے، پیپر بیک -/۴۵ روپے

اصطلاحات

مختصر اصطلاحات دفتری

قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن -/۵ روپے صرف دفاتر کے لیے)

اصطلاحات حسابداری و محاسبی - مسعود احمد چیمہ

قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن -/۵ روپے صرف دفاتر کے لیے)

سائنسی و تکنیکی اصطلاحات - وفاقی وزارت تعلیم

قیمت پیپر بیک -/۲۵ روپے، مجلد ۴۵ روپے

اصطلاحات موسیقیات - سرفراز شاہد

قیمت پیپر بیک -/۱۰ روپے مجلد -/۳۰ روپے

اصطلاحات ریاضی ذیلی مجلس اصطلاحات

قیمت پیپر بیک -/۲۷ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات مساحت - سید علی عارف رضوی

قیمت مجلد -/۴۰ روپے، غیر مجلد -/۳۰ روپے

تعلیمی اصطلاحات ذیلی مجلس اصطلاحات

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

اصطلاحات ڈراما - ڈاکٹر محمد اسلم قریشی

قیمت پیپر بیک -/۱۵ روپے، مجلد -/۳۰ روپے

ری پرنٹ

اصطلاحات عدلیہ و مالگزاری - ایچ ایچ ولسن

قیمت - (قسم اول) -/۳۵۰ روپے (قسم دوم) -/۲۵۰ روپے

مختصر قانونی اصطلاحات - مولوی فیروز الدین ڈسکوی

قیمت -/۱۲ روپے، مجلد -/۲۰ روپے

تراجم

بھارت میں قومی زبان کا نفاذ - مختار زمن ترجمہ پروفیسر انور بیگ اعوان

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۶۰ روپے

جائزے (محدود اشاعت)

تعلیم ملازمت اور زبان - ملک گیر رائے عامہ پر مبنی ایک تجزیہ

ملازمتوں کے اشتہار اور پاکستان کی قومی زبان

راولپنڈی اسلام آباد میں انگریزی ذریعہ تعلیم کے ادارے

سائنسی علامات، مساوات، ترقیمات اور ہندسے

دارالتصنیف

امور دفتری

جدید اردو ٹائپ کاری - سید عرفان علی یوسف

قیمت - پیپر بیک -/۱۰ روپے (سستا ایڈیشن) -/۴ روپے

اصطلاحات سازی (کتابیات)

اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) - ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

قیمت - پیپر بیک -/۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

فارسی اصطلاحات سازی (حصہ اول، دوم) - سید عارف نوشاہی، ڈاکٹر مہر نور محمد خا

قیمت -/۳۶ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) - محمد طاہر منصوری

قیمت -/۴۵ روپے، مجلد -/۵۵ روپے

کتابیات

اردو میں سائنسی ادب کا اشاریہ - ڈاکٹر ابواللیث صدیقی

قیمت -/۶۰ روپے

کتابیات قانون - عطش درانی

قیمت پیپر بیک -/۴۰ روپے مجلد ۷۵ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد اول) - محمود الحسن

قیمت پیپر بیک -/۴۰ روپے مجلد -/۵۶ روپے

پاکستان کے اردو اخبارات و رسائل (جلد دوم) - ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

قیمت -/۴۲ روپے، مجلد ۵۸ روپے

کتابیات قواعد اردو - ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری

قیمت -/۳۰ روپے، مجلد -/۴۰ روپے

کتابیات اردو مطبوعات ۱۹۸۴ء خالد اقبال یاسر

قیمت -/۳۸ روپے، مجلد -/۴۸ روپے

کشاف

کشاف اصطلاحات سیاسیات (حصہ اول) - محمد صدیق قریشی

قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

کشاف اصطلاحات کتب خانہ - محمود الحسن، زمرد محمود

قیمت -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۰ روپے

مسائل

لینگویج پالیسی آف انڈیا - مختار زمن

قیمت پیپر بیک -/۳۰ روپے، مجلد -/۵۰ روپے

مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے - ڈاکٹر محمد ریاض، میاں بشیر احمد

محمد طاہر منصوری، عطش درانی،

قیمت -/۱۸ روپے، مجلد -/۳۸ روپے

انگریزی زبان اور ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار - پروفیسر جیلانی کامر

قیمت پیپر بیک -/۶۵ روپے، مجلد -/۸۵ روپے

لسانیات

کتب لغت کا تحقیقی و لسانی جائزہ (جلد اول) - جابر علی سید

قیمت پیپر بیک -/۳۶ روپے، مجلد -/۵۴ روپے